

ڈیلیکیشن

میں اس قابل قدر و بیش بہا تعینیت کو کہاں ادب جناب سرورہ بیتہ خاتون بیگم
عباس طیب بی صاحبہ (سابقہ بی بی گورنمنٹ) کے نام نامی و اسم گرامی پر حضور
کرنا ہوں جناب موصوفہ اعلیٰ تعلیم یافتہ و حامی تعلیم نسوان ہونے کے علاوہ
سیر سی مرحومہ کی نادیہ و محبہ و منورہ ہیں اور بیگم صاحبہ کی قدر و تعظیم
و توقیر افزائی کا نتیجہ ہے کہ آج حقہ سوم شرکت آرا بیگم دینی دنیا کے
ساتھ پیش ہو رہی ہیں۔ میں کہاں خلوص جناب بیگم عباس طیب بی صاحبہ
کو ٹھہریں۔ اجازت حضرت ممدوحہ فی ثمرہ کے ساتھ جہان کرنا ہوں۔

خاکسار

علامہ عبدالرزاق عباسی

کھٹو۔ ۲۷۔ نومبر ۱۹۲۳ء



Figure 1. A person sitting on a bench outdoors, wearing a light-colored garment.



باب اوّل

شکوہ آریہ کا خاندان

ہر روز روزِ جمعہ ہر گزبے شہادت

سوتا ہوں اداگوں و ستاروں کے

عاشقِ دستِ فرستہ و جیسا کہ دستِ آرمِ محفلِ کامرانی سوزِ غنائی
 وہ دھڑکیں ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے آہی زبانی آسمان کے کواچہ چاہتے
 جھینگھوں کو برداشت کرتا ہے۔ جانِ غمروں کی آواز ہے کواچہ کی آواز ہے جی شہادت
 قوت کے دل کو جیوں ۵۔ آنکھیں تھکتی ہیں، اور اگر نہ انھیں تھکے کے آگے
 میں تہی چاروں طرف تالابی ہی تالابی نظر آتی تو اندر سے اور بندھے حضرت
 خدایں کے آگے اپنی پلٹتی ہیں میرے سہلے ہیں اپنے پاس کی نظر ہیں جی غمروں

سست سے غوطہ کھا رہے ہیں۔ ان ایک شرکت آسان ہے مگر اس کا نام پھر یہ جانتا ہے
 جس سے ہاتھ پیر پھریں۔ جتنی غصہ ہو تو اسی نام آج کو کہتے ہیں اور خود اس کے
 معنی ہیں۔ اکثر مشائخ اپنے آقا و پیغمبروں کو یہ نام دیتے ہیں۔ غارت تو بھی مانی
 رہی تھی۔ اب غصہ کا معاملہ ہے مگر یہ چاروں طرف سے ہوتا ہے۔ شوکت عالم
 سے غمی و غارت خراج کرنے والی جس کے بعد میں شوکت عالم کے معنی غصہ و غارت
 و شکوہ و غصہ کے معنی ملے۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ غمی یا غصہ ایک نام ہے اس کی تفسیر
 کریں کہ غصہ معنی غصہ و غارت ہے۔ غصہ اب شوکت عالم کی تفسیر کیا
 رفیق ہیں غارت و غمی کا اطلاق انھیں سے شائع ہے۔ گھوڑوں سوار سفید کی غارت
 میں ہیں۔ چارہ یا غار میں ان کے نیچے کام کرتی ہیں۔ کوشش میں ہیں۔ کوشش کے معنی
 ہیں۔ وادہ غزنی غزنی جو چاہے ان کو کھائے۔ دونوں وقت یکم کے ساتھ غزنی
 پر کھانا کھاتی ہیں۔ کوئی غزنی یا غزنیوں کو کھانا کھاتی ہیں۔ غزنیوں کا نام
 کرنا ایسا کوئی نام ہے جسے غزنیوں یا غزنیوں کا نام ہے۔ کدیاں جتنی یا غزنی
 صاحب ہوئے صرف ہوئے۔ ان صاحب کثیر کو دیکھتے ہوئے کو ان کو کھاتا ہے کہ
 اکثر مشائخ بھاری بھر کر گم آری ہوں گے۔ دوسرا چھڑا کے ملک اس صاحب بھاری
 لیکن ان میں غصہ و غارت کا نام ہے۔ غزنیوں کے معنی غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے
 جاندار ہیں بہت کچھ پیدا کرتی ہیں۔ خاص یہی ہیں۔ غزنیوں کو غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے
 شائع بارہ غزنی کی زمین داری میں غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے
 ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے
 زندگی کے غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے
 دوسری سال میں ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے
 اگر غزنی غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے۔ غزنیوں کا نام ہے

کی دعا استدعا کرتی ہیں۔ انھیں کی صحبت کا فیض بہ کثیر۔ باقوی میں انہی کی دعا
جو گئی ہے۔ تعلیم کا اشخاص شریعت اور حکم نے ثابت مقبول کیا ہے ایک وسیع مطلق
ہی بنا داری سے باہر دو گھنٹیاں کے فاصلے تک ایک جگہ کے اندر ہی ٹھہر چکی ہیں
چچ میں ایک بڑے زمانہ سکول کی عمارت ہے۔ مغربی سمت کی کوئی شناخت عمل
کے نام سے مشہور ہے اور مغربی سمت کی عمارت احمد نزل کی کہلاتی ہے۔ جو احمد علی
خان صاحب نے بنائی سرور کی دیگر کنگے اپنے صحن سے بنوائی ہے۔ دونوں گھنٹوں
خاتیت وسیع و مرتفع ہیں۔ زمانہ دور وادہ دونوں کی بہت گنجائش ہے۔ نقشہ بالکل ایک
ہی ہے۔ سرور لائق نہیں چاروں طرف خاتیت احمد تر شاہ کی چھوڑی ہے۔ اس
بڑے خوش طبع سبزہ کے چمن اعلیٰ ہے۔ چاروں طرف حوض۔ نہریں۔ کھجور کچھ تو
ہیں۔ متعدد مالی ہر رنگت کر پتہ پیل ہوئے دست کرتے پھرتے ہیں۔ احمد نزل سے
شرکت محل کو جانے کے لئے باہری راستہ تو پہلی ہے مگر اندرونی راستہ ایک سکول
کے صحن سے ہے۔ یہی ہر وقت آباد رہتا ہے۔ کوئی ڈاکوئی اس عمارت سے اس عمارت
میں ضرورت سے ضرورت جاتے ہوئے ضرور نظر آتے گا۔ سرور کی خدا جھوٹ
نہ جاسے ان دورات میں کیوں چکر کرتی ہیں۔ ایک سکول کے حدود میں قدم نہ کھا
اور ذرا دھڑا نظروں سے ہر پر چیز کی نظر نہ لگنی۔ بڑے چلنے اور بڑے چلنے والوں کے
غیبات کا ہر وقت و ہر دم اندازہ کرتی رہتی ہے۔ ساتھ ساتھ بڑے اونٹے گھڑاؤں
کی لڑکیاں بھی وہاں سرور میں تعلیم پاتی ہیں۔ جس ایسی بھی ہیں کہیں کا تیا م لڑکا
ہیں ہے۔ ہندو خوش حال گھروالوں کی ہیں۔ بکواس بکواس سوچا ہوا ان کے
والدین کھانے کپڑوں۔ کتابوں وغیرہ کے لئے دیتے ہیں۔ اور لڑکی بڑی زبان غریب
والہ کی کی شہان ہیں۔ لیکن شریعت نہاد ہیں۔ ان سے کچھ نہیں لیا جاتا۔ مگر ممکن
نہیں کہ اچھا حال کسی کو معلوم ہو سکے۔ کھانے کپڑوں۔ کسی چیز میں کچھ فرق نہیں

ہاں دیکھوں گا ایک ہی ہے۔ لے شی چا پوہار پانچا ست غیبی ٹھکانوں میں رہا
 کی اور مہمان۔ تو یہ کہہ سوا نہی گا کہ ایک کسی کی اگلی میں نہیں سات آستان پانچوں
 چار بنوں سے آخری ہوئی فرنگیوں میں اور میں ہندوستانی در سے کہ گفتو نہیں
 علی علیہ الرحمہ میں ایک صاحب قرآن علیہ السلام پاک چھاتی میں ایک عالم فقیہ
 کی تعلیم کے لئے۔ ایک مدرسہ سنی کا کام سکھانے کے لئے اور ایک بکا ہار
 عورت جو ہر طرح کے کھانوں کی ترنگیوں کو کہیں کو جلاتی اور سکھاتی ہے۔ عدا
 میں آستانوں کے ایکوں میں ملازم ہیں۔ مدرسہ کے سولہ اور سب اطفال سے
 چھائی ہیں۔ اور جو سب آستان ہاں در سے کہ کام میں جت دیکھی تھی چھائی
 اور ہوا کھا کھا اس میں بھی انیس طرح سے لکھ لکھ اور قائم کس طرح لکھوں
 اور جو علیہ الرحمہ میں برابر موجود رہتی ہیں اس وقت آستانوں کی شاگردی کا بڑا دا
 نہیں رہتا بلکہ چاہے کی ہے مختلف میں آستانوں اور خطاؤں میں دیکھی ہائی میں نہیں
 اطفال میں ہوتی جاتی ہیں۔ لیکر خدائی میں ہے تو نہایت صاف ستھرا۔ اور سکا
 انصاف علیہ الرحمہ میں ہے جو سرکاری ایکوں میں انٹر نس کلاس تک کا ہے چھائی
 انصاف کے ساتھ ہوتی ہے آستانوں میں بھی جو کے رہتے ہیں۔ تین برس در سے کہ کام
 ہوتے ہیں آستانوں میں لڑکیاں انٹر نس اس کو کے عمل لگتی ہیں۔ شوکت کا
 اصلی نشانہ ہے کہ اس ایکوں کی لڑکیاں دیا خدائی کے کمال اور جہاں میں ہے
 رہی۔ بات بہت گفتگو میں کہیں اور کسی موقع پر نہ نہوں معلوم ہے میں
 تقریروں کے ذریعہ سے اضافہ کیا جاسے۔ لہذا انیس اور سید نہیں کہتے
 کے وقت شوکت و سروری عز و جود رہتی ہیں۔ کبھی کبھل میں نہیں کہتے
 اور کبھی دو چار لڑکیوں کو ساتھ لے کر بارگ کی سیر میں مصروف ہو جاتے۔
 باتوں ہی باتوں میں لڑکیوں کو خلعت پہنوں کی مہریت بتلا دیتی تھیں۔

کی تضحیک کر دی۔ سچو لوگوں کے بڑے اور غرور و جبروت بنانے کا طریقہ عمدہ طور پر بھلایا
 یہ تو مذہبی تعلیم و تربیت کا وہ یہ تھا مگر جمہوریت کا وہی شوکت یا سروردی کے گھر
 کے لئے مختصر میں تھا۔ ایک جمہوریت کو یہ لازم و سروری کہ وہ کسی نہ کسی مضمون پر
 ضرور تقریر کرتی تھیں۔ ان گھروں کی شہرت اپنے گھرانوں میں اس قدر
 ہو گئی تھی کہ ان مضمون پر روز در روز پہلے پہلے کانٹوں اور تشویش کا تاننا ایک کون
 کے چھانک پہنچتا تھا کوئی صورت حال تو ایسی نہ ہوتی کہ جو خوشی کے ساتھ
 ان مضمون میں درس دہاتی جمہور کا دل اسلامی لحاظ سے تسلیل کا رکھا گیا تھا۔
 اس روز جسے بڑے سامان ہوئے۔ درس دہی لڑکوں کی جانب سے اپنی
 مان جنوں کی رحمت ہوئی۔ جن میں کھانوں کی ترکیبیں سات دن تک تھیں یہ شکر
 میں خود پہنچا کر سب کو کھاتیں۔ شاہنشاہان میں دامن اور اہم بھی جو کچھ اپنی جیب
 خوری کر تھیں وہ اہم واصل ہو جاتا۔ اس دن میں درس دہی ایسی شہرت
 ہوئی کہ وہ خط کی تعداد روزانہ بڑھنے لگی۔ اور مجبور ہو کر اس مسئلہ کو جو قاعدہ
 بنانا پڑا کہ جنوری یا جولائی سے پہلے کوئی لڑکی کسی درجہ میں داخل نہ ہو سکی
 شوکت و سروردی کے پاس بڑی بڑی سفار تھیں آتیں۔ مگر درخواستوں کی
 کثرت دیکھ کر وہ بھی اس مسئلہ پر ناامید تھیں۔

درس دہی کی جان لیوا ترکیبیں بیکر تھیں۔ افکار و اندیشات ان میں دیکھا دھلا
 سے نیچے درجہ میں نہ تھی تھی مگر اندہ غازی۔ لکھنے کی میں اپنا مقابل ایک کون
 جبر میں نہ کھتی تھی۔ کئی احتجاج کی سنی پڑتی تھیں ان کی جیتی باپ کی داری
 سروردی بلکہ ان لوگوں ہی رتی تھیں ہر وقت اس کا منہ دیکھتیں کیا کہاں تھی کہ
 اپنے جان سگے کبھی کوئی چیز یا دشمنان میں لائیں اور اس میں سب سے پہلے
 تریشید کا حصہ ملتا کہ اسے بلکہ تھیں۔ دارالافتاء میں وہ بھی اور

رنگبوں کے ساتھ کوشش ہے، یہی تھی مگر وہ کہہ اُس کے لئے مخصوص تھا، اور پھر
 سے وہ ہوا تھا اور اس کا پیرہن بھی کاغذ کا اور دائرہ مسودہ کی طرح گلابی کھینچا تھا
 پہنڈی خدا کی رات میں پہلے پاؤں کئی گئی مرتبہ آتی اور بھائی کو دیکھ جاتی کبھی
 کبھار ایسا بھی ہوا کہ وہ مسرتی نہ ہوتی چپ چاپ اپنی سہری پر پڑی ہوتی کئی
 ہر پہلا کہنے غصے شاکر خاں جان تھا چھوڑ دینا۔ لاکھ وہاں ان کو پڑی ہے
 مگر کسی کی سنتی ہیں۔ گوشت نہ تھا بلکہ روکھا جاتی ہوتی پہلے کوٹھن کھسکتی
 بھی اُس کی بیا بھی کیا ہے تھی جس جان گزری اکیلی ڈال دی گئی ہے۔ یہ نامور
 فلوٹک کیا اُسے پیچھے تھوڑی دے گی۔ سبھی پڑی ہوتی تھی میں اور دست
 د اٹھا لاتی تو صبح کو اس کی جان سے دور سلوم نہیں کیا مقدمہ رکھا تا۔ پھر پھر
 شوسے بہاتیں۔ اور ایک دن ہوتا ہے۔ سوتی لڑکھن بنی ہے۔ عذر جانا چاہتا
 ہے اس نا طہائی سے کوئی پوچھے کہ تو کس دن اکیلی ہی تھی۔ جمال آ۔ بھائی پہلے
 مرتے مر گئیں ایک دن میں اپنے سے ایک دوسرے دبا۔ صبح ہونے دو۔ بھائی
 صاحب کو ابھار اٹھتی بناؤں گی کہ یاد کی بن گی۔ مجھ سے بظہر نہیں دیکھا جاتا۔
 گاڑ بڑے۔ پیار بڑے۔ اور واسے کہتے ہیں۔ اتنے ہے! ابا بھاری میں جان
 خاں چھ صدقہ گنتی بن لیجیو! دامن کے۔ آپ دونوں ٹانگیں پھیلائے
 سوتے ہیں۔ اور اس کی خبر نہیں لکھی کس عالم میں ہے۔ اور کیا اُس کے دل پر گذر
 رہی ہے! خاصیت کے مارے اگر بار خاں میں اس وقت جاگتے ہوئے اور وہ فلوٹک
 کی طرف بھری میں بیل اُٹھے تو بس قیامت ہی آگئی۔ رات بھر کی آفت کیسے پہنچے
 جانا تھوڑی ہے۔ اور منزل میں ایسے چنگا رہے آئے دن ہوا ہی گزرتے
 سہری بیک اگرچہ اب کئی بچوں کی ماں میں عمر بھی تیس برس سے اور بھی بڑی
 ہے مگر مزاج کا عالم یہی ہے۔ اب فلوٹک اور اس کے بچوں کے ساتھ محبت میں کی

خون جگر زیادتی ہے۔ قریب شدہ کو اپنے سے اس قدر بے مملکت کر رہا ہے کہ
 وہ خوب عقائد باطن کو چھیڑ رہا ہے۔ اس کی صحبت میں سفر کیا ہے اس میں
 بھی ناگیا ہے۔ ادب کو حساب کچھ کرتی ہے مگر ہوش نہ جا سکتا تو جگہ کی بھی نہیں
 ٹوک نہ ایک فقرہ ہستی کی کوئی ہے۔ پسند آگیا تو دہڑ کر چلا کر گیا۔ باطن
 نے میں۔ شکست اس طرح کہ پسند نہیں کرتی۔ پسند قریب شدہ کو دیکھی بھی
 میں۔ لیکن مسودی سے اُن کا بس نہیں چلتا۔



باب (۲)

شوکت نامہ سروری گم

شوکت آرا۔ اُسے سروری ہر کون سا طرح ہے اختیار کیا ہے کہ ہر دن چچک
تک چڑی سوہا کرتی ہو۔ نہ نائیت مطلب نہ روزہ سے کام۔ بند ہی خدا کی اپنا
جوانی گئی۔ چڑھا یا آیا۔ کچھ عاقبت بھی ستوا اور وہ تھاری بڑی عادت ہے
بھی اختیار کر چکے۔ (نہی بانی کا چیشا دے کر) نے اٹھو شاہنشاہ
سروری۔ اسی غایت کی باری نہیں باقی۔ آئی صبح صبح وق کہتے ہو ہاتھ
باندھتے۔ میں گورڈی ہو کب کب سوتی ہوں۔ رات کو نیند نہیں آتی۔ تڑپا
اور تی غمی۔ کہتے ہیں یہ انا انا انا انا انا انا انا انا انا انا انا انا انا
میں سوتی ہوں۔ وہ تو اپنے معمول سے سو رہے ہیں اٹھو شیخ اور غلام چھو کر
کہہ رہے ہیں جہاں غلام و غلام سے فراغت کر کے ابھی کر رہے ہیں کوئی گلی۔

شوکت۔ بھار شاہ ہوا۔ ہر سروری ہو رہی ہے۔ ساری آئینہ میں اپنی صورت
دیکھ رہی ہیں۔ آنکھیں مال ہو رہی ہیں۔ باپ جیسے بیک سے رنگی ہوئی ہیں ہاتھ
پڑھ کر سونیں کہ ہرچ نہیں ہیں کہ اپنی جگہ سہوت کہتے ہوئے ہاتھ میں شل
رہی تھی۔ تم دو دن کا انتظار کرتی رہی۔ کچھ سبب تار دارا تھر مان نے دہلہ
تم ہو جی تو کھاتے سہوت تار اسے کہتی رہی۔ وہ بوڑھی روتا رہی
تانی امان کا کہہ سکو سنتی حدی ہوئی تڑپا کے کوہ میں گھس گئی۔۔۔۔۔
کیا بھل ہے تڑپا کے بھر اس کے نصرت ہوئی کہ تم نے رکھا اس نے

آٹھارہ۔ دسویں ہی محبت۔ دسویں ہی باتیں۔ سفر وہی بھی کچھ کم نہیں ہے۔ مگر افکار
شکر ہے کہ تیری سی فکرتیں ہیں۔ میرا ادب بھلا بہت کرتی ہے۔ دل کی بھی چیز
ہے۔ میں تو چاہتی ہوں کہ رات کو اپنے پاس لٹا کر دوں۔ وہ ایک عرصہ کو میں
آہٹ بھی لے آئی ہوں مگر بچنے کی نیند ہے۔ سوئی تو سوئی۔ مگر میں وہ کبھی ہر دن
قریبیہ کا ڈر ابھی تک کم نہیں ہوا ہے۔ میں تو اس کے دل کی نہیں۔ قسمت
نے جھگڑی مٹھوں چھڑا کر دی تو آج زندہ نہ رہتی۔ ہے ہے۔ ہر قسم کے نہیں
جھوٹا۔ اور نہ وہ ان کی مصیبتیں سرور دی ہیں جس سے کیا کہوں کون کبوت
اسی گھڑی ہوتی ہوگی کہ سرور میں تیری تصویر میری آنکھوں کے سامنے نظر آ
ہو۔ یہ اگر ام۔ جیہٹ کی گھڑیاں کبھی خواب و خیال میں بھی نہ تھیں۔ اللہ کی
کرپا کے حصہ تو اُس نے مجھے ایسا دیا کہ آٹھارہ شیں آٹھارہ۔ اور پھر تیری
سی جان دے دی ہیں جس نے میرے لئے گھر چھوڑا۔ اور چھوڑا۔ مجھیں یہ لا عورت
سے سرور دی۔ یعنی سرور دی ہیں کی کتنی ہوں مرنے کے بعد بھی میں تم کو چھوڑا
چاہے بہشت میں جاؤں وہاں بھی۔ ہر جگہ تم کو اپنے ساتھ رکھوں گی۔ اگر تم
پہلے مری تو تمہارا گھر بھی گھر نہ رہے گا۔ میں تم سے ملنے کو خود بھی سیدقت
ہاں وہاں گی۔ دھاما گھر کہ ہم تم ساتھ اس عالم کے اچھیں اسی میں خیریت ہے
نہیں تو رشتہ کا کاندہ بنو گی۔

سرور دی۔ چل دیل آتیں نہ بنا۔ ابھی سے مرنے کی کوئی جلدی ہے جب آٹ
اچھا رکھا بہت سے گا۔ ابھی لڑکے لڑکیوں کو ٹھکانے لگا رہا ہے۔ تو اسے پوتوں کو
آٹھارہ ہے۔ آٹھارہ دن تو گھر سے پیدا ہونے رہتے ہیں۔ خیریت تو سب کچھ ہے میں
کتنی ہوں کہ آخر قریشیہ اور سلطنت کو لکھ کر کہیں کیوں نہیں رکھتیں۔
سلطنت بھر بھی اُس سے بڑی ہے۔ اور وہ تو گھڑی دھان دان ہے۔ سلطنت

و کلام جبرائیل اس کے پاس پہنچی تو اس نے کہا کرتی ہے وہ میری شہینہ کا کھوکھڑا
 گنے کر دھنیں دیتی ہے۔ چاند اس کی ہے مگر ہر دن نیند میں آتی۔ سچی بات ہے
 آنگھیں کھول کر دیکھا کرتی ہے جگہ بہت بڑا سلطون ہوتا ہے۔ بڑی دنیا
 کی ہے کہیں کہیں اپنے کرومیں آتے آٹھادیں۔

شوکت۔ کچا کٹا تھیں میری اجازت کی بھی ضرورت ہے یہی گلوڑی خود
 تھے ڈرتے ہوں۔ جی تو تھارا ہی چاہے کرو۔ سلطنت میری ہے اور وہ تھا
 تھیں۔ بچے کے اپنے اپنے دست ہیں۔ مجھ گلوڑی نے اس گلوڑی سی طرح سے
 بلکہ دیکھ ڈالا۔ اپنے لیے ہر طرح کے قصور ہے۔ اپنی جنس والیوں کو، بھتی
 ہوں اپنے ان کے زعم و ذوق پر نظر اتنی چون توڑی بائیں تھارا وہاں ہوں
 اور بھی کم۔ سب اس کی نشان دہی ہیں۔ بنی اقبالندی کے زمانہ میں سلطان
 اپنے نہ ہوں گے۔ سلطان لڑکیوں آگس فدا میں ہیں لڑکوں ہی کی یہ حالت
 کہ چھٹا علی ہوا۔ سوتے سوتے ہمارے توڑے گئے۔ دو جم صورتیں قائم کر چاہے
 بچار چہ ہمارے ہی جانوں پر چہ جاتی ہے۔ تھارا یا اول قول بچے گئے بچے بھرت
 ہریت کی پکار ہو گئی۔ جنات آنے گئے ہریت کا سا ہو گیا۔ گشتے تھوڑے ہی کا
 سلسلہ ہوا۔ میں وہ نہیں کہتی کہ جسی غفل کوئی چیز نہیں۔ نہیں ہے اور ضرور ہے
 گشتہ تھوڑے ہی ہے اگر نہیں ہے تو نہ کرتی ہوں کان پڑتی چلتی ہیں اس کی
 تواری ہوتی ہوں مگر بات کا بھگڑتی چلتا ہے سو بھوتوں کا ایک بھرت تو
 وہ ہے۔ اس وہم کو کہہ کہے کے لئے ضرورت اس کی معلوم ہوتی ہے کہ بھگڑ
 ڈر چھڑا جا جائے وہی کرو ہے کہ میں ہی دن کی روشنی میں ہوں تو کا بھگڑا
 رہتا ہے۔ دنا رہتا ہے۔ بھگڑا رہتا ہے نہیں کہ گھٹ ہو گیا۔ کیا ہے دل
 کی گھڑی۔ خیال کی عادی۔ تھوڑے عیب کی بات ہے نا۔ میرا تھا نا۔ دنا

کا فرض ہے کہ ہر چیز کو ہم اپنے صاحب کے ہونے پر جان دیتے ہیں۔ تو کبھی
دل کی کمی ہے۔ لیکن اب تو بہت آگے بڑھ گئی ہے۔ اب کتنا جنگا رہا ہے
اب کسی ڈی توہنی ہے۔ تھکے کر دے طہرا کر دے۔ وہ بھی جانتی ہے کہ
راست میں کی گئی مگر تھک کر دیتی ہو۔ جاگتی رہی تو انہی بجائی ہوئی
ڈاکر ہو چلتے۔ سلطنت نگار کی اس سے زیادہ بڑی ہے۔ ڈاکٹر اس کی
بڑھتی پھٹتی۔ مگر طبیعت کی بات ہے۔ یہی سبب ہے کہ میں دونوں کو علیحدہ
کردن میں ملاتی ہوں ایک تھکے اس رہتی ہے اور ایک میرے اس
تم تڑپتے کہ اپنی آنکھوں کا تارہ بنے ہوئے ہو تو میں سلطنت کو کیجیے
گائے رہتی ہوں تھکے ہی بہت بچہ میں گزرتی ہے تو بھی بہت ہے۔ آپ بھی
اگر تو میری راسے غلام سلوم ہو تو تم کو اختیار ہے جس لڑکے کو جس طرح
چاہو گھر لٹائی کہیں باہر سے بلو اگر مگر جو تو مجھ یا کہ ان لکھے تو ابھی
گھر میں ہیں۔ چلے اس کے اب بھی بہت ڈرتے ہیں ان کو بھی اپنے گھر سے
سلا لیا کرو۔

سرور سی۔ (میری ضرورت ہے مجھے ہٹانے والا داری جو ان میں سے کسی
جلی جاتی ہیں۔ چھل کیوں کی۔ ان میں خفا کو ضرور سمجھنا۔ وہ بیگنے
ہون گے۔ میں انکار ضرور دے کر ان کی ضرورت کیا ہے نہ دے گئے ہیں۔
وہ لہا میں دل لے جائیں ہوتا ہے آخر سلوم کیجیے۔ ہر تھکے اور بھگنے کے لئے
انہیں میں سمجھان کی۔

شوکت۔ کیا مضائقہ۔ بارہا اس میرا چھوٹا بھائی ہے۔ چھوٹی بہن کا
وہ لہا میرا اختیار دیا وہ۔

سرور سی۔ تو یہ لکھے ہم آپ سے چھوٹے ہیں۔ تو پھر خفا میرے باہر جاتی

ان کے ان کہیں لڑکھیلے دیکھیں۔ اچھا اتنی، ان میں وقت میری طبیعت
تھکے نہیں ہے۔ (جہاں نیکر آخند ہے کہ لڑائی پڑتی ہے۔ بھر مارے
تھا ہے کسی بات باتیں ہوتی گی۔ تو ہی جو اس دوست ہو میں۔ خود ہاتھ
دھو لوں لٹھو گی دیا اڑ گی۔

شوکت۔ جانے کی ایک کہی میں نے ابھی ہمارے بیٹی ہے۔ آج تافیت میں
کردن گی۔ وہ ابھی باہر بادشاہ حسن کے ساتھ چار بیٹیں گے۔ تم کو تو فیق میں
تو آج کو بن جائے ۱۹۲۲ء ہے۔

سرور دی تو ضرور رات سے خارج ہونے چلی گئیں۔ شوکت نے پاؤں
گھسیٹا اور ایک گھوڑی بنا کر کھائے گئیں۔ اتنے میں سلطوت آکر افریقہ
نیکم اور کلوم آگئیں۔ قریشیہ اور کلوم نے شوکت کو سبک کیا اور دونوں علی علی
غیر قریشیہ سے کر سید بن چکا گئیں۔

شوکت۔ (قریشیہ سے) اے۔ تو ابھی تک لڑتی ہے۔ کرو میں تمنا نہیں
ہو سکتی۔ آخر ڈاکہ ہے کارات میں کیا تیرا کرو بھوت خانہ ہو جاتا ہے۔

قریشیہ۔ ان جان کہی ہوتی گی۔ ان کا کتا کتا ہے اپنی بہت سے بچا
نہاں کرتی ہوتی گی۔ مگر شاید کتا قریشیہ ہا میں ہوں بعض دن لڑنے میں لگتی
ہا گا کرتی ہوں وہ بھتی میں کتوت کے سب سے نیند میں آتی۔

سلطوت آرا۔ بھئی ہم تو چلتے ہیں کہ قریشیہ اور ہم ایک ہی کرو میں رہیں
جب تک نیند دے باتیں ہو اگر کسی مگر انکی مرضی ہی میں۔ کسے پڑے۔ رچے ہیں
ڈر میں نہ لڑیں مگر تمنا ہی نہیں ہوتی۔

شوکت۔ تیرا کتا تو اپنی ان کی خال ہے۔ زبان گوڑی ہے کہ تجھی کی جان
پہلی ہی جاتی ہے۔ ایک دن تو اپنی بیٹیا نہیں چاہتی مطلب ہے کہ تم دونوں ایک

ساتھ دیوانہ ہر چیز سلوک سوار طاعت و جو صبح اٹھو چہ بھیک سربھاری
 چھٹے بھی نکات کے ہفت میں درائن ایک ساتھ دینی ہو بھولتا رہے کہ
 کیا وہ ایک ملک زمین اسکی سر پر اٹھائے دینی ہو وہ لوگ تم اور دوسری کثوم
 ہو رہے ہر ایک کا بھی لحاظ نہیں کرتی میں مرادی خانم کو سلف کر دیں تو کیا وہ ایک
 کے بعد بھی دوسرے اور بعض دن ہوتا بھی ہے مرادی بھی تم سب کے ساتھ
 با گل ہو جاتی ہے۔ اپنے آپ سے بے آئی ہو کثوم نکات یہ ہوگی
 علی بن رضی ہے۔ عجمی کہ جاتی ہی نہیں۔ اسے ہر مہرین طارک
 اصل مانی کسی ملک کو صانع کہا جاتا ہے۔ یہ طبعان کی خاندان ہے۔ اپنی عین
 کرتے چند نکات مرادی چند ستانی ہو گئی عرب کی سادگی سب شریف کے لگی بات
 میں سب دوسرے بدل گیا۔ یہ نکات ہر ایک کے لئے کہ اپنی مر کا بھی کائنات میں لگی
 اس فقیر سے وصل دھیا کھیتی ہے۔

کثوم۔ تو نگریں نے کہا کیا میں تو آپ لوگوں کی شکل کرتی ہوں۔ سلوک کا اور
 عرش پر کر کے بنائی ہوں کہ سخی ہو چکا اب دروں چہ ہوں تو کہیں دماغ
 جی ہے۔ بات بات میں تو وحشی و جنگلی کتھریں دیکھئے سلوک صوفی چاہا ہی ہوں
 سلوک میں کیوں ہا دوسرے کتھری ہوں تو کریشہ سے کہ گزروں کی باتیں کی
 ہی ہوں عین انہیں نہ کیوں چڑھائی اپنا اچھا خاصہ صوفی خاں گزروں
 ہر جگہ نہ ہوگا۔

شوکت۔ کثوم۔ تم نے کہا کہ اگر میں تو آپ لوگوں کی شکل کرتی ہوں۔ اس سے
 طلب ہے کہ ہر میں بھی جسے چھوٹوں کا لحاظ نہیں۔

کثوم۔ میرا طلب آپ کو عرض کا نہیں رہا جو ذکر، فکر آپ غلام ہوں مگر
 بے غفلت میں رہا ہوں جانا ہے۔ استانیان سب در سے کہ ہم لوگوں سے

خدا کی کائناتوں کو آپ سے دور دھکے دھکے کر کے بھی کھینچ لیا تھا۔ حضور و دیگر صحابہ
جب مجدداً بارگاہِ اقلیٰ میں آپ کو گولے سے اسی باتیں کرتے ہیں کہ گولہ بولنے والے کی
ہول کی بجائے آپ ہی نے خاک سے اس کی کیا گھڑی تھی۔ دھن۔ یہی بات
کرنا تھی۔ یعنی یہ کہ آپ ہی کو گولے کی ہول سے کہ شہزادوں کی ہول تھی
ہو یا جن میں بھی حقیقت بھری ہوئی جس گھڑی کے حضور پہنچنے لگے یہی ہے عقل
آپ کو نہیں پہچانی۔ تو یہ گولے کی کان بکھڑوں کی۔ یہ جو بولوں تو جہان
سزا سے لکھے گا۔

شلوگت۔ خدا اعلیٰ کا مہم جو ہے معلوم ہوا کہ تم میری تعلیم کا کراہا اور نہیں چاہا
 میری دھڑلہ سی نوٹوں کو لوگوں کو سرسری لے دی ہے۔ جیسا کہ اس کے ٹکڑے کون گئے وہ اپنی
 بچیوں سے مذاق کرتی ہے۔ لڑکھنڈ کو ایسا سرخ صاف ہے کہ بعض وقت تو مجھے
 برا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس کے پاس کچھ بولتی نہیں ہوں۔ روکھا چھپکھپا ہے جی
 بند نہیں۔ لیکن پھر بھی اتنا خود کو کھنڈ کی کہانی بھولتی ہوں کہ جوتی پھر اڑ کر
 ٹکڑے ہوتے ہوں تو کو کچھ ڈرو نہیں کا اڑ پڑا کھانا ہے ضروری ہے کہ اسے اڑ پ
 بے نصیبی نہ موصول ہو۔ اگر خیر خیریت میں جہاں بہت سی خوبیاں ہیں ان میں
 جیروں کی بھی کمی نہیں۔ ان کے ہاں جب تک کہ میں خود کو نہ پہچانتی ہے اور
 جہاں تک وہ کہنے لگا۔ دنیا کے رنگ ڈھنگ سے واقف ہوا پھر وہ کتے ہلے
 میں کوئی فرق نہیں۔ باپ بیٹے سے اور ماں بیٹی سے یہ وہ کی باتیں کئے اور سنے میں
 مجھ کو کہنے کی۔ انہوں میں اتنی شہسہہ کی کہ مجھ پر وہ بے جہالتی بھائی یا
 بھائی کی نہیں سمجھتے کہ اس طریقہ میں اچھا نہیں ہیں اور ضرور
 میں چھوٹے کہ بہت سی باتوں میں مجھے کا مشورہ دیتا ہے براہ نہیں ہے۔ جانتا
 باپ کے اور بیٹی ماں کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتی ہیں لیکن اسیکے ساتھ یہ بھی ہے

کچھ ٹوٹے کا رعب دابہ میں دھنا طبیعت کی ڈنگیں جو جراتی میں نہ رہاں چلی
ہیں اور جس کسی طرح دانت نہیں دیکھیں۔ پوٹے دابہ دانت کو پوٹے قوت کا خطاب
اور دانتی ہیں۔ تجربہ کار ہی اور شکستہ سی سبب پڑی چٹک دانتی ہے۔ سخت کسی
پتھر میں پھرنی ہے۔ عین کا معاملہ ہوا ہے۔ رعب بھی باوجود بھی کرو
اور ہر چھٹے ٹوٹے کا مرن میں پڑوں کا شور مچاؤ۔

سورہ کی۔ (راہائی ہے) ایک۔ ایک حرکت اور ایک کی نصیبیں کہ کھٹے
اکاکی ہیں۔ جو بات کتنی بھی بہت اور کی ہوتی ہے۔ میں قریب کو بے غفلت کھاتی
ہوں۔ طوطا کوئی ہوں۔ نصیب چالی ہوں۔ اور دابہ کھاتی ٹیپر جی ہیں
پلے ان کچھ کہ ایک کارگر قرار ہے۔ چڑا تپے اور دوسرا لگتا ہے۔ تجربہ کیا کھو کہ تم
عین خوشی میں کاتی اور دابہ بھی۔ نہ ہون کو تم کو میری صحبت بہ عزیز تارنی
کسی کام کی نہ دیکھیں اور میں نہ ہوتی تو قریب آرازی کا رنگ بڑھتا۔ کھنڈ

عین کسی دیکھیں۔ ہنس مذاق سے ایسی جاکشیں کھتے احوال سے سلطان جانی
ہیں پر دھیان۔ اور بڑھاپے میں مڑا ہوا۔ دھن۔ ہاتھ پیر کو میری صحبت نے
تم کو ایسا بنا دیا ہے کہ اگر شمار کروں تو اسکی سے جی تو لڑاؤ۔ تجھ سے پڑتا

ہے کچھ کا بھراؤ میں ضرور ہے مگر قصہ سے دافنوں میں مثل دو کچھ بھری ہوئی ہے۔
تم ہر اور دانتوں میں کئی تھیل دیکھا تو کچھ ہونگی نہیں اور نہ یہ قوت بکرا کھنڈی۔

میرا کچھ کچھ ہے۔ (دانتی میں اور اختلافی میں) اور دھن ایسا کی بات تو

ہے کہ میں تجھ کو ان سے تر پوچھا اٹھی تھی۔ لیکن تادی میں شکست بھی کی بدولت
ہی۔ اگر ان کے ساتھ مجھے صحبت نہ ہو جاتی تو میں ان ابہ کے لئے عذاب جاتی تھی
اور مگر ٹوٹے دھن کے لئے خطرہ ایسا۔ زندگی سے تنگ اگر تنگیاں کھاتی اور ہم
سوت مڑا دیکھتے اپنے دافنوں کھلتا۔ اور میں سے میری بدولت نکالا جاتا۔

کہا جی نہیں سکا۔

شوکت - کاش کہ آپ غصہ نہ کریں گی۔ میری لڑکیاں مجھے وہ بھرنے
سلوک تم اور کلثوم ہمارا اور اپنے گھر میں نافذ کرو۔

سرور سی - جانی مویان تو تائیں توڑا لای۔ وہ بھرے ہیں کہ نہیں۔
کیا کہوں تو ماری ہاؤن۔ وہ لھاؤ لھاؤ ہے کی طرف سے رہتی ہے۔ جلد لائی
کہ جانی چاہتی ہوں۔

سرور سی کے اس حقوق لڑکیوں نے تو سر جکا یا مگر شوکت نے ایک کراہی
ڈانٹ جانی بوجھ پڑی اب اتنا سر چھائی کی کہ وہ لھاؤ لاسی بھی زبان پر ہے
تکہ شرم لھاؤ سب بھون کھڑے۔ ماری تو لگی سے شجیا گئی ہے۔

سرور سی - ہوتی ہوئی تم بھولی اور ایک وہ۔ کچھ جانی تھوڑی یوں۔ انکڑ لگا
تھا ہاؤن کے اور میں اپنے لئے کیا کہوں تھا اور جی چاہے کہ نہ۔

شوکت - (اچانک ہمارے) کہتے سڑیں۔ زبان سے نکلتی ہیں۔ ان پر ہکا
لھا نہیں کرتی تو کلثوم کا خیال تو کہہ تو لھاؤ لھاؤ اب آپ بہا رہی ہے۔

سرور سی کے سرور سی کا سلسلہ نافذ میں بھی نکلتا رہا۔ لڑکیوں کے ہنسنے ہنسنے
ہیٹ میں لڑ لڑ گئے۔ ہنسنے لڑنے پر ان شوکت نے سب کو لٹکتا کیا
اور خود سرور سی ہنسا رہی تھیں۔

شوکت سوئی کلثوم بہت جالہ لگتی ہے۔ میں جاتی ہوں کہ اب اس کا
لھاؤ ہواں سال ہوگا۔ کیسے شادی ہو جائی تو اچھا تھا۔ مگر کی بھی سرور سی خیال
میں نہیں آتا۔ مگر صالح تو لیب آدمی بھی ملتی ہوں کہ ان کو کچھ ہر نہیں لیبی لھاؤ
شور ہے۔ شوکت - عربہ ایرانی بھی آتے دیکھتے ہیں۔ وہ چاہتے تو کسی پرانے
کو لھاؤ لھاؤ لٹکتے۔ کلثوم کی ان غریب پرہیزگی کے ہنسنے والی۔ اسکو ٹھیک ہے لیکن

اگلے اختیاری میں کیا ہے۔ شوہر نے کہا: غناؤں وہ کر لیں، ہوں گی میں۔ مگر کبھی
 وہ آگئی نہ وہ کہہ کر مجھ کو بھی کہہ گیا ہے۔ انکھڑے کئی دن کا بارش
 سے کہا: وہ لوگ آپس میں مل رہے ہیں۔

مسروسی پر چلتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ میں ہم کلام نے قانون قانون میں کسی طرح
کہا کہ کوئی بھڑک اٹھا تو اس کے ساتھ میں یہ بھی کہ ایک کلام میں ہم کو کسی
غور کہ کسی نہ کر گئی ہے کہ عرب و ایرانی دولت کے لیے جو اس کا راستہ ہے وہاں میں ال
ہے۔ ان کو شاید اسکی مرضی کا ہر امور میں خود بھی کٹاؤ کی گئی ہے آباد
میں وہ تقاریبی اور اس میں چلتے ہیں جو ہر قانون کی کوئی ہے۔

قنوت۔ اپنے منہ کی زبان سے دینی جو ہم مذکور آیتوں پر پڑھیں تو اس کی تائید ہوگی
 کہ نہایت بڑا ایک اثر ہی ہوئی ہے۔ اور کلامِ مؤمنوں پر ہی عمل ہے کہ کہنے سے جو کہا
 جاتی ہے۔ صورتِ صورتِ دونوں میں ہی آگئی کہ ایک ایک کی طرف تو اس کی تائید ہی
 ہی ہے اور تائید ہی میں بھی غریب شائق ہو گئی ہے۔ کہیں سے کہیں سے نہیں معلوم ہے کہ
 ہندوستانی صورت نہیں۔ انگریزی ہی میں ہی غریب شائق ہو گئی ہے۔ ساتھ ساتھ اس
 میں کہتے کہ ہو گئی۔ اور کئی ایک کی ایک ہی نہیں جب تک ہے تو غریب ہی مال ہی کا
 سرور ہی۔ یعنی اسے تو بہت بھی معلوم ہوتی ہے۔ دلی قتل آگاہ ایسی ہوئی۔ رنگت
 انگریزوں کی دلی دلی پیچھے کی ہی کر۔ رات کے خوب صورت۔ معلوم ہوتا ہے کہ
 ہندوستان کی لڑائی ہوئی ہوئی ہیں۔ یعنی ہے تو بھول بھولے ہیں۔ دنیا جہاں ہے
 میں گھبراتی ہے۔ کیا کرتی ہوں۔ ہی نہیں چاہتا کہ ایک منٹ کے لئے ہی انگریز
 سے اور بھول ہو جہاں ہی ایک منٹ ہی کا لپکا ہے۔ مردار ہوئی تو نہ اہل
 کیا کرتی۔ جس کا کوئی نام ہی نہ لیتا۔

شوکت۔ (سولہ بیڑے) غیر ملکی سفارتی سے ایک سوکانی۔

بیل و چرگ کے لئے چھانے کو تیار ہے۔ اپنے یہاں سے کہہ کہ محمد کو یہ ہفتی ہے اور یہی ان کوڑے کوں کی خود کو سے کہنا نہیں ہوتی۔ یہاں سے محمد صل اللہ علیہ وسلم آتی ہیں۔ اور ان سے اپنی جانت میں کوئی خاص حوت نہیں ملے۔
نکلی ہے کہ محمد کو نگار ہے۔ دل میں ہے کہ یہی کئی مرتبہ آیا اگر اسی خیال سے
سکتا ہو۔

[illegible]

شوکت، بہت بڑی تھیں۔ لیکن عقل تو ہے کہ چلے کہ چھوڑ دو۔ میں کہ
چھوڑتی ہوں۔ وہ سری طوطا، لکھنؤ آگئیں۔ حال تو یہ تھا جاتا رہا کہ میں لکھنؤ
چلی کہ کہوں گی۔ یہاں تو خدا ہی ہے۔ یہ جیت آئی آئی، دھیرا ہی نکلتا
ہے۔ میں تو، دھانتی ہے مرنی ہوئی تھیں لیکن صاحب، تو ہی سوچا بھکر
محبت بلائیے گا۔ میرے دانا بہت تھی پتے سے انہی جاتے ہیں۔

سرور سی خوب تو مجھے اسی واسطے ملیں واکھا انھیں وہ ہم بھی چلتے ہیں۔
(وہیں لگاں ہے)

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ

(۲) ب

إلى

[illegible]

شوکت و سرور کی بہت خلق کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے۔ جمہ و شاہ و
 اس کے شاہد ہیں۔ اگر خدائی کے احباب میں محمودین۔ بادشاہ حسن ہیں۔ اور جو
 صالح عرب۔ یون تو ان کے لئے دے اور خداسا سیکڑ وین کی تعداد میں بھی ہے
 قریب قریب روزِ اجمعت پہنچی ہے۔ لیکن انہی میں کی بہت درست ہونیکا
 گمان کی کیا سکتا ہے۔ محمود نے تو دوستی کا ثبوت بھی دیا ہے اور خود صالح بھی
 غور و جست کوئی پر گزرتا ہے۔ مگر بادشاہ حسن کے خلیق کوئی محمود
 نہیں۔ بسوا اس کے کہ سرور کی کے خود ہیں۔ جہاں پیشین و در میں آخر کرنا
 کا صداق ملایا ہو سکتا ہے۔ پھر کہ ہوتا چاروں آدمی ایک دوسرے کے
 راز دار ہیں۔ اور حاضر و غائب روحی کا دم بھرتے دے۔ آخر ہی تانے و پانی
 ہوتے۔ ہر سات ہوا جاوے۔ کامرہم ایک دوسرے سے ملین گئے ضرور۔
 اتفاقِ حق سے ان میں کا اگر ایک ہی کسی درجہ سے شریکِ صحبت نہ ہو تو پھر
 پیش کر کے ہے۔ گرنی ہنگام میں خاتم کو صرف چاروں آدمی ایک جگہ ہی ہے
 جو اس پاک خلیق میں داخل ہوتے ہیں۔ بھی محمود کی کو علی ہے۔ بھی بادشاہ حسن
 کی بیان اور بھی شوکت علی کے پائیں بلخ میں لکھا۔ جانتے طلب کو صرف ایک
 ساتھ ہوتا ہے۔ صالح چارہ اگر خدائی ہی کا ساتھ ہو و اخت ہے ایک و قمار
 لازم کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر اپنی خودی کی وجہ سے اس کا شمار بھی درستی میں
 ہے۔ سب کا راز دار ہوئے بے مختلف اگر خدائی اور ان کے ہر حق و حقیقت
 تمام کو بلخ کی نصیب میں ضرورت میں اور ایک دوسرے سے باہم ہوتی جاتی
 ہیں۔ محمود صاحب کسی قدر ماکت ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نگہ میں ہیں۔
 اگر خدائی محمود آج کچھ اگر حق سے نظر آئے ہو۔ بھی نہیں۔ و اشراج
 بتا کر نہ ہے۔ کیا شمار کیلئے بھرنا چاہئے۔ جہاں باخلاق و اجابت مگر

بار خدائے من کے لکھنے سے قطعیاً ہی مناسب ہیں۔
 محمود۔ نہیں اس وقت تو مجھ لکھ لکھ کا خیال نہیں رہا میری ساری گھبراہٹ
 ترک ہے اپنے پیش رو میں مصروف رہنے پر مجھے کوئی کام ہی نہیں سمجھ کر
 خود ہی یہ اشتیاق کو نشاۃ ثانی دیکھو سکھتا ہوں اور زلزلہ کرنا
 چھ کتب بینی ہے بلکہ یہ بجا بھی جان کی تسخیر اور کائنات کا راز ہے اس
 خدائی کے سطر پر چھوٹے سے بڑے تھی۔ وہ چھاری ہاتھی ہیں کہ میری خاندان کا
 ہو جائے مگر اسے غفلت بھٹا ہوں کچھ تجزیہ طبیعت کو بند ہے۔
 مشتاق۔ خدائی حد بھی ہوتی ہے۔ آخر کب تک یہی بیٹھے رہو گے۔ تاکہ
 تم کو تجزیہ میں اس وقت آرام ہے۔ صبح پاس ہے۔ کسی بات کی فکر نہیں۔
 اچھا لکھتے ہر اچھا پختہ ہو شکار کھیلتے ہو لعل جراتی اُٹھتے ہو گریز پٹی کنگ
 بی بیگ ہاتھ پاؤں ہتھکڑی کچھ نہیں سلوم ہوتا صحت اٹھارہ اشرا بھی ہے۔
 بیماری کھلی کا تم نام نہیں جانتے۔ بی بی کی قد اس وقت ہوتی ہے بی بی انسان
 یہ کوئی وقت ان پر ہے اور انی تشریف لے جاتی ہے اور صبح پیری انی جھک
 دکھلانے لگتی ہے۔ پندرہ سال سے تم تجاوز ہو چکے۔ مجھے سے ایک ہی آدمی سال
 چھوٹے ہو گے۔ بی بی اب شادی نہ کرو گے اور بڑے چلے میں تمہیں اپنی لڑکی کو بی بی
 میں سچ کہتا ہوں کہ سال چھ بی بی نہ دیکھتا ہوں اس کے بعد خبر کرو گے کہ کون سا
 لڑکی جائز ہوں۔ غفلت بکثرت تھی رد و بکثرت تھی۔

محمود۔ رشتہ سے لگا رہا وہاں آکر اور اندر چرہ زبان مناسب ہے۔
 طبع کچھ ہی میں ہے۔ مجھے بھی اس سلوم ہو کہ کوئی بڑا بھائی آپ کا قائم مقام
 میں رہتا ہے۔ خود نکاح کر لیتے ہیں کہ وہ نہیں آتا۔ مجھ کو اختلاف ہے
 کوئی لڑکی اس طرح نکاح کر دو میری ہے کی ہوتی تو اختلاف ذکر و ذکر و گاہ

ہاں چاہوں کہ خیریت ہو گوئی خود اپنے والدین کی نسبت اسی تہہ جہان ہوں کہ
شیخ النسب لوگ تھے۔ انوس میں جیسے دروے دقت تھے حاجی صاحب کے
سہوہ کیا۔ اس لئے کہ خاندان میں کوئی دوسرا نہ تھا کہ جیسی ہی ہوا دل ہوا
کر سکا۔ اس میں یہ ہے کہ حاجی صاحب سے بچے متصل حال نہ معلوم ہو گا
اور نہ ان کی بی بی کی کہ معلوم ہے۔ کہیں کہیں یہ خیال ہے ضرور آجائے کہ کاش
یہ ظاہر ہو جاتا کہ کون ہوں اور کیا ہوں۔

مشائق میں جانا ہوں کہ تم سید رضوی جو حاجی صاحب کا مطلق احباب
سبب وسیع تھا۔ تصانیف والدین چند ہی تھے اور شاید اگر کسی فقیر
کے بچے کو لے جایا کرتے تھے وہ تو ایک ساتھ رہے۔ حاجی صاحب نے سنتا
ہوں کہ اگر کسی سفر میں تصانیف خاندان کا چند لگائے کی خواہش ہے کیا کرے شیک
و معلوم ہو گا۔ مگر تصانیف خیرات اس میں کہ کو کلام ہو۔ تصانیف
اظہار احوال عیبت ہمدردی فہرست سبب اس کی شاید ہیں کہ قسم میں اسلامی
ہرچیز غریب ہے۔ اگر تم کو کوئی شریعت اپنی بیٹی یا بیٹا ہیں وہیت کہ تم
اپنے نسب کا شیک پتہ نہیں دے سکتے تو بعض اس کا تعصب ہے۔ میرا مگر
کوئی بین ہوتی تو بچے اس کی شادی تصانیف ساتھ کر دیتے ہیں ہرگز پائے ہوتا
کچھ میں نہیں آتا کہ سبب النسب کی تحقیق میں مستند اسلامی خاندانوں کو
اتنی مشقت کیوں ہے عرب کا تو دستور ہے کہ صرف نسب دیکھتے ہیں ان
کے پاس نہ لکھتے نہیں کرتے۔ باپ اگر لکھتے ہیں انہی تو بیٹا سید ہے؟

انہوں نے جواب دیا ہے نہیں۔
محمد صالح۔ آپ ہی کتاب ہے اور حل! بات یہی ہے۔ اگر ان آپ وہ نام
بجایا ہو تو کیا کتا۔ بھی ہم میں کچھ میل نہیں۔ ہم بھی سید ہے اور ہمارا بی بی بھی

کو مصلحت کا کچھ خیال نہیں۔ وہ اسکی فکر و نظر اور نظریات پر تیار ہے کسی قوم پر
یعنی اُن کے گاہے حضرت جبرائیلؑ اُمت کے اندر طرب ہوگئے۔ انہیں کسی گروہ کے
رکشی کے دور پر اور اسلامی دنیا میں اچھے کچھ رنگت ہی نہ تھی۔ یہ وہ قوم ہے جو ہمیشہ اپنے
جمہور سے نوجوانوں کی جو سلطنت سلطانوں کی سے جو رہی ہے۔ تقاضی کی
کی ہے کہ کوئی غیر مسلم راہ پر چھوڑ دے سلطان عبدالحمید خان نے بارہینٹ کا نام
کو دیا ہے مگر تاہم وہ اس کے لئے ہی کہ نام حکومت اپنے ہی ہاتھ میں رکھیں اور
اپنے اقتدار میں بیٹھ گئے ہیں۔ وہ نوجوانوں کی کہیں نظروں سے نہیں رہتے۔
ہر روز ہی بکھڑے ہیں کہ ان میں حکومت کی قابلیت ہے۔ دوسری طرف ترک اپنے
پل بوتے پر اپنے رہتے ہیں۔ فرانس و جرمنی کی تسلیم و تہمت کا نشہ سران میں آتا
دیکھا ہوا ہے۔ لائف کسی کی بیعت ہے۔ بگے تو رنگ اپنے نظریں آنے لگے۔
میں گلاب ہوا پھر چارے رفیق عرب صاحب کی چھاؤں نہ گئی۔

محمود۔ اور بے ہوش رہتا بھی نہیں۔ جی میں بھی۔ دانشور کو کرناؤں گا۔ جبرا
مروا نہ گا۔

باوجود حسن۔ میں تو جو سزا خدا بہا بہا ہے۔ ہم کو کیا بھٹ جمل طلب سے
کیوں دور جاتے ہو۔ بتاؤ کہ کونوں کے ساتھ خدا کرے یا نہیں
محمود۔ جی کیوں جھگڑتے ہیں؟ ہر شادی کی طہریں ہی کیا ہے جو رنگی رقم رنگوں کی
غواہش اگر خدا کی ہے اور بگے میں باند کرنا نہیں ہے۔ ہوتو بگے انسان نہیں تھا
سو میرا بیٹھا کون ہے۔ وہ بھی وقت آنے گا۔

مشائق۔ اچھی عمر نہ دی تو خدا رکھ لے گئے نہیں رہتے مگر اس وقت جو
سوال ہے وہ یہ کہ کھٹوم کے ساتھ راستی ہو یا نہیں اس کا جواب صاف دو۔
محمود۔ ڈاکٹر صاحب میں نے بھی کھٹوم کی بہت تعریف سنی ہے۔ حسین بھی وہ

خود ہیں اور سلیقہ فطری بھی بجا ہی سے بھی کلر اس قسم کے ترکہ سے ہیں۔ ان کی
 بھی خواہش کہ پہلو پر کی سلوم ہوتی ہے۔ آپ دونوں کی تعمیل درخشاں چاہے
 وہ میری مرضی ہی کے خلاف کیوں نہ ہو چکے کیوں نہ ہو گا مگر کچھ سوچ بجے رہے گئے
 جا کر ہیں۔ اپنی ان طبیعت پر عا پر حاصل کر لیں۔ یا کوئی ہر ناگہانی صورتے خیالات
 بن جب ہی پیدا اگر اسے۔ یہ یاد رکھو کہ میں کسی طرح تم لوگوں کو ناغول بخورن کا
 مشتاق۔ یعنی بات نہیں میں تم کو کسی معاملہ میں کھدا بخور کرنا نہیں چاہتا
 اب تمہاری باتوں سے سلوم ہوتا ہے کہ تم اس تعلق کو بہت نہیں کہتے۔ اور
 اگر تم سب کچھ تو ظاہر کر دو۔ ہم لوگ تمہارے ہی خواہ میں سلوم اگر ظاہر کرنے
 کے قابل نہ ہو تو جانے دو۔ تمہیں واقف ہے کہ کتنا کسی سے محبت ہو گئی ہے سلوم
 کچھ ایسا ہی ہوتا ہے پھر عمر جی کا چنگی ہم لوگ تمہارے آج کے دوست ہیں
 تو کہیں نہ۔ اور انی تانی وہ بھی تم ہوئے کہ وہ طبیعت میں اسوگی رہا رہا رہا رہا
 ہوتی جاتی ہے۔ (دھنسر) تم ہی کہ نہیں۔

محمود۔ سترا اگلو آپ صحت صحت پر پچھے ہو تو کہتا ہوں۔ مجھے تو کہیں ہی
 سے اس کی دھن ہے کہ اپنے نسب کا صحیح پند لگاؤں۔ اتھناق وقت سے
 ابھی تک اس بارہ میں کو غفلت کرنے کی نوبت نہیں آئی اب منقریب ہی
 غرض سے آگرہ کا سفر کروں گا۔ تم کو لگے کہ آخر شاہی سے اور اس دھن سے
 کیا واسطہ۔ لڑکی اپنی مرضی کی صحیح النسب کھرچنے ل رہی ہے۔ اس کو ہاتھ
 سے دینا کفرانِ نعمت ہے۔ یہ سب کچھ صحیح مگر اس کہیں کہ اگر وہ کہ فیادہ کے
 لکھ سے میں دیکھ پڑانے خیال کا سلطان ہوں۔ دیہات اور ترقیات کے سلطان
 اپنے معتقد آپ ہو گئے ہیں اور اپنی خرافات پر چلن دیتے ہیں۔ ایک طرف تو کشتی
 عورت میرے کھو کی بھال نہ اور دوسری طرف کاشت کی پری۔ میں جاؤں گا تو

اس طرقت کے جدِ پیر میری راہروانی شمس ہے اکثر اوقات میں اپنے خیالات پر غمت
بیچتا ہوں۔ اپنے نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ کیا غلط ہے۔ عرب میں ہمارے بزرگ حضرت
بابا سہکی نجات دیکھتے تھے یہ پتہ نہیں چلتے تھے کہ اس کی کبیت کی سولی ہے۔
میرے ہر بھی تاہم نہیں پاتا۔ اپنے نسب کی تحقیق کروں گا تو اطمینان ہو جائے گا
دیکھ کر تنگ رہیں حالت میں جگہ ہوں تو دوسری جانب خیال ہے کہ کھوٹا
خسرین ہے یہی سن کر میری اس تنگ کے ملازم میں غائب مان ہوا ہوں
شیخ کوئی نہیں جس شخص کی پرورش ہے کہ بنو حنیفہ کا اس میں ہوا اور سب سے
کے تھے۔ میرے ہر کو کھانا کھڑو دے رہے ہیں اس وقت تک تو میں تنہا رہا تھا
کھانا ہوں۔ کھانا دیا ہوا تھا۔ ادب کھا کر تاپڑے گا میرے ہون میں شمس
ہو گی۔ لوگ بھی کہیں گے کہ میں دیکھ کا تھا اسی وجہ میں شادی میں کی سوسائٹی
میں نظر حرات سے دیکھے گی۔ آج کل میں رات نہ دی، دیکھی جاتی ہے۔ رات کا
دوسری ہے۔ غرض حال اگر دوسرے جبر ہوتے تو اسی میں نہیں ہوں اور اپنے
گھر کے واسطے میں سے چونکہ چڑھا تا تھا لڑ جکتے ایک عالم ہے۔ راہ جارہے
ہے۔ رفتی میں جگہ ہے جو میں اعتراض کی ہوتے ہیں میں اپنے خیالات کے
خلاصہ میں۔ میں کم دیکھ بھی میری حیثیت واسطے سوچتے ہیں اور ایمانیت سے
آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ مگر میں اتنی جسارت نہیں کہ وہ میرا میں ہے اور میں
انسان سے نکلے۔ دل پر چڑھا جائے کی بات اور سچہ فرض کر دے کہ اس میں کیا بات
ارو کی کے ساتھ مجھے عشق ہو جائے۔ اطمینان اٹھتے نگین اس وقت مگر لڑائی
کر دیکھا تو کوئی بھی کچھ نہ کہے گا۔ لوگ مجھے مجبور کہیں گے۔ راہ و معذور ہو سہی
ہوں۔ جی اچھی بات ہے۔ اب چاہے مالو یا غلو۔
خدا شاق۔ بالکل سچ کہتے ہو بحث کی اس میں کھائیں ہی نہیں۔ ہم لوگ کی

[illegible]

مشتاق ہنس خپ لبتی انگریزین انھیں نہیں جانتا۔ اچھا بھلا میں جا
 چلو سرور ان کی نوا رت کرانے۔
 غمخوارو۔ مجھے عانت ہی کہنے اس ذات جمیعت حاضر نہیں ہم لوگ میں جیتے
 ہیں آہ آجاسکے گا۔



کہہ دیجئے (یعنی کرتی ہے) ا
 ڈاکٹر ششاقی :- (اسی بکر ایک دوسری نظر آئے ہیں اور وہ اپنی کوششوں)
 آپ در اس دگر و انواع کے مخلوق میں نہادہ ہیں اب آپ جان لیں
 ہر کر آئی ہیں دافک طاقت کی ؟
 مس قلیپ :- ایسی ذہن پر چل رہی ہیں میرا فکر ہوا ہے کام بہت رہتا ہے
 جب سے آئی ہیں آپ سے طاقت کی نشا دہنی تھی۔ لیکن فرصت تو نہ تھی۔
 مجبور ہو گئی۔ ڈاکٹر ششاقی انوار کو ہسپتال چھوڑنے کا موقع مل گیا۔ ہنگام چوری نے
 کیا وہی ہے کہ آپ سے تھی۔
 ڈاکٹر ششاقی :- آپ نے بت نہایت کی اور میں آپ سے کلک بہت خوش ہوں۔
 جو کہ بہت سیرت دانی ہوئے کلک گئے۔
 مس قلیپ :- جیسے آپ سے دیکھتا ہوں۔ اول تو یہ کہ آپ کا سلب اس قسم میں بہت
 پڑھا چڑھا ہے۔ اچھی کوہ میں آپ کی شہرت نکلی ہوئی۔ اگر آپ ہی سی تھو
 نر دانی کے تو میرا کام بھی چل جائے گا۔ میں آپ کو چین دانی ہوا کہ آپ میرے
 کام سے ضرور غافل ہیں گے۔ بارہ برس کا جنو اس پیلہ میں میرا بھی ہے کھرت
 ہے میری بہت باختم بھی تھے ہیں۔
 ڈاکٹر ششاقی :- ایسی ڈاکٹر دزدہ دہشت کی تعلیم دیتے ہیں۔ میرے ساتھ
 کام کرتی ہیں۔ میں ان کو باغی گئے دیتا ہوں وہ آپ کو مرلیں دیں گی۔ اور دانی
 بھی گویں گا آپ اس سے اطمینان نہ گئے ہر سیرت انکھ میں ہو گا میں آپ
 کے لئے ضرور کر دیں گا۔
 مس قلیپ :- میں آپ کی شکوہ ہوں۔ دوسری فرخ جی جی خدا کا ہے یہ
 کرنا ہے نہ نہ سکول میں میری شہرت کی کہ داخل کر لیں۔ میں نے آپ کے دوسرے

کی بہت تعریف کی گئی ہے۔

ڈاکٹر مشتاق (رحمہ اللہ) نے آپ کی لڑائی آپ کی لڑائی کا رٹو ڈھنگر غایہ
آپ سے ملنے پر نہیں، لیکن اس غلبہ غیر ملکی، خود سے کہ میرے پاس
باسوری گرائی ہیں کوئی اسکول نہیں، یہ آپ کو کس نے خبر دی
میں غلبہ۔ (اکیس تھوڑا چھاپ کے ساتھ) اسی کو ملی کے ساتھ میں اسکول
کی کامیابی ہے۔ اور یہ بھی لکھی تعلیم دیتی ہیں۔ اور اسی عقد ملایا میں ہیں۔

ڈاکٹر مشتاق۔ یہ اسکول میں ایک کتب خانہ ہے جس میں میری اور میری
دوستوں کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں۔ اس کا انتظام کلک مشتاق دیکھ رہے ہیں
کئی ہیں۔ وہی اس کی ملک ہیں۔ میرے خیال میں زیادہ لڑکیاں لکھیں ہیں
تعلیم نہیں پائیں اور کس نے خبر دی ہے اس کا تعلق ہے۔ اسی میں سے آتے ہیں
میں کلک ملایا میں آپ کی صاحبزادی بوسانی۔ آپ کو اس کتب خانہ کے
خانہ کے نصاب کا زیادہ اندازہ ہے۔ زیادہ ہرچی دیکھ رہے ہیں اور خانہ میں تعلیم
کارکن یا منتظر ہیں۔ اس میں اس کی شہادت ہے کہ میں نے اس میں
آپ کی یہ خواہش پوری ہو چکی، اور میں آپ کو یہ سزا ملو رہے ہیں کہ اگر کس
دوسرے اسکول میں لکھی گئی کو، اس میں گرا دیکھے۔

میں غلبہ۔ میں اس کا خلاصہ کرتی ہوں کہ اسلامی دوسرے ہے یا بوسانی تعلیم
سے محض ہے۔ ہر وہ آپ کا قصد ایک ہی ہے، یعنی ملکی اور بوسانی کی تعلیم
دینا، میری لڑائی اگر اسلامی خیریاں اختیار کرے گی تو کوئی مسئلہ نہ ہوگا
آپ کے لئے یہاں سے ملنے کی اجازت دیکھے۔

ڈاکٹر مشتاق (رحمہ اللہ) میں تم کو کہہ کر وہی چھاپ کرے، اور بھیت
دیکھے کہ اس وقت ہے اور یہی کام ہے۔

مس غلب۔ (اگر کھانا پی ہوا ہو) اس کا مطلب ہے کہ اس کو بھول گئی۔
 سیری سے کہنے لڑکی سے جس نے زیادہ دوست میں نہ ہو گیا تھا۔ اس کی غریب
 مان میں مثال بی بی مریم کی تھی۔ مشکل سے یہاں پہنچاؤں کی ہوگی۔ اس کا بھی ایک
 شایعہ غریب شخص تھا۔ جو کچھ عورتوں کے معاملات خطوں کے درمیان سے
 برسات کرتا رہا کبھی کبھار اس کے حمایت کے لئے اس کا بھی مدد بھی ہو گیا
 لڑکا اور عین برس کی ہوگی کہ ایک مرتبہ دیکھنے بھی آیا تھا۔ اس کے بعد سے
 پھر کچھ معلوم ہوا کہ زندہ ہے یا مر گیا۔ مر ہی گیا ہوگا۔ مان باپ کی دستاویزی
 ہوئی ہے۔ جیسے ہی کوئی دہلی مارا کو نہیں چھوڑتا ہے جب اس لڑکی کو ہر ایک
 ہے تو بہت بجا بہت سے یہ خواہش کی تھی کہ یہ صاحب بی بی تھاری ہے۔ اسے
 ہم جیسائی بناؤں۔ سیری نو دہلی ہے مگر کہ اسے دونوں ذریعوں کی تصویر دیکھائی
 اور جب یہ اچھا لڑکا ہے مگر کہ اسے اختیار ہوتا کہ وہ یہاں اختیار کر لے۔ لڑکا
 صاحب بن جیسائی ضرور ہوں۔ لیکن شصت نہیں۔ ہر مذہب کو اچھا سمجھتی ہیں
 میں نے تیرا کے باپ سے بھی پھر تھی کہ وہ یہاں کر دے گی۔ باپ اس پر راز
 کے جو یہ میں چاہتی ہوں کہ سیری لگی ہے۔ مان باپ کا نہ ہو ہی سمجھتی تھی۔
 پھر اسے اختیار تھا چاہے جیسوی مذہب قبول کرتی یا مسلمان ہو جاتی تھی
 ہر حالت میں اسے اپنی اولاد دیکھوں گی۔ سیری جان بھلا چکی تھی ایک ہے

اور ہوگی
 لڑکا اگر مشتاق۔ (اس غلب کی سادہ بیانی سے حائر ہو کر) اس لڑکی کا خاص
 محبوب و غریب ہے۔ مان اس کے باپ کا نام آپ نے نہ بتایا۔
 مس غلب۔ اگر سیری یا غلطی نہیں کرتی تو شاید اچھا نام خود میں تھا
 صورت اور وضع قطع سے شایعہ غریب نام ہی معلوم ہوئے تھے

ڈاکٹر۔ ان کے غم اس لڑکی کے حضور آپ کے پاس آتے غمنا آپ کے
بھیلتے گئے ہوں گے۔

مس قلب۔ جی ان سب غمنا ہیں اگر ضرورت نہیں تو میں پہلے ہان کی تانہ
پہن لیں پھر کر سکتی ہوں۔

ڈاکٹر۔ چھانیں ہر قسم کی بات کرنا کہہ کر آتے ہیں۔ اگر دوست ہوگی تو سنا دے
اس وقت آپ سے مل لیں مذہب کا سامنا ہے۔ غم ہے کہ آپ کی زندگی

ہماری کچھوں کے گھبراہٹوں کے لیے ہے۔ درحقیقت یہاں میں اور ان کے
چاہتا ہے۔

ڈاکٹر۔ اشتیاق کہاں ہے اسے مجھ سے۔ گھر جانا یا اس کے دوست ایک
تھیں پچھلے چاروں سال لاکا سٹوڈنٹ ہیں گھر آکر پڑھ رہی ہیں۔ وہ پچھلے سال

کوئی پچھلے دوست کی مدد سے اپنے گھر سے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور
مس قلب کے گھر کے ڈاکٹر کے قریب جا کر رہا ہے۔

اشتیاق۔ یہ کچھ غمنا ہے۔ وہ اپنی ان دوستیوں سے کہہ کر مس قلب
اپنی ڈاکٹر کے گھر سے ملنا چاہتی ہیں۔ اگر کوئی ایسا ہو تو وہ بہت سی بات

مل لیں گے۔
مس قلب۔ جی۔ یہ سب کا راز بھی دیتا ہے۔

اشتیاق۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ ان کے گھر میں، غم دوست
بہانوں میں سرور کی جگہ رکھتے ہیں۔ ان کو کتا گارڈ ہے۔ ان کے دوستوں کے

دوستوں کی کچھ بھی غمنا کی باتیں نہیں ہوتی ہیں۔ ان کے گھر میں
سرور کی۔ وہی وہی! ان کے گھر میں ہے۔ ان کے گھر میں ہے۔ ان کے گھر میں
ان کا یہ میری انکھوں میں غمنا ہے۔ ان کے گھر میں ہے۔ ان کے گھر میں ہے۔ ان کے گھر میں ہے۔

کچھ بچھا ہوا دھن بکے نہیں جانے سب تیری کوٹھان غلاموں کی ہوتی ہیں
 اشتیاق۔ غلاموں آپ مجھے گھسیں خود کھائے۔ میں غلاموں نہیں تو میں کرو
 میں کمرہ گوی ہے اسی کو یہی بات ہے کہ وہ کچھ بچا گیا ہے اس بیکر گھاس
 آپ غسل سے تھک ہو کر آؤ تو لیجئے کوسہ پہلے جا رہی تھیں وہ بچھا گیا ہے
 بکے اسی کمرہ میں گھسیٹ لیا۔ وہ غلاموں کی غلامی کہ وہ صاحب اہم شخص
 سے کوٹھرائیں گے۔ کل چاہے اس چھوٹے بچے سے کہو گے تھے۔ آج بچائے
 ہیں۔ چڑے بیان ہو گئے۔

سرور سی۔ سرور زبان لواتا ہے لب کیوں تھ سے زانی ہوں۔ چپے سو
 میں دیکھ تک درد کی پڑا آتی ہے۔ اور ہر۔ میرے اس لب سے کچھ کوٹھرت
 ابھی ہے۔ میرا بچیا ہے۔ میرا دل ہے۔ میرا بچرا ہے۔

اشتیاق۔ غلاموں بکے خدا کے لئے چھوڑ دیجئے کوئی مس قلب لپڑی ڈاکٹر
 آپ لوگوں سے ملے آئی ہیں اٹھا کار۔ سرور سی۔ بکے۔ بکے۔ بکے۔
 اور جان لے گیا ہے کہاں کو سرور سی۔ کام ہے کل ہر لوہا میں دلت لیجئے۔
 غلوگت آرا۔ مس قلب۔ یہ کون ہیں میں نے دیکھا کہ انہیں کسا۔ شاہ
 کوئی ٹی ٹیجئے گی۔ ہم لوگوں سے کیا کام ہو سکتا ہے۔

سرور سی۔ کام کچھ کیا خاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب کو کاشنا پاتی ہوں گی۔
 عورت بچا کہ ہے تھاری۔ صاحبہت کر کے کام نکالے گی۔ زانی صاحبہ
 نہیں جانیں کہ جان بھر میری مرضی کے۔ نہ وہ میں مار سکتا۔ چھتے۔ نہ وہ میں
 جانے کے کہتے کہ حضرت میں جب ہو گی۔ ڈاکٹر گئے۔
 غلوگت۔ یہ کونسا غلوگت ہے کہ آئی کہا ہو۔ بچا ہی ہو۔ غلوگت۔ بچا ہی کر کے
 جمع کر دیا۔ شاہ تھارے۔ آل کی محل آئے۔

سرووی۔ خیر ہی سی مگر کیا ہو تو کھان سے اٹھون گی نہیں۔ بیشی
 رہون گی۔ اور دوسرے گروہ میں جلتے ندرت کی آہ کی جیسی ہم صاحب کو
 بھی نرفش کی پندہ شایا ہے گا۔

شوکت۔ جو چاہو کرو۔ تمہے کسی کا در جلتا ہے۔ اچھا اشتیاق چاہو سر قلب
 کو بھجود۔ یا جو چاہو دیکھاؤ وہاں ہشتی چرسکی۔

اشتیاق۔ ہزار خالی خالی کے چکل سے چھوٹا نرفش جان بیکریا ہر سر قلب
 اور دنی کوئی میں نظری ہوش نہیں کہے دیکھ کر آٹھ کھڑی ہونیں اور ساتھ میں
 راند عمل کی پائیزی کی۔ اندر اعلیٰ ہونیں جو سے میں خود تقدیم کرتیں

سکات کی خوب صورتی اور جہاد کو نظر حیرت سے دیکھتی جو فی ثبے چہرہ
 پر جو رنگین گلوں سے آراستہ لی اہوار ہو رہا تھا۔ جو چین برآمد اور صدر

دھان میں ہوتی ہوئی ایک جلی کر کے ساتھ کہیں اشتیاق نے پردہ اٹھایا
 زمین پر قائم کھڑی تھا چہاڑی نے ہندوستانی تندیپ کا لٹا کر کے جوتا

آکھڑا۔ ناظر کر کے آشکریا فرج ہے ساتھ یا اور شوکت آواز کر کے
 چوٹ کیا۔ شوکت کے دہی جگہ سے اٹھ کر باقہ عطا اور سرووی جگہ کے پہلو میں

تھا۔ یا۔ وہ ہندی چہ نوریش رہی اور سر قلب کو سرے پاؤں گسٹھ چہاڑا
 تھوڑا کی۔

سر قلب۔ اگر صاحب کی بیگم آپ ہی ہے آپ سے ملنے کا کمال اشتیاق
 تھا خدا کے سہری مراد دیکھی۔

شوکت۔ سر صاحب آپ کے چلو میں ملتی ہیں۔ میں تو ایک دنی سبیل ہوں۔

سر قلب۔ دیکھ کر آٹھ کھڑی ہوتی ہے اور سرووی بیگم کو سلام کرنی ہے جو
 مقام سے جواب دیتی ہیں۔ مجھے ملات فرماتے ہیں باطل نہیں ہوں۔

سرور سی۔ اسے ہے عورت بلکہ یہ قہر نہیں بھلے۔ جہاں ملتی نصیب ملتی کچھ نہیں۔ جہاں ہر شخص آدمی ہوتا۔ جہاں ہر شخص غلطواری بلکہ نہیں کرتی کسی طرح کو دیکھو ان آٹھ کھڑی ہوں ہاتھ خدا کی صمدین کا جھانوں۔ میرا تو مہول یہ ہے کہ میرا اگر خدا نہ ہے مخلوق ہے۔ اگر میرا تو باطن کرو۔ دل پہلاڑی گھر سے پہلی جاؤ مس قلب۔ رنگ صاحب میں ملے ظاہر و دردی سے بہت گہرائی ہوں میری دنیا کا چلن ہی ہے۔ اگر ظاہری افلاک دیکھا جائے تو بدو عالمی کا الزام لگتا ہے ہم لوگ ہمیشہ درہن طرفہ مند ملی ہیں۔ میرا غریب سب آتی ہیں۔ اگر ذرا ہی سی بولی چمک چمکتی۔ یا کام کی کثرت سے مخاطب ہونے اور خود نام ہو جاتے ہیں نیرا تاج میں یہ سب ہوتا ہی رہتا ہے۔ اس کا درد نامان تک رہا جاتا ہے۔ آپ وہ فراموشی کہ مزاج کیسا رہتا ہے اور نصیب و نعمت آپ کو کیا شکایت ہے جہاں سے تو آپ تندرست معلوم ہوتی ہیں۔ اور نہ ہونے کی کوئی وجہ بھی نہیں آپ کے ظہور اور صاحب ڈسے ہو شہید طیب ایسے خدا در ظہور میں بگھٹانے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چرخ کیسے گھومتا ہو۔

سرور سی۔ ایک آدمی جو ہرگز اپنی زندگی کے لیے تو اندھا ہوا ہوا ہے۔ لیکن شک نہیں کہ میرا ظہور در در و در اپنا جو آپ نہیں رکھتا مگر میرے مرض کا علاج اس کے پاس نہیں۔ بلکہ دل کی بیماری ہے۔ یہ میری سبلی جو آپ سے چلے لیکن کچھ کچھ کا کہ صورت میں نہیں ہیں۔ آپ کی فکر سے سکڑ دیں یہیں گزری ہوں گی۔ کتنی ان کی فکر کی آپ سے دیکھیں۔

مس قلب۔ دل میں گھر کر سکتی ہے (رنگ صاحب)۔ سوال آپ کا جواب دفریب ہے۔ کچھ بچھنے تو ہیں یہ نہیں۔ یہ سب میں ملتا ہی ہیں۔ آپ اپنا جو آ رہی ہیں۔ اور نہ وہ میں گہرائی کے کوئی علاج ملتا

سرور سی۔ میں نے تو آپ سے اپنی سبیل کے بارے میں پوچھا تھا یہ مطلب وہ تھا کہ آپ میری طرف مت کریں۔

مس قلب۔ چہ نسبت انکسب و چہ نسبت اسباب غم و درد۔

سرور سی۔ میں نے تو آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کی دل میں ہر جہاں کی صورتیں کتنی ہیں اور شاد ہوا کرتی ہیں اور اوقات ہر پرے میدان و اکوڑ صاحب این کی طرح جہاں پر پروردگار وحدہ نہ ہوتے ہیں۔ ہم وہ خون نیک ہی مرض میں مبتلا ہیں مگر آپ کے علاج کر سکتی ہیں تو ضرور ہو جائے۔

فکرت نامہ۔ اب تک تو بہت ضبط کئے مگر غصے میں مگر آخر کہاں تک بڑی ذہانت کھانکھان کر چس رہے ہیں۔

مس قلب۔ (دھنکر) بیکر صاحب! میں نے تو آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کی طبیعت میں ہر وقت ایسی غلطی رہ سکتا ہے میں گواہی دیتی ہوں آپ ایسی بیکر کی طبیعت میں ہیں جو کہ کشتہ کی بھی کچھ دھڑکیں خاکسہ بھائی۔ دل میں بھی دھڑکیں بھاڑ بھڑکا۔ میری زبان اس پر سے کسی قدر صاف ہے۔ آج آپ کو گولے کے اس چکر پر اتنی چھبکیں مارا آگئیں۔ اب جب تک نہیں ہیں ہوں آپ کو گولے کا ساتھ دھوڑوں کی۔ مارتی یا کھائے کھائی کیوں نہ ہو۔

سرور سی۔ (فکرت سے مخاطب ہو کر) تو خوب آگاہ ہیں کہ میں نے تو اس میں بڑی ذہانت سے کھانکھانے میں تو ساتھ دھوڑوں کی۔ میں نے ان میں ہر سلطان اسے لی اس صاحب شفیق ہو۔ اب تو تم سنو سے اور تر گئیں۔ اس برس چھبے تھیں تو میں ضرور تم کو بھیج دانت میں شامل کر لیتی۔ جیسے بھی صورت میں معلوم ہوتی ہے لیکن پرستی کا پکا ہے۔ (صحت گوارا کر) انکسب و چہ نسبت انکسب اب بھی ابھی ہے۔ آخر آگ بجے صاب ہو۔ یہ تو کچھ سولے ہیں۔ انکار ہے چہ بہت عذاب و عجز رہا

جہاں میں تم نے تباہی و بربادی ہوگی۔

میں قلعہ (دھڑی) میں ہوں (خود کی تباہی) ہے۔ مجھے رنج و مرہ و بے بسی ہے۔
 یہ سب سائنس و فائنات کی بات ہے۔ مرنے والی جگہ خود کو بچانے کی جگہ تلاش کرنا
 بس انسانی کمزوری کی کہ بہت سے لوگ یہ نہ کر سکتے کہ وہیں جا رہا ہے۔

سرور کی (دھڑی) میں خوب سی فائنات ہیں اور سارا (اکثر سے) سائنس
 کا خاکہ اور وہ جو کہ ان میں خود غور میں آئی ہو۔ سب کو کائنات کی دوسری کس کر
 نہیں ہوتی۔ (اکثر سے) فائنات میں جو سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے۔ کتنی چیزیں
 ان کی تفصیلات کو دیکھ کر تو حیرت میں آ جاتا ہے۔ اور ان میں جہاں تک
 فنا ہے وہیں بات۔

شوکت و غصہ کرتی ہو۔ اسے ظلم ہے کہ وہی مخلوق کہ آسمانی نہیں
 پہلی ملاقات اور اس طرح کی باتیں۔ وہ بھی یہ ملتی ہیں کیا کائنات کی کہ
 بے رنگ ہیں خوب خاطر تواضع کی۔ وہ تو اس طرح ہیں جنہیں میں پہنچاؤں اور
 کائنات دستور ہے کہ وہ ان کے ہاں جہاں ہے اور ان سے راہ و رسم پر چلتا
 ہے کلام ایک دوسرے سے اٹکا رہتا ہے۔ دنیا اسی کا نام ہے۔ اگر وہ ہم
 لوگوں سے ملے آئیں تو کوئی گناہ کیا۔ تم بیکار کہل چکا تو انہیں نہ جانا۔ (اکثر
 سے) بھی کہہ دو کہ وہ انہیں خود نہیں دے وہ خدا کی نعم خدا کی برکتی۔ اور ان
 رنگ سے) چار اور سائنس آتا چلتا ہے۔ دیکھ کر کہ ہے۔

سرور کی۔ تو یہ کتنے ہی ہیں جو اپنے مالک کے لئے ان کا نام بھی
 فرستیں وہ غلط ہو گیا۔ اس صاحب تم جو غلطی ہوئی قسمت چڑی سرکار
 تھا وہی رہا ہو گیا۔ کئی کے چرخ چلاؤ۔ اب ہر جہوں کی کئی تھارے
 پاس نہ رہی۔ جتنے فرستیں وہ جہاں جا کر نہ آئے۔ اور ان کو خود رسوں کا خوف بھی ہے

ہاں پڑی ہے ڈاکٹر کی کہ جان جائے اور کم کرنے لپکتے ہیں کتاب ہے چھٹی

س قلب۔ (کھائی ہو کر) جگر میں تو ہر حالت میں آپ ہی کی احسانند
ہوں گرام آپ نے اس لالہ کھری کھری آستانہ بنائی تو ان بزرگ صاحب کو چھری
کیوں بزم آگہ آئی حنایت اور کچلے کہ آپ سے لغات کو کرا دیجئے۔

سرور سی۔ آپ تمام بھی پوچھ لوگی، آج ہی سب کچھ ہو جائے، قتال عالم کھا
قلب ہے، جان سرور سی، اب کا نام ہے، بزرگ بادشاہ حسن کھاتی ہیں نیلی
چھری ہیں، ان کے کالے کاس خضر نہیں، ڈاکٹر ی پوٹیا رہ جانا۔

شوکت۔ اسے ہنسی کے چہرہ اس پوری قہقہہ، مگر کیا بھالی تھی کہ سرور سی
کی حنایت میں کچھ اہل فرقی آگاہ کیوں سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ چھری
س قلب بانی جاری ہیں، اس نے بن تامل بزرگ اور افسانہ کا سامان کشتیوں میں
وکیں، تھوڑی دیر اور دھڑکتی رہیں، پھر سلسلہ کلام طبع ہوا۔

س قلب۔ میں میں سرکار میں حاضر ہو کر بہت خوش ہوئی، تو میں عرض
نہیں ہوں، بچوں آپ دونوں صاحب اسے جین کر کہیں کہ اب وہ چو کھانے کی جگہ
ہو میں نہیں، بہت کھایا اور کھایا جو کچھ نہ کھایا اس وقت سوچو بہت وہ سرور سی
اور میری بھلی کے لئے اگر اس وقت کام چھوڑ بھی دوں تو بہت کالی ہے، ہاں ایک
بہت بڑی مرض میری دور ہے، اور وہی بچا پوچھنے لڑکے، جان لاتی ہے، وہاں چھری
کی مٹانے پر رہی ہو جانی کہ میں اپنے تئیں بہت بڑا خوش قسمت سمجھتی، اگر جانے
ہو تو میں عرض کروں۔

شوکت۔ آگرا۔ ضرور کئے، آدھی آدھی کے کام بہت۔ چہرہ تو ان کے اختیار میں
ہو آگرا کا مطلب ضرور پورا ہوگا۔

سرور کی درخت سدا کی کے بھونچے اہم رنگ شریعت جو خیال ہیں دوکان پر
 لیتے ہیں یہ بدون تہہ ہا۔ سالی بہتے تصویریں اور کون تک ہے انہوں نے
 کہ یہ چارے اسکان میں باہر کہ تھا جس کے کرنی وہ تھا جو نہ تھا کھینچ کر
 کے ایک جانی پہتانی نمود میں گھر میں ہے بیاسے ضرور میں مگر وہ وہ اردو میں
 ہیں درخت کی طرت اشارہ کر کے ان کی سی دامن (موت) ہے ہیں۔ وہ شاید تم کو
 پہنچے کہیں۔ تعارف تھا اگر وہ پہلے گا۔ آئندہ بھی تعارفی قسمت ہے۔ لیکن
 بچے اُپس کہ ہے۔

مس طلب۔ تو ہوا تو ہوا میری غرض وہ ہرگز نہیں اور نہ میرا وہ تعارفی کہ تھا
 بارادہ ہے۔ میرا وہاں کچھ اور ہے میں سنتی ہوں کہ آپ لوگوں نے اپنی بیوی کی
 قتل کے لئے کوئی زمانہ درسد واد سکول کا نام کر رکھا ہے اور بیوی کے شرف کی
 لو کیا ان اس میں تعریف پائی ہیں مگر اسٹاک سبکی کچھ اس میں سکھائے جاتے ہیں مگر
 تعریف کے علاوہ غیبی تحفہ بھی دیکھتی ہے۔ میری مگر ایک سبکی ہے۔ میں جانتی تھی
 کہ وہ بھی آپ صاحبوں کی خدمات سے اس میں داخل کر لی جاتی تو میں مطمئن
 ہو جاتی مگر طلب میرا آپ لوگوں کا وقت ضائع کرنے سے ہی تھا۔

شوکت۔ سرور کی طرت اشارہ کر کے وہ بیکر اسی کتب خانہ کی قتل ہیں۔
 وہ نہ درسد ہے اور اسکول۔ کوئی ہا قاعدہ تعلیم ہی آئیں ہوتی ہے۔ ہر رنگ
 پردہ کی مٹنے والی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کی غریبان کیا جانتیں۔ لڑکیوں کو ملنے لے اہم
 لے کر لانا غصہ نہیں۔ اپنے اسٹاک کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ بھی خیالات میں پختگی
 انھوں کی رہتی صلی غرض میں کتب کی ہے اس کے ساتھ ہی درسد واد سبکی
 غرض میں کہ گندہ حاصل ہو جائے۔ اگرچہ ہی زبان آئے یا نہ آئے۔ میں سے کچھ
 طلب نہیں۔ میں سچ کہتی ہوں کہ ہمارا کتب آپ کے گون کا نہیں ہوا ہے۔

پیشہ دہانے سے اس کی زندگی بڑی ہموار رہی کہ ان میں سے کسی ایک میں داخل
کر دیا جائے تو آپ کو اور ان کو دونوں کو مغربی تعلیم کی فوج میں کا اندازہ ہو سکے
میری رائے تو یہ ہے آئندہ آپ جانیں کہ ملی شہرہ کی تعلیم اس کے گہری پایا
مستحق ایک ہیں۔

مس قلعہ۔ میری نو دل خود کشی ہے۔ اور اگر وہ یہی نہ ہو تو مجھے چھ
بچے ہو گا۔ آپ میں بچہ صاحب سے میری سفارش کریں۔ میں اس لڑکی کو
میں دینی ہوں۔ شایہ کچھ ملے اور کچھ اس سے باہر گاڑی پر اسے چھوڑ آئی اور
سرو میں۔ شادی میں یہ بیل منڈے نہ چڑھی۔ دل کا معاملہ ہے۔ اور اس کا
کا سالہ اور کوئی بھی سفارش نہیں کرے۔ میں ایک نو سون کی خیر میں اس
قریب آتی ہوں۔ اپنی لڑکی کو آخر کسی جگہ انگریزی مدرسہ میں کیوں نہ بھیج
سلاطین کے کتب خانوں میں کتب کی ہر گز نہ ہو۔ کتب خانوں میں کتب کی ہر گز نہ ہو۔
اسی لڑکے اور وہ بڑے لڑکے ہیں۔ کتب خانوں میں کتب کی ہر گز نہ ہو۔ کتب خانوں میں کتب کی ہر گز نہ ہو۔
مکمل کتابت کا باقی ہے جسے مردان کی صحبت کے بھی لعل آسانی ہو کر
میں بھی جاتی ہوں۔ شادی کے وقت کچھ نہیں اور ہندوستانی ہر گز نہ ہو۔
طرز میں کوہنہ کر دے جس کا لڑکی ہے۔ فرنگیوں میں پائیں تو کیا نام کو نہیں۔
اور چنانچہ اس کا نام ہو گیا۔ ہر گز نہ ہو۔ ہندوستانی ہر گز نہ ہو۔
تعلیم حاصل کر کے اسی ہندوستان میں کوئی عمل نہ ہو۔ سب اسے ہندو
ہندو نہیں گئے۔ ہندوستان میں گئے۔ ہندوستان میں گئے۔ ہندوستان میں گئے۔
چار روپے کی آمد پیدا ہو گئی۔ میں اور وہی میں کچھ نہیں کی بھی نہ ہو۔
انجیوں کو انداز جانا ہے۔ شادی لڑکی کا اس کا ہندو کو کرنا۔ لیکن کو
جو کہ تعلیم و بحالی ہے اس کا نشانہ بھی ہے کہ خدا سے داری۔ داری داری داری

تو خدا داری کا انتظام فرما، سلوی سے کہیں غصہ کی افواہت کہیں آتے۔ یعنی
 کہیں۔ مائیں بیوں کو اور ملک پر دہشتاقت قریب سے کہیں اظہر۔ اظہر۔
 غیر صراح۔

مس قلمب۔ آپ کا کنا سب بجا اور مست ہے۔ میں نے گھاٹ گھاٹ کا
 پانی بھی پیا اور وہ ان کی صحبت میں بہت بے گھلی کے ساتھ ہی، اگرچہ ان کی
 غور بھی دیکھی اور ہندوستانیوں کی بھی۔ میں ان دونوں کا جودہ ہوں۔ میں بھگوا
 نیم بھیں اور آپ سلطان۔ باپ کا سایہ کم جی میں سر سے اٹھ گیا۔ میں
 بھی جلد مر گئیں اور جوت میں مشنریوں کے پٹے لگی ہوئے ہیں۔ وہ سانی ذہن بھگوار
 کیا۔ دھان طبیعت کو کیا کر دیں۔ سلطانوں میں گھسنا ہا ہا ہا ہا اور انھیں کا
 طرفہ ہند ہے۔ اس لئے میں اپنی لڑائی کو آپ کے کتب میں دینا چاہتی ہوں۔

سرور می۔ (راخہ شاکر) سب سے عورت تو سیرا داغ ہاٹ گئی۔ ذاتی ہستی
 ہے۔ سیدھی شوکت خوں کے لئے نہیں بھاؤ۔ تو گو آہیں سے کہو کہ میں کتب
 میں روح القدس کی اور تعلیم نہیں پاتی اور نہ چاہے وہ سب کے دستور العمل میں
 کوئی دھند فرشتوں کے ہون کے اور اہل کے لئے رکھی گئی جو خود بخود چھٹا کر اس
 صاحب میں ہیں اور ایک سبکی کی مان بھی۔ سبک لغت ہے اس وجہ دلیل پر۔

مس قلمب۔ دشمن کو تو بکٹے میں گڑھی میں۔ مادر کو بھی ہی نہ تھی۔ بگم ہاڑن
 اور ملک کی ہوتی ہیں۔ ایک اپنے پیٹ کی۔ اور ایک خود بولی۔ ہندو کو میں نے
 گور لیا ہے۔ میں ان کی دیت چھوڑ کر اس کی مان بھرتل میں رہی۔ اس کتاب
 نے مجھے دیا۔ وہ سلطان ہے۔ کچھ دنوں تک خطوط آپ کے اس کا عمل بدانت
 کرتے رہے۔ پھر خط بند کر دیئے۔ معلوم نہیں زندہ ہیں یا مر گئے۔ مری گئے ہوں گے
 وہ غیر ضرور ہوتے۔ مانتا ہی چیز ہے۔ جب مجھے اس لڑائی کو دیا ہے تو یہ خواہش

کی غلطی کہ میرا بیٹا اور اسلام دونوں کے بھول اسے چھوٹا نہیں دیکھ رہا ہے
میں شعور کو چھوٹی لے اس وقت است اختیار دینا چاہتے تھے کہ یہ مذہب کو چاہے
اختیار کرے۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ یہاں ہی ہوگا۔ تیرہ دن پارسی ہوں۔ اس نے
چاہتی ہوں کہ مذہب اسلام کی خوبیاں دیکھیں اس کے ذریعے انھیں جوہر میں۔ تیرہ
دن کی خوشامدی جو جیت کرتی ہوں۔

سرور دی۔ جو کہ کئی بیانات ثابت کی کر سکتی۔ رخصت سے ناگھر چلنے
ایکواکس یہ تو اس کی کی ہیں نہیں ہیں مگر یہ بھی زندہ ہوتی ہیں۔

مس قلیپ زفوت دیکھتے تھے (یہ) اس نمونہ نے اس لڑکی دیکھا تھا
میرے پاس اس کے باپ کے خطوط بھی ہیں جو کہ آپ کو دکھاؤں گی۔ میں نے
بازی بہت لی۔ یہ شخصت جو ملی ہوں بہت آپ کو دکھاؤں گی۔ اس کی بہت
بازی ہوگی یہاں سے دروازہ کا منہ اٹھتی ہوگی

شوکت۔ اسے ہے اسے جاوہر میں میرا آپ اس کا احساس بھی کیا کرتا ہوگا۔

مس قلیپ۔ آپ جانتے ہیں وہ ایک کئی شے آپ کو دے رہے ہیں۔

سرور دی۔ وہ تم سے اعلیٰ ہستوں کا ہے۔ درجہ تواری چھوٹی کی مس قلیپ
کے ساتھ کرنا۔ اعلیٰ جانے دروازہ کا منہ اٹھاتی رہی رہی تھی اسے۔



باب (۵)

پڑوسی جلتا اجاڑ

اگرستان کو سب سے قسمت ملی تو گیارہ نکالچا جلتے ہوتے ہر اس کو
 میں ان بچے جانتا ہوں نہ قبل اٹھائے تھے۔

محمود کھٹے دھست کر رہا۔ یہ کوئی بڑا بڑا نہیں اور کہاں افسر ہوتے تھے۔
 علوم ہوتا ہے کہ کوئی نور اور میں نہیں مٹ کر تپا پڑتی ہیں۔ اگر کوئی کام
 جملہ دیکھنے کی زبان ہے۔ سوچی ہوئی کہ ان کے مزاج میں کچھ
 اور ہو جائے تو پھر یہ یاد ہیں۔ سوچو چاندی طرے سے ہر شے کے ساتھ
 سب قیامت کی ہوتی ہیں۔

اگر احمد کہہ دے کہ میں علوم ہوتی ہے۔ میرا نام وہ نہیں ہے۔ نہ میں ہی
 غالب ہے۔ سر لیٹا ہے۔ اچھے اچھے ہیں۔ ملاقات کی ایک غرض یہ بھی تھی۔ لیکن اس
 دوسرا ہے۔ اپنی اسٹیجی میں۔ مذاکرات کو جان تو گویا کے مکتب میں داخل کرنا
 جانتی ہیں۔ لہذا میں اس ایکٹور اور بیان کی تعلیم کے لیے بہت کچھ ہیں۔ کہیں نہ نہ
 جانی ہوگی۔ میں نے تو انہیں صاف جواب دیا۔ اس بار وہ ملنے دینا بہت سے طعن ہو گویا
 کے تمام میں گنوا دینے کے بیان بیان کی تعلیم بھی ہے۔ اتھارٹی تو کی کر دینی اصل
 ہونا چاہئے۔ مگر وہ ایک نہیں جانتی۔ جیج کسی گندہ چور سے یہ بھی ظاہر کر دینا
 کھیت کی رہ جاتی ہے۔ وہ پتہ کسی کی جگہ نہیں اس میں پیدا اور کسی بھی تو
 بہت ہوں گی تو کچھ میں کرتی ہیں کہ یہ وہ ہے جتنی ہے۔ جگہ کچھ نہیں نہیں یا

سنا سب ہی مسلم ہیں اور کہ کتب کی عقل کے پاس یہ جیروں اور جنس اور کچھ ہیں۔
 محمود (تفسیر لکرا) حقوں اور افسوس کو بکھا۔ بھائی تو خدیوہ آدمی ہیں۔
 ہستی کے غضب کی ہو گئی ہیں۔ لیکن بھلا آدمی کسے دیکھنا اور شاہ حسن
 کبھی بڑاں ان سے جوتے ہے۔ تو اچھا ہوڑ پھر کہ ہے استاد ان کو اپنے اپنے
 کرتب دکھائے ہیں۔ لیکن یہ تو بڑی ہلچل ہے۔ وہ بے نقطہ سنائی ہیں کہ
 اللہ کی جہاد آدمی کو ہاگل جادوئی ہیں۔ کچھ ہیں، ایک مرتبہ یہ وہ سنائی
 ہوئی ہیں۔ بعض وقت جو میں خیال کرتا ہوں کہ بادشاہ حسن ایسے اور وہ ایسی
 غفلت خاندان کی صورت میری آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ اور بادشاہ
 حسن کو باور میں کر کے دوزاری کر کے دیکھا ہوں اور بڑا کھیا تو ہے۔
 بادشاہ حسن۔ مائیں میں آپ کی۔ دولت کا امتحان کیا ہے میری میں دس
 کر لیا ہے۔ ہمارے زمانہ میں جن میں کچھ چاہتے ہیں۔ خدا کی نجات ہے
 آپ کی میں سب کچھ ہو گئیں اور ہم کچھ نہیں۔
 محمود کا کش میری میں ہوئے ہمارے خود ہوا جانی ہی تائیں۔ میں تو چھ
 کو کسی طرح نہ میرے سامنے آئیں۔ مائیں بکر یا میں بکر کچھ سب حضور ہے
 کسی کی میں ایسی ہو گئی تو ہے۔
 ڈاکٹر۔ بادشاہ حسن میں محمود نے جو تصور کچھ ہی اس کے کچھ ہی اتفاق ہے
 تم پر مالک۔ دیکھا میں کو چاہا ہوں کہ اس وقت میں میں رانا میں ہو گا
 سرداری اور میں غضب کا کھلا رہتا۔ تائیں میں ایک اس کے کچھ
 اور ہم میں غضب کی چھٹیاں میں کی کہ میں صاحب سب اپنی قابلیت
 قبول تائیں گی۔
 بادشاہ حسن۔ تم کو کو سلو ہی ہو جا چکا۔ جو کچھ تائیں میں دوزخ

بکوں کے ساتھ ہی تو ہوں گی اور تم کو ہی پوری ہر بات ملے گی۔
 تو اکثر۔ بہن! میں نے یہ سنا کہ لڑکیاں جو اس وقت تک کہ ان کی عمر
 ہے تو بھڑ بھڑا کر پکپکاتے ہیں۔ میں نے تو کئی سال پہلے ہی سے
 مردوں میں وہ طرح کی باتیں ہوتی ہیں کیا مجھ سے قہریان کرتے۔ بچے ہر طرح
 سے خودی بکوں میں پکپکاتے ہیں۔ اس لئے اس کا کیا جواب ہے۔

محمود۔ اور ہاؤ فائن میں صاحب آپ کو عزت ہوتی دہری ہے یا اور ہے
 باوجود حسن۔ بہن! یہ تو میری حرکت ہے اگرچہ میں نہیں تو وہ تو میں ہوں
 اور تو ان کے کون کون سے بھول چھوڑتی ہو جاتی ہو۔
 محمود۔ خیر کیا بات ہے گا۔ ہم تو بھلا ہی سے ضروری بات کہیں گے۔

ہی کہوں نہ ہو۔
 محمد صالح۔ (م) تو اکثر کے ہانے کے بعد تو بھی گریں ہے گئے تھے یہ تو یہ بات
 جہاں لاک تو آگئی نہ۔ اب تو دیکھو کی کتابت آج کل کیا خبر ہے اور کیا بات
 میں کیا ہو رہا ہے۔

تو اکثر۔ ان خوب یاد رکھو۔ ان دنوں ناس خفا ہیں اور کہ سزاؤں پر
 سرسری نظر ڈالنے کے بعد اسے غصہ ہو گیا۔ اور ان دنوں نے سلطان عبد الحمید
 خان کو تخت سے اتار دیا۔
 محمد صالح۔ اور ان دنوں تو قہری کیا، جو یہ ہو رہا، بادشاہ خفا ہے تیار ہے اور کسی
 کے نہیں رہتا۔

میں نے خبر ہے جس صاحب میں ایک سکوت پیدا کر دیا۔ ہر شخص کوئی نہ کوئی
 آفا کر چلے گا۔ اور ان دنوں کوئی تھا نہیں جس سے ہمارے دوست عرب صاحب
 ملنے کرتے۔ اور کہ کچھ چلے جاتے تھے، بعد میں آیا اسی زمانہ میں کچھ خفا ہو گیا تھا۔

اور دیکھتے گئے۔ کہ ترکوں نے یہاں پہنچ کر بھی تو بہ انھیں نہایت ضرورت پیش
پڑھ رہا تھا۔ تقریباً چوں گھنٹہ تک انتظار کیا کہ بعد ازاں کبھی نہ آیا۔ گھبراہٹ
سبک ہو گئی۔

مختصر صالغ۔ آخر خبریں کیا ہیں کہ وہاں تو بیگنے
ڈاکٹر۔ خبریں کیا ہیں۔ ایک جگہ کا ٹیپ ہے۔ ترکوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے سلطان
تھے بڑے شخص باب اس غلطی کا خیال نہ بیگنا پڑے گا۔ سلطانوں کی تباہی ہے
اسوس ہے کہ ایک اور اسلامی سلطنت یوں مٹ رہی ہے۔ گروہ اور سے
سلطان محمود فولک و شاہناہت سرعت و طاقت کے ساتھ سلطنت سے
چند گھنٹہ میں اتنی مسافت طے کر کے اور اس سلطنت پر قبضہ کرنے کے لئے نوجا
سلطان کو اس وقت اطلاع ملی کہ جب نوج نسطر سے یوں میل کے قیام پر
رو گئی۔ شاہزادہ بہاء الدین جو سلطان کے بیٹے عزیزندہ ہیں۔ اور جنہوں سے نوج
تخلیر جرنی کے سربراہ کالی ہیں باقی ہے۔ خود آغا خدیوہت ہوئے اور۔ غافل کیا
کہ یہاں پہلے قسطنطنیہ ہر طرح سے مضبوط ہے۔ باڑی گاڑا کار مارا اور
شاہی نوج حاضر ہے حکم کا منتظر ہیں۔ اہل اہل جو تو باخبروں کی پوری سہولت
کر دی جاتے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ میں سب کو مار کر بیٹھا دوں گا۔ آپ جانتے
ہیں کہ ہزار ہوں بیٹوں کے کیا جواب دیا فرما لے گئے کہ ترک باقی ہوں باطاعت غرض
میرے سب بھائی ہیں بھتیجا ہوں کہ تم پیار ہو۔ نوجوان ہر بیٹوں کی سرکوبی کرنا
گر مجھے کسی طرح منظور نہیں کہ تم لوگ ایک دوسرے سے ٹکڑا کر ماریں آج
تحت سلطنت ہونے کو طیار ہوں اگر کسی اور سر سے کو پار نہ ہوتا ہونا بادشاہ
ہو مگر ان باتوں پر جتنی ہے۔ ہر مصلحت غرض سے جانتے جہلم و دھنیں دل باخوار۔
کی خبریں دہلی پہنچے۔ پر پھر بھی گئے اور اس کا اور اک ہر گاہ کہ میری حکومت

میں ذاتی غرض و منفعت کو دخل نہ تھا۔ ہر کچھ میں سبکیا اور جو کچھ کرتا تو یہی تھا کہ
 اس کی بہبودی کے لئے۔ شہرِ اطہر کو منظور نہیں اس کی جو مرضی ہو سیرِ مسلم نہیں ہے
 ایضاً شہرِ بادشاہ و ملکہ پر وہ ہر تہہ کیا ہوا یہی کہ باہمی تفرج و ملاقات کے لئے
 داخل ہوئی اور ہر ہر مقام پر تہہ کر لیا۔ مکتوبات پہنچی اور بارگاہِ عبادت کی
 گیسٹ تک نہیں بھجوتی۔ اس سب کارِ ودائی کے بعد محمودِ غزنوی کا شہرِ دہلی میں
 ملک آئے اور اپنی صاحبزادی کی اصلاح کرائی سلطان نے چاہا اس وقت
 رسولِ اطہر صلعم کا چہرہ مبارک بھی اور حضور ہی کا حارسہ سے غدا چیلنے کا
 اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ جو کتنا چاہے جو کہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ تمہیں اتنا
 قوتی ہے جس کا صلح کفرِ مشرک قوی ہے۔ اس کا فیصلہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے
 ان شرائط کی پابندی نہیں کی کہ جو پارلیمنٹ کے اقتدار پر چلنے لگے تھے اور
 یہ سب تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھے۔ لہذا یہ نظرِ مشرک قوی یہ عرض کیا
 جاتا ہے کہ آپ تختِ سلطنت سے دست بردار ہو جائیں۔

سلطان (خجندیگر کے ساتھ) اس وقت دہلی میں تھے کہ جو اختیارات
 شاہی میں پارلیمنٹ کو تھے جن سے دہلی سے دہلی کے اہل
 علم و شہادت اور قریب کی قابلیت باہل مشرک و پادشاہوں اس سے انھیں
 کہ گرم و سرد زمانہ اور فطرتِ خلق کو طرانی بنائیں گے۔ مگر کب جب کہ
 سلطنت کا بڑا حصہ تھا اسے تہہ سے لٹکائے گا۔ لہذا قمرِ انور کو مجھ سے
 میں کہیں یہ ہون گا۔ اس کے متعلق آپ انگوٹے کیا فیصلہ کیا ہے۔

محمود و شہرِ گت۔ حضورِ رسول کا کہ اس نے قیام فرمائیں گے۔ وہ ان سب
 اظہار کر دیا گیا ہے۔

سلطان آجے اپنا عمل کب چھوڑنا ہوگا۔ میرا سامع اور حرم کی بیگناہ

سیرت سابقہ ہی ہائیں گی یا بعد کو۔

عمود و شوکت۔ خداوند جبار علیہ السلام سے یہ وقت آخر وقت ہے جلیں، غلامی، غلامی
 ہی اساطیر میں موجود ہے۔ اس قدر غریب کے بعد سلطان بن عثمان، ایک چھوٹی سی
 کوساتھ لیکر آٹھ گھڑوں سے اور باہر لشکر میں لاکر گاڑی میں سوار ہو گئے
 فوجی در سالہ ساحل تک ساتھ گیا، اس کے بعد جہاز میں سوار ہو گئے، جدیدہ
 مہراں انہیں اتھار دیتی ہیں مگر سوجھتے۔

عام دول پر وہ پ کو کمال شہنشاہ ہے کہ ایسا سلیم المرتضیٰ غائب شاہ اس
 سکوت کے ساتھ تخت سلطنت سے دست بردار ہو گیا، ہر سر سفارت کا قتل
 ہی سے اس کے لیے طیارہ خاک سلطان ہماری بنی مخالفت میں ہونے میں انہیں
 رہی گئے۔ خانہ جنگیاں ہونے لگیں، ترک سلطنت کے حصہ بخیر ہو جائیں گے
 غائبانہ پرورد جہازات کو بھی طیارہ بننے کی بدولت کر دی گئی ہوگی، مگر وہ سے
 سلطان عبدالحمید خان اپنے ذاتی اطراف میں سب بلا سے طاق رکھ دیے
 اور حکمت کو جیسا پایا تھا اس سے بہتر چھوڑا، دیکھتے آپ کیا نہیں آتا ہے۔

عمود و اس میں ملک نہیں کہ سلطان نے بڑی رانائی سے کام لیا، اس میں
 غضب کا ہوا ہے، مگر یہ کچھ لیا ہو گا کہ خداوند کا ہے، اس سلطنت کی موت
 تو جو ان ترک فوج سے سرزد ہو سکے گی، میں عمود شوکت پس اس کی موت
 انہیں نہیں دے سکتا، شوکت سلطنت سے بہت فاصلہ پر ہے، ذاتی رانائی لگا
 آتا گراست ہے گراست کہیں نہ ہو، جنرل کا تار گونڈا کے منہ میں ٹانگہ دیتا
 ہیں شام کے جاتے ہیں۔

اگر شوکت شام کی پہلی کیرن نہ ہو، مجھے ان سب سے غریب سی ہو گئی ہے، چوٹی
 لٹو!! اپنی سلطنت کو تباہ کر رہے ہیں۔

محمود۔ بجائی صاحب اب کچھ نہ مانا لگیا۔ جمہوریت کا غلبہ ہے۔ خلیفین
ایک خود مختار بادشاہ نہیں ہو سکتا۔ قوم سلطنت کرے گی۔ انگوٹھی کچھ ہی دنوں کا
امان رکھنے لگے۔ آئینی مکتبیں بھی حریف غلطی کی طرح ستھا لیں گے۔ مذکورہ جیسے
دیکھ جائے انصاف و مساوات کی جوازوں میں رہی ہیں۔ وطنان کسی کے
امان کا ہے۔ اور ہم کو اور آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ ہلوگوں کو
آج جمہوریت ہی کی کوئی چارے ہادی ہیں لے رہی ہے۔ خلافت راشدہ آفتاب
عراق کا تجرہ ملی۔

ڈاکٹر۔ : باطل صحیح ہے۔ مگر دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چلین گوئی کے مطابق
خلافت راشدہ ہماری اصحاب کی حکومت کے بعد ختم ہو گئی۔ اور ہم سلطانوں
نے قیصرین، روم کی طرح بادشاہی کی جانب ہو گیا۔ تیس سو برس بعد ہی گذر گئے
مگر ان اگر قابل ہوتے تو انتظام میں کس رہا۔ سلطان خوش حال۔ مکتب میں غلام
اس کے غلام ہیں تو معاملہ برعکس۔ کتنے ہی غلامان ہوتے اور بڑے موجود رہے
مور کی سلطنت آل عثمان کی ہمارے دن سے موجود ہیں کافی حدود و حدود میں سلطان
مقتدر نے قدم رکھا اور اسے اور ان تک مسلمانین خاندان کے بڑی رسوم سے حکومت
کی اور خوب اشعارات کیے الفاظ طرز پر گیا۔ دول پر وہ اپنا اسلامی
سلطنت کو پروردگار کی نشانیں چاہتے لہذا اس کے لئے کی تعمیر دیں جسے شک
ہیں۔ سب سے اس کی جنگ روم و روس میں کون دقیقہ اٹھایا تھا۔ اسی زمانہ میں
عبدالحمید خان تخت سلطنت پر بیٹھے اور اپنی اعلیٰ و عالیٰ صورت پر کائنات صمد
نبوت آیا۔ ملک کو ترقی دینے کا ان کو دشمنوں نے سو قہری نہیں دیا۔ آج اس سے
اور کل اس سے جنگ میں مصروف ہی رکھا۔ بارہویں جنگی مصائب کے انصاف
کیے گا کہ انھوں نے اپنا ملک کس طرح بچایا۔ ہر چیز کے لئے دقت ہوتی ہے ان کا

و خیال بالکل صحیح ہے کہ قوم ان فرقوں میں ایسی حکومت کی صلاحیت نہیں
 وہ قوم جو کہ مسیح سنوں میں مسلمان بننا چاہتے تھے اس لئے کہ وہ کہہ چکے
 ہیں کہ ترک اگر روپ میں رہ سکتے ہیں تو چکے اور جو ٹیل مسلمان ہو کر رہ
 نہیں۔ اب ترکوں کی حالت ہے کہ دہریہ کا غلبہ ہے۔ یہ روپ میں گھومتے
 سرسبز ہیں اور عیاشی کوئے میں ہیں۔ ایسے لوگوں کا نام سلطنت ہاتھ
 میں لینا یا سنی بکشتی کے اہل کی طرح ہونے ہاتھ سے کھو دینا۔ تجربہ وہ لوگوں
 کے ہر حکومت کو دوست بلکہ دشمن کی تحریک میں دیکھتے ہیں ہاتھ
 پر رکھ کر کہہ چکے ہیں مسلمان بلکہ ہندوستانی یہ ہے یا نہیں بدلتا یا نہیں ہا
 نظر ہے۔ ہا سوسی کالمنسٹریٹ مخالفین میں میں قتل کر دے جاتے
 ہیں کہ کسی کو کانون کاں خبر نہیں ہوتی ہوتا۔ ہا ہی جلا وطن کر دے جاتے
 ہیں قید میں ڈال دے جاتے ہیں۔ یہ لوگوں کا یہ ہے کہ جب ہیں کسی نے
 کوئی عبادت کی ستر ہو گیا تھوڑے سے جاتے ہیں ذاتی افواض نظر میں
 غیر ملک کے لوگوں میں اپنا روپ ہی کرتے ہیں کمال حکومت۔ دشمنین
 اور دشمنین کوئے ہیں۔

اس میں ملک نہیں کہ جنی ہوتا۔ ت مسیح ہیں تھے۔ مگر فرسٹاں محل
 اکی زندگی جہاں تک میں طور کر جہاں تو کہنے کے لئے انھیں غلی جہاں رہتے کی
 تعلیم ہمارے ہر وقت کے اختلاف دی جا رہی ہے اس کی طوحت بھی تھوڑے
 ہیں لیکن یہ ہر وقت کے اختلاف دی جا رہی ہے اس کی طوحت بھی تھوڑے
 تو جو ان لوگوں کو اور جہاں کہ تاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں
 کہ تو ہی حالت نہ ہر جہاں کہ تاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں
 خصوصاً میں میں لوگوں کی حالت نہ ہر جہاں کہ تاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں

مروج ہونا چاہیے۔ اچھا ہے سوال و جواب۔ جس کی نسبت میں اس قدر عرض کر رہا تھا کہ غلامی لوگ ہم سے اور آپ سے اتنے بدتر کئے ہیں انھوں نے یہی وقت مناسب سمجھا۔

ڈاکٹر۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ہرگز اچھا نہیں لگتے۔ حب وطن ان پر خاص ہے۔ بے کوٹ حکومت کریں گے۔ مگر یہ مولائی غلط ہے کہ یورپ میں رہتی ہو۔ ویسی ہی جیسی جائے۔ نام کو سلطان دھوہ اٹری شوق بھی اٹھاؤں مذہب جو سوی قبول کر لیں تو پھر ترکوں کے ساتھ نصیب نہ رہے گا۔ اسلام کے نام پر اور رہیں گے تو غلامی کی دوسے آواز ہو کر پھر انکے اٹھائیں گے سال کے اندر ہی اندر دیکھ لو گے کہ ترکوں نے کیا کیا کھویا۔

محمود۔ ہاں۔ ہمارے آپ کے یہ بحث سب بھریں ختم ہوگی۔ یہی تاہم ڈاکٹر۔ مذاق نہیں ہم کو بہت دلچسپ ہے۔ تم جو روپ سنگھ لکھتے ہو ہم سب جگہ ہوا کرتے ہیں۔

محمد صالح۔ اور تو مجھے نہیں جانتا۔ جو جوان ترک خلافت کو توڑنا چاہتا ہے۔ دشمنان اسلام کے لشور سے خلافت ڈھتا اور یہ سب کھیل بگڑا۔

ڈاکٹر شائق کو اس خبر نے کچھ ایسا دلچسپ بنایا تھا کہ وہ اٹھ کر سب سے ایک ٹھٹک ٹھٹکے گئے اور کسی بات حیرت میں جس کا سلسلہ دیکھ کر قائم ہوا غمگین ہوئے۔ اخبار ان کا دیکھنا بھی ایک ہلکے تھوڑا باندھی رہا۔

انھیں اتحاد و ترقی کی کارروائیاں۔ ترک بیان کرنے اور بعض شے لیتے چند ہی ماہ کے بعد سب کو تھکایا اور ہرگز گونیا یا اسٹری کے قبضہ کی خبر سنئی۔ تو کچھ انھوں کو تھک کر سلام کیا اور ہنسنے لگا کہ یہ پہلا سبق ہے جو ترقیاتی ترکوں کو اپنی طاقت کا علم ہے۔ ابھی دیکھ جائیے بہت کچھ دیکھنا

از دست برداشته

فدا بکلیت سی و نه سالگی



طریقہ کا اصولی و فنیاتی تصور برقی قلم لکھ کر دیا۔

[illegible]

تج کا اہل بھی انھیں دلوں میں کا ایک دن ہے، انھیں نے سنان بھی انھیں نے
 اہل میں نے فرشتہ اور رسالت کے مقبول سے کچھ آرائش و تاش میں نہ آتی
 کر دی گئی ہے بڑی بات یہ بھی ہے کہ حج میں غلبہ لپٹی ڈاکٹر کی پروردگار
 منور ہوں ہیں نہ تا غلبہ یا محمود کا انھوں میں داخل ہے۔ جن شرکیوں میں حضور
 ہے کہ ایک سلطان کا درجہ بھی ہے، یہ صاحب کے اپنی نیکی سے ہلا پر سا
 مان باپ کی وصیت حق کیب لڑا کی بھور دار ہوئے تو مذہب کا انھیں اس پر
 جھوڑا کیا جائے، چاہے عیسائی ہو جائے اور چاہے اسلام قبول کرے عیسوی
 مذہب کی پوری تعلیم دے لی۔ اب میں غلبہ چاہتی ہیں کہ اپنے مان باپ کے
 مذہب کی بھی خبر دیں کہ کچھ ہے، اور پھر کہل کھلا ایک طرف کی ہو رہے، انہا مذہب

ان کی ہوتی ہے جسے بعض فتنہ سانی کہتے ہیں۔ گریہ سے دل کا بعض
 لوگوں کا کھنکھارہ کہہ سکتے ہیں اور ان کی غرض یہ ہے کہ اپنے دل میں
 اور دنی بانی میں اُٹا جاتا ہے کہ اس غلبہ میں ان کی ہمت اور سروسری بگڑ
 غضب میں ہیں۔ روزِ انقلاب سادہ ہے بلکہ خطوط و کلمات ہی ہیں اور سوا لکھ کے
 جواب دہی جاتی ہیں اور کھنکھارہ کی بدولت کے بعد سروسری پہ چڑھ کر غلبہ میں آتے
 ہیں کہ ان کی ہمت سے روزِ اکوڑ کیش جاتی ہیں۔ کچھ سوچ بیکر۔

سروسری۔ اس غلبہ تم میرا ملتان نہیں کر سکتیں۔ میں اپنی غلطیوں کو کافی نہیں
 سمجھتی۔ مگر میری زندگی کا خطرہ ہے۔ ایک چیم پر کچھ کھڑے روزِ اکوڑ سے (اگر وہی)۔
 یہ سروسری کو دوسرا فتنہ نام لگے ہیں کی۔ اپنے سرِ نکلتے ہیں دھنکا۔

اس غلبہ۔ میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ کا احسان پہلے میری گردن پر
 لگا اور کہ سادہ نہ لگ سکیں گی۔

سروسری۔ افسہ ہے کہ یہ فتنہ نہ لگا اور۔ نوٹ ہے نہیں جانی مگر گنوں
 میں گنوں کی خاطر سروسری بہت چوٹی ہے۔ زبان کو دل سے لگا دی نہیں جوتا تھا۔
 کیا وہیں تک کی آپ وہاں لکھ رہی ہیں۔ آدمی تو آدمی چھل بھی میں جاتا
 ہے۔ دیکھتی ہیں کہ خوبصورت کیسے ہے مگر گنوں میں وہ اس نہیں۔

اس غلبہ۔ (سکڑا کر) میں آپ کی صحت گنوں کی بھلی ہوں جو دل میں وہ
 زبان پر لگی پیشی آپ نہیں دیکھتیں۔

سروسری۔ اب یہی ہے کہ تو۔ چوتھیں آتی میرا اطلاق بہت بڑا ہے۔ میری وہ
 تو میں میری سروسری پر سوار رہتی ہیں۔ کیا بدلے کیا ہے۔ خیر تو۔ پانی کھاؤ
 اور تھاری خاطر کیا کریں چار شکر اکیں۔

اس غلبہ۔ زبان بیکر میں خاطر قاضی نہیں ہاتھی اتنی صحت کیسے لگی

کی بداد و ظفرانی، ان کو پہلے ہی سے فریاد تھیں، فریاد کہ دونوں ملک و وطن پر
 دشمنی ایک کٹھن ہے، وہی ایک صفت ہوئی تھی کہ ملک آبادی ہم سرائی ہم و
 ہمارے سرودی کے احاطہ و سیکول میں سکوت اور آہستہ فرامی سے داخل ہوئی ہو گئی
 کو غیر میں رہنے والی تھی کہ دونوں گھروں میں داخل ہو گئیں، استادنوں کے
 چہرہ و بشارت ہوتے سکرا ہٹ ہوئی تھی، سراسر دانت و انت تھوڑے
 کرنے لگے، بڑے بڑے لڑکوں کے سر و گردن لٹیم دی، ہاتھ لے کر آقا خانہ اپنی گھروں
 پر گھر سب آگیا۔

شوکت اسد علی سرودی، دونوں ہندوستانی پاس میں، ہندوستان
 اعلیٰ پڑوسی دار، انجائے شوکت اسد علی چلے ہوئے ہیں اور شروع اعلیٰ پڑوسی
 بزم کرنے، دونوں ملک میں قیمت ہدائی کے تھیں اور پڑوسی لگے، رب ہم کے چہرے
 سر و باقی حصہ ہندوستانی نہیں، دشمنی سے ڈرے ہوئے ہیں، دونوں ملک کی
 حرمین معلوم ہوئی ہیں جیسا ظاہر حیات و کھربہ دیباہی اعلیٰ میں اعلیٰ ہے
 مل کے موت واپی بہت ظلم و کائنات کے گھیز میں بغض و کینہ مسدود جلاہ کے اکسیر
 ہم نہیں، شادی خوش بہت پیش ملک کی ظلم و کسرت کی فکر، کرہ زیادہ زمین کی
 شریف خانہ ان سے ہزار ہا ہے، سب سے کٹھن کے کٹھن میں، عداوت کی کٹھن
 کٹھن میں ایک کسری پر مدافق، فرود میں شوکت و سرودی، کٹھن چاہتی ہیں کٹھن کی
 اور سیکول کی طرح، وہی کے کٹھن ہو کر رہیں، گھنڈی مظہر اب کا پڑوسی
 رکھتی ہے، اعلیٰ خانہ اب، وہ خانہ کے مظہر میں، پاس میں، اور ان کو کٹھن
 کی وجہ سے رہتے ہیں، لیکن وہ ان کے کٹھن کی ایک خاص قسم کے رہتے
 پڑوسی ہے، کچھ کا رو پار بھی کٹھن ہوئے ہیں، میان میں وہی کٹھن کے رہتے ہیں
 کوئی کٹھن نہیں، چاہتے تو اپنا ذاتی کٹھن تیکر چاہا، خادہ کر کے رہتے نہ کٹھن

مکن کو حال میں گھیرنا چاہتی ہے اور نہ خلاق منزل کو تاوار نامی، اندوہا ہر
 دو نون کے قبضہ میں اور دو تین تک کرے میں عورت سے بے سر کرے ہیں اور
 خاندان، اور اور خیر کچھ ہیں وہ ناکہ اور وہ ناکہ بیاد سفید کی
 ناکہ ہیں اور جنوں خدنگار و خدائیں، انہیں دو نون کے اخبار و ان ہیں
 پہلے ہیں ناکہ کہ بھی خیر حاصل ہے کہ دسترخوان پر شوکت آرد ہیکر کے سام
 کھانے میں شکر کہ ہوتی ہیں عمارتیں فرات سے صوف ہیں، ناکہ اس کلم کے
 جیسویں کی شکر کا کلی خاص مذال نہیں رکھیں مگر جب کوئی خیر کچھ پر
 ہوتی ہے، اس کو دیکھنے کی اصل قرار داتی ہے اور ضروری ہوتی ہیں اور کی دیکھ
 ہیں ناکہ نصیب کر دیکھ ہیں چونکہ چڑھا و چڑھا ہوتا ہے ناکہ اور صبح کی ناکہ
 اندھ میں آئے۔ ہوتی آئے مکن انہیں کچھ شکر جانتے، جہاں گری برسات کوئی
 سو سو چڑھا دیکھ آئے جتنا، اس عورت کی زندگی کا بڑا فرض ہے، ہوتے جتنے ضرورت
 سے ناکہ چڑھا کر کہ صبح کے ہفتے کی چائیں کوکے (انہیں پلٹا ہوا ہوتا ہے) ہوتا ہے
 اور چھ کی ہوا میں ہوتے نظر آتے ہیں، وہیں شوکت آئے ہوتے، سلام ہوتا ہے اور پھر
 انہیں کہتا ہے سادہ دیکھ ہی آتی ہیں خیر، مگر دیکھ سوجھ کہتا ہے چاہے کچھ کچھ
 میں ناکہ ہیکر کی اندوہا سے ہشت نہیں ہوا اور کچھ اسطورت آئے ہیکر کی شکر سے
 انہیں ہیز گے قریب اگر کلام پاک ثابت خوش الحانی سے چڑھا خیر کر دے
 لب و لہجہ اہل حرفی ہے سید کلمہ صبح عرب کا سکھا ہوا، سبوں اندھ کلمہ اہل
 سوتا و خیر کی تلاوت ہے جناب باری کے لیے ناکہ بندوبست سے وہ ناکہ
 خاتون ہیں سبہ و عورت کا عالم طاری ہے، سکوت کے ساتھ روحانی حلقہ
 حاصل کر رہی ہیں اس سے کچھ طلب نہیں کہ مافی البحر میں آئیں یا نہ آئیں مگر
 شکر مگر کلام کرتے ہی آتے ہیں، تو ہوتا ہے ناکہ، وہیں کا قلم نہ ہی کیا ہے

کے مریجہ کی ہی دل خوب جانتے ہیں شیخی نور، ایمان ہے، مخلوق سے فرشتہ ہوتی تو سگوشا کے غمگشت کی ہیں، اگر وہ غمگشت کو غمناں اور دہری کے ساتھ دیکھنا شروع نہ کیا۔

[illegible]

1. *Adaptation*

طبعی و معنوی قوت پر دم

[illegible]

نیک والدین کے احکامات قبول کرنے میں گہرائی میں غور و احتیاد کا کتنا فیضان
سرزانی کرنا ہے، محتاج ہے، غلامین و غلامات، اگرچہ یہی مرض کی ایک ہی شاخ
ضبط و نگرانی کا وہ مختلف اچھانچائی برائی میں صاف فرق کرنا نہیں چاہتا، خدا کے
احکام میں ہر نیک و نیک کے سب اس کے لئے برابر ہیں جس اصول پر وہ نیک و نیک
ہو چکا ہے وہ نہایت سہوہ و حساس اصول ہے، یعنی راحت میں جو نیک و نیک کا شایع
ہو گا اور راحت غیبی کے لئے لیکن میں اس جیسے کئی ہوں کہ ظاہری راحت
ہو یا باطنی سب سے دل ہی شاعر ہوتا ہے، قدرت و اختیار ضروری چیز ہیں ان کا
اختیار کو پہنچنے دینے میں تو صرف وہ ۱۰ حرفوں کے نظام میں ایک سکھانے میں ہے سب ان
پچاس مرتبہ زبان سے نکل کر فضا میں کہہ جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی حدود و اضطرار
و ساری کی کوئی تہہ ہی نہیں ہے، ان کے حصول کے لئے ایک عالم مرنا ہے
اس لئے کہ آزادی حقیقی کا دار و مدار نفس انہیں پر ہے نہ سوال و جواب کہ اگر وہ
کیسے حاصل ہوئے ہیں اور اگر ہوئے ہیں تو کس حد تک

[illegible]

کلام بھی کر چکے تھارہ بھی ہے۔ اور اس میں بکثرت میں بھی وہ اپنے سوا اور سوا کی
مہارت ترک کر چکا ہے۔ اس کی حضرت انسان بھی بظاہر مقابل دیکھنا چاہتے نہیں
کہتے۔ یہ خاصہ طبیعتوں میں شہر آفاقا دکھائی دے کر ہوا اور کہنے سے آئے اور چلا تھا وہ
دنیا کا کوئی نامور شخصیت نہ تھی۔ وہ کوئی محو سر ہو سکتی ہے۔ اس افتخار اور بکثرت کے
بعد کہنے کے لئے اپنے بڑے بڑے بھائی بھائی کے لئے اور خاندان جانتے۔ اور
اشفاقوں نے سوسا قیام میں قرب جان و خون کو جو وہ جن کا نام خود ہی لیا تھا۔
پھر بھی ساتھ ہی اچھا چاہتے اور غم غم کہیں ان کے اختلاف جنگ کا باعث
ہے۔ اور کہیں مذہب و ملت نے عیسویوں کو اسے کام کرنا پڑے ہیں، وہ چاہتے
آئی۔ وہ یہاں اور مرا بھیج گیا شباب کا۔ اس شباب گیا بڑا ہے کہ ننگ جہاں۔
انسان خالی ہاتھ آیا اور خالی ہاتھ جاتا تھا۔ وہ دن کے قہر ہے اور شاد ہے یہی پھر
بھی انسان اپنے دل سے نہیں سوچتا کہ اسے ہر رات ساتھ ہے۔ ہر ہر سیکڑ
ہر ہر شے یہ کہتے کیا یہاں ہے۔ انیس سال میں عالم کی افراط سے ہے
افراط کو کہہ کیوں نہ کرے اس کی دم اختلاف کیوں نہ کرے اس کی دم کہے۔ اور
کوئی ہر رات نہیں دے۔

ہفت روزہ - مولیٰ جلیل علی شہر علیہ وسلم کی شان میں آیات عہد اور سونے
 میں آپ اللہ کے جسے بھی دین اور اس کے بھیجے جسے بھی عہد کی خصوصیتیں نکالیں
 جسے بھی دین کے آپ تین ملک کی ملک کے ہی عرضی اپنی تمام زمین، اپنا
 تو میں میں سب اپنے صیور، پہاڑی دے اس کی ذات میں، ایسا فنا بہ جنت کرانی
 میں کا آیت اور اس کی تر ہے، مصلحت میں ہے، اس کی نظر آیت مگر بھی خدا
 کے ہدیے پر بھی ہیں، مانی گناہ سے جتنے ہی گناہی کے ہر پرستی است اور اس
 میں میں چیز ہے، جنت کو رحمت کی رحمت کر رحمت کر رحمت کی رحمت میں یہ کہو

از، طبعی زبان، وہی بہت سی کھلی کھلی جگہ پر چٹائی گاؤں، کوئٹہ جے جڑو تھے آہم زبان پر
 انسان ہو گئے، ہر کے ہاتھ میں خدا کا س، ہر کے ہاتھ میں، حب خلق، ماست گو
 و حرم کے بے جھگڑا، وہ کیا انصاف کے بلداں، عورتوں کے ہر کھلے انصاف
 علی، نیا زلف، ناز و راز اور رسول، احسا پر چٹا کر، دولت و دنیا پر کات مارنے
 والے ہیں کے نام پر مہلے والے۔

بہنو، عورتوں، وہ ہاروں، کھلی کھلی شہادت، خفا پر ہم شب و روز لڑتے تھے
 ہیں، رسول کی پاک زبان سے نکلا ہوئی سوج اس میں حق لکھی تھیں سناہ حق
 اور عدالت، کھلے کھلے دہان سے نپھرائی ہیں گیا محبت نکلتے خود اکبر کا حکم
 رکھتی ہے کب کب کھلے کھلے، اس کے دکھاتے کھلے کھلے، کھلے کھلے
 ہے اور کب کب ہو سکتا ہے کھلے کھلے حکم دیا۔

سجائو، عورتوں میں چٹائی، اپنے خالق اپنے سپرد، اپنے اندر کے سناہ
 جس طرح سے میں کون سرخاز جھکا، حکم دیتے، تم حکم ہو، تمنا رہے
 تمنا ہو، تمنا نہیں، وہ سب کچھ ہے، اپنی جیسی جیسا اس کی اپنی قائم کر دینا
 کھلے کھلے، چھلکے پھلکے، سب کی طرف سے ہے تھا کھلے
 ہر لے نام ہے، تمنا اختیار ضرور ہے، مگر اسی حق رکھ کا دیا ہو انکس کے جھٹ
 قدرت میں کب سب کی دلی ہے خوش تم کو یہ کھلے، کھلے کھلے ہو چٹا کھلے
 خوش، کھلے کھلے نہیں، تمنا اختیار نہیں ہی نہیں ہے، کھلے کھلے دلی لانی دلی
 خالق کی طرف سے سب کھلے کھلے، کھلے کھلے، کھلے کھلے، کھلے کھلے
 چٹا، کھلے کھلے کھلے کھلے، اس کے کھلے کھلے، کھلے کھلے
 سب کھلے کھلے کھلے کھلے، کھلے کھلے، کھلے کھلے، کھلے کھلے
 نے کھلے کھلے کھلے کھلے، کھلے کھلے، کھلے کھلے، کھلے کھلے

کیا کہ جو توفیق ہو تو میں بھی اس کی بدولت شہادت ہو گئی

جو اس وقت کے تمام پرانے لوگوں کی مخالفت اور مخالفت ہی نہیں بلکہ وہ جہاں کی دنیا میں

تھا ہرگز بھی نہیں کچھ سمجھ سکتے تھے اور ان کی جہالت کی بنا پر ان کی اس طرح کی بات کو

جو کہ ان کی عقل میں نہ آتی تھی وہ بھی نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے اور ان کی عقل کی بنا پر ان کی یہ بات نہ سمجھ سکتے تھے

ایک دوسرے سے محبت کرتے گئے، ایک سو فی کے بندے ایک ملک کے غلام
 ایک خدا کے سامنے سر نہاد جھکنے والے ایک سو فی کا وارہ حق و حرکت کھنچا
 رشتہ اخوت میں جو کون گئے، محمد نبوی میں حبیب و زچہ جانی بھرتی ہوئے، ان میں ایک
 دوسرے سے ملنے خدا کی یاد کرتے، ان میں ذاتی سے الگ ہو کر غلام کے گئے
 دنیاوی مسائل پر بحث کرنے اور دنیاوی مباحات کا کام کو بہرہ دینے، مسلمانوں کا غلاموں
 میں ہونا اور ملنے اختلافات و جوج سوز کا کام کرنے، ٹھہری اور ملنے، تو یہی غلاموں
 بہتے اور اختلاف عالم کے مسلمانوں کا اتحاد و اتحاد میں ملنے، سالوں میں ایک دوسرے کا
 ہونا اور اختلافات کرتے، اور وہ کہ میں ایک دوسرے کے غلام رہتے، ایک کو
 دوسری کی خواہش و طریقہ مانہ و پورے آگاہی ہوتی، ہونا اور ملت اور غلام
 کی دینی و اہل و عیال میں سب غلاموں کی سے جو کسے ہے، غلاموں میں
 اتحاد اور ان میں اتحاد، جہنم میں خدا کا کام کرنے میں کا ہوتا، دنیا کا انداز
 کے لئے اور انداز کے لئے، اپنی ذات اور اپنے نفس سے تعلق نہ ہوتا، انداز کے گھر
 میں دنیاوی مطالبات کے لئے، جہنم میں ملک و حق و کدوں میں داخل و غلام کی خواہش
 نہ ہے، خدا کا کی غفلت غلاموں قائم رکھے، کوئی کسی کا رب نہ اسے، رب مانے
 تو خدا کا جو رب کا انداز، ان کا کہیں ہے، عرب و اسے جہاں کسی کی بات کے لئے، آزاد
 پیدا ہوئے اور آزاد اسی کی جہاں کھانیں، درمیان انداز کی ذات و انداز سوز
 اتحاد و ملنے، آپ انداز کے لئے، تو ابتدا ہی سے کہ ایسے شان و شعور کے لئے کہ بعد کی
 و محبت کا سکھانوں میں ہو گیا، سہانی، امانت سوزات کی کا شاعر ہیں، وہ فری
 آپ سرسج متی فرمائے، ہزاروں کی درگاہ وشت، لفظ خاطر اللہ سے رہتی، غلام کی
 غلاموں بچاتے، خود انہر محبت میں کی غفلت حکمران عرب کے غلاموں میں ہوتی
 اور آگاہ، ہر حال اللہ سے چاہیں سال میں ایک اور وقت ہو گیا، جب چاہئے، اتحاد و شہوت

فرما ہے تو سراسر امت میں چلنے لگے ان کو لوٹا نفسا تین اور غور و بینت ہو گئی
 صحت و دل کے سر اُٹھا یا ضرور آپ کو اذیتیں بھی جو بجا تھیں وہ پہلے آنا بھی ہوتے
 آپ سے دین میں بھیجھڑا اور انکار آپ کا عشق آپ کی محبت کام کرتی رہی تھو رج
 بھی کہ سر نہ چمکے اور سب استغاثت وہ چاندنی شقیوں کے آپ کے دم نہ ہو
 غلام ہو گئے آپ محبوب خدا تو کبھی پھر محبوب عالم کیوں نہ ہوئے آپ کا بارگاہ
 پیدہ جان کر تاؤگ اور چاقون بہائے میں ایک محبت کا کھانا تھا کہ جب آپ کی
 ہر بات گزرت یا نہی جاتے اور اس پر علیحدہ دیکھتے اور بات ٹوٹے خود ہی کئی
 خدا یا کیا اللہ کی بات ہے یہ کیا تھے اپنی کارگیری دینی صحت ملی اپنے ہاتھ کی
 تراش فراش یعنی دوسرے الفاظ میں اپنی خودی کا بصر اور پھر سیکھنے عقل
 انسان میں طرزِ نمون ہے جناب آیتو پھر عقل و ادب ایک ایک کام نہیں دیتے تھو
 طلسم و جہر و جہم ہوا تو رسول اللہ کی محبت اور فدا ہے راحہ کی عبادت میں حب
 کے بارے شقیوں کو ملو جو پنج وقتہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے جس کا ادنیٰ
 فیض نہ تھا کہ ہر وقت ظہر، ہر وقت نماز، ہر وقت چھوٹے بڑے صبح سویرے
 اُٹھنے لگے انیم سحری کے چھوٹے ایسے فرحتِ بقل ہوئے کہ ہر طرح کے کاموں میں
 ہی لگتا تھا۔ میں معافی طالبِ قرآنی سورتوں کے ذہن نہیں ہونے کے
 تو حقیقتِ مشرقتِ الحکومت ہوئے کی پہلے پہل تھی زمین میں آئی اس کا ذوق تھا
 کہ اپنے سہو کے طرک گناہوں میں اس کی فتون کی تدبیریں پہلے نفس کی سرکشیاں
 دیکھیں تو اسی غلبہ سے عرصہ استقامت کے باب ہوئے قرآن و کتب نے انسانی فرائض
 تعلیم دی۔ لیکن تہذیب و تمدن کے ساتھ بھائی نہ ان کے ساتھ اپنے اور اپنی خلی
 ہوں کے ساتھ میراثت کے ساتھ عام ملّا توں کے ساتھ ملک کے ساتھ عالم
 کے ساتھ خدا اور آپ کے رسول کے ساتھ ان کے کیا فرائض ہیں خدا کا فرائض

دل میں بگڑتی ہو تو خود ہر اور آدمی کے لئے میں کام آگے اور وہ آدمی کو خدا
خدا پر جانے ہاں تو کچھ انسان ہو گئے اور کثرت اور تمام قوم عام میں چھوڑ
بیٹھے کس گہری پرست تو اس میں اپنی عظمت مخصوص دھنی ہو گیا جان بیٹے
تو سیکڑوں جانیں بچنے، علم کے دریا بھاڑے، اجہ ہر گئے انھیں بدلتے بیٹے گئے
ہزاروں خاص سیکڑوں نسل ان کے طیب مورخ طیب سندس نیم انھیں ہاں تو کچھ
عربوں کی نسل میں ایسے پیدا ہو گئے کہ میں کی ضرورت کو وہ ہوں پر اس بات تک بہت
سے علوم و فنون کی بنیاد ہے اور میں کے نام کچھ ہی علم و ماہرین فنون کی مجلسوں
میں ادب و احترام کے ساتھ لئے جاتے ہیں یہ سب کاویہ کا نہیں تھا، یہ نہیں تھا
اصول کے ساتھ محبت کا یہ نہیں تھا اس طرح خدا پرستی کا جسکی قطع کر کے فراموشی
آپ کی محبت نے انسانی آزادی کو رام کیا آپ کی تعلیم نے خدا کے بارے میں طبعی آواز
کے لئے سمجھاتے، عربوں کو بحیثیت انسان لایا دیا، جنہوں نے ان کی حقیقت ہے
اور بعد اُس پر کہ جسے خدا نے خود ایک کیرا لڑکی صورت میں دنیا میں آکر اپنے
ناچنے بچنے کو عطا کیا۔

تو اس پر! خدا خدا کر کے ایسی داری طبع چلی نہانت فراغت حاصل کی پہلا
عقیدہ وہی ہے اور میں میں اس پاک عبادت کی حقیقت سمجھتی ہوں میں کوئی
عالم فاضل نہیں، اگر آپ لوگوں کا ایمان نہ ہو اور مجھے سند بھی نہ ہو تو اس
پہلا کچھ دہن ملتی ہوئی تو میں اس سند کو کتنی چاہتی آپ کے ساتھ ہوں کی بات نہ
کے متعلق تھوڑی دیر اور آپ سب کی ساتھ غلامی کر دیں گی کتنے دوسرا حکم خدا کا
سال میں ایک بیٹے کے لئے ہے میں جو ہر ایک حائل باطل اور چند دست سلاخی
مرد اور عورت کے لئے فرغ کر گئے تھے میں یہ ایک سلام ہے کہ انسان میں بھی وہی
ملتی ہیں اور ہر دین میں نفس پرستی کے لئے ہر طریقہ کی اس طرح نام پاک ہے کتنے

جستہ ہو جائی، دولت کافی پیش کی جائے، طبیعت مائل ہوئی، رنگہ لیا، منانے لگے خدا کی یاد آگئی، بندوں کی گزرا، کائنات کو ناگوار، پہلی جون جون، شک پر حاکم کیا۔ گھومتی، اثریٹا، اچھائی جون پیری آئی، اسرار میں آگیز گم، دونوں اثر بیان کر رہی خواہ بدو، حرام ہو، اگر دس دس نہ تو طبیعت نے مرض کا مقابلہ کیا، غالب آئی، پر صحت کی طرف مائل ہوئی، جون جون فوت آئی، کئی برس نہ گوار، موت لگا پھر بچل، صحت میں ادا نہیں، پچھتے کو چکا، غائبین تو بگڑا ہوا، ہال کا لٹ، کچلے، پیش کی آگ لگا، اور کل کچھ رفت رفت پھر اس رنگہ لگے، کچھ دنوں اور چلے پھر لگے، کسے کسے عمل سے نکلے تو فر کا کوہ بہا، یا سال میں کئی بار قسمت ہستیاں، اور کئی چوکی سورتیں اس طرح شک میں مٹی جون، دس سال کی بات ہے کون نہیں جانتا، مگر اور اگر ان سے دس سال کچلے پھر غول کی تصدیق ہو جائیگی۔

جنوب اور اقدس مذہب، اکل غارت انسان کے مطابق ہے، انسان کو کچلے ہی چاہتی ہے کہ آرام مگر کرے تو کڑاں کچل پھیل، جتنی سخت کر دے، اتنی ہی خدا کی سمجھ خواہش ہوگی اور کھانے میں لذت نہیں، اسی سے جیسے، جو جیسے کچلے آج بیکار، رنگ، آلودہ ہو جائیں گے، لاکھ نفیس کھانوں سے، دس ترخان چھو ایکسی تو نہ بھاریگا، آب خور، کچلے، غذا پہنے، کھا چاہئے، صبح سے چرانے تک ترک لذت کیا، پانی چھوٹ کھا تا چھوڑا، یاں پتہ خدا تھا کوئے خود سوا، اکل گئی گوری جون پیاس کا انگ، لب سے بھوک کی گنگھرا، اس پیٹ میں پٹکے لگے، پتے پور، سو نہ جاری ہے، غصہ بھی آتا ہے، وہ لکھیں آلودہ میں، مسہرے صنعت کے دوسرے حال ہے، زبان شک، صنعت آواز، جین کھنٹی، ان سب کیفیتوں سے جو ایک دوسرے کے عید وادہ چوٹی میں پکڑا، انسان سبق لونا چاہے، قربت پکڑے، سکھ ہے، دولت کو دار و دیوان کی بھالیعت کا احساس ہو تا ہے اور

نہج انوں کو بھری کی اجازت ان کا حق و امت قرآن و احکام و غیرہ انھوں کو کے ساتھ
خاص ہوئی اور ان کی آواز کا انہوں میں اتنی شریعت کا گلاس نہیں تھا۔ سرور انھوں
کا گھوڑا خلق سے ذرا نہیں کہے اختیار زبان سے خود خلقی کا فکر کل گیا ہجرت
مجر کے بعد اعلیٰ تو بھلی بھوک میں ذوق سے کھاتی گئی اور یہ معلوم ہوا کہ انھوں
خلق کے کئے ہیں اور کب کب ہوئے چھٹے ہی طیف ذالک میں معلوم
ہوئے ہیں جن دنیا کی اور نصیب ہوا کا عرض کبھی کبھی ایک سلطان نے کہا
ہے تو کام دہشت سے خلق ہو گئے بعد ہی چاہتے کہ انی دہشت قرآن خوانی میں
کیا ہاتھ مارا اور سرور طوفان میں انھوں کی عبارت کی ہاتھ اس دہشت و دھقان کے
تاری معلوم ہیں جن نفس صاحب بھی ایسے دہشت مانع نہیں آئے علی الامکان
تورہ ہی کے رہے بچے ہیں کوئی نہ کوئی جہل و احمق اپنے کی فکر کرتے ہیں بہت
سی نصیحت کر رہے تھاکہ یقین لا کھڑی کرتے ہیں مگر جب کل یہاں نہ ہوتی سلطان
روزہ دار رہے ہی گیا۔ تو ہر وقت کشتا ہی چاہتے۔ اگر خطر کی گھنٹہ مثلاً غصہ انھوں سے
کیا گنا اور اگر دہشت کے کھلائے قرآن خوانی اور دہشت خوانی کی شہر گئی جب
ابن کن کو چندان اعتراض نہیں ہوتا

اس کو اس سے تجویز ملا کہ، ذہن کے خفا سے یکے نہیں تو بیرون ہیں +

(۱۱) دو لائق و فزیرا کی شکایت کا احساس کرتے ہیں تاکہ انہیں سچا سمجھ رہی

جو کہ پاس کی اذیت کا تجربہ ہو جائے کہ بعد چان کہیں اور پیب کبھی ضرورت
 نہیں ہے کچھ نہ کچھ رستی نکلیں گے۔

(۲) انکار نام کی وقت کی کمی کی وجہ سے اس وقت کی کمی کی وجہ سے

۳۰ خدا کی نعمتوں کا چھوٹا سا تذکرہ

۴۴: مضامین شرعی سے کہہ کر مکمل ہیں ایک ہی سہ ماہی کے لیے

اگر کہ صاف زندگی کی باتوں سے کہہ کر باندھ دے۔ تو کیا کتا، بیاہ اور بی بی کا
ہی ہے۔

(۱) اسلامی اقدار اور باہمی پھر ای کا جھوٹا سواستی بھڑاؤ کی بجائے
(۲) کبر و نفرت میں کمی ہوگی۔

(۳) اپنی استعداد اور دیگر لوگوں کی کوششوں میں مدد ملے گی، مصلحت کی بات
گناہوں، یہ تو روحانی نفع ہیں، اب یہ مصلحت و اعتبار سے دیکھتے رہو گے کہ
تاکہ سب سے کم نہیں، مگر اس کا سب سے زیادہ نظام جہادیت کو دے، پھر جو کچھ
ہیں ایک دوسرے پر غور کیا، رکھتے ہیں ایک ہی جہاد کی اس عبارت میں اہل
سویت چہلے ہیں۔

اور جس مذہب کے بعد میں ملے، روح گناہوں سے پاک صاف ہو جاتی
ہے، تنہا ہی کی جی کام گناہ کی رحل ہوتی ہے، اور اگر وہ ان اور گناہوں سے پاک
کچھ کہہ کر جہاد صحت کی اصل حالت کا نمونہ کے لئے کس قدر مفید
ہے اور کچھ مصلحت و رحل سے جو مذہب الیا کیا جاتا ہے،

بھوایں ملے بہت دن تک آپ لوگوں کی مسخ خواہی کی، نہ اللہ ہی آپ
بارگاہ گولانی چارٹ آپ لوگوں ہی مسخ و قتل کی قوت، لہذا میں اپنی غصہ آپ
نہم کرتی ہوں اور آپ لوگوں سے ملنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

شوکت آرا، اگر کچھ جہاد صحت کا نمونہ ہو تو یہ خواہش اور ان لوگوں کی کچھ
چاروں طرف سے لگاتے ہیں، جن کی کچھ باتیں ایک ایک کر کے آئیں اور
اس کا کیا ہے اور وہ تو تقریباً جہاد کیا، اور جن کی سروری اور ان گناہوں کو
ساکت مصلحت، اس کے بعد ہی شوکت آرا، اگر کچھ کافرانہ جہاد اپنی دونوں
آخر میں یہی پیکر بہت محبت سے دیکھا اور باہر لگا کر کر رہی ہے، لہذا یہ کچھ

ہوئی کہ وہی گریں مت ہے ہرئی چکے اس دلت گونٹ ایک کام نہیں دیتے
 ہرئی بھی چکانا ہو گئی، منہ سے آواز نہیں نکلتی، راستہ دیکھ کر بکری جاتی
 ہوتی اور سارے پر غماص ہوتا۔



!- (4)

سرفیلپ مسلمان ہو گئیں

[illegible]

بھی لڑکھون ہے نفی مگر اس میں مرکز نظر محو وہ دارود الفلب بنی ہوئی تھی۔
 تاغمہ۔ (داری زبان)۔ لڑکی کتنی ہلاری ہے۔ نہ انت چہوتے ٹکسہ ہی ہے
 بچوں کی شہزادہ کیسی بلی معلوم ہوتی ہے تاکہ نقشہ رنگ بہت کچھ مل جاتا ہے
 میرا دل ٹھوڑا آپ ہی آپ کھینچا جاتا ہے۔ یہی چاہتا ہے کہ گتے گلاؤں جڑوں
 لے لوں۔ کیجیوں بھال لوں۔ دستاویزی چیز ہے۔ (اوسر دھڑک)۔ اسی
 افسردہ کس کس صبا کو گنوں۔ کہنے تو مجھے شک ہے پاک کیا۔ اوسری زندگی
 اگر یہ افسردہ ہوتا تو میں کیسی نہ ہوتی نہ دین کی نہ دنیا کی (زنگر)۔ اوسری کسبوت کا
 حال ہوتا مرنے تو کسی بے اس کے ترستان میں نہ رہنے پاتی۔ جتنی ہو جاتی۔ تاہم
 توجہ دار رہتا یا افسردہ؟ (توجہ دار) آخری کل اسوقت زبان سے خطاب کہ سر خپ
 برا ہے گندہ ہی تھی اس کلوے نہ خود کی اور تاہم یہ گتے غائب ہوتی
 مس قلب۔ بچہ صاحب آپ بھی کسی خیال میں لگی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اور میرا
 ہی حال ہے مگر (پشیم) ہم دونوں کے خیالات میں جتنا فرق ہوگا ہم دونوں کو
 دوسرے سے واقف ہیں۔ لیکن میں اس شہر میں ہی رہتا ہوں۔ سکول میں لگ
 اجی ہوئی ایسا میری عقل و مشورات بالکل ناقابل عمل ہے۔
 تاغمہ۔ بچہ صاحب میں بچہ نہیں ہوں۔ شوکت آبادیگر کی سرکار میں خدمت میں حصہ
 رتی۔ سنوٹی۔ (اصل جو چاہتے ہو گئے)۔ اور سالی کا کہہ کی آپ جو چاہیں ہوتے
 سوال کریں۔ ہماری بیگم آپ سے والی ہیں جو حکم دے گئے۔ بھلاؤں۔ میں انگر
 چلتا چاہتی ہوں تو میں ساتھ بھلاؤں۔ (اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو حاضر
 کی جاتے۔)

مس قلب۔ (دھڑک)۔ آپ کے عروج میں انگار بہت ہے شوکت آبادیگر نہیں
 ایسی چیزیں تو دیکھتی ہوں کہ ان کی جتنی ملے (ایمان میں) کہ ان کے دلوں میں حکومت

کرتی ہیں۔ کیا ماضی میں کیا اسکول کی بہستیاں بھی تو کا دم جرتی ہیں۔ اٹھ کر
 آج سے چھوٹے بچے میرا ہاتھ پکارتے۔

تاکلر: آپ کا فراموشی ہے۔ لیکن میں نے جو کچھ عرض کیا اس میں بھی دودھ برا بھونکا
 نہیں۔ حقیقت یہ تو یہی ہے کہ میں ان کی خاموشیوں انھوں نے مجھے خاک سے
 پاک کیا۔ جیسا سر کا ہے۔ اظہارِ نظر جسے پکارتے۔ وہ ہرگز نہیں سرور کی ہر گز
 ہو سکتی۔ دونوں میں جو یہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی صورت۔ سہرے۔
 علم۔ اخلاقی۔ دہی۔ دولت۔ عقل۔ شعور۔ کیا چیز ہے جو ان دونوں کے جھڑ
 میں نہیں پڑی۔ پھر دیکھئے کسی خواہر سے کسی بھروسہ۔ اور دیکھیں کسی ہو۔
 کے جو چہرہ با اسیر کے گل ہیں۔ دونوں فرسختہ دست چوکنی ہیں۔ اور وہ
 پیر۔ اور سن سب سے خیر کب ہوتی ہیں سلطانِ افسر۔ بھان۔ اٹھ۔ ہر صاحب
 میں تو ان کی وہ ہر خور و نوش کی ہولن کر کے طرف کی نسبت میں گمانگی

سے قلمب: آپ! اٹھا۔ ظفر خود پر ہی کھلی علوم ہوتی ہیں۔ بھروسہ۔ اور میں تو ان کی
 رشتہ طبعیت سے خوشامیال ہوتی ہے۔ میں آپ کو جو نظر ہوگا سب کی خاموشی بھونکی
 ہیں۔ ہر گز ان کے سب کی نسبت میں آپ نے ان کی اوقات اختیار کرنی چاہی
 اپنی خود میں اس کی قائل ہوں کہ ان کی آنکھوں میں جاوے۔ دونوں کو حاضر
 کرتی ہیں مجھے بھی اپنی صداقت میں آپ کی طبیعت نے جو میں تمام فراموشی کی
 جو تھیں ہمدلی کرتی۔ ہر سہ تو بوش اٹھنے۔ ڈسکر۔ مٹی۔ آتی کیا بکے بکے ہوگا
 آپ سے کہات۔ ہر نفس حیوانیت میں متفرق ہر چہ ان کی آب۔ تھانے تھانے
 ہر گز حساب کہان طبع میں ان کو تو شہر کی ملکات گھیرتے ہوئے ہیں۔ میں
 ہر گز ہر چہ

تاکلر: مگر اس وقت آپ کو نہ جانے تو زندگی چلنے میں ہر گز اور ان آج شکی

سرور کی ۔ دیکھیں جو میں شوکت ۔ ایک زبان میں جو رت کتنی بڑی کھینکی
 ہا بھی میں سے کہیں جانی ایک شعور یا مایہ اپنی طبیعت کو کیا کروں گا اور
 رو دیکھیں کو آٹا ہے ۔ اپنے گانے لگی تم اپنے اور آخر کو کیوں ۔ اور میں ہوں کو
 میں کیا کروں ۔ مگر گویا میرا ہی ہو چکا ۔ خود کو ہی مروت کا خاکہ کرتا ہوتا ہے نہ
 دشمنیں نہ دشواری اکثر ہی بدلی ۔ میں نے انا نہ گلے سے سزا انوں کے اخلاق سے
 بگڑے ہیں نہ بڑی کا ادب نہ گھر تو شکا کھلا ۔ اپنا ہوا غیبت کسی سے کام ہے ۔ کئی
 کئی کئی کہی ۔ دانت گلے ہی رہے ہیں ۔ نوج اپنی قوموں کی محبت میں کوئی ہلکے
 ہر نام جو چاہے نہ نام ۔ سنی ہو میں غلبہ رہے سے بڑی سر کی تم نے ہیں)
 سنی میں تمہیں کیوں جانی غنا ہر سب ۔ اسکی ہی ہیں ۔ کہی کو پاگل نہا میں چلی
 تم کو چاہے کہیں ۔ اور اپنی تم کہتے جا سکتی ہو ان کیوں کو رہا ہو گا ۔ مروت نے ہی لگا
 مروت کی ہے ۔ سب تمہاری غلبہ ہیں ۔ قابل ۔ چارچ ۔ دیکھ گھانا کھلا ۔ چوٹ
 چوڑی ہے ۔ ہے مروتوں کو رہتی رہنا ۔ ان اگر کسی کو ان کی تار ہی ہو اور
 تھا ہے نہ خط ہو ۔ تو مٹا میں نہیں رہتی ۔ جاؤ اور ہی طبیعت جاؤ ۔
 س غلبہ ۔ (اسکر ہی نے ہی کہتا اور دلی کی بیگم کی صحبت اٹھانی ہے
 بے غم ہے ہے است کہتے جواب ہم گویا کو نہیں آتا اس اتنا کہہ لے کہ
 انو میں جاکر ہوں اور آپ خوب ۔ آپ کا رہا ہے اور میرا سر
 سرور کی ۔ چل میں بہت چوہے نہ بگڑا ہے میں بہتے ۔ صاحب ان کی
 جان ہی ہے ۔ یہ چار ہی عرض ہیں ۔ اور ہم کس ہیں ۔ اس مرادی کو جانیں گے
 آگے میں گئی ہوں کہ کسی عیاشی ہے ۔ جسکو ہی نہیں معلوم کہ حضرت جیسی
 بشر کے سول تھے ۔ نہ تھے عورت نہ تھے ۔ میں مروت ذات ہوں ۔ ان کے
 لوگوں اور ان والی ۔

شوکت۔ حراس میں آؤ۔ بس غلبے کے نام کو بیخ کپ کا طوطا کہا سنی بی بی شوکت
 یہ بھی فہم معلوم کر لیجئے کہ بے طوطا اور مردے کے بے بیخ کی ضرورت
 ہوتی ہے۔ اس لئے کہ حضرت جوجی مردوں کو جلاتے تھے۔ اور یہی کہتی ہیں آخر
 سروری یہ ہے کہ یہ کونسی بے عقلی ہے۔ جو کہ وہ ان کو جلاتی ہے اور ان کا جی
 کا کاہر بھی بے غلا جاتا ہے۔ غضب خدا کا کل اس غلبے سے طاقا ہوتی ہے کہ ایک
 گیسہ چنگ بڑھے کہ نہ پاں میں گام ہی نہیں رہی۔ تو غلا۔ مردی۔ سروری۔
 سنی کچھ کہتا ہے۔

سروری۔ تو ظار امان کہاں کر نہیں جاتے گئی غی۔ ہمارے سراج میں چنگ
 کیوں کو چنگی بنا چکی ہوں۔ پھر بھی توڑ بان و گام نہیں پھر رشتہ ملی پڑتی ہیں
 آئی ہیں اسیدوت دیکھو کو غلا ہوتا تو سہی بہت پخت پڑتی۔ وہ تو کئے ہیں
 گھوڑا۔ گاڑی۔ موٹر۔ ٹرک۔ غل۔ دریل۔ سنی۔ جو دیکھتا ہے وہ دروازوں کی
 سہری طرح آت نہیں کرتی۔ بی بی صاحبہ اس کا حال تو سہاں حشر میں معلوم ہوگا
 عالم بھر کی زمین کو تو جاتے وہ اس کا ذکر ہی کہتا ہے۔ میرے کہ کا فرش چمکا سہاں
 رنگوں کے آجمل۔ اس وقت ایک کے چنگ نہ ملی۔ بکے سدا دل کے لئے احوال اپنی
 ہوتی گی۔ اور میں ایسی جگہ ہوں گی کہ کسی کو نہ دے گا۔ چنگ تو سہاں اسہی
 ہوگی گرہن کہاں غریب ہمارا ہی صرت کرنا۔ سہی کو اور ام میں سروری
 اس وقت ہمارے آگاہ۔ ان کے حکم دینا۔ پھر یہ وہ ضرور ہو۔ سو سے گرم کر رہے ہیں
 سروری کی جوتی ان کے ہاتھوں سے جوتا ہے جوتا ہے جوتا ہے جوتا ہے جوتا ہے
 جب جو دیکھیں گی کہ نہ ان کو نہ اٹھا تہ۔ جب کہ سات سلام کو سن گی۔ ایک
 تو غل کے گاہیں۔

شوکت۔ (دھنک) اور دیوانی ہے میرے خدا کو نہ گے جو جوتی ہے کئی جوتی

ہے خدا جہو خدا چاہے آپ سب کے گھروں میں کوٹا صیغہ ہا ثابت کہ اس کے
 دکھا آئی ہو۔ مگر میں ایک دفعہ چاہا ہی۔ وہ بھی ابھی چلائی نہیں کہ مارے
 حضور کے بوجھ کر دی چوٹ کھا لڑائی ہے زبان سے بات نکل نہیں کہ گنگہ پر سوار
 چوٹ گئی۔ آکاس قلب قوی بنی ہو وہ سب تو روز سستی رہتی ہیں چلو چار رہیں اور
 رنجیں کر رہی کیا کیا سامان ہے۔

سرور سی۔ یہ منہ دہم دانی لڑکے ایک کا اٹھ پڑ کر کھانے کے کرہ میں زنجی
 جاتی ہے چوٹ کھو بہت گھرت اور جو آتی ہی صندھ چار زبیر آتھو اور آتی کھلی
 تو خوک آ۔ سیر کیا کر رہی ہیں۔ خاطر ہے یا ہر قدم کھا تو ڈان توڑ دیتے چلو اور
 چلو آئی ہی تھادی نہایت کا اٹھان ہے۔ کیوں تو بیکر صاحب یہ سب بکھرب
 ہے آج کس لئے اور کیا کھاتی ہیں۔

دوسرے کرہ میں بی سرور سی داخل ہوئی تو مورا جی کہہ کا کہ ہر کیا کوٹو
 کا ہے گی۔ آنے بڑی سرور سی ہے۔ آپ اور تھو کہ ۱۰۰۰ پر رنجیں۔ مس ظہر
 بہت پاس آؤ۔ دیکھو تو سیر کچے سولے ہیں۔ موت کچے مڑے کے ہیں
 بنی مال سوٹا ابھی گرم ہے۔ بھگت کیا تو بگڑ جاتا گی۔ آنے بنی وہ تارو پل
 کیوں شراب کرتی ہو۔ آج ہی تو کشمیر ہے وہ سیر آ رہا ہے۔ انکو خوب سہلے ہیں
 حشر کر دی ہو خدا بہت لیا جت سے بھون کو خوب کھانے پا۔ کوئی کھنڈ بھر کھا
 ہنگا سدا پا۔ اس کے بعد بان دھو لیا بان کھائی ہوئی سب باہر نکلیں دن ابھی آتی
 تھا بل نہیں گوسٹری گئیں۔

مس قلب۔ سرور سی کی آنکھیں بیکر خوک آرا کے پاس میں کوئی دیکھیں گھر
 جوت نہیں چو نہیں اور اگر یہی میں کئے تھیں۔ میں آپ کے کچھ نہت لیا جاتی
 ہوں۔

شوکت ۔ اور سردار سے آمین دہی گئی گئی چوٹی ایک جانب گئی بارش میں
جلی ٹھیکوں میں غلبہ ساتھ تھیں۔

مس قلیپ ۔ (انسانی میں) آپ کے گھر کا کچھ بھر بہت زیادہ اثر پڑا میں نے کچھ
سکان جانے کی اجازت چاہتی ہوں جب تک اگلے اکیلی پتھر کر میں اپنے خیر
یکسو کرونگی مجھے میں نہ کہے گا آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔ شاید رات کے
کھانے میں میں شریک نہ ہو سکوں۔

شوکت ۔ دھرت کے زمین امیری تھوڑا بہت معمولی تھی۔ اپنے مذہب کو
پر نفس سر چلے۔ بعض خوبیاں اس کی میں نے بیان کر دی تھیں میں نہیں
جانتی کہ آپ پر اچھا اثر پڑا یا برا۔ اگر اچھا پڑا ہے تو سبحان اللہ کیا کتنا۔ اللہ
آپ کو ہدایت دے۔ میں آپ کو اجازت دیتی ہوں۔ نہ گئی دعوت آپ کے عشق
آپ سرداری سے کئے۔ میں ہرگز مداخلت نہ کروں گی۔ سچ ہے کہ میں اس سے
دور تھی ہوں۔

سرداری ۔ (دو فتوں کی آواز سے) جو غرض دیکھتے تھے
ساقہ چھوڑینگے۔ سایہ کیوں ہم بھی جائیں گے ہمدردی
س صاحب آرا اور دیکھنے گا۔ شوکت آرا میری دعا ہے حفاظت میں ہوں
جو کچھ کتنا ہوا کوہ میری عزت کسا دیکھتے آپ جانتی ہوں گی کہ میں اور کچھ
کی آدمی ہوں۔

مس قلیپ ۔ (خفیہ ہوا کر) بیگم صاحب کوئی بات نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں
تھی۔ اجازت مانگ رہی ہوں آپ سے پوچھنے کی بہت نہیں۔ آپ ہندی کی
چندی نکاح میں چکوں میں آنا نہیں مجھے۔ گھوڑی کو جواب بھی نہیں آتا
ہماری شوکت آرا بیگم صاحب اور مردانہ کی آدمی ہیں۔ سوچی کہ بڑا کچھ ہوں

سلاخی (سلاخ) اور ہونے والے تھے اس کی طیارہاں تھیں۔ شاہی جلوس بدلت بدلت
 شاہی سے بیکر سمٹک جاتے دلا تھا۔ بوڑھے بچے بھی سلطان کا چہرہ اور شکل
 چہرہ دیکھنے کے لئے بھی بڑھ چکے تھے۔ ان گئے جا رہے تھے۔ میں حضرت کو بھی دیکھی
 خواجہ بڑی کہ اس بیکر جلوس اور پر ہیبت نظارہ میں گارڈ آف آنر کے
 کہنان کے گھوڑے کی پارا میں کابھی گھوڑا ہے۔ کوششیں شروع ہیں۔ شاہ کا
 کراٹھیں شروع ہیں کی تھی کہ معمولی سی بات ہے منظر و ہو ہی جاتے کی۔ کھتے
 تھے کہ میں کیا کوئی گرا چلا آ رہی ہوں کہ عرصہ نہ رہی جاتے۔ اپنے گھر کا چہرہ
 ہوں۔ شہر داران پر روپ لگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ کبھی تو یہ بہت طرفدار تھے آج
 نہیں توکل بادشاہ ہو ہی جاؤ گا۔ کبھی بیکر رہا تھا۔ اطاعت فرما رہا تھا۔ اب تو کاد
 ریاست کا خود تھا۔ مانگ ہوں۔ بات ہی کون سی ہے۔ یہ خیالات دماغ میں گونجنے لگے
 تھے۔ درخشاں ہی دی سلطنت کی معرفت زبانی بھی کھلوا کر بدگاہ سلطانی
 سے "نا" کے سوا وہاں نہ تھا۔ بڑوں کی بات جیسے جانیں۔ سلطان نے ایسا
 کہیں کیا۔ کوئی وہ ضرور ہی ہو گی۔ شاہی خولی میں بھی۔ ہاں کے شخص تھے ان کا
 کوئی فعل صحت سے شاہی نہیں چرنا تھا۔ اسوس روز نہ آ گیا

بیکر گریٹس چرنا ٹیٹوٹری آٹا اور کھانا مائے غوری ہا

ایکیشا و فرزا پٹیل کے تو تھا ٹیٹوٹری ہا رہی۔ شاہنشاہ سے شاہ میں خبرا شش
 ہر جیستی ہو گئے ہیں۔ کیا سے کہہ کہ انہیں اتنا اور تری لے چکے سے سلطان
 غور خاس کو جن کی حالت بالکل خطرے کے بارے میں ہے اس کا مشورہ دیا ہے کہ
 لڑائی نہ آپ کے ہاں ہیں ان کو بچنے آٹھیں تک جائے۔ دجائے تو دجائے۔
 گئے تھے بلقاہ کو بازو دیکر دیکھتے اتنا اور شاہی سماں بنا رہا۔ یہیں اتفاق
 رہا کہ کجاست ٹیٹوٹری۔ آپ شاہ فرزا پٹیل ہیں کہ بھولے نہیں جاتے۔ اور دوسری

غیرت تو جہاں ترک خوشنویں کہ باہمی میں چاہے کچھ دوا دوا کرے، بڑے بڑے، اتحادت ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ میں ہم مذہب و ملت نہ انگ پھرتے، نہ کسی کی بدنامی کیا نہیں گئے، علمی و ادبی ترغیب ان کو دی گئی۔ اگر مسند عروج پر چڑھ کر کہے گا۔ پہلے قاضی ہو کر پھر وہاں میں قدم رکھا تھا۔ اپنا اہواستہ، اگر حکومت کی علمی و زمانہ جاہلیت تھا۔ اب بھائی چارہ کوہیں گئے اور بڑے بڑے، فرانسس ویرمن سب چاہتے ساتھ ہیں۔ انگریز بھی ہم کو بڑا دانت ہے۔ یہ ہیں جمہوری مصلحت قائم کریں گے۔ یہ وہ ہیں اقوام سے براہ کی کہے، دنیا، چاہے جیب میں سے نون سے درختا نون نکالیں گے۔ مذہب کو خیر باد کہیں گے، ان کی طرف ہم بھی ابرو ہوا نہیں گئے تو پھر قصب بھی قائم رہے گا۔

ہندان شاد و ملت تربت نیما کے
انہوں نے پہلے گئے کہ گزرتا، چم سوت

نہایت بزرگ و سرانجام میں نہیں انہیں اتحاد و ترقی، انہوں نے ہی ان کی اولیٰ میں خوشیوں کہ آپ پاؤ مار لیا۔ سلطنت اپنی سب اپنا۔ انکوں دکان کی کوٹھ گئے۔ تجارت میں ترقی دینے کا منزل ہوا۔ چھوٹی چھوٹی کپہاں کوہیں۔ ان چھوٹی بڑاؤ کی سوچی یہ خواہ ترقی کا و کھڑی۔ چہ تھے کہ خیر ترقی پر مسکینا، وہ ہر بڑاؤ کی فائز شاہ اسٹریٹ فام جھڑ گئے، اپنی ملکیت سے اس کا ادا کرتے رہے، کھنڈ چڑھو بہی سلطنت ترک کرنے اور اٹھنا سگئے۔ اپنے حقوق پیش گئے۔ وہاں سے ملے جاہاں جا کر یہ مقامات ہر اعتبار سے اہل دی ہی شغفنا ہی ہیں رہنما سب ہیں دکان ہمال جانے دو گھر کا سا ہے۔ اتحاد سے اس سے، اپنا ہے اس کا ایک تھا یا ہے۔ اپنے دوسری دلتوں کی اصل سے کرد۔ اتحاد سے اس سے کچھ ہے اختلافی قابلیت پیدا کرنا، چارہ کاری کیا تھا۔ کاتھدی گھر سے دوا سے اور

سکتا ہے یہ پہاڑ پاد خضب خاک و خندا کی طرف سے نور ان ترکوں پر ڈال۔
 آپ نے اعلیٰ کی باری آقا نہ لہائی ہوئی انھوں نے طرابلس مغرب کو
 سے لے کر ہندوستان کو کئی کئی بار چلی تھی کہ سرزمین طرابلس ہندوستان و مشرق
 کی کان ہے۔ حدبات۔ سونا۔ چاندی بھی کہ اس کی سرزمین میں ہے ترکوں میں
 ہیں۔ اپنا گھر بنانا نہیں جانتے۔ جاہل ہیں اور احکامات کی بکھر نہیں دیتے۔ آخر یہ خاک
 کا اٹھان اور جانوں کے پاس کیوں ہے۔ اس ملک میں قلعہ بھی ہے۔ یہ سلطان جو
 یورپ کی بیابانوں و کنون قلعہ کیل چکا تھا اور مریدوں کی کثرت ہی دیکھا
 یا بازبان قائم اٹھائیں۔ آپ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہے۔ لہذا آپ دوسری
 جہیز لائیں۔ شاہان یورپ ہمارے ہم آہنگ تھی کسی کو کانوں کان خبر ہی نہ تھی
 ہماری خبریں۔ ہمارے جہان سے حب ساحل طرابلس ہر چکر گولہ باری شہر کرچک
 اور ہمارے جہان سے کاتب خبر ہوگی۔ پھر ہمارا کی کر سکیں گے۔ اور فی الحقیقت ہمارا
 بھی ہی۔ ترکی مغرب میں کی اعلیٰ کی شہر الٰہی طبرستان کے ملک خراسان
 و ہند اور نص و سرور کے سرے اٹھا تاہم۔ گروہ آئے چہ نہ لگا کر اس سلطنت کا
 یہ قائم مقام ہے اس کے ساتھ دشمنان و سام کی کرچہ ہیں۔ اعلیٰ جہان کے ساحل
 طرابلس ہر گولہ باری کرنے لگے۔ ترکی چلی ساحل عقد کو خرمینا جھک رہا ہوں
 ملک میں سوچہ بند ہوا۔ فریج تو بارگاہوں نے شہرہ دیکھ لی ہی دامن کرادی
 تھی۔ چنی تھی وہ صرف اسی گون کی تھی کہ دارالجماعت ہے اور دشمنوں سے
 لڑ کر مر جاتے۔ یہاں غالی تھا اور پادوں کے جو چمکے ہیں مانی مرادی۔ مگر
 جسے بکر قند کے شہرہ دہن سے راحت نہ تھی ظاہری حصہ میں سب موافق مراد
 تھیں۔ لہذا پھر صاحب نے بھی ترکی فوجوں کو نصرت گندے کی بیادت دے دی
 سے لڑا کر کیا کیوں؟ اس وجہ سے ملک اتحاد و اخراجک اسے ہوا کرے قبضہ

تو جہاد ہے۔ جبکہ وہ تو میری ہیں جس کی لاشیں اس کی جبین فہم جہاد سے ترک کیا کر
 سوار اس کے اور میری ہی کی تھی کہ آزاد سوار کا رخصت ہوئی لباس میں جانیں
 اور غیور عجب کو اجماع دین انھیں کو جان بے ایمانوں کے مقابلہ میں لڑا نہیں
 تو کہ تو کہتے ہیں کہ تھوڑا سا دیر اس کو اس کی سوچائی ہوئی ہے جو کج سلوچنے کے
 قید خانہ میں زندگیاں کے دن بوسے کر رہا ہے۔ انھوں نے عیبت کیا ہے مگر رات
 ہے کہ طرابلس میں کو ملاوی قمر تریکے پرستے تھے انھیں نوجوان ترکوں کی
 کا گذارچوں سے چلتے بے دربان ثابت ہو رہا ہے۔ گڑ بھرا ہنسنا نہ تھے
 بچتے اور نہ قمر کہتے ہیں۔ خلعت ساحل خلافت پر نماز جنگ قائم ہیں جہاں
 خیر ان اسلام لڑتے ہیں اور دشمنوں کو کچلا کھلتے ہیں۔ وہ ریگستان اور وہ
 سنگھڑ زمین جس پر انسان کا گذر مشکل تھا اور جہاں کو سون سو سال تک
 کے کوئی چلے نہا نہیں کج گڑا رہنا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اٹھویں کا
 خون ہوا پاجا تپے بگر اس وجہ سے کہ جوت جوت چاروں طرف سے مر رہا
 جا رہی تھی اس کے چلے گئے ہیں۔ ہمارے ہی گلی ہوئی ہیں۔ سوڑیں رہے ہیں چھٹی
 ہڑی کی شہیں نوح و سلطان بار برداری اور سد کے لئے برابر بنائی جاتی رہتی
 ہیں۔ ٹیلیفون کا سلسلہ ہم محاذات کو لوگ دوسرے سے وابستہ کئے ہیں
 ہے۔ وزیر سلطان اگر ہندوستان سے ویرانی چندوں کی وجہ سے کمر لے
 ہیں تو ترکستان و افغانستان علیٰ ہذا القیاس ایشیائے دوسرے اسلامی ملک
 غریب جوش کے اظہار میں کسی سے پیچھے نہیں۔ کج افغانی قافلہ آتا ہے تو کل
 ترکستانی و مصری کہیں سے ہلالِ احمد کے ڈاکٹر مسلمان آتے ہیں تو
 کہیں سے چندہ کی کثیر رقم سلطان جمع کو کے اپنے رضا کاروں کے ذریعہ
 سے پیچھے ہیں۔

انہاں تک کل دنیا میں کیڑے مکوڑوں کی طرح مارے مارے بھرتے ہیں۔
 ہر ہر ملک میں جنابِ حرا بس کے پورے ہیں۔ چھوٹی قبروں میں آفتی بن اور کئی مٹی
 ہندوستانی بن، دو نکاح بے حال ہے تو ظاہر ہے کہ عربی گرم خون کس قدر گھون
 ہوگا۔ ہر چہ سلطانِ ہند نے دیکھ کر ہندوستان سے ہٹ کر آئے تھے۔ وہی مصر کا
 محمد صالح کو مذہبی ہیں ہے اور دعات اگر نہ ہی انہماں نکاح ہر ایک ایک
 عورتوں کے گھر میں مٹی تھکتے ہیں اور باہر قسود قانون میں مٹی حریف ہر ایک
 ظالم نے کس چشم مقامات سے قیمت دیکر منگوائے ہیں۔ اور ان کو بار بار بے
 رشتہ لگ بڑھا کوئے ہیں۔ اور ان کے مضامین و دارانِ عظمت سے جان کرتے
 سہتے ہیں۔ کبھی روئے ہیں اور کبھی ہنستے۔ ایک غلبہ انہماں و انہماں کی قائم
 کر مٹی ہے جنہیں بھی تو حرا بن رہے ہیں۔ کچھ چوڑے ہوا اور کچھ پتے ہیں کے اسرار
 ہر صفت ہندوستانی ہیں اگر فقیر ہوئے۔ اس دامن کا مطلق اثر۔ تو تا مگر کئی
 حیدر آباد سندھ اور حیدر آباد کننگس پیدا ہوئے۔ ظالم کو ایک ظالم عالم
 پر سبائع ہوتے ہیں۔ اور اپنی مٹی کے شعلہ تدار کوئے سہتے ہیں۔ چند
 مٹی بجا دین کی اعداد کے لئے بیت کچھ فراہم کر لیا ہے اور لڑیم کر رہے ہیں۔
 محمد صالح کے ہمراہ ہاں نورانی جماعت روزِ مریضہ پتی جاتی ہے شعلتِ انہماں
 سے لگ آتے ہیں اور ادھر ادھر پہنچتی ہیں۔ کوئی کسی کا نشان ہے اور کئی
 ہماں سران میں برا جناب۔ فدا شہر ہے کسی کو کانون کان فیر بھی نہیں کہہ
 رضا کار کما دین مٹی طرا بس جا رہے ہیں۔ رات کے ستارے میں طوفان ہونے
 ہیں جو جہانِ ضروری ہے وہ دن میں غریب اجاں ہے۔ ڈاکٹر انکرا وہ ان کے
 احباب بھی مشورہ میں شریک ہوتے رہتے ہیں کسی غیر متہم پر نہیں بولا ہے ہی
 گھر کے محمد صالح کو تسلیم ہزار کجائات رہتے ہیں جو دنیا اب تک اس شہرِ ستارے

خبر نہ کی گئی۔ میں وہ سب ڈاکٹر صاحب کے حجرہ مطہرہ سے فوراً ڈاکٹر صاحب کا وہ
 حال پہ کر چکے ہیں خبر کت کے تہہ نہیں دی۔ لیکن کیا کریں، لعل چہ راستہ کی
 ہیں۔ کار و بار کا بیچارہ صحت پہ کیا کریں اور کیا کریں بعض بعض مریض بھی
 اور دور از مقامات کے ایسے زیر علاج ہیں کہ جلی موت و زنا کی کانٹھوں پر
 قیوم پر انصر ہے ان کو کچھ چھوڑیں اور اعلیٰ نہیں۔ جتنا ہیں ڈاکٹر صاحب ہیں کہ وہ
 چار مہینہ تک ان سے چٹکارا چوتے نظر نہیں آتا چھوڑ کر رہنے چاہیں تو خدا کو کیا
 سنہ دکھائیں گے۔ سرکاری قادی ہونے تو اچھے دور چلے جائے۔ پھر بھی ایک کنگ
 کر رہے ہیں۔ ایک دن شکوہ اور بی سروبی سے۔ لیکن انھیں میں پہلے چل
 کا اظہار کیا تھا شکوہ کی دی کیا باتیں۔ تم کو افسوس ہے۔ میری حالت کہہ
 بلکہ کہ اعتراف نہیں۔ کنگر خاں کو مل رہی ہے مگر سوئی ہو گئی ہے کنگر کے ڈال ڈالنے
 کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو ہر دن کا نم ہوا۔ پھر فانی سے نہیں ملے ہوئے نہیں
 آنگھیں سرخ ہونے میں وہاں کو صاحب! پھر شیعان نے اعلیٰ کھانے پھر چائے
 کا دارا صحت انکی کتے ہونے کے بعد شریعت کے کام۔ عمر وہیں پر تول ہے۔ یہ ہیں
 آپ بھی جاد رہے ہیں۔ ہر طرح کے۔ اعلیٰ کھانے کا کھانے۔ لی لی پھر کو ساتھ لے جاتا
 میں آپ پر مسمی ہوئی۔ مجھے میں اس کا قصہ نہیں کہ ان کی گھبراہٹ کر دیں یا اڑنے
 لے دو گھوسوں۔ اور عزت آبرو دینی خاک میں ملان۔ ایک چوتھے نہیں تو
 بیرونی آپ کے دلیہ پیدا ہو جائیں گے۔ کنگر پر لڑی ہوئے بھی تو نام نہیں لگی
 احتیاجات کہ قربے کمرے قدم باہر دکھاؤں بنا کا خدا بخلا۔ لی لی تو کسمی تو
 ہیں کیا نہ بلکہ اعتراف نہیں۔ اور چار روزہ فریٹ و سلوم ہو گئی تو سو رہا ہوا
 میں گھڑی پہ دل کو کھاؤں گی کہ میں تو انکو ختم ہرے غصے و کھٹ ہر کچھ ہوا
 انہیں پہ لے ختم ہے ساتھ میں صحت و صحت ہے کہ میری ہیں کی صحت ختم ہے

خاندانی طور پر ایک دوست میں جانا لگا یہ بھی بے جا نہیں ہے تباہی کی کئی دیکھیں اور سمجھیں
ہیں۔ مگر نا۔ پڑے تو اب کا کام ہے

دو چار روز اور گزرے۔ آپ نے صبح کا مسلمان سفر اٹھایا ہے۔ یہ تو ہے۔ یہ تو ہے۔
تو پھر یہ سب انھوں نے نہرو کی بی بی عورتوں کے ساتھ جاتے کا مسئلہ۔ یہ تو ہے۔

نہ گھومو تو جانی۔ یہ بی بی گھوم کر دیکھا۔ نہیں جانتے۔ وہ کہہ سکتے تھے۔ یہ تو
گھر کا بہتر طریقہ ہے۔ یہ تو ہے۔ یہ تو ہے۔ یہ تو ہے۔ یہ تو ہے۔ یہ تو ہے۔
اگر کسی کو چاہتا ہے۔



باب (۹)

طریقہ حق تعالیٰ کی درست دانی

حق تعالیٰ خواہش ہے وقت تک قابل معافی و درگزر میں رہے تک حد تک غیور
 ہو کر اس کھانے کی طرف ضرور رخ کرے اور اپنا ہیٹ کسی یا کسی طرح بھرے
 کے لئے بیچیں رہے۔ یہ خواہش خواہش جانتا کہ جلتے گی اور ہر دیکھنے والے کو
 اس کے ساتھ ضرور ہمدردی ہوگی۔ اس لئے کہ تھا خدا سے غرضتوں کی داغ
 ہو رہے۔ لیکن اگر ایک ہیٹ بھر کسی دوسرے کی غذا ہڑب کر جاتا ہے تو یقیناً
 وہ قابلِ غفرت و عفو ہے۔ وہ عریض و طالع کہے جینگا اور ہر کھجور غصہ اس کی
 دست داندین کو بڑا لگے گا۔

آج بے روپ کے فنان نعمت پر ہی دھم بھاہو ہے ترکی سلطنت ہو کھی بھی ہے
 اور غریب بھی جو کچھ خشک و تر و تھان اس کے دسترخوان پر ہیں وہ بھی بارگاہ
 احقر کر جاتا ہے۔ اور چشمہ ہے کہ دوسری سلطنتیں اور بڑا دست دوی ہیں
 ہیں اس لئے کہ اس بساط پر وہ عریض و طالع نہیں جس کا نام عبد الحمید خان تھا۔ اور
 جہاد و گوی کی چالیں بھتا اور ان کی کالے کرتا تھا۔ لہذا ان ترک نو جوان ہیں
 سیاست و ملک داری کوئی شخصیں کوئی کیا فی نہیں آتے آتے آنگلی اور کچھ
 کھو کر آئے گی اور نہ ہر دیکھ کر گیا گیا۔ یہ تو نہیں ہی جانتے تھے۔ ایک اور عضو جسم
 ٹکڑے بڑا بیعت و انعطاف اور آئے گا تب طرہوں کو اس کی جگہ لگا کہ دست کوئی
 تھا اور دشمنی کوئی۔ پھر اگر غفرت و درگزر تو اپنی حق تعالیٰ کے لئے جان قربانا

پڑنے لگی کہ یہ ہے اور کیا جانتے اس کا علم نہ ہو ہے۔

عبدالحمید خان کو حق سے انحراف ہوئے ابھی تک وہی چوتھوں میں وہوں
سلطان کو دیکھ کر یہ خیال ہوا اعلیٰ مذکور میں نے کیا اوسے ہار لینے کے ساتھ اپنے
وہ خیر و صلاح کے یہ الفاظ دہرا رہے تھے۔ ہماری سلطنت کی یہ ناقابل مزاحمت بھی
رہی کہ یہ وہ پہلا فرقہ دولت عثمانیہ کی بقا و سلامتی پر پیشہ ہو کر عزیز و ہمتی ہو
ہمارا اقتدار میں غرض ہے کہ ملک شریعت میں ہم دولت عثمانیہ کی حکومت پر فخر و تکیہ
میں اپنے وزیر خدایہ صلاح کے یہ الفاظ اس وجہ سے دہرا رہے ہیں تاکہ اس بات
کا یقین ہے کہ ہماری حکومت اعلیٰ میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی۔ مگر یہاں چار ماہ کے بعد
یعنی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۸ء کو حضرت اعلیٰ جناب اس حضور کا اپنے بیٹے علی عثمانیہ
کا قصد صوبہ جات سرنگا دھرا آئیں یہ چند روز کا ہے۔

اس ہمارے ہیں دوست و دشمنوں سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ نگاری
کی کات نگاری ہی سے خوب ہو سکتی ہے۔ تاہم نگاری کی حالت میں ان فریقوں
کا حکم ہو جانا بہت آسان ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ مشعلہ سے اعلیٰ کی
انحراف میں طرازیں چڑھا ہوا ہے اسی زمانہ میں فرانس کے یوگسلاو نے چند کمر لیا تھا
اور وہ امر کر رہی تھیں کہ یہ سابق اعلیٰ کو بہت خفا گذرا تھا۔ اس نے کہا کہ وہ ان الفاظ میں
آبادی بمقابلہ فرانس سبیلوں کے بعد نہ دارہ علی۔ مگر یہ بھکر سکرے اختیار کیا گیا کہ
فرانس میں جیسا ہی سلطنت ہے۔ اپنے بھائی سے بھگوان اول لینا کیا ضرور ہو سکتی
سوجھتی ہے۔ فرانس کا معاہدہ ہو جائیگا کہ کسی کی وزارت ختم ہو رہی تھی
دستور تو صحیح ہوئی لیکن۔ درندہ آج کا ملک میں سلی نہیں ہو چکا ہو نا ممکن
کے دل میں فرانس سبیلوں کے بعد نہ دارہ علی کے بہت سے خطر پیدا کر رہے تھے
وہ دارا کہ کہیں فرانس اپنے مقبوضات شمالی افریقہ میں وسیع کرے اور نہایت

بھرو ہم کوں فرما جسین کتاب نہ بخت ہے دست سفروں کوئی گھاٹا
 سہا سہری سے بھی نہ نہ آنگر جوید فرماں ملائیں یہ بھی قاضی ہو گئی تو
 انگشتانِ دہائی دونوں کوں نقصان ہو چکا تھا خون نے جواب دیا کہ یہی ہے سب
 بچ ہے مگر شکاری کا کام ہے کہ ہری پر اس وقت گولی چلتے جب وہ زہری
 اچلتے۔ چکر نشا زلفا نہ کرے گرد نہ کرے کوئی حکم نہ آدھی تو یہ چنگ نہ نہ گرد
 ہو سکے۔

فرد قصور لڑائیں کے قبضہ جو اس نے ایک عیان عظیم اعلان میں کے طور
میں پیدا کر دیا تھا وہ یہ ثابت ہے کہ بطریق ہر طرح اس اپنے قبضہ میں جا کر
شاہری کے زہر سے اس کی شاہی دوسری کے خزانے کا نکل گئے۔ خداداد نے
کاہلے کا سر زمین عراض کی طرح میں بہا کر اسے اس کی زمین پر اس کی
سودا گت اور ملک کوئی چیز بھی تھی جس کی خداداد وصیت سے زیادہ کی گئی ہو
ہو اس میں نہیں ہو سکتے جس کو کہتے ہیں وہ بہرہ دار لیت کو اس کے
حکومت کو ہر طرح سے اہل حق طر اس کے لئے آباد کر دینا چاہئے۔ اس کے
ہی کہ ایک زمانہ ایسا تھا جس میں سرنگہ طر اس میں پورے دو ہزار چھ ہزار
کے لئے ملک کی ملتی تھی۔ اہل دینہ لفظ طر اس میں غلبہ سے جہازات جا کرتے
اور ان دونوں مقامات کے باہر سے اس طرح ہر ارض کی پیداوار سے
مستفیع ہوتے۔

مذکورہ گورنمنٹ افسانے میں کوہل پور ڈپ کی مداخلت کا ذکر برابر بھی
اور بشرہ تھا بلکہ یہ ان بھٹنا چاہے کہ کبھی بدی تھی۔ خدا جانے کن کن اس بھٹنا
کو لے جہے افسانہ طرا اس کا اعلان کر ہی بیٹھی۔ ترکوں کے وہ چھوٹا سا بھٹنا
نہ تھا کہ یہ کچھ چوئے رہا ہے۔ اس لئے کہ محل ہی میں رہا ان سے ترک

ترک سہارت برائے نام جو عقیدہ حق وہی آپ ختم ہوئی جس کی خاطر اس کی مجلس
 اسلامی رہنما میں علماء کی ایسی نگرانی سے کرب ملازم ہے۔ مخالفت کی
 موجودی جو وہی چون کہیں اطلاع ملے گا ان کا ہونا ہے۔ اور کہیں ان کی
 حرکت تنگ کے لئے طیارہ چاہے ہیں۔ اور ہر ممکن طریق سے اپنے منہ کی مجلس
 ہر کالے کی نگرانی اور ہر کالے میں حال امر کی جانیں ہر سے ہی لگیں
 اور ہندوستان سے بھی ہمارے ہیں۔ اور یہ کثرت کے ساتھ ہر عام سے ہمارے
 اور بکے کے پاس ہمارا ہے۔ اور برابر چلتے ہوئے ہیں۔ سلطانوں میں بکری
 کا جو غل ہے۔ جو کوئی خانہ داروں میں فتح و نصرت کی دعا میں مانگی جاتی ہیں۔
 ان تمام معاملات میں ہندوستان میں کسی اسلامی ملک سے کچھ نہیں
 ہے اتنا مذہبی جو غل چڑھا ہوا ہے۔ صرف شہر داروں ہی میں نہیں بلکہ گھبات
 دیہات شہر۔ کوئی جگہ اس چور دی سے خالی نہیں وغیرہ جو ایک وقت ختم
 کرتے ہیں وہ بھی اور چار چوبہ اپنی تحت مرزوری کے چند میں دیتے ہیں۔
 اس شور میں سے چھپتے کہ ہشت کی نام لیا اور قوم مرزوں میں چھپ کر
 بھڑائی بات کا جس سے کسی طرح ذہب یا قوم کو صدمہ نہ چھوچھا ہو اس میں
 ہے۔ تنظیم کی ضرورت ہے۔ کوئی سرخشا کا لیتا ہوا ہو ہلکے تو مشکل سے
 مشکل کام ان میں نہ ہفتہ سلطانوں سے لے سکتا ہے۔ + + + + +
 ان کا طراز جس کی خبریں اور اطلاع نگرانی کی دستاویز ہوتی ہیں
 کو چار بازار میں دوش ہمارا آڑی بھرتی ہیں۔ گھر کا کٹر مشائی کی کوئی
 میں غم مصالح عرب کی وجہ سے حالت ہی اور سری ہے۔ وہ بیسی کے قور غل
 اور سامی چو غل میں دس ہے۔ دن سے لیکر دس ہے۔ بات تک ہمارے
 ہمارے چھوچھا جو غل اس شخص میں ہوتے ہیں وہ بیاض و مرغ میں اور کھانچے

ہیں اور رات کو آتے ہی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ نیر دھکا پٹکا روکھنے
اور اسپرٹ کے زلیان ہو قہقہے نمودار ہوتے تھے۔ وہ بھی شش ماہ پہلے
کلہے پھرتے تھے۔ بادشاہ حسن کو بھی اسی بھونگ مروج آشفات صحت شاد
روشنے بنا دیا ہے۔ رات کے گھانٹے فراغت کے بعد جو اس کا سانس لینا
کوٹھ کے تختے تک ہیں۔ اطوری روٹا ہوا ہونے لگی تھی۔ یہ کہہ رہی ہے
اور بھی پریشان کر رکھا ہے۔ بارہا اس طرفت تھکتی ہیں۔ راتیں ہر روزی ہیں۔

محصل ڈاکٹر صاحب! آپ ہمارا اخلاص ہے۔ یہ آپ کو اہانت و غرور ہے۔
کافروں سے ڈاکٹر شہید ہو جائے۔

شفاق جی! کافر ہیں شیخ ہی کون کر سکتا ہے۔ لیکن جی چاہے طریق ہو
یہ جلدی کا بھی۔ سامان کر دینے جانا اس شیخ آدمیوں کا تھوڑا سا تھوڑا
کو چاہیے۔ کھو دیں تو برا ہو کر رہے۔

عمود اگر میں بھی تو جانا لگا۔ میرا آپ کا ساتھ ہو گا۔
عمد صالح ہمارا آپ کا ساتھ ملے ملو جو تہہ۔ آپ شریف خزانہ کا
دستے والا اور سوچ سمجھ کر کام کہنے والا جو قابل اعزاز تھا اور چلے گا۔
خدا بھرا رکھا۔ اور مرے۔

بادشاہ حسن۔ وہ عرب صاحب کی شخصیات تھیں۔ میری من و جان
تو دیکھتی ہے۔ اور بھی تھا کہ آپ کے رقوم ہیں۔

محصل بہت عرب ہیں اور حمید آباد کسی چھٹے کو کہتے ہیں۔ عرب
اپنا پنا سامان کر رہا ہے۔ ہم بھگتے کہہ جاتے ہیں۔ ایک بڑا قافلہ ہمارے
ساتھ ہو جائے گا۔

شفاق مگر تو کہے گا آپ اتنا سامان کے؟ ہم کھڑے ہی ساتھ ہوں گی میرے

خیال ہے ان کی تو کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ وہ مان ٹٹلی ڈالوں بدستور
ہیں رہیں مگر اگر آپ شہید بھی ہو گئے تو آپ کی روح میں آئے گی جمعرات کو
ہم آپ کی دعوت کیا کریں گے۔

محود صلیح۔ راہ خدا میں ہم شہید ضرور ہو گا۔ انشاء اللہ۔ اور ہمارا بی
ابھی دل چاہ رہی کہتا ہے۔ ہم کلثوم جانے کے لئے طیارے اور ہم کو اس
اور ہم بھی لے گا۔ لیکن کلثوم کو آپ میں روکنے وہ چاہا لٹا رہی ہے اس کا
مٹا دی جا کر دیکھ لے گا۔ اور تو اگر صاحب آپ جانتی ہیں کہ شہید مرنے
نہیں۔ زندہ رہتا ہے۔ اور خدا کے چاہنے سے اس کا رزق ضرور ہے ہم شہید
ہونے کے بعد بھی اٹھ جائے گا تو میں رہیگا۔ ہم آپ کو دیکھنے کا اور خوش ہو گا
پہر آپ ہم کو نہ دیکھ سکیگا۔

مشائق۔ (خاطر چکر) خدا آپ کی بہت حقارت ہے۔ اب ایسا رقی ہم کو
نہیں لے گا۔ (آہ دیدہ ہو جاتے ہیں)

محود۔ آپ کس راستہ سے جائیں گے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ چل سکتے تو چھا
تھا۔ دیکھنے کو مشغول کریں گے دنیا بری چیز ہے دیکھا نہیں چھوڑتی۔ میں بھٹتا
ہوں کہ آپ مصر کے راستے سے بیانی جیلہ ہو سکتے گا۔

محود صلیح۔ میرا ارادہ بھی یہی ہے۔

محود۔ ڈاکٹر صاحب۔ ہم کلثوم کا جانا تو معلوم ہوتا ہے کہ ٹھہری ہو چکا ہے
مگر واقعی ایسا ہو تو آپ انہی کو درسوں کے کام کی تعلیم دیدیں۔ وہ انہی پتال
میں بہت کام آؤں گے بہت ہوں گی۔

مشائق۔ (اپنی تمنا رہی بجا بھی لے آئی کہ بہت کچھ جانا ہے۔) اجواب کہ تیلو نام
ڈاکٹر اس غلب گھر میں موجود ہیں۔ محصل کے جانے کی جگہ سن گئی ہیں

ہے قرب سے، دھڑات اسی میں اٹھانک رہا ہے۔ تو نیز اگر حکومت اس قیامت کی
 زبوں ہے کہ وہ یہ بتائے سب سیکھ گئی ہے، غصہ، جھجکتی، جھنجکی ہے۔ اشتیاقِ سب
 تماشائی میں بندوبست سے نشانہ صاف کرنا ہے تو وہ بھی چوٹی جاتی ہے اور نشانہ
 لگاتی ہے، احاطہ اسکول میں سواری میں ایک مشتاقی حاصل کر لی ہے، میں
 جہاں تک خود کر چاہوں وہ بھی اپنے مان باپ کے ساتھ طرا بس چلنے کو
 طیارا ہے۔ پچھتاہوں تو کھٹکے تالوئی ہے کہ کھانا تو لکھ جائے، پھر آپ
 لوگوں کی جیسی مرضی چوڑا دلی کل ہی کا کہتے، سرور ہی نے بیت ڈاٹھا تھا جگر
 بیخبر سے مان باپ کی تنگ کنوہ سے گی۔ کوئی پہاڑی پھولے جاتے گا۔ ہاؤ ہے
 کی بہت ہے، ہی نہیں، ہانکا نگوڑی کیا کہنے گی؟ پتے تو سر جھکاتے بیٹھی رہی
 پھر دے گی، سرور ہی کو اس کی تاب کمان پتے تو پپ ہو گئیں، بیٹھی بیٹھی
 دیکھا کہیں۔ جب کھینچیں کیا سکوڑی کی صدر سے پوٹھا بٹھا لیا، تازے تو روٹی ہے
 کیا این کہ کھنے کھنے کی چیز نہیں، تو ذرا سی مٹی مٹی کھلا ڈاکہ دیا، داتا بڑا کہہ
 قریشیہ اور سلطنت سے کرشین بکھا، بڑے بوڑھے بچوں کو بھانے ہی چلے
 کوئی دس طرح ہلک ہلک کر رہے تھیں، اچھا بیٹی آپ ڈاکہ بین گے، ہی بکھا
 رتو قریبی نکلتا ہے کہ وہ دھن کی نہیں، بیگ بھی دست کو گھنٹی نہیں کہ، اس کا
 اسرار حق بکتاب ہے۔ میں باپ مرنے چاہتے ہیں اس کامی کچھ دے۔
 محمود۔۔۔ سب کچھ ہے، پھر ہی جہاں لوگوں کا ہانا سب میں لڑائی لگ
 ہوتی تھی ہے، اور سب لکھ جاتا اور پھر غبار سے پڑے قاعدہ اور باقاعدہ فوج
 میں جڑا لی ہو چکے، ان غریبوں کے پاس نہ سامان نہ اختیار، وہ ان بھی کچھ پھر
 سہرا طرہ ہو اتنی جہاز، اور آج کل باقاعدہ جنگ میں جا رہی کوئی چیز نہیں۔
 گناہ بجز کارہ ہوتا ہے، مگر وہ سے مکرور فوج ہوا، سے جہاز، فوج کو

ار پٹالی ہے۔

ششاق۔ بالکل صحیح تھا، خیال ہے مگر عجب خون گونہ میں اس کے منہ پر
رنگستان میں پیدا ہوئی، عراقی کا عالم ہے ہمت خدا دار، خدا دست و توانا بھی ہے
اگر میدان جنگ میں جوتی گئی جو ظاہر اسباب امر یعنی ہے تو بارگاہ کو فرخست
کی مجاہدہ صورتوں کے کارنامہ ساز ہائیں گے۔ ہندوستانی صورت نہیں کہ
حرکت و لغزدان کو سراپا حسن بگشتی ہو۔ تعلیم و پاکباز عورتوں کی صحبت نے
اس کے خیالات کو آزاد ازل پرے نہیں دیا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے
کہ میں۔ تم۔ بادشاہ حسن ہر وقت کے بچنے والے ایک جہاں میں قاب میں ہر وقت
ہر وقت زمانہ میں چلے جاتے ہر بادشاہ میں بھی یہی میں لکھائے چلے گئے بھی
تم تو گونہ نے اس پر چھ برس سے اسکی صورت میں و چھوڑ دقت کا آنا جانا اسکا
بھی رچا ہے بے سام کہنے ملو، آئی گئی میں اس سے بائیں کر سکتا
ہو، اس وجہ سے بے اندازہ کہنے کا سو نہ تھا، رہتا ہے کہ کیا حق دار
کہا ہو گئی نہت لہر ہے کہ شش تو ہم سب کی ہی ہے کہ نہتے۔ اگر گئی تو راض
مخالفت کرنے والا ہے اور میں کیا گونہ۔

محمود۔ ہاں آپ سب بھانے بھانے کی کہ بھئی نکاح کو بہت سے پہنچاؤں گا کہ سونہ
محمود صالح۔ جی ہاں، شرم سے ابھی تک اس کے کہہ کر نہیں بولیں جیسا کہ اکثر
سب کتابت سلیم ہی ہوتا ہے کہ دالے کی تہی ہم عرب ہے بھر کچھ دانا خورنا
چاہتے تھے خدا اپنے بند کی آپ مخالفت کر لے۔

پھر جی بہت دستان کی آپ دہو اسے بہت آخر کیا ہے۔ اب چلا سا
و حشی سحر نہیں۔ ہم دعا تھا کہ کہ نور ان لوگوں کا دیا تلک جانا سب نہیں
جہاں تلک لگا ہوا ہو، ہم چھوڑ دے کہ گا اور سحر سب سے ہی کھو اچھے کہ ہو

جانے نہ دے۔ اگر وہ مگنی تو ہم اور ہمارا بی بی دست آزا اور بیچے۔

عمود۔ مجھے تو ام کلثوم کے ہاتھوں کی خبر ملتی ہے کہ اگر نہ جانیں تو کلثوم بھی نہیں جانتیں۔

عکرم صلیح۔ آپ نہیں جانتا کہ پستان صاحب۔ ہمارا بی بی ضرور جانتے گا۔ ہم بغیر اس کے رہ نہیں سکتا۔ اور ہم اگر لڑکی کے خیال سے مان بھی جانتے تو وہ کب راضی ہوگا۔ ہم ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہے۔

عمود۔ تو پھر ہوگا۔ آپ جاکے۔ ام کلثوم بھی درہ کلثوم بھی جو ہوگا اسے بہت چاہئے گا۔

عکرم صلیح۔ رنگ کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اس بات حیرت کے بعد اور پھر کون سے طوطے چھو گئے۔ وہ رنگ اور متوکا صلیح صاحب عکرم صلیح آئے اور چلے رہے۔ عمود کی پیش بینی سے ان کو بھی طوطے صلیح کے خیالات نے گھبرا کر ام کلثوم سے کہ جس نے ام کلثوم کو جس طرح جتے رہا کہ تم بھی اسے قائل کرو اور کہہ بھی کہیں "اہم" "اتھن" باہر ہو رہی تھیں۔ اندر مل میں ام کلثوم شوکت آرا اب بگڑے کہ کہیں کہ عمود آکر صاحب ایسا ایسا کہتے تھے۔ مجھے بھی مناسب ہی معلوم ہوتا ہے کہ کلثوم کو آپ دونوں ایک دوسرے اور صحت صحت بگھا لی۔ جان جانتے اور نہ جانتے تو چاہیے۔ مجھے تو وہ خطرہ میں لاتی ہی نہیں اور نہ کچھ کھل کر کہتی ہے۔ مجھ میں نہیں آتا کہ کہہ دوں تو کیا۔

یہ کہہ کر ام کلثوم تو بولی کہیں سرور ہی نے شوکت سے کہا کہ ہاں ایک کی ایک کو لینا چاہیے۔ صحت معلوم ہو جائے آفرور اور اسکا کیا ہے۔ اگر جانے والی ہی ہے تو روک لے۔ میں بھی ہوں کہ چند روزہ جیت ہے۔ شہر سے ہلے گی اور کونے کی ہی جو اس کے ہی میں ہے شوکت نے کہا آکر ہی چھاپے۔ لیکن

تو عرض ہی جاتی ہو کہ اُس کا ارادہ کیا ہے۔ میں جی ہے گرم خون رنگوں میں ہے
 میں تو کئی چوں کہ مر رہا ہوں تو بڑی جبار ہوتی گھوڑے پر دیکھتے ہی دیکھتے
 کیا اچھا بیٹھے ملی ہے۔ جو اشتیاق اور تھلا لڑکا گھوڑے سے بکتا ہے وہاں ہم
 سمجھتی ہے۔ گھوڑے ابنِ دون کو نیز چاہی اور تلوار چلاتا خوب سکھا دیا ہے
 دونوں مشاق ہو گئے ہیں۔ اشتیاقی کتا تھا کشتوم بھی ہر دو گون سے کم نہیں ہیں
 جب کوئی نہیں دیکھتا تو کتب کے پشت واسے سید الان میں گھوڑے پر چڑھیں
 کیا تو سوار ہو کر شوق کر لی ہیں۔

سرور ہی۔ اسے ان وہ اختیار نہیں دینا ہے۔ اس بچ کی عزت بچکانی ہے۔ بچکانی
 بچکانی ہے۔ معلوم نہیں اُس کی تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ ہر گز نہ ہر گز۔ بچکانی
 شوکت۔ جو اٹھ کو منظور ہو گا وہی ہو کر۔ بیٹا نہیں کچھ کر سکتی چوں ہر دم تم
 دیکھتے ہیں کشتوم جو طائی چڑیگی نہیں۔ گروہ میں داخل ہوئے سرور ہی نے
 بیٹے کا اشارہ کیا اور شوکت آسانے۔ سلسلہ کلام شروع کیا۔

شوکت۔ تمنا ہے مان باپ کہ کتاب جواد کئے جاتے ہیں۔ ابھی تک کوئی
 دن ملتا مقرر نہیں کیا ہے۔ نہیں تو معلوم ہی ہوتا۔

کشتوم۔ کچھ داخل نہیں معلوم۔ گھوڑے تو اس کے بارہ میں کوئی بات چیت
 ہی نہیں کرتے پڑھتی ہوں تو بھی تھیک جواب نہیں دیتے۔

سرور ہی۔ آخر لڑکی بچہ کیا ارادہ ہے۔ میں تو دیکھتی ہوں کہ تو بھی ملی بھلی ہے
 کچھ آگاہ کیا دیکھتی ہی نہیں۔ ہر بات کرنا کی ابھی ہوتی ہے۔ ہم ہندوستانی
 خرمیوں میں جوان جہانِ بلیان گھر سے باہر قدم نہیں نکلتے۔ بالین میں کچھ
 کہوں کہ کم کاتے کو سون مان باپ کی محبت میں روڑی چلی جاؤ۔ وہاں پر
 قربان پڑنا بہت اچھی بات ہے۔ کچھ اگر نہیں ہو جائے کہ تم فیدہ ہی ہو جاؤ گی تو

میں دلچسپ رہتی تھی۔ اور اجازت دیتی تھی۔ کچل کچل کے لوگ تھوڑے دالے اور بھی
 اچلی جوتے ہیں۔ آخر اس پر جاؤ گی۔ ہم دونوں جان بوجھ کر گئے کہ کھالے ٹکڑی
 کے کیا بننا چاہی۔ اور کس حال میں ہے۔ ہم دونوں بھوت۔ ایک طبیعت کے
 ہیں۔ فرق ہے تو یہ کہ میں پیٹ کی بجلی ہوں۔ جو دل میں دو زبان پر دوڑتی
 ہے۔ اسی بھر کم ہون پیرتھی میری کوئی سہتی ہیں۔ زبان سے آتے نہیں کہیں
 تم نے قدم گھر سے باہر نکالا۔ ایک فکر اور بڑھ چکی ہے ایک وقت کی جبین
 دن رات کی۔ ہفتوں کی نہیں مہینوں کی جب اللہ اصل غیر سے پھر
 دکھایا صاحب اعلیٰ ان ہوا۔

کلاٹوم۔ (جس کے آسوارہ پاؤں تھے اور سر جھکائے پھیلی تھی) میں آپ
 دونوں کو اپنی زبان سے کم نہیں سمجھتی۔ جھوٹا کہتی ہوں تو میرے دانت گر نہ
 نصیب ہو۔ اگر کمر ہوں اس جنت کو خوشی سے نہیں چھوڑتی۔ تقدیر میں
 ٹھوکرین کھانا کھا ہے۔ لپکتا ہوا ہے (آواز کان جھونکے کے لئے
 جاسکتی ہے) لہذا کہتا ہے کہ ہر اس گھر میں ان کو آواز نصیب ہوگا۔ میں
 ہر گئی نہیں آپ کی جو زبان زندہ کی ہر سہمی کہ تھی۔ اور پھر پوٹ آؤ گی۔
 تھوڑی ہو گئی تو خود کوئی کرو گی میرا آپ مجھے بھیج رہی ہیں دیکھیں تو آؤ گی۔
 پھر اگر مجھے جانے دیجئے۔ (روتی ہے اور قرانی آواز میں) آہا ادا کاں کلڑ
 ہو پھلاؤں۔

کچھ اس طرح کی دل دالے والی باتیں کلاٹوم نے کہیں کہ سرور ہی شوکت
 دونوں روئے گئیں۔ سرور ہی نے پھانسیا۔ روئی جاتی تھی اور دلا سہتی
 جاتی تھی۔ جو تک پہنچی کرہ میں بھی تھیں روئی ہی میں۔ آخر شوکت نے بھی
 اور کہنے گئیں کہ بھلائی ہو اس کے پہرہ کیا۔ اصل غیر سے تھیں اور تھیں

مان باپ کو چھوڑ دیا گا۔ پھر نے میں کے۔ ہم گولڑیاں چند دستان کی دینے
 والیاں دل و دماغ کی کمزور بات کا جگر جادوئی ہیں۔ کیا کہیں جان کا پانی اور
 اٹلی اور خون بہت خراب ہیں خود کو میں بہت نہ ہاتھ پاؤں میں سکت اور خدا
 ہی پر بھروسہ خروار بھی تو خود میں ہی ہیں جو اس وقت طرابلس میں رہے ہیں
 کی خدمت کرتی ہیں۔ دنیا جیسی چار سے لے ہمارے کچھ پیوں کو دیکھتے ہوئے
 ایک لکھا تا بارہ ہے۔ لیکن ہی تو ان کے لئے بھی ہے گروہاں کی مضبوط ہیں
 اس کا بھین ہے کہ مارنے اور جلانے والا عورت و اگر وہ قائم رکھنے والا ہی لوگ
 ہے جس کی مرضی فیروزہ کو بھی نہیں چھوٹی۔ یہی سب ہے کہ نہ تو ان کو
 کسی طرح کا ہراس اور نہ کوئی خوف ہے۔ کچھ ہے ان کی جتنیں ایسوی ہی
 کے لئے ہیں اور اسلئے ہی لوگ دین و دنیا دونوں کی نعمتوں کے ستم ہیں بہت
 و فخرت۔ اسلامی چھوڑ دی۔ مذہب و ملت کا پاس و لحاظ ہے سب ان کی
 رہت ہے۔ جس کو چاہے دے اور جس کو چاہے نہ دے۔ خدا نکر ہے کہ تمہارا
 غریب ابھی ویسا ہی گرم ہے جیسا کہ ایک عریں کا چونا ہے۔ اپنا فریضہ کتنی
 جو مان باپ کی خدمت کے لئے سب طرح کے آرام و عیش بہلاتا رہی
 رہے تھک کا بہترین چھل ہو۔ خدا کرے خدا ہی سی سچی لڑکیاں ہوں
 کلثوم۔ (پھرانی ہونی آواز میں)۔ سب آپ لوگوں کی جوتیوں کا تحلیل
 ہے۔ میں ان میں اگر جی تو نہیں نہ تھا کہ چائز میں بیٹھا تھی۔ آپ جی لوگوں
 نے بھٹاک سے آگ کیا اور چائز سے آوی بنا یا پھر لڑکیاں دیاں دیاں ہو گئیں
 جی ہوں آپ کے جان و مال کو و عار تار بیگا۔

سرور سی۔ نے میں ہی آپ میں جاتی ہوں۔ خدا میں اتنی دیر دینا
 و اعتماد دینی۔ گھوڑا آپ گستی میں سلجھتا ہے۔ (کلثوم کی حرکت الٹ کر کی)

اب اس میں چار۔ پندرہ گونے کے پاس ہی ہوا۔ اس کی گھڑی سرور گھڑی

۴۔



باب (۱۰)

خانہ عظیم کا راز

اللہ نے اچھائی بھی پیدا کی اور بُرائی بھی۔ اچھے لوگ سے دونوں اسی کے
جنت ہیں۔ ایک نیک کلمہ چاہے اور دوسرا بد۔ اسی لئے کہ وہ اپنے عادات و
اعمال میں مذہب کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ مخلص وہی اور بھٹا وہی کی جامعیت
لئے جس چیز کو لیا کہہ دیا اُس نے (پہی گرہ میں) باغ و بہار مان پاپ اپنے زمانہ کے
لئے لوگ تھے تعلیم بھی ایسی ہی دی اور تربیت بھی ایسی ہی۔ مذہب تعلیم و
تربیت نے مل جل کر آل میں پرکھ پیدا کر دی جس کی مدد سے اچھائی کی طرف مائل
ہوا اور بُرائی سے بدگمانی اسی پرکھ کا نام خیر و شر اور خیر و لوگ اُترانے گئے
یعنی بُرا نفس کا بندہ ہے۔ دنیا کی تھے دُعا کی لڑائی کا دُعا دُعا رحمت میں
جو نفع ہو وہ کاٹا ہے رافکا۔ اُس کا مطلوب ہے۔ مذہب کو دور سے سلام کرتا
ہے۔ اور اخلاقی جکڑا ہے کوئی قوفی سے نصیحت کرتا ہے۔ دُچوری میں پاک و
بے ایمانی کا ڈر۔ عیب کو ہنر سمجھتا ہے۔ اور بدنامی کو نیکی سمجھتا ہے۔ اگر رنگ گہرا
چلا گیا ہے تو پھر

خوش ہو در طہیختہ کر نشست

خدا و جزا وقت مرگ بدوست

اچھے ہی بہتیب اللہ کے جنت لقا آئیں گے۔ جیل خانہ بھی انہیں سے
بھرتے ہیں۔ اور کالے دلی کا جزیرہ بھی انہیں کے دم سے آباد ہے۔ ہزار ہا

ہوتے اور پیشہ ہوتے رہیں گے۔ قابل ذکر وہی لوگ ہیں۔ جس خباہت میں
جس غم اور جس غم و دکاؤں میں اُن کا مصداق ہے اور ادا ہو گیا ہو اُن کا کیا
پڑا ہے اس سے غور کیا جائے۔ اور پچھلے اُن کے نام سے اُن کے ہیں۔

ابن بدکر دارون احمد اظہار دین میں ایسے لوگ ہیں کہیں کبھی انظر
مجاہدین کے جو جہاد میں اپنے کے پر نام ہوتے ہیں اور پھر شروع سا بھگنے
کے بعد یہ ہمارا سب سے اختیار کرتے ہیں۔ کہیں وہ لکھنؤ کے بعد انڈیا کے
راہ پلے آتا ہے اور کئی بھی صحبت و تعلق کا اثر جو نفس پرستی کے باطنوں
میں چڑھ گیا تھا۔ پھر کسی بد اثر کو جسے کھوئی ہوئی آپ وہاں سے اصل کر کے
اور تازہ ہوا ہے۔ اور کئی اور مرد و عورتیں اس قاتل کے روزانہ اسی دین کے
اسٹیج پر نظر آتے ہیں۔ اور ان کی زندگی دوسروں کے لئے سبق یا سوز
ہو جاتی ہے۔

یادشخص عزیز بنی ناظر حکیم شوکت کی قدیم سہلی اور حال کی مصداق ہیں
جسے ہیں کہ وہ لکھنؤ کے قاتل سے اُن کے گھر لے کر تھیں۔ ان کی رازداری
اور باپ کی ناگھون کا تار۔ اپنی کڑواہٹ کی بدولت گھری ہوئی۔ اس سے
مجلس۔ خدا جلنے کیا کیا پڑے۔ اکثر چلا کرے نامدار خان کا۔ قرعہ حال
بنام میں دینا تار۔ جب اس کے نکل جانے آئیں چیزیں اور ہو گئیں۔ شوکت
میں ہی ہیں اور روز بھی کہیں ہیں جس کوڑی کی بھی کئی نہیں شوکت و
سروری اور ان کے بے شکست ہیں۔ اور ہی برتاؤ کرتی ہیں جو ایک ہم کتب کیا تو
ہو ناہل ہے۔ اور ہی ان سے بھی ہوتی ہیں۔ مگر نہیں ناظر کو اپنی سوچ و کیفیت
کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ بھولے سے کئی بات ایسی زبان پر نہیں آتی کہ
جس میں ہر سہلی کا رنگ پایا جائے۔ ناظر حکیم اس سہلی ناظر نہیں ہیں بہت کہ

ٹھیکہ مسجد میں۔ اور پتا نہیں۔ دل کی انگلیوں میں ایک بڑا سا شلغون کے ہاتھوں
 یا سہ پہا پر ہوتی تو طبیعت میں افسردگی آتی تھوڑی عرصہ رہی سب کاغذ پر لکھی
 ایک ننگا روئے دل کی اختیار ہے۔ جو بی سروبی ہو کر لکھ کر گرم خردوں
 سے دن میں کئی کئی مرتبہ ہوا ہے۔ ہائی زندگی اور کھیلوں ایک ایک کھوکھلا
 سب بھٹت ہو گئیں عروا کی بیخفاقی اور بھر خدات بھٹت میں بہت بری چیز ہے
 باطل پرچہ سے غلوک آرا کے محل میں آئیں اور بیان سیاہ سلید کی
 مالک مریں کر کے کام پہنچت ہیں گی۔ خود ہر کی خردوں میں غلوڑی
 ہیں آئیں۔ پناہ میں ٹھیکہ انجام دیتی رہتی ہیں۔ لڑکا ہلاکتی ہے نہیں۔
 مسدا اعلیٰ سے۔ بھی کم ہیں۔ ابھی زندگی بسر کرتی تھیں۔ ہاں جب سے
 اس قلب کا قدم آہستہ طبیعت میں ایک سوچا ہوا سا ہے۔ معلوم نہیں کہ ان کے
 تشریف بیک کے کتب خانہ میں کام پر کام اکثر چلی جاتی ہیں اس قلب سے بھی
 ہجرت پر حواس کے ہیں۔ وہ بھی ان کے پاس نہیں ہیں۔ اور بھی فرست کی وقت
 ان کے کمرے میں آتی جاتی ہیں۔ دونوں میں خواب پڑتی ہے۔ محو رہتے ہیں۔
 عظمت و رفعت سے پیش آتی رہتی ہیں۔ بچے تو مجھ وہ بھی ان سے بہت مانوس
 ہو گئی ہے۔ شب سے فرحت ہائی تو کچھ دلی کی ٹھیکہ اس قلب کے کمرے میں جاتی
 ہے۔ ٹھیکہ ایسا ہوتا ہے کہ۔ خوب ہو میں تو بھر غلامان میں تامل حکم کے کمرے کی
 عزت نہ کرتی ہے۔ وہ غلام ہی بھی ایسا ہوا کہ دلی ہوں نہیں تو سو کام
 ہوتا کہے ہاں بیکہ بیکہ ایسے بیان ہو جو۔ سنی ہیں۔ اور میں طرح مانوس ہوں ہے
 خلقت کرتی ہیں ایسی ہی وہ محو وہ کو بیکہ کرتی ہیں کوئی شکونی نہیں چھوڑو
 اس کے لئے لگا رہی ہیں متحافی کشائی کچھ بھی ہو اس کے ہاں مستورا
 نکلی کر تاسپ انھوں نے اپنے سرے لیا ہے کوئی اچھا کپڑا دیکھا اس کا ٹھیکہ

جو ادا کوئی زور، غرور، دبا ایک آواز نہ نہ من طلب نے شیخ بھی کیا کہ کبھی منعت خدا
 اور بار ہوئی ہیں میں اس کے لئے کیا نہیں کرتی؟ اسکا جواب انھوں نے یہ دیا
 کہ تمہیں ایک سچی میرے بھی حق اس سے اس کی صورت بہت ملتی جلتی ہے۔
 اس سے غورہ کہہ رہی کرتی ہوں کیا کر دی دوسرے کا چہرہ بھی اچھا سمج
 ہوا ہے۔ اگر تم کو غرور، سلطو ہوتا ہو تو اپنے دل پر غور کہہ لوں۔ اس نے بڑا دن بہت
 غور دیوں میں طلب رہیں کہ تمہیں خدا کے لئے کیا آواز ہو میرا مطلب یہ نہیں ہے
 تو تمہاری ہی زندگی کے لحاظ سے کہا تھا اس دن سے غورہ غرور نہ ہوئی۔
 غورہ کو کہتے ہیں کہ یہی کیوں نہ ہو میں وہ خوش اور آئی کا خدا غور۔

سودی بیگم آؤنی چڑھا چھانے والی۔ فرما کہ اسی بات کی خبر کہنے
 والی۔ میں طلب اور ناظر کے بیگم بڑے دیکھے تو انھیں کہہ دیا کہ والی کا
 ضرور ہے۔ وہ ہیں رہیں۔ وقت ہے وقت میں طلب کے کروڑوں چھوٹے گئیں۔
 ناظر کے بیان آگئیں۔ ایک آواز نہ غورہ کا سر کو نہ پٹے بھی دیکھا۔ یہ کہنے
 بھی دیکھا۔ انا اسکو اس دن کہ جس کے چھٹکی نہیں ہوتا ناظر کے ہون کو چار
 کروڑوں نے غور دی غور دیں کیوں ہوتی ہو۔ قریشیہ کو نہیں چاہتیں کہ سعادت
 کو نہیں بڑا کر رہیں۔ بیک میری طرح تم کو بھی بہت جانتے ہیں۔ میں تو تمہاری
 سبھی بلا کیوں کو اپنی اور لڑکھتی ہوں۔ افسوس کرتا ناظر ہیں تمہارے بھی ایک
 چہرہ جو ہوتا ناظر میں جلی گئیں۔ ناظر بیگم اس لحاظ سے اگر ساتھ ہوئے ہیں
 تو ان کو دیکھا کہ ہے نہ غور بھی۔ اپنا ہی بیلا۔ میرا گوڑی کا ایک جگہ بیٹھے
 بیٹھے ہی آگے لے گئے۔ تو اپنے مکانوں کا چکر لگاتی پھرتی ہوں۔ آئی کا نہیں
 بہت شکایتیں دیتو رہے۔ اسکو تم کو چار ہے۔ اس نے کیا دیا ہے۔ سمجھو کہ ایک
 شایک ہندھا تھا۔ وہ میری اسکیں لگتا تھا کہ کہیں ایک جگہ بھی نہ پھر دیں

دوسری جگہ۔ اسی طرح کی باتیں کہیں اور چلتی رہیں۔
 راستہ میں کچھ سوچتی گئیں مسکراتی بھی جاتی تھیں شوکت کے یہاں
 وہ نہیں تو احراریت چنگ پر اوندھی سیدھی گئیں۔ وہ تو انھیں دیکھ کر
 شکر ادا دیں۔ کچھ سوچی کا کام کر رہی تھیں لگ رہی تھیں اور یہ آپ ہی آپ نہیں
 کہنے لگیں۔ "بہت عجیب سی باتیں چھتے آؤں گی تھیں۔ نہیں کچھ جانتی ہی نہیں تھی
 شوکت شوڑی ہوں کہ کسی کے قریب سے آجاؤں۔ خدا کی شان ان دھڑکی
 بات چھتے نہیں رہے۔ آخر میں نے چنگ ہی لیا۔ دھڑکی رہی۔ اور اظہار

ہی ہوا۔
 شوکت۔ کیا ہے بی خدا، کون تم سے اڑتا تھا اور کس کے قریب کا تم نے
 چنگ لیا کچھ کوئی بھی نہ دیکھا ہی نہیں تو انھیں کرتی چلی جاؤ گی۔
 سرور ہی۔۔۔ ہے اگر بھی نہیں۔

کبھی ہوں تو نہیں کی کیا کچھ
 چھتے نہ چھتے کوئی

تم سے مطلب۔ غرض۔ واسطہ۔ یعنی مجھے تو خدا نے ایسا سٹے پیدا کیا ہے
 کہ جب تک جیون تھا ہی اور تھا ہی مجھوں کی خدمت کر دے۔ اس میں شکی
 تو اس میں کا شکیں ایسا نہیں دیکھنا چاہتی جو میری نظر سے ابھل ہو کر رہے
 ہر وقت اسی کی توجہ رہتی ہے۔ شوکت جب ہم نہ ہوں گے تو ہم کو تم بہت یاد
 کرو گی۔ اللہ کی قسم چ کہتی ہوں۔

شوکت تو یہاں پر آگئیں۔ ہم تو ساتھ رہیں گے۔ نہیں تو آگے چلے جائیں گے
 چلتے لکھو۔ کسے چلے سے مطلب یہ کہ لڑی اگر ہو گا بھی تو ہفتوں اور مہینوں
 کا ہو گا۔ جب کچھ شوکت نہیں دیکھ لیتی کس مراد کو ہیں آتا ہو۔ تھا ہی آگے نہیں

سہی ہے۔ سمجھ کر بنائی اور گالیات میں جو ادا بھر کوئی تھاری بات کا ترانہ
الہ اعظم نظر بہت چلتے۔

سرور سی۔ میرے گلے میں کاوا جھانکا ہندو۔ بان تو شوکت آپ یہ کلمہ بھی
ایں جہان کی کوئی صورت نہیں کہ وہ آپ ہی کہہ سکے۔ ہر اسطو ہر حال
بہی بگے تو ان کی جان کا خون کم ہے۔ عورت آہرہ کا زبا، دوسے۔ دوسرے
چاہتی ہیں کہ اس قدر اس کے دل میں ڈال دیا اور نہایتی۔

شوکت۔۔۔ بتو یہ فیانی ہی بیکار اسطو ہوتا ہے گلے میں بیک بیک کر
نگوڑی روٹی چا کھینچو کو آنا تھا۔ شرفا (یا) طرح شکوہ جزو بہت کی لڑکی
ہے۔ ابھی مال ہی کیا ہے۔ اٹھارہ چار ان کیسوں میں سال ہوگا۔ پھر تو کچھ
ہی ہے۔ اور کون تو فوٹ ہم تو گویا نے اجازت دیدی تو کیسی خوش ہو گئی
بہی اظہر لڑکی لڑکا دوسے۔ تو ایسا ہی اعلیٰ طیارہ اور مال پر واز۔
اچانک میں داند ہی کے ساتھ کس غولی سے تباہ رہی ہے۔

سرور سی۔ بہی ایک صورت ہے۔ لکھو صانع کسی کے ساتھ بڑا وہی تو کہہ
صہری جان کی شوکت۔

شوکت۔ (ہنس کر) ہاں دانت تو وہ دکنے کی شین۔ ایک کتہہ پھیل رہی
ہی کا کچھ کچھ لگی پھر اگر کچھ ہی اور تم نے کوئی آج بوندہ نکلا تو ہر غور
اور وہ کچھ کو بھی بچا ہے گی۔

سرور سی۔ خیر تھاری مرضی شین ہے تو نہ سن لے اس کی بھول بھول
صورت ابھی معلوم ہوتی ہے۔ تم جانتی ہو کیا ہے کہ میں کسی کو بہت کی فکر
سے دیکھوں اور تم اسے اکھاڑ کر لکھو لکھو۔

شوکت۔ تو یہ کتنے حضور کو اس کے ساتھ بہت ہے۔ اور میں کس قدر اس

مجھے دلی ہون تو ہر آپ سوچ بھکر اس کو بے رحم قدم بکھا دیے۔
سرووری۔ وہ کس سخت کو اختیار ہے جہاں بھی صورت دیکھی تو گڑا چلا۔
شوکت۔ وہ تو قہقہے دے رہی ہے جو اچھا ہے اس سے کیا ہوا۔
سرووری۔ اٹھ۔ مرد اور چندی کی چندی نکالتی ہے۔ بسن ہونگا بھی تم کو اور
کوئی باتیں نہیں آئیں۔ میں کتنی چوں کہ غمور اس کے ساتھ شادی کیوں نہیں
کر رہے پھر اسے لیکر ڈھونڈیں گے تو بھی نہیں دیکھیں نہ لیں۔
شوکت۔ قہقہہ مٹی کی مٹی دو اپنے گھڑیوں کرنا چاہتے ہیں۔ انکی رو بھی نہیں
ہیں بہت ملنے لگی دھندل کر رہا۔ پہلے لائے رہے اب صاف صاف کھڑے ہیں
کہ دلی بیل کی ہونا چاہئے۔

سرووری۔ میں کتنی ہوں کہ مرد واکھ گھاس کھا گیا ہے۔ پڑھا کھڑا سب کچھ
بدا جا چکا ہے۔ اس کے کیا سنی کہ ہماری ہی ذات لگی ہے اور سب کہیں
ہیں۔ اب تو سہول ہے کہ خاندان سے ٹھکر شادی جا دیا گیا ہے۔ کچھ
نہیں رہتا کچھ ٹھیک نہیں۔ اولاد دند رستہ دلوا تا ہوتی ہے۔ اپنے گھر کے
میں گھر کی شادی ہو تو دوسری جگہ جو نہ کہنے سے روکی جاتی رہتی ہے۔ سو ہو گیا
ابھی غاس سو بھی ہے۔ بسن نا توئی۔ تھارے فرشتے بھی کبھی اتنے ذہین تھے
اکھ جو جاتی ہوں۔ اتنے ہے آنب کے دھت کو تو۔ بسن بھی ہے اس پہلا
یہ سب بکھ ہے۔ لیکن گھٹی میں غمور ہی سے کڑی ہے اس کے مٹانے کے لیے
فکر جس کے سب سے پڑے۔ ہمارے ہی دارا پڑھاکوئی ہوں گے جنھوں نے آؤ
دیکھا نہ تاؤ دو سرے دھات میں اس کا فکر باندھ دیا۔ اس لذت ہی دوسری
پرستی جو ہر انیاں خلیں سب دھو چکر۔ کچھ ابھی آم نہیں ہو گیا۔ دوسری ہو گیا
نگو ہو گیا۔ سفید ہو گیا۔ یہی حال آدھی لگی ہے۔ گڑاں چاہیے اس ملک کی

یوں کر دی۔ آج کوئی ناگل کھلے والی ہیں (گھڑی ہر گھر) وہ دیکھے
خون کی ہر سب سے ہے۔

شوکت۔ میں یہ کیا آپ جانتے ہیں اور اچھی تو بہت دن بٹا ہے جس جھڑکی
نرمالہ دار لڑکھوڑنے کی ہے وہ تو منہ سے لیا ہونگی جلد ہی کہا ہے کھا
کہیں آٹھ بکے ہو گا۔

سرور سی۔ (خس جی ہے)۔ برائی گئی پڑی اس سے میرا ایک دور نہیں چلا
سب آدمی اسی کے بجائے ہوتے ہیں۔ میں تو کہانی سن کر اچھی آتی ہوں۔ تم
آئیں کیوں (سٹپ کی طرف دیکھ کر) خود بھی ناگین اور ایک کپڑے کی جتنی
کر بھی ساتھ لیں۔

سٹپ۔ ذرا ہوشیار رہو گا۔ میں گھڑی سے طرح ہوں اور آتی بھی ایسے
ای سرور سی۔ ہوں جو سر تاج ہوں۔

سرور سی۔ جوتھو۔ تیری سی کہوں کہ جا کر چھوڑ دے۔ راکھ بک کا میں
چہ نہیں لگتا۔

شوکت شوکت دس ٹپ دیں نرمالہ بچہ گئیں۔ بے گئی ہائیں ایک
زمین کی نور دوسری آسمان کی ہوتی سڑن۔ اس مال پچان شوکت پڑی پڑی
چلا ناگین اسٹپ چاہئے۔ کتب سے لڑکیوں نے چلی جاتی۔ احمد اور دھار
کی ٹھوکان اور ہر گھوٹے گھیں قریشیہ۔ سلطوت اور ان کے ساتھ
وہ اٹھاپ اور احمد بیکہن آج شوکت جس ہو نہیں قریشیہ بھانے کرم کام
سے مرادی خاتم کے ہائی میں سلطوت کو لے چلی گئی اور محمود داخل بیکہ کے
گروہ میں غلطی ہو نہیں۔

ناٹھ۔ آ۔ جی۔ آ۔ راکھ کر پور سے منہ پر ہاتھ پھرتی ہے (پڑھ آئیں)۔

ہم کی ہوائی اور صاف و کھارے۔ منہ ہاتھ دھو ڈالو کہ تا شکر ہو۔ پھر جانا۔
 غور ہو۔ تو آپ ہی کے پاس سید علی علی آئی۔ ان کے کمرے میں بھی نہیں
 گئی۔ (منہ دھوئے بیٹھ جاتی ہے)

ناظر۔ تو سہج ہی کو نسا ہوا جیسی وہ ویسی رہیں۔ تم کو میں اپنی ہی زنی گھنٹی میں
 منہ دھوایا۔ ہاں درست کرو۔ یہ سب راگور دے گی جیو گیلو۔ کھانا جلدی کیا ہے
 (ایک سبب خود پچھلے گئی ہے)

ناظر سبب پچھل پچھل کر غور ہو کو کھانا ہی نہیں کہ اسے میں دیکھتی کیا ہیں
 کہی سرور ی شکوت کا ہاتھ پکڑے اور اس غلب کو جوں میں لے اٹھاتی شکوت
 ملی آئی ہیں۔ ناظر کے ہاتھ سے قریب تھا کہ سبب گر چے مگر وہ بہت منہ میں
 اور گئے تھیں۔ آئی۔ آئی اپنی سرور ی بزم صاحب جو حکم ہو چکا لاؤں :-

سرور ی۔ یہی ناظر ہم جنوں بیٹھے تھے۔ ابھی تا را گیا اور میں روکا کھانا
 تھا میں آ جا کر تم کو بھی بلایا ہر پھر ڈالے بیان دیکھتے کیا ہیں کہ تم ہوا اور کھانا
 اسان والی ماشا اللہ جو چنگے لڑکا بالہ نہیں ہوتا اسے غیر کا پچھلی ہوا اسکا
 پوچھتے اس غلب کی طرف (چلہ تم سستی پچھلے نقل و اصل میں نقل ہوتا ہے
 ناظر چاہتی تھی کہ منہ سے کچھ نکالے پھر لیوں سے راز دل کھائے مگر غلب
 غلبت کے کچھ بنائے نہیں اپنی تھی چھاری زمین میں انکھیں ملی کچھ گڑ گئی :-
 بھی کہنے نہ چا کہ آپ لوگ بیٹھتے تو۔

شکوہ سرور ی چٹھو بھی۔ ہم بے جا اپنے ناظر کے بیان سے نہ جا نہیں گے
 اس غلب قریب ہی ایک کر ہی کے ہو۔

شکوہ کے ان نظریوں سے ناظر کی جان میں جان آئی۔ جوں میں اس المانی
 کہی کہ شکوت بیوہ۔ ہاں سو غور و تین طرح کی مٹائی جا رہا تھا پچھلے میں

ساتھ لاکر رکھ دی۔ اور محمود سے کہنے لگی تھی سارے ملتے رکھا ہے ہائی گڑب گڑ۔ عین پالیان لائی ہوں۔ آج سرور ی بیک کو کھواتی چار پلا آگلی۔ مجھے بہت رتی کرتی ہوں کیا کمون زمانہ کے بیڑا ساتھ تھکان بھرتی ہو دی کہ میرا ہی دل جاتا ہے نہیں تو میں بھی ایک زمانہ میں بڑی بڑا فقی بن ادا میں سے رہتی۔

مس قلم بانی سرور ی بیک اور ہم سب ایک ساتھ کے بیٹے ہیں اور ایک ہی جگہ کے رہنے والے انہوں نے کیا زمانہ تھا۔ اب پھر نہ آئے گا۔ سرور ی بیک بولے ہی کو فقی کہ فحوت نے نہایت چکی لے لی؟ اندھی نے بونی اتار لی تو ککر خاوش ہو رہی۔

مس قلم۔ ناگہ بیک تو کہیں کا زمانہ ایسا ہو چکی ہے کہ مرنے اور یک نہیں ہوتا۔ آپ تو بے بڑی خوش قسمت ہیں کہ ایک ساتھ رہنے کا موقع مل گیا۔ آپ بھی وہی باتیں حاصل ہیں۔ نہیں تو ایک کورہ سرورے کی خبر تک نہیں پہنچا۔ اشرا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیجئے خدا تعالیٰ سے بھلا ہے آپ لوگوں کی زندگی بڑی پاک سات زندگی ہے یہی ہر وقت اپنی قسمت ہر تاز کرتی ہوں کہ ابھی جگہ بچھنے آئی۔ جنت میں آگئی ہوں اب تو مر کر بھی یہاں سے نہ نکلوں گی۔ ابھی مامت میں نے محمود کو گرو دیا تھا۔ بڑی بھانگوں لڑکی ہے۔ روہو بھی خوب کھا یا۔ اسی کی بدولت اس محل میں داخل ہوئی اور سب سے بڑی بات کہنے کو قبول کیا۔ اب بچے دنیا کی کوئی ہوس باقی نہیں۔ ہر طرح کی چیل کر لی۔

اس موقع پر چار بھی طیار ہو گئی اس کا دور چلنے لگا۔ سرور ی نے ہوش میں سے محمود کو ککر چٹا کیا کتنی لڑکیوں کی چار میں میں سے بھوا لگی

قریباً سب سے کہہ دو کہ جلدی ٹھوسے۔ اور مرادی کو کچھ بچتی جانا جو کچھ تازہ داشت
طیار ہوا نہیں؟

خانم نے مجھے بھی بخاری لڑائی بہت ابھی معلوم ہوتی ہے۔ قبول صورت بھی
ہے اور تگڑی چوکی چوکی تھپہ کرنے بہت ابھی دی ہے گن اہنگ سلیڈ بھی
اس تھوڑی سی عمر میں اُسے لگیا۔ میں تو بیرون اُس کی صورت دیکھ کر گئی اور
کسی کا کہہ ہو اُسے کو لوگ ابھاری کہتے ہیں۔

میں غلبہ میں لے ابھی بھی اُسے بنایا اور میں بہت خوش ہوں ہر قسم
ڈرا کر مٹی ہوں کہ کہیں ماں باپ اس کے شہید ہوا ہوا نہیں۔ اور مجھ سے
بہتیں بچاؤ میں بھی میں تو ہرگز خود لگی جا ہے مقدس ہی کیوں نہ لڑے۔ پھر
طبیعت کو ڈرا جا۔ اس زخمی ہوں کہ ماں کے تو کبھی خبر نہ لی باپ کا البتہ کچھ دیکھا
تھوڑا۔ ابھی کبھی روپیہ بھی بچھڑا کرتے تھے۔ اب تو دس بارہ برس سے کوئی
خط بھی نہیں آیا۔ معلوم نہیں مر گئے یا زندہ ہیں مرنے والے نہیں تو خط
خود آتا۔

سرور دی۔ میں غلبہ سداقم ماں کو دیکھو تو پہاڑ میں ہی تو بچیں اب کچھ بچاؤ
تگڑی لڑائی ہو گئی ہوگی۔ واضح قطع کیا مٹی کچھ محمود صورت میں ماں سے
مٹی جتنی بھی ہے کہ نہیں۔

میں غلبہ میں کہ نہیں سکتی۔ رہیں تو وہ عرصہ تک اسپتال میں تھیں
لڑی ہنسوا تھیں۔ مگر جو قوت۔ خانم کچھ کو پب پتھر رکھا ہے تو ان پر مجھے
عہد ضرور ہوا تھا۔ اور اب بھی جب انہیں دیکھتی ہوں تو غمزدگی ماں دار
بھائی میں۔ بار بار غور کرتی ہوں کہ کہیں میری تو نہ تھیں۔

خانم۔ افسوس کھوے جا، کلا سا ان نکال۔ یہی تھیں اور دل بانسوں اور

اُسے رہنے بھی دینا مگر اسی خدا کے اہل میں سے جسے کسان گنی آج تک
 تو اس کی قربت نہیں آئی ہے۔
 سرورِ مری۔ وہ اسی صورت اور کچھ اور دلکب کر جاتی ہے اور عجیب چہرہ
 شوکت کی طرف پھرتی ہے (شوکت دیکھو مورد کی بان ہی ہے۔ اب چہ چہ
 رہندہ۔ ہم سب خدا سے بچنے کے ساتھی ہیں۔ میں غلبہ کی فیر نہیں دیتا۔
 شک اب کو کھڑی ہے۔ اور جس سے پوچھو تو میں آج سے نہیں چپے عہدہ
 کو دیکھتا ہے۔ بخاری جانی اُسے کہتی ہیں۔ اس کا چہرہ عہدہ دیکھو بالکل
 خمار ایسا ہے۔ آٹھین۔ پٹیلانی اور رنگت باپ کی سی تم ساتھی ملتی
 اور وہ گویا ہے۔ خرم اب کرے بخاری با۔ تو بعض کرکٹیں اب کچھ
 سے گا کر آئے رکھو۔ وہ کیا خمار را زوہ ہم تنوں کے پاس محفوظ ہے۔ پس
 اب زبان سے نہ گئے گا۔ اگر کچھ تو زبان کاٹ کر چھینک دین۔
 فرشتہ ہی سرورِ مری نے کچھ ایسی ٹھنی بنی با میں کین کرنا علم ہے اختیار
 ہو کر رونے لگی اور قد مونچہ کر کر دی۔ ”بیکم سہری عزت خمار با خمار
 مورد پر بھی ظاہر نہ ہو۔ عرصے وقت اُس سے گندو لگی کہ تیری بد نصیبان
 میں ہی تھی بیس نہ گندہ ختم۔



— ۱۲۸ —

آپ کے پاس جو بھی سرتالی ہو۔

فہرست کتب و رسائل

خبر دہی ۱۰ ویں لوگوں کو پہنچ کر لکھا سڑی بند ہی ہے کئی ہے آپ کے حکم سے
سڑی بند ہوئی تھیں بات کئے انہی آپ کے حکم کو لے کر ہی لکھی
تھیں تو کیا سب پر اگر لکھے گا تو یہ سب سب لکھ لکھ گا اس زمانہ کی لوگوں
خبر کئے ہیں سے لکھا انہی میں اس بات کئی ہیں جو انہی کے پاس پہنچ رہی ہے

دوسری ہوتی تو ہم خود نہیں بھونک کر کھاتیں۔ اداک تک نہیں بوساں۔

میں کچھ غمزدی کہتی تھی تو کہتا ہوا ہنس دیا۔ وہ کہتا ہے: خود بھول گیا سوچ گیا۔ کوئی
اس مرض کے علاج پہنچی آپ کو؟ کہہ رہی تھی۔ خدا ہی جانتی ہے۔ کچھ کچھ کام تو
ہے۔ مجھے اس بار میں اس طرح کچھ روکنا مل سکتا ہے۔ جیسے بی بی شوکت کا حکم
علاج ہے۔ انا غیر کر رہا ہے کہ نہ میں نے اس میں بھی نہیں دھرتی۔

مطلوبت عذر می بیند و گواهی که منصف بر روی حق فیتنایم سگ پا چنانچه که کلام

میں نے سوچا کہ آپ سے امداد لینے کے لئے کسی مرضی میں ہے لیکن وہ نہیں تھی۔

مصروری ہیں۔ ہفتے سے شروعات کے ساتھ یہ ظاہر ہے کہ ہفتہ وار غول چلنے

ایسا ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا تھا۔ اب اس کا مطلب ہے کہ اگرچہ ہم نے اس کا مطلب سمجھا ہے، لیکن اب اس کا مطلب سمجھنا ہے۔

کتابخانه عمومی مسجد جامع کربلا

خبر پہنچی کہ کسی بھی اندر میں رہتی ہو اور اگر سرور اس شہزادہ جمل میں آتا تو
سلطنت ہم سب کا اس سے ہے کہ اس نے ہیکر کہ انہیں کشم کو رہی چلتے تو
اور انہی کی طرف سے ہیکر کی انگوٹھیں میں اسو بھرتے۔ ہر وقت سے ہم سب جمل کے
سرور کی ہنگامہ سے ہیکر کی ہنگامہ سے ہی گئی کہ اپنا اپنا۔ دھوکے آئین تو
انگوٹھیں ملو انگوٹھیں۔ سرور اور تریشیوں کے پاس چار سو کی گلیاں سو جو دھوکے
ہی ہائی ہوں۔

شوکت (ہیکر) ہم ہائی بڑی ہائی چار۔ دو لکھ کے ہیکر خزانے ہیکر چار کی۔
ہی ہیکر ہی ہی کوئی ہے۔ ہیکر خزانے کو دیا ہے چار کی ہیکر خزانے
ہی۔ ہی ہائی ہیکر۔ اور ہی سرور کی ہیکر کے ہیکر ہی ہیکر ایک ہی ہائی ہیکر کی
سرور کی۔ ہی ہیکر تو کیا۔ ہی ہیکر ہی کو کوئی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی
ہیکر ہی کو کوئی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی
ہیکر ہی۔

سرور کی۔ (ہیکر ہی) اچھے آپ ہم لوگ چار۔ اپنا اپنا نام دھوکہ چار
چوہیل کے ہے چار کرنا ہی ہائی ہائی آج ہی اختتام کریں۔ چار کرنا ہیکر
دھوکہ چار۔ ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی

تریشیہ انگوٹھیں ہی انگوٹھیں ہی کا ہیکر ہی اور ہیکر ہی ہیکر ہی۔
شوکت (ہیکر) ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی
ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی
ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی

سرور کی۔ (ہیکر) ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی
ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی ہیکر ہی

[illegible]

معموری، سادہ، اللہ۔ سادہ اللہ کہہ ہی کے ٹھیک سے تو جو کام کر رہی تھی۔ کہو
تسکتی تھی نہیں۔ میری سن ایک چار سال، میں گنتی تھی۔ ہر روز صبح پانچ بجے
آتی ہے نہیں تو کوئی حرکت بھی نہیں اور پانی سے لہجے سے مطلب۔ پانچ بجے صبح
کے شو سے وہ بڑھ چکا ہے! وہ کچھ جانتی تھی کہ اس کے پاس میں رہتی تھی۔ لڑکیاں
اور ان کی سہیلیاں بھی انہیں میں گڑی کیا شاعر حضرتان کا کہانی تھی۔ چاہے
میں سب سناں لی رہاں ان میں گئی۔ میری پہلی جائز تھی۔ میری ایک اپنے گھر
کی سناں چور تھی۔ میں آتی تھا۔ سے ساتھ دیکھا میں گئی۔ اپنے درخت کے ساتھ
کھاؤں گئی۔ مٹین گندہ گئی تھی۔ وہی لہجے یاد میں کہ ان کو کریمت کھا تاکہ لکھی
تھی۔ ماحول کے چاہی کیا ہر گھر لکھی تھی۔ ان کے فرض وہ نہیں کرتی

توسعه و تحول آید. تحلیل وادارگی و نگذاشتی بود.

شوکت، اشرفی تو اور اظہر ہے تیرے دل لھا، قسطنطنیہ کے دن اُنہما میں کوئی کام نہ ہو کہ خوشی ہے، چاہے آج صبح کے چلو سے گئے تھے رہنے والے۔

راہ پر جس کے لیے میں اٹھنے، نہ تھکے، نہ غمزدگی میں نہ آئے، اور اللہ حسن آئے یہاں تو ان کے
جہیز آئیں گے میرے مکان کا، ساتھ اور خیرین کا صلہ۔

سروسی۔ تو اچانک کون مروا ہے اسی ہے۔ جتنے ہیں وہاں ہیں کوی ہے
ہاتھوں کچھ انہیں تھوڑی ہیں۔ دوسری کہیں کے تو میں کیا کر رہی گی۔ میرا جانا باقی
کچھ غور دے گا۔

فروغت۔ نوحہ دہلائی ہو ضرور ہے کہ کچھ بے حال ہے کوئی بات خریدی ہے کوئی
ہی نہیں۔

سورہی تو وہی دراز و پشور میں نے انہیں پکڑی جا رہا ہے۔ مگر ٹیپوں کے لئے
 عیسیٰ و مریم تو چلے۔

اور ساقی روزگار پر صدمت کے پہلے چہرے سے لڑکھٹائی ہوئی ہنس بولنے لگا۔

[illegible]

گورینا کا اسی ہی دوسرا بچہ تھا۔ وہ لڑکا گورینا کے حساب سے دوستانہ و دو دل تھا۔

میں نے انہیں ہمارے آہنگے مارا ہے۔ سخی میں نے شوکت آردیکم صاحب۔
شوکت۔ تو اس میں ضابطہ کیا ہے۔ بی بی سے بڑھ کر بیان کا دوست کون

اور کتابت آپزودہ مکتوبوں سے۔

صاحبزادہ چارہ کھانوں اور سنتے کے بعد یہ خلاصہ سن چکا ہے کہ ان لوگوں کے لئے کوئی
 نئے کچے ہوئے چنے کے شوکت اور مسوری کو لئے ہوئے اپنے گھر گئے ہیں کھا بیٹھا ہوا
 وہ چہرہ شہ جہ شہ کر آئی خالی میں کئی ناظر کے بعد مسوری کو گارڈان پارلی کے معلق
 کی مشق رہیں ہوئی لوگیاں بھلی گئیں۔ ڈانچی گئیں مگر وہاں سب سالن چکر چھ
 سر فلپ اور سر کی اٹھائیاں سب لگی ہوئی تھیں چھل چھوری تو خشک ہیں۔
 پکار ان کی چیزیں ایسی اور گری میٹھا پانی بسکے بھی اپنے تھے بلخ کے چھن سر
 خاک تہ ہنگ دالیں ہانی سے چھڑکی چھوٹی چھوٹی ہنری اور ہنر کے
 چاندن طرت ایک پک کر سی۔ خزانہ ہر گھ بڑا جائے سب کچھ پوکھا تھا۔ چار بیچے
 بیچے نالتے بھی میں آگئے۔ خود سے لاسل پر ایک کونہ میں چھوڑا اسی صاحب لگی
 جھین۔ دانی۔ بان۔ اور دھار کا سالن تھا۔ پکے چارم شوکت اور مسوری آگئیں۔
 ہر پہنچ کو غور دیکھی ہمیں اب اٹھائیاں ہولیا۔ تو دھار اور حریف گئیں چار بھر کچھ پی
 منت اسے ہائے ہونے کے کایاں تہ کی کایاں کی آدھری ہونگی اور چندہ منت کے
 اندر میں اندر کایاں کی سالوں ساری زرد کار شوکت مل کے ہائیں لی میں خزانے
 گئیں۔ بلخ بچی کوں مٹان چہ رہا۔ سب صورت کااشت۔ سب ناول لوگوں کی بھلی
 کھانہ کو اپنے غریب میں نے ہوئے کبھی اسرار کبھی اور دھار گریاں بھی چلی ہی اور
 اور سنتے آگئے ہیں۔

بہشت آ نکار کرا رہے تہا شد

گئے۔ دانی کے تہا شد

پہلے تو وہی شہ جہ ہوتی کبھی میں سیرہ اور کبھی اس سیرہ ہانی کی دھریں بھی گئیں
 چار بھلی گئی۔ مٹان کے تختے پکے رہتے تھے میں چھ بیچے کھانے چنے تھان
 ہر کر کوئی تختہ تھ۔ دیکھتی کہنے تیس بھی ہے۔ پانچ بھی۔ دھریں بھی۔ پانچ بھی

ہوئے آئے ہیں۔ اب گھر کو کئی ہے۔ اب یہی سنا سنا ہوا ہے۔ اسے تو ایسا کہی
 کہنے لگی

سواری ہو گئی تھی

ساقیا پر تیرا دورہ ہبسام را کہ

(اے) خاک پر سر کی قسم اہم را کہ

تو کی تکی کو اور کی سیوا پر نگ رہا ہوں۔ احوال۔ دامن۔ دھوکا ہوا۔ اچھا گور
 باد و برات کی خدائوں میں۔ اپنے پر اسے بھی ملے جوتے ہیں۔ ہر ایک کا دل دل آرزو چاہے
 کچھ نہ کہتے ہر داس کے لئے تو چھوٹا دلیر ہے جان بزرگ باخدا سر پہ ہے کتنی ہی
 بھگت گزری کی نظر پر۔ مگر تھی یہ تیری تو نے چنے ہیں۔ تو خود کو سانس دینا اور بھر
 ہوا تیرے دل پہ ہے۔ حق باگھی بھی تیرا اچل پھولا۔ سوز چھوڑا لکیر دینا۔ حق
 خراج پر۔ ایک طرف تو گری اور اوس دھستہ آواز ہے اور دوسری طرف حوس
 طبع اور وہ پہ کی طبع روح میں نئی تازگی پیدا کرنی ہے اور جان میں سکنت پہنچانی
 اپنے دل کے کرتب دکھانی ہیں۔ اچھے اور بد بھی کئی کئی ہیں۔ عجب بات ہو رہی ہے۔

کے دلا ہی خوش ہو رہے تھے۔ دلا ہی خال۔ اور تھکے کی بات ہے کہ وہ پوری خاموشی
 ہے۔ بڑھتے ہیں۔ جواں۔ اوجیز۔ بڑھتے۔ بے چارے۔ سنی موسم۔ اچانک ہوا کا سچا کر
 روئیں چاہیں۔ ایسے سو گھروں پر۔ کچھ اچھی۔ دھنوں کے ڈھتے کی بسات اور اپنی جیت
 ہر طرف زبردست لگتے ہیں۔ یہی تعلیم و تہذیب اسے چھاسد پہنچا کی مسیحتات
 اور انمول غریبی گئے ہیں۔ اور مجہولیتوں پر وہ احتجاج ہے۔ انہی کی جانب
 قاطب ہو کر انکو سب کرنی آپہنچ رہی ہیں جو ایک سوئی گورن۔ اور کہیں
 چاہے بھی چاہی۔ ان کا ذکر ہے۔ عباس کی شادی میں آپ نے ہر اور کو یہ بھلائی
 میں لگی ہیں کہ دعوت میں آپ نے سو ہی آدمی بلاتے۔ مگر یہ بھی تھے اور چند غلط

بھی۔ آپ نے کہا اور نوری مسکرائے گا۔ اور نہایت القیاس۔ آپ کا کھانے کا ہال دیکھو
 جہاں تھا نگوشت میز سونے اور پتھری کی بلبلوں اور اٹھاون کی پچھتہ چرم اور پتھر
 اور فیماں آپ کے چاروں کھیلوں پر تھیں مگر قوت شہنشاہی کو ہے (ایک یمن عورت کی یاد رہی تھی
 میرے اور شوکت کے دور سے عہد سیرنگ کا آپ نے پھر غادر پر طعنہ دیا۔ مگر یہی انگریز
 ان کی کڑی گوشت چوست تھیں اور وہ آٹھ لاکھ پا ہوا تھا کہ خدا کی پناہ۔ اسے بے عین توڑ دیا
 اٹھی۔ ہر سو گام اور پناہ کی اور ان کے لئے کھانے کی تھیں مگر یہی معلوم ہوئی تھیں۔ یہی پناہ
 تھا کہ گوشت پھاڑ کر چھانک مارا۔ شوکت مگر نہ چو کہ تو میری ذات سے بعید تھا
 کہ وہ ایسی کڑی شہنشاہی کے طعنہ (اور دھواں سر کھینٹے ہوئے) میں کیا کھلی تھی اور کسان چاہتی
 وہ میرا مطلب تھیں کہ قلعہ کے اندر سے ساتھی ہوا اعتراض کرتی تھی خود کو بخود اور خوش جانوں
 کوئی بے چارہ نہ ہو گا۔ جہلی پتھر دے دے۔ شہنشاہی کے لئے اہل خدائی کی راجہ ہے۔ یہی
 شہنشاہ کو دیا گیا چوٹی۔ لڑنے والے کی روح میرے قلم میں حکومت کر رہی تھی
 آپ کو دیکھ کر برقی سالوں میں بھی لگی پرستان کی پرانی بی بی پہلی رخصت تھی جو پہلی
 یہ چوٹی صحت صاحب راجہ اندھی اور وہاں راجہ صاحب کا اکھاڑا۔ مگر چوٹی کی
 دیکھ کر اس طرح بھی بیکار تھی اور خاص کھڑے۔ وہ کھیلوں والے چاہتا ہے کہ اس کی طرف
 کچھ دکھائی ہو۔ اور وہ لے گا یہی چوٹی۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ دیکھا تو چوٹی اور سب کو کر
 طرف تو سڑن اب میں آپ سے چوٹی ہیں کہ چنگ نہ کوں چوٹی ہیں۔ خبر اور چنگ نہ کوں
 چوٹی تو چوٹی ہیں چوٹی اس کو کئی قلعہ چوٹی اور وہی راجہ صاحب چوٹی۔ ہدم چوٹی۔
 چوٹی چوٹی سے لے لیا چوٹی والی چوٹی ہے۔ اس کے ان آپ کو چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی
 چوٹی۔ چوٹی چوٹی ہے۔ لیکن وہ چوٹی کی کیا ذات ہے کہ چوٹی کو بھی چوٹی کے
 چوٹی چوٹی چوٹی۔ چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی۔
 چوٹی چوٹی۔ اور وہ چوٹی چوٹی کی طرف چوٹی ہیں۔ چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی چوٹی۔

یہاں وہی انسان کو تباہی گرا کر چکے ہیں۔ اس حالت سے اسے جان کا مطلب دیکھ کر
 حیرت و حیرت نہیں کر کے اور ہی حالت ہے۔ تم یہ چھوڑ کر کہہ کیا ہے۔ تو میں گواہی
 دیتی ہوں کہ بات جاننا اور بات کی چیز۔ اپنی احتیاجوں سے پہچان کر دیتی
 خواہیں ہوتی ہیں۔ کچھ بھی کوئی کوئی دیتی ہے۔ خود کر مشیہ عوفا دکر ہے۔ اپنی اپنی
 محتاجی پر ہوتی ہے۔ چنانچہ کی ضرورت چنانچہ کی اور چنانچہ کی تو جان کی حالت
 (شکوہ اور کی طرف دیکھ کر) اس میں رہتا اور اگر کچھ سے ہر رکھنا کچھ کے خلاف ہے
 جو غیرت ہمارا ہے۔ میں تو ہی تم تباہی کا خطاب کیوں کرتا۔ اب اسوجہات کا
 تشویش کوں ہے۔ اس لئے کہ حضرت اس کی چھوڑ کر اور چھوڑ کر آگے ہیں کان دیا کر دیا
 پاکر اتر گئے۔ گئے ہیں بھی گرنے حالت تو یہ ہے کہ اسی میں جاننے کے ایک کائنات
 کے بعد ہونا کیا ہے۔ اس کے کوئی کوئی چھوڑ کر نہیں کرے۔ یہ خدا کی خواہش ہے
 میں ہر حال میں گرا رہتا ہے پھر لے ہیں۔ اپنے نہیں تو یہ تو ہے۔ قادر مطلق کچھ
 میں گھر ہے۔ یہ وہاں بیٹے دیکھنا پیدا کر رہیں۔ کچھ صاحب اب تو غافل ہی ہے
 سوائے طاق۔ یعنی بی بی قاتلہ۔ دل میں خدا جانے کیا کیا بھرا ہے۔ حوا خجاند جابو ہے
 گرتے کوڑا اٹھتے ہیں۔ میں تو یہ ادب میں کرتا۔ میں تو قرعہ خدا سے ہمازی ہوں گے
 نہیں مانتا تو خدا کو کیا مانگا۔ شیخ سمجھا کر! اب کچھ کچھ ہیں۔ میں اگر سنا دیکھ ہوں تو پھر
 اٹھا ادب۔ اگر ہم خدمت میں ہمارے ہے جان دیکھ کر ان کی جان دانی ذکر کرنا گا
 اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ درخانی فریض اٹھ کھڑے ہوئے۔ ۱: دھرم کا اور دھرم کا ساتھ
 اور دھرم کا دھرم کے ساتھ ہی ہیں اور اس میں ہا بھی کی ہدایت تو ہی دھرم
 فریض ہی ہے۔ میں نے ان میں کے بیان کرنے کی اس طرح، کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی
 پھر بھی دیکھا جاسکے گا۔

اب میں فریض اول کو بتاتی ہوں۔ یعنی دھرم کا فریض اور دھرم کے ساتھ جو ہر دھرم

[illegible]

کے گھبراہٹوں اور زہریلی۔ یہ خبر ت کے لئے کچھ بھی نہیں مگر ان سے انکس بانی
 چہ چاہے۔ وہاں تگڑی کیا ہے۔ یہ گدار کا کافریں اس نزع سے کہیں طرح کر نہیں
 والیں نے اپنے سر اور ہاتھوں کی پٹھانہ کہ ایک کا میں جانی عن اٹھنے کے ساتھ
 حق ایسوں کے خدایوں میں تگڑی پر دشمن ہمارے۔ اور اس کے اگر ہم جانیوں
 شروع ہو رہے۔ مگر وہ سوت خدات لئے ہوتے۔ ان باب کی خدمت اور والدہ کی
 ثانی پر عرض ہے نہیں مری ہوئی۔ یہ ان دھن اور چہرہ ہلا کا اور صاحب کچھ گڑی
 دل کو سنا کر کے ہیں۔ اگرچہ تانہیں تو انی ملی کاسی ہی ہے تو چہرہ سا بدن نام لکھی
 تیرے دل کا آؤگا بھدار ہوئی تو کیا کتنا غلو ت میں ملی۔ اور غلو ت میں ہا۔
 ورنہ اپنے اپنے ٹھکانے ہیں کو غلو ت پر ہی کا سگ ہے اور دل ان طاق ہاؤ کا۔ ناہ
 و ان پھر ہاؤ اور دل میں ان گز اور۔ غلو ت کو لکھا ہے۔ اور طاق کو بیچ۔ نہ غلو ت کو طاق
 کاسی قتا ہے اور نہ غلو ت کی محبت کو۔ یہ غلو ت۔ ان باب پر جانے کھائے تیکر
 اور اس میں سے پھر گئے ہیں کہ غلو ت پر غلو ت کے۔ اور ادا کوئی نا بھی کا کاسی
 و کتبہ ہاؤ ہاؤ۔ اور ایکوں بہت ہاؤ کہ ہے جان کے غلو ت ہاؤ ہاؤ کے۔
 اپنے غلو ت کا احساس سکتے ہیں۔ تری شہید ہاؤ کے کتبہ ہاؤ اور اس کی غلو ت کو
 میں ہاؤ ہاؤ غلو ت کرتی ہیں نہ غلو ت کے غلو ت نہیں پھر اور غلو ت ہاؤ غلو ت ہاؤ
 والدین کو پھر ہاؤ ہاؤ۔ ہاؤ تین عرب کی غلو ت و غلو تکی غلو ت۔ چند سال دس
 کتبہ میں گزرا کہ اور غلو ت کی غلو ت ہاؤ ہاؤ ہاؤ۔ اسے وہی اسے ہاؤ
 پھر ان باب کی خدمت میں جاتی ہے۔ اور کسان میدان جنگ میں۔ جان مسماہی
 غلو ت سے گزرا کہ نہ ہاؤ ہاؤ ہیں۔ جان و غلو ت اس کی۔ یہ غلو ت کا غلو ت
 جگہ ہاؤ پھل ہے۔ ہاؤ دکان کی غلو ت اس کے غلو ت کی غلو ت کے۔ اسے ہاؤ
 جاتے اور وہی کان سے ہاؤ ہاؤ ہاؤ ہاؤ کی غلو ت غلو ت سے غلو ت کا کیا کتنا غلو ت

بی سوسہ لاکھ اس قدر کو زلی خوار کی جگہ لائیں۔ اور اس کے بعد کلثوم نے
 انکار کرتے ہوئے سب لکھنؤ کا تقرر عرض کیا۔ اس کا کیا۔ پھر کشمیر، قاضی کی
 لائی گئیں اور حکومت آدھ لکھنؤ نے ان کو پہلے قاضی کلثوم کو دیا اور جو ذرا رہا ہے
 وہ پناہ ہے۔ ان قاضی کی وجہ سے قابل آ کر ہے۔ ایک چھوٹا امیل بکس ہے و
 بی سرور کی کا تھ ہے اور عقل اس کے اندر کہا ہے۔ اس کا علم انھیں کو ہو گا۔ یعنی
 علم سے علیحدہ ہو کر اس میں صرف اس قدر کہا ہے کہ جب خطروں میں رہے
 تب اس کو روک

باب (۱۴)

چٹو کی گھونٹنی

کہان نمود کی کوئی داخل اسی نمود کی ہے جیسی ۱۱ کٹر خٹان کی جنسوری
اس نمود ہے کہ آپ ۱۱ کٹر صاحب نے اُس میں بہت کچھ اضافہ کر لیا ہے اور مزید
اوپر بھی ہیں۔ زمانہ مکان بھی ایک اچھا خاصہ محل ہے۔ آراء بھی دونوں سے خلق
سب کا کافی تھی۔ کہان نمود کی کوئی نہ وہ خطبات بدستور عقلی و عریضہ مانگے
سیان بار خدایہ حسن کامل اور اس کی چھوٹی اور بصورت عمارت دیکھنی ہے۔ نمود
کو خٹان ایک دوسرے سے قریب ہی دلتے ہیں۔ خدایہ نصرت رنگ کا قرعہ چکچکیا
نمودہ تر ۱۱ کٹر صاحب کے پاس رہتے ہیں۔ لیکن سات اپنی ہی گھونٹنی میں بسوئی
ہے۔ سپاہی آدمی ہیں۔ اندازہ سس اور موزانہ ٹیلوں کے لئے۔ بھینچیں خصوص
ہیں۔ اشتیاق روزانہ صبح کو آتے ہیں۔ افغان بازی۔ گھڑے کی سواری۔ پہرہ۔
نمودہ بازی نمودہ چلانے میں لگتے ہیں۔ اور خدایہ حسن کامل اور خدایہ حسن اشتیاق ہی کا
کھڑا ہم عمر ہے۔ نمودہ ایک سس پڑا ہوا سپاہیانہ خون سے نمود کی قوم سے
سب کچھ مشاق ہو گیا ہے۔ ابن و دراز کوئی کے نمودہ اور مائی زوجہ میں خام کو نمود
کے پاس آتے ہیں اور۔ سپاہی کافر کہتے ہیں لیکن یہ لوگ طرابلس جاتے جاتے
ہیں۔ اس وجہ سے ان کی قرعہ خٹہ ہے۔ اور افغانہ خطرات نمود کو اب فرج
سے خلق نہیں ہے۔ اس سال تک خدایہ حسن کے بعد عظیم ہو چکے ہیں
اور نمود کی جنگ میں فرج ہی گئے تھے۔ اور جس وقت نمودہ اور پردہ کا عظیم نمود

میں سے کہ جس نے اس کو دیکھا ہے وہ اس کو دیکھ کر اس کی تعریف کرتا ہے کہ اس کی

کھوپڑی پر جو کچھ ہے وہ اس کی تعریف کرتا ہے کہ اس کی کھوپڑی پر جو کچھ ہے وہ اس کی

کھوپڑی پر جو کچھ ہے وہ اس کی تعریف کرتا ہے کہ اس کی کھوپڑی پر جو کچھ ہے وہ اس کی

کھوپڑی پر جو کچھ ہے وہ اس کی تعریف کرتا ہے کہ اس کی کھوپڑی پر جو کچھ ہے وہ اس کی

کھوپڑی پر جو کچھ ہے وہ اس کی تعریف کرتا ہے کہ اس کی کھوپڑی پر جو کچھ ہے وہ اس کی

انہی میں سے کوئی خصوصیت ہوئی آذیت گدہی ہے۔ گھڑ سجدہ دیتی ہے ہر دین
توڑی۔ ایک نہیں کی تو اس پر قائم ہے۔ کئی دھڑکوں کو کشش کی ککڑ میں ٹکس
جانچ کر چپ گئے۔ سرور کی کیم جانب جیروں پہا ساندہ دیکر رو گئے۔ گھٹ گئے
پاکٹر کو کشش چھڑادی۔

عمود۔ اٹھ سہا پہلی میں جب تو کج سیری مراد داری ہو گئی۔ بادشاہ وجود
ہوئے وہ جرات سے گئے ہیں توجہ تھاری دربارت ضرور کر رہا۔

سرور۔ یہ خدا راج کوئی صورت قبول کی ہے جب تک آدمی جو بد و اچھین
ہو کر تیز نہیں نکلی۔ سات تیرین دن الی کام کر رہے ہیں۔ خاکر ویش کھالے کے مظہر
ہی ضرورت ہیں۔ پشیم دور سے اور ہر دانی ہیں۔ آپ بھانگی گئے ہیں ایں قدر
بے لڑ رہی کہ اتفاقاً نہ افسار پڑتے چلے آئے ہیں کیا صاحب

مکان گھر میں رہے نہ کی عیادت کبھی ہم انکو نہیں پہنچ کر دیکھی ہیں
پھر چھانڈ گئے عمارت میں اسی خوش پیشگی نہ کھلے گا۔ جیس لکھا ہوا ہے
کئی جاتیں ہاتھوں کی۔ گھر سے ہائی ہائی لکھا ہوئے ہیں تو چھوٹے گھر ایسا چھوٹا
چھوٹا آئی پلا۔

عمود۔ ایں چھوٹے چھوٹے کو تھیت گئے۔ گھر کر دنا سے بھارتے ہوئے کوئی
اور ہر آئے دنا ہے۔ سرور میں اور تھیں ہیں ان کو تو بولے۔ بی سرور ہی رہے
عمد اپنی ہوتی تھیں اور تھیں دنا میں علی کرو میں ہو رہی ہیں۔ برآمدہ میں خفاق کاہ
کاہی میں دیگر خفاق کاہ سے جس کے کڑا مال تھا۔ اب عمود کی نفست کیا عسل
تھی۔ ایں خفاق سے ڈاکٹر پردہ کی آڑ میں ہو گئے۔

عمود۔ اٹھ سہا پہلے گاڑی کے پاس آئی اب اتو کی بھی داری ہی تھوڑی ہو گئی۔
آج آپ کی ایک نہ چلی۔ سیر سے سات آٹھ ہی چلے گا۔ (پہٹ کھول دیا) آٹھ

سروری بھر کر کہاں گئیں۔ بجا بھی نہیں داند ہادی جاگتی تھیں۔ اسی آواز سے آپ
کی آڑ میں ہر گئی

شوکت... (اے زنی کے پاس) میں نے قسمت ہی میں راج گندہ کار بن گیا
میں نے آؤ جب تک سروری خورد ہادی کی تہنگ تھارا اٹھانا نہ ملے۔
اور اس کے بعد کہ چلو نہ رہا۔ کئی بھی غلو رہا تم کو ہر گئے۔ وہاں میں داخل ہوئی
اور عرض کرو تم گالی کھول بھی دیتے تو کیا تھا۔ اسکا ہے ہر تر پٹے نانی علی دور
پر تھپتھپتے تم اُسے کئی بہتہ دیکھ چکے ہو۔

شفاق... (تھپتھپتہ) محمود کو کیسی کوئی۔ رادشاہ میں بھی پٹتے ہوئے ہیں کھڑے
ہوئے) اب آؤ بھی کھپائی میں پٹتے سے کیا فائدہ۔

محمود چاہے غیبت تو ہوئے ہی تھے بجا بھی کی رہ کر ڈانگ۔ دھرم کے پاس جا
کر سے میں چلی آؤ کر ہوتا کہ چاروں طرف نظر ڈالو سروری کو کہیں در کھانا دھڑ
کہتے ہیں ہر گئی میں کبکے رہا ہوں۔ میں سید ہا سدا دی میں سے نہ ہوتا گا۔ ہادی
میں لہتا ہوں۔

سروری... باب کتاں صاحب۔ سرکہ بچے دھوڑنے کی غیبت۔ اگر ان کو
ہادی آپ کا اسی ہی ہے۔ اب اس کو بھی کو کھابہ بچنے کا خیال ملے سے
تھلاڑ اپنے میں ہیں سوجھ بوجھ۔ آگئیں تو آپ کی شاہ پڑی پڑی میں گر نہ ہیں
بارت کو سوجھنا ہر گا اکی تو رہی ہے۔ اب آپ اپنے باہر میں جانے بجا
جان کو بھی پتہ چلے۔ میری کدج اُن کی حقیقت کو کہے گی۔

محمود... (کھپائی میں چکر) دھڑ پڑی قیامت ہو۔ بادشاہ میں سید ہا سدا
اور یہ پر کالہ۔ کیا فائدہ اکی غیبت ہے۔ ان ہی سے میری قسمت کہاں کہ آپ کا جہل
جہاں آؤ دیکھ سکیں سے

شیخ بھگت اور توجہ رکھنا ہی سہم کر کے ہم سب کو بھی لائی
 بنی بارگاہ۔ اس طرح عطا ہوئے ہیں۔
 سرور ہی۔ گھٹائی جی بہول گئے۔ اگر شے پہلو کا زمین تا۔ رانغ بھی
 بھرا ہوا ہے۔

خونک۔ ایک کو بار بار۔ کیا خوب ہے۔ ہی گزہ جیدہ بڑے فربہ ہوا چشمہ
 محمود۔ تو ہم مشقہ بنی گئے۔ دھڑلے۔ کیا جواب دیں۔ ہم تکرار میں سے کہیں گئے
 تانہ نہایت ہے۔

یاد خدا حسن۔ تو اے سال صاحب۔ کج ہم کو نہایت معلوم ہوا۔
 سرور ہی۔ ان۔ ان۔ اب سہارا۔ بنوئی گئے ہیں۔ ہم سے نہایت ہی ہوں گی۔
 جو کہ شہرہ کر رہے کرو۔ آخر سب کو کیوں نہایت دیا۔ میں خاصہ ہے۔ اے اے اے اے
 ہم کو ہم سے نہیں بھائی کا گھر ہے۔ ہم سے چرخ کا حق حاصل ہے۔

محمود۔ ہیں۔ ہیں۔ ہزار ہیں۔ ہوگئے ہیں۔ مجھے ہیں کی بہت تھامیں اب
 ہاتھ تم مجھ سے ہے۔ دکر۔ اگر جب تک چلے ہیں جانی ہے۔ تھامے ساتھ دھڑلے دھڑلے
 حقیقی ہیں کار کا کر گا۔ اہم ہو گئے۔ بڑے ساطرین تھامی راسے ساطرین
 سرور ہی۔ اب انھوں سے خاطر ہے کہ انھوں میں ہی تھامیں۔ لکھنا دے گی کہ حقیقی ہیں
 کہیں ہوتی ہے۔ یہی دھڑلے سب انھوں سے گا۔ اگر سب ہی ہیں مجھے جانی کہتا ہے۔
 محمود۔ دھڑلے دھڑلے۔

سرور ہی۔ تو مجھے ہی کہتا کرو۔ میں تھامیں۔ کیا کہوں گی۔
 محمود۔ اچھا جانی۔ دھڑلے سے آسان کی طرف دھڑلے۔ خداوند تبارک و تعالیٰ نے
 مجھ کو پیدا کیا۔ تھامیں کا ساتھ دیا۔ تھامیں حقیقی سے جو کر دیا۔ اب آئی ایک
 ہیں ہی گئی۔

سرورِ ی۔ تو بے دھن کی کسر ہے۔ یہاں تھاری باہی اور نڈھ بھلے گی۔ انہی
 تم نے بڑی غلطی کی کھٹرم سونے کی چڑا تھی۔ باخست اعلیٰ گئی۔ چند سے اجاب
 چند سے اجاب۔ ایک ہوا کی اس کی خبروں کی دہلے گی چند سے پہلے تھاری
 میں ہی ہوتی تو پھر نے یہاں پر صبر کر لی۔ اب کیا کروں۔

محمود۔ باہی نہیں چلن۔ یہی اپنے کپڑے کاچہ لگا لگا رہا ہے۔ معلوم ہو رہا ہے کہ
 ہر ذات کے کوئی ہیں۔ اعلیٰ۔ دھوئی۔ جلا ہے۔ آخر میں کون ہوئے ہیں چونکہ
 تو اچھا تھا۔ جہاں نے کھٹرم کی بہت بہت تھریٹ کی تھی۔ وہاں ہی ہوتوں نے کہا
 مگر یہو سے ہم نے سنی۔ سنی کر دی۔

تھام گئے ہیں تو تھاموں اور جو اب ہیں تو جو اب ہیں جانا چاہی مسیحا
 سے تھامو کر رہے تھیں گناہگاروں جانا۔ بڑی دھوا تھریٹ تھی۔ اور جو
 کہیں بدوں۔ یہ بھی خیال تھا کہ ملاقات کے طور پر ہم دو صلح ایک رشتہ سے
 زیادہ کا درجہ نہیں رکھتے تھے۔ یہی تھیں ہی ہیں۔ یہاں ہر وقت کڑوا تھا
 کہ تو ملاقات کا یہاں بھی تھا ہے۔ اب خلقت کے کیا کہی۔ جہاں کا حکم ملے
 کی ایک وجہ بھی ہے۔

سرورِ ی۔ تھاری سادگی اور سادہ دینی غضب کی ہے۔ یہاں جہاں تھوڑا
 ہٹکا ہٹا ہوا اعلیٰ جہاد ہے۔ خیر کھڑے ہیں۔ میں تو لٹکا ہوا شہادت
 کے کھٹرم کئی ہی ہیں۔ کے شہادت پہلے ہم تم تھیں اور تھوڑے کے خاتمہ ان کا
 چہ لگائیں۔

محمود۔ زرا چھکرا دھاری ایک کئی۔ دل کی بات کہی۔ اسید اعلیٰ تھوڑا
 ہٹکا ہٹا ہے۔ میں تو ملاقات کی کوئی نہیں گیا۔ وہ دھوڑے دھوڑے ہیں
 اس خراطین ہی تھا کہ آج آریہ چلے دی اور قبل اس کے کہ میدان جنگ میں تھی

جانان کا چہ لگاؤں۔ دونوں سے دو چہ میرے دل پر ہے۔ میں سے کہتا ہوں اہی
 چنے، آواز ہو گئے۔ بھائی کا خیال تھا کہ مجھے کدو دینی پروردہ کو رخصت
 کرنے بہت دل گزرتا ہے۔ تنہا کیسے بگڑاؤں۔ بچے مشورہ دیا کہ وہ بھی چلیں۔
 اتفاق کہ مجھے کدو سروس کی حکمت چاہنے دیکھی۔ خود بھی جائیں گی۔ بعد ازاں
 تو لوگیاں اکیلے ہی جاتی ہیں اسکا اصل میں مشورہ ہے۔
 سروس کی۔ یہ حرکت کے اپنی باہی بگھنا یا۔ اجہ میرا فرض ہے اس وقت
 کھانہ کی۔ سرکشی پڑی ہوں۔ ملک سے پچھو آئیں میری کچیاں وہاں
 ہاں کدو استخوان اور نالہ پر اسکتی ہیں۔ انداز میں بھول ہی گئی سب کی نگرانی
 رات تو رات ہی خاتم موجود ہیں۔ چلو اب کسی مشورہ کی ضرورت نہیں میرا حکم
 کافی ہے۔ آج ہی رات کو ایک گاڑی کرو۔ اس وقت انتظام ہو چکے۔ اب
 اگرہ کی خانہ کی۔ بس اب حرکت چلو۔

محمود۔ تو کھانا تو ہو چکے۔

سروس کی حکمت ناموں کا گھری محمود۔ زیادہ مردان میں شہرہ ناخوشگفتی
 میری بھی ملک بھول جاتی ہے۔ گاڑی سگراؤ۔

باب (۱۳)

یا دلیا

حصہ را گرو پیدا خدا ز سید را گرو را

بہائی کوہ برد بار ہائے کون کسے

سلطان احمد رفعتی کے پرستے سلطان احمد ہر سلطان ابراہیم نے حب
لطاف نور کے جہا انجین کو خلعت دی اور تھو را گرو فتح کیا تو سید احمد سلطان فی
جو اس دلت کے لشکر غلاموں میں شمار کیا جاتا تھا۔ ایک قصیدہ اس کی شاعر
میں تصنیف کر کے پیش کیا۔ اس باب کا اقتضائی شعر وی تصنیف میں سے یہ لیا گیا
ہائے ایدینا مئی غیب جگہ ہے۔ ہر پرچم زمیں ہر پرچم گود و گود۔ ہر پرچم ہر
جہاد بہر شہر۔ اپنی بی جہاد کا دانی نہ کہتے ہیں۔ جگہ طر زیاد تر انسان کا ہیں۔
اس لئے کہ کہیں کے شعر دبستان جو اپنے دلت میں اپنی دلتی کے اختیار سے بھی گھر
آہدی تھیں آج صحرا میں دشتوں کا سکھ باوریا نہیں چھوٹوں کا نہیں کہیں ہا
ہتے ہیں اور کسی جگہ نہ کے ٹپکے ہیں کو سون آدم و آدرا دکھتے نہیں جن حقائق
کو دیکھنے والا سافر جھوٹے سے بھی نہیں سوچ سکتا جو کچھ اس کے دوسروں جہاں
ہو رہی ہے۔ اپنے دوسری صورت میں کسی حلقہ مرتبہ پادشاہ کا نکت گاد بھی یا کسی سلطان
رحم دلت کا اکھڑا دس جگہ سفت شدا دھنی۔ اس میں مہجورین کی خواہش جگہ ہر جگہ
ارضی نے ایک وقت میں اقبال کی صورت ضرور دیکھی ہے۔ ابد نہ ہے احوال
نوکھا ہوا کہیں جہاں نہ مہجری کا گندہ خا کبڑا ہر جگہ گلاب پڑا ہی پھرتے تھے

فہم کی پیشین گوئیوں کے بعد کہ اپنی طرف سے وہ انوں کا خیر مقدم کرتی تھیں، اب اگر ایسی
 مخلوقات جو کھنڈی ہے اور ان کے خدائوں سے بری ہیں انہیں اور ان کے اور وہ انوں کا کائنات
 وہ نشان کرتی ہیں تو کیا ہوسکتا ہے دیکھا۔ وہ ایسی دیکھ جہنم بھرت اگر ہے تو انسان
 کے لئے، نہ انہیں جس دینے والی قوم آدم پر سیکڑا دیں چیزوں ہیں، انسان خود ختم
 ہو جائے گا۔ مگر وہ نہیں چاہتیں۔ اللہ کے کارخانہ ہیں۔ حضرت خضرؑ نے انے آدمی
 ہیں۔ کیا اس تک پہنچیں گے۔ ہم سے آپ سے کہیں زیادہ وہ اللہ کا اور خیر و کار ہیں
 تمہارے گناہ کا پانی پوچھ کر سے بھی مگر تم چاہا ہے کہ کتنو حضرت آپ کا علم
 تو بھی پر حاوی ہوگا۔ آپ کے ناموں پر لیل و نہاری مگر انوں کے جلوس میں ان
 کے احوال پتے پتے ہیں۔ پتے پتے والی مائٹا، اللہ سے ایک آپ ہی کی ذات پاک
 ہے۔ اب تو کوئی بات اسفل جہنم کی آپ کے واسطہ علم سے باہر نہیں۔ آجندہ جو
 ہر جہ سے وہ آپ کے گھر کا انرا نہ ہے نہ انہیں جانا تو کل جان جائے گا۔ فرما ہے
 اب تو کہ مجھ سے کہنے کو باقی نہیں رہا۔ شاید اس سوال سے وہ بھی قانون پر ہاتھ
 ہاتھ رکھیں اور ہنسنے فرمائیں کہ یہاں سے جہنم سے کچھ جو ہم سب میں کھنڈا ایک
 سدی تمام کر گئے۔

تو اس وقت پہنچا کہ سید و درگاہ چو بہشتان رسید
خدا کے کارخانے میں جب سے ہوش نہجالات اپنے کفر قدرت کے دکھاتا ہے
مہنگے جینا ہوں دیکھتا ہوں گا گراؤں کے علم کا اور پھر زمین تھوڑی جلد
موجوں لڑے اور وہ میں عالم نہاں ہے آنکھیں کھلیں دیکھتی ہیں - نہیں دیکھتی
جیسے قرعہ علی ہر دو لہا میں غم کی کوتاہی روزاری کا فرق ہے - باقی اظہار اللہ
غیر صلاح

ابن عربی نے صحرائی جگہوں پر رہنے والوں کے دست برد کی کوئی تصویق نہیں

بارغ کی بنیاد اعلیٰ محل افغان نام کا سنگ منبر کی ایک کوٹھی اور ایک مسجد کی
 آئینہ نواری خریدیے اور کیا ہوئے دل میں چوں گے کہ دولت آگیا اور غلبہ پر
 کو سود حاصل گئے۔ خلی بارغ تھا اس کا کیا کٹا۔ کہا تھا تاہم کہ یہود ہات کے دھڑوں
 کے علاوہ چھوڑ کر آئینہ خاص انعام تھا اور شاہ دنیا میں کتر چھل ایچھوڑ
 کر میں کے درخت واپس اس خالی بارغ میں نہ نکلی گئی ہوئی۔ بارغ کا محل اتنا ہی
 کرنے ہاں تھے۔ محل وفاق کہہ کر دیکھو کہ اور زیادہ تر جاگیر کے دامانی اس
 غصہ کو ہوئی۔ شہنشاہ اگر کو بھی عمارت کا بہت شوق تھا مگر وہ شوق اگر میں بہت
 نہ اختیار کر سکا بلکہ اس کا طور و نحوہ سیکری میں حضرت سلیم علی شاہ کی وجہ سے ہوا
 آہدی کے ارشاد سے جاگیر پیدا ہوئے اور اس ہی کے نام نامی پر شاہزادہ سلیم
 کے نام سے موسوم بھی ہوئے۔ اگر کو آپ سے اس بعد عقیدت فرمائی کہ اعلیٰ
 اور فیصلی گولڈ کی اور اپنا دار السلطنت دین منکر کر دیا۔ یہ کچھ غور و نظر
 چندی دن کے عرصہ میں چھوڑ دیا ہے کیا ہو گیا خالی عمارت کی بدولت وہ اب بھی
 اچھے کی چیز ہے سرنگ کٹیدہ خلی کو خلیان۔ محل۔ حمام۔ عالیخان صاحبہ گرم
 اسویر میں سے زیادہ سرد گرم دیکھ۔ یہی ہیں مگر اب بھی چون کی توں کھڑی ہیں
 سلام پر چاہے کہ محل میں عمارت کے بچا کام ختم کیا ہے۔ چونے کی سطحی آنکھوں
 چکا جو عمارت ہے۔ کیا خیال ہے کہ کسی عمارت کوئی اور بڑا دارغ ہو۔ کافی کا خانہ
 با با جائے۔ عمارت کو کیا زاد تھا اور کچھ کچھ مسئلہ ہو گئے انھوں نے اپنا کافی نہ
 چھوڑا۔ شب علم ہنر سب کچھ ہے۔ کسے بڑے کالج کھلے ہوئے ہیں ایک سے ایک
 سحر انگیز تھے۔ عمارتوں میں ان کی وجہ میں ترافٹ ماس کوئی نہ مگر کچھ دانے
 دیکھے اور جاتے دانے جاتے ہیں کہ علم سینہ دلی با عمارتوں سے نہ ہوا دلی کی
 حاجت چھوڑ مونی کھد۔ فکر مانی کی عمارتیں بس سیکری ہو سکتے۔ کے محلوں کی عمارتیں

میں آکر۔ کھتو میں سمجھنا کہ اس نام بارہ۔ یہ سب کچھ ہے خود جانیات میں نہ شہر
 کیچھ جاتے اور نہ کوئی اس کا نام ہی جانتا۔ وادش پھر آج صبح آکر وہ چند ستانی ہنسی
 کی نہ تھا خیال ہے۔ انسان کیچھ ہے اور خوبصورت ہو جاتا ہے۔ چاندنی رات ہونے
 تلخ ملی ہی ہے۔ دھنکی سپر چاروں طرف خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔ وہ خطیہ علی
 کے فرشتہ صحت بادشاہ شہزادان نے اپنی بیٹی ملکہ کو زہر میں سپرد کر کے اس کی
 پلہیں جو اب تھا مطلق رحمت کی پڑتی جاگتی تصویر یا تصویریں ہوتے کہ وہ عین آتی
 اب اس شان و عظمت کے ساتھ کاظم ہے اور ہمیشہ رہی۔ اگر وہ زبان حل سے نکلتی
 ہوئی کہہ رہی ہے۔

ہرگز میرا انکار نہ تھا خوش بہت بہت ہر چیز جو عالم و دہم
 کہتے ہیں کہ شاہجہان ہندوستان کے سوگ میں تھے اور خیال کر رہے تھے کہ ایک شہزاد
 دھند اس عقیقہ پاکدامن اور صاحب جمال بیگم کی یاد میں بنوائیں۔ کھٹے تاج کر
 باہری عمارت پیش کرنے کو کوئی پسند نہ آتا۔ اس جٹ بیٹ میں ایک مذکر
 ایک لکھنؤ وندہ میں اعلیٰ کے پانی بل میں مصروف گفتگو کیا عمارت ایسی
 لاہور اعلیٰ کہ میرٹ اور شہزادہ بن کر اس کے کھڑے رہ گئے۔ آگہ کلی و عظمت
 خواب موجود۔ سرور و اجساد اعلیٰ پر حاوی۔ مگر غلط نہیں ہے تو اورد۔ اعلیٰ ہندو
 جانا اور ہے احمد کہ دھند و سیاہی ہونا چاہئے جیسا کہ خواب میں نظر آیا ہے۔ انصاف
 اکرام کے بعد نہایت غافرو کی امیدیں۔ ملک بھر کے مسافر ہیں اور ان میں خوں کی دھند
 ہندوں طرف سے کھٹ پڑیں۔ سہوں نے نہ لگا۔ مگر ایک نقش بھی اس شکر کا تھا
 جیسا کہ دارخوئے خواب میں دیکھا تھا۔ عذاب سلطان کا اور دہلا دہلائی خوں سہوں
 کی جانوں کے لاسے ہوئے۔ ایک دہت مقرر ہوئی اس حکمران کی کے ساتھ کہ گریں
 اور ان میں اندر غلطی میں متعلق ہیں اور سہوں کے سر کھین گئے۔ باخون کے کھلے

اور اسے یہ کہ آقا تھا وہی مجھ کو فریاد کرنے والے خدا سے رجوع کی۔ اہل انصاف کی خدمت میں روٹنے اور اپنی پہلے جہالتی کے افسانے بیان کرنے کے غرض بڑھا۔ قلب میں بات چید اچھلی۔ غصہ پیدا ہوا اسے نیا نیا زہندی پسند آئی ایک گوند گردہ لہجہ و بے چارہ خوش قسمت سعادوں کے ساتھ نقشِ عمارت آگیا آواز میں یہ کچھ بڑا بھر کر کچھ نقشِ لاہور اب تھا ہی زمین سے کاغذ پر آیا۔ رنگ بھر گیا۔ پہلے مجاز کی نظروں سے گذرا اور پھر عکسِ سلطان بن گیا۔ شاہجہان بچل چلے گا انشا اللہ ہے۔ اسے زبان سے فرمایا اور عمارت بننا شروع ہو گئی۔ دو جہاں اشرافیہ کی مانی کی طرح صورت ہوئی۔ تلوں اور روٹوں میں پھرا پھا۔ تھوڑا۔ طاقت۔ نظم۔ بکھرا۔ نذرانہ دینا کج طرح و غرض کی ہر بات کہیں نام نہیں اچھا گیا اور چند برسوں کی مدت میں وہ جس نسبت کا اعتراف پھر عورت کی طرف صبرِ عظمیٰ و خفاں اگرہ کی پاک سوزیہ میں دیکھا کی ہر ایسی کھانے کا۔ باغ بھی۔ شک۔ باغ۔ صنوان۔ احاطہ میں موجود۔ غرضوں آجنگار۔ حوضی۔ نور سے بھی کچھ دور زمین اسے گویا بہشت زمین پر ہر کئی گئی۔ ہاتھ سوجھ کر ان کی کے اور میں باغ کا ثواب دجو زمین اپنے سبز و خرم و چاندنیوں میں لہریں لیتا ہے۔ رضی و عین و روح ہر بات کے قائم مقامی کیجئے کہہ کر اگر اس کی دلفریبی میں نہ رہا ہر فرق نہیں۔ اتفاق میں جا بیٹے تو میں ہا کی توجہ کر سچے قریبیں مگر افکارِ جہان و دنوں کے اسامی طرح و مسات و غفلت کن میں پلچھ کے ہر بار ہر بار سے نظر آئیں گے۔ اور اس کے سبب سے زمین سے زیادہ کو آئے ہیں اور عشقِ عشق کو کہہ جاتے ہیں۔ صبح کے وقت نور چاندنی و قانون میں اہل آگاہی اور ہمارے لیے بھی ہمارے عزت نگاہتے پھر کے نظر آئیں گے۔ کن جہاں کا ہے۔ صبح کا وقت اور راج کا مہینہ ابھی بھی دو گاہ زبان آئی کر کہیں تین مرد مسجون اگر تیری لباس میں اور کچھ جو کہیں جو کہ چھٹیں اور ایک چھاب ترین صبح

کے چھکے چھکے، دھن دھن، اعلیٰ چوہی۔۔۔ اور خدا کا ملازمین کے کونجے کچھوں پر بیٹھے
ہوتے تھے، وہ بھی اکثر ان اور ان کے بارے میں حاصل سے سرگھٹکے جادہ چوہی۔ چھوڑ
ڈاکٹر خدائی، کچھ ان عمرو، اور بار خدائی صاحب چوہی اور ان کے صاحب چوہی کچھ خدائی
اور بار خدائی چوہی۔ بیچ ہوتے، اعلیٰ سے اعلیٰ تھے۔ اور چوہی میں حوائج ضروری سے
خارج جو کرنا کی کو، کچھ آئے تھے۔ ان میں خود خدائی اور اعلیٰ کی کچھ جو ضروری کی
قدیم و کھل (خار سون) کے عمرو نامہ اور خدائی جو آپ ڈاکٹر خدائی کے خادم کی
جلیبت نہیں رکھتے بلکہ فخریہ کے نزدیک ہوتے کی جلیبت سے فخریہ صاحب کھاتے
ہیں یہی سا خدائی و گردہ چوہی تھیں آئے۔ اعلیٰ کی کچھ ضروریوں کے عمرو میں کوئی
سوچی کرانہ کی ایک خود خدائی کو ساتھ لیکر داخل کرتے تھے چوہی کے لئے ہیں چوہی میں
اسباب کی حفاظت کے لئے ایک خدمت گار اور ڈاکٹر خدائی چوہی کی گزرتی ہیں۔ اور وہ یہ کہ
ہفت روزہ چوہی کے تمام چوہی نے انے ضروریوں کے عمرو میں چوہی کی ایک چوہی چوہی ہے۔
یہی ایک صورت ایسی چوہی ہے کہ جس سے عمرو کے خدائی کا کچھ نہ لگایا جا سکتا
ہے سب ضروریوں کی ضروری چوہی کے بارے میں ہیں۔ اور وہی چوہی میں چوہی آتی ہیں
اپنی ہاتھ سے کرتی ہیں۔ با اعلیٰ و خدمت کی سہریں سب کو اٹھا کر ہے۔ خدائی چوہی سے
یہ لاکھوانی کے بعد آپ سب کے سب عمارت کو حیرت سے دیکھ رہی ہیں اور فخریہ
کارگر چوہی کی ہتھ چوہی کی روٹہ سے رہے ہیں۔

مسووری۔ سہاؤ اختیار کیا تھیں عمارت ہے اور کسی طرح بصورت ہر چیز میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احوال کو کھڑی رکھی ہے۔
خوشگفت۔ اشرفی قدرت کے موزوں، کچے کیسے انسان اُس نے پیدا کئے ہیں۔
کیا کیا عجائبات اُن کے باغیوں سے بنوائے عقل نگ بجورانی چٹائی ہے تاہم
(اگر سے بچو کہ گلوں، گلون ٹکڑے ہیں کہیں لسی صفا می رنگی)۔ (نظم اس)

ہیں تھے۔ تیری کی سرگولیاں شکر
عمود۔ بنی خلاق۔ خداوند پرست تم نے بھی رکھا ہے۔ شکر و استغفار سب ملے
کوئی عبادت کی اس شکر کی نظر آئی۔

خلاق۔ اس کی تہ مجھ۔ مذاق شکستہ ہیں۔ اندر میں زمانہ خدیم و مروجہ مدلول کی
حدارتیں موج رہیں اور نکات خود را جواب۔ مگر بات کہان خلاق میں خدا کی خانہ
آئی ہے۔ ہر چیز پر حساب و موازنہ کی ہے۔ وہ خدا کا ہوا رکھا ہے۔

ایک دفعہ کیا سوچتے۔ جان چاروں طرف ہر ہر دیکھو دور و نزدیک کوئی چاہے
تاریخ کا قدم ہر کجا کر ہی ظلم کرے۔ اس دن دلی یکسو کہ چلو گئے

ایک دفعہ ضعیف و مفید و اسی پانچ سو سال پہلے کی روشت کی سب سے
تھے خلاق کی زبان سے اس پر اس کی میں خضر خاتون اور مخاطب ہوئے۔

مرو ضعیف۔ یہاں صاحب زادہ سے آپ نے شاخ پیل مرید تاج کی زیارت کی ہے
ہر قسم کے عمارتیں ایسی ہے۔ یہاں تو دیکھتے۔ دیکھتے توڑے ہوئے اب بھی اس کی

نہیں جو کچھ کچھ ہوا تھا۔ یہاں۔ خدا اس کے جب بھی اور ہوتے گذرے۔ حاضر
سات کچھ گئے۔ آپ تو ان میں۔ اگر تیری لباس میں میں تو آپ کو ہندوستانی ہیں

نہیں سمجھا تھا۔ مگر آپ کی رطب انسانی کی جنگ کا توں میں نے لکھی تو یہ تھا آپ کی
مخاطب ہو گیا۔

خلاق۔ حضرت مولانا محمد علی بن علی کے رہنے والے۔ میں تو دنیا میں بہت
گواہوں مگر آج تک تاج کی زیارت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ (مومن کی طرف اشارہ)

کہے (ایں کی بدولت و سعادت بھی حاصل ہو گئی اور استغفر اللہ آپ کو کیا کرنا
ہیں اچھی آپ سے زندگی کا کام قیمت ہے آپ مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں تو

و الشہوت اپنی عزت افزائی سمجھا ہوں۔

مرخصیت بزرگ تھے۔ جتنی میں فیروز صورت ہوں۔ جہاں گنور کا کھٹہ تمام لوگوں کی صحبت کے لیے ہے۔ ان میں سے کسی میں نہ اس وجود کی تعلیم کے باوجود اس کا نام نہ آتا۔ ان کے ہاں جی خوش ہو جاتا ہے اور ان سے دعائیں نکلتی ہیں۔ تو لندن و فرانس سب جگہ آپ ہوا کرتے ہیں۔ اور اسپر بھی آپ اس عمارت کے مدافع ہیں۔

مشائق۔ جناب میں سلطان ہوں۔ اور ہندی کا اصل سیرا خیال لکھی ہے کہ جہاں رہا ہو میں رخصت۔ میری تورا سے ہے کہ سلطان میں عمارت بنانے کا خاص شوق تھا۔ اس میں بھی سلطان کا شوق لگی جاتی ہوئی جو دو چار عمارتیں باقی رہ گئی ہیں۔ یہ بھی اپنی خوبصورتی میں تو بہت خوبصورت آگاہی ہیں۔ آج میں نے تاج کو رکھا ہے۔ میں سب پر قیادت دیتا ہوں۔

مرخصیت۔ فیروز تو ہی ہے۔ آپ کا اسم گرامی ؟
مشائق۔ خاکہ کو مشائق کہتے ہیں اور گنور کی طرف مخاطب ہو کر میرے بھائی سید گنور ہیں۔ اور حضرت آپ باوجود اس صاحبِ دیکل بھی ہیں۔ پھر کھانے کا شوق اس میں (بہت محبوب کر) حضرت معطر ہو کر ہے۔ آپ بھی دلمہ مارے ؟
مشائق۔ اگر فیروز میں الجب ہو رہا ہو۔

مرخصیت۔ تو میں میں چوڑی کیا ہے۔ آپ لوگ سب لوگ ہی خانہ میں گئے ہیں اور کھانا سب میرا ایک کھانا ہو کر رہا ہے۔

مشائق۔ اور جناب کا اسم بزرگ ؟

مرخصیت۔ اس شخص کو سید حسن کہتے ہیں۔ اگر وہی کا باشندہ ہوں۔ چنانچہ ایک محلہ خاندان ہے جس میں میرا مکان ہے۔ آپ لوگ کہاں فرود گئے ہیں۔ اگر کچھ خاندان ہو تو میرا مکان موجود ہے۔ ان اٹھ چلے جی مکان کچھ تکلیف نہ تھی۔ مشائق۔ اسی حضرت تکلیف نہیں۔ آپ بزرگ ہی مگر ساتوں کے لئے ملوے

یہی صاحبِ جگہ ہے ہم لوگ وہ ہفت گھر نے فارمانہ رکھتے ہیں۔! الغرض ہمارے
فرد کل ہو گئے ہیں نہ لڑائی سا تھا ہے۔ ایک ضرورت خاص بیان کشان کشان
گائی ہے۔ کیا عجب ہے کہ آپ سے اس میں دوسرے مکان کی تلاش میں ملازم
گئے ہوتے ہیں۔ تاکید کر دی ہے کہ شرفاء کے محل میں لیا جاسے۔ خدا کرے
وہ خانہ گنج ہی جاسے۔ اور وہیں مکان کے قریب صاحبِ صحبت سے ہونگے
سفید ہوں۔

سید احسن کا دل بچہ چلے سے آپ لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو میں گھر
مکان پر گزرا وہ پر نہ بیٹے رہتا۔ آپ کے ملازم چلے گئے ہیں آپ کو ایک مقررہ جگہ
ملائے گی خاص میں اپنے مکان کے متصل رہیں گے ہوں۔ آج شب کو سوچتا ہوں
میں پر تان و تنگ نوحہ فرمائیں گے۔ اور سوت قنصلی ملاقات ہوگی اور پھر
آپ لوگوں کو بیان گائی ہے۔ اس میں میں اگر کسی طرح کی مدد کر سکا تو سرورِ مطلق
کر دے گا۔ آپ اطمینان رکھئے سید میں میرا بچہ ہے۔ اس شہر میں شیطاں کی طرح
معلوم ہوں۔ اگر کوئی مکان ملا ہو تو بلا شک و شبہ آپ اپنا ملازم میرے پاس
بجھ رہے گا۔ اسی وقت مکان ملوے گا۔ آپ میں دلچسپی ہوتا ہوں میں
گاہی آپ کو ہوش میں لینے طلب کرتا ہوں بلکہ خاموشی کو اُسے کی۔ اچھا
حضرات سلام علیکم۔

سید میں صاحب کے ہاتھ ہی رہتا ہے ہر ایک گوشہ میں بعض کتبوں کے
دیکھنے میں مصروف ہونگے عینِ نعلِ نایب۔ اور خانہ اس وقت تک خاموش تھا
اور حلق کے خاتمہ فقرہ سے بچے ہوئے۔
محمود و بادشاہ میں سے (کو آئینہ آپ نصیحت کیوں ہوتے۔ اسی مذاق تھا ہوا
آپ کیا دیگر حقائق کو اپنی ہیں نہیں سمجھتے۔ رات کو آپ دعوت میں چلے گا۔

مجھے اپنا سارا کنبہ بچے گا۔ اس طرح ہر ایک کے قریب کا جواب ہو جائے گا۔ مگر میں
حضرت بڑے غم و غم سے فرماتے ہیں آپ بار خدائے صاحب کل
بیمیں رہیں اور میرے سامنے۔

پادشاہ حسن۔ اسی روز میدان کا بیورو ہے۔ کوئی نئی بات ہے۔ مجھے خدائی نہیں
آتا لہذا سوچ رہا ہوں تو تو تقریب کتنے ہیں۔ اور مجھے اُن حضرت پر آتی ہے چلنے والے
ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی کیا ہے۔ اب اس وقت میں ٹھہر کر گھر چلتا ہوں اور میں کثرت
بچتا ہوں۔ اس سے مناسب بھی معلوم ہوا کہ کیا جلدی، یعنی ساری سنی شوکت کا
بھائی اور اٹکا سارہ ہونا تو بیشک خیر کی بات ہے اس سے کہیں کو دکھ ہو سکتا
ہے۔ مگر محمود تم کس سے میرے سامنے رہو۔

محمود۔ اچھی طرح سے کہا۔ ازل سے ہوں۔ اس کا منہ اس ہے کہ جنونی یا حل
مرد اس جا ٹھہرنا۔ گوشت کا دشمن ہے

شفاق۔ تو اب وہ اس کی ٹھہرے۔ ابھی سہری نہیں ہوئی۔ مگر ہر کسی میں رکھا
جائے گا کچھ دنوں قیام تو یہی ہے۔ یعنی داخلی طلباء، مجھے تیار کر لے۔ وہ چار۔ دو
چاند کے اور باقی ہیں۔

محمود۔ چلتی رہی جیت پر تو چلیں۔ مگر سورات کا ساتھ ہے بہت سوچیں گی خدائی
پتا، صد ہا چلیں اب میں زبردستی کے قریب جا کر، باقی عقلی پر چلیں۔ پتا لے لے لے لے
ہر ان سے جہان کی آواز ہونے کے قابل ہوگی۔

سوروی۔ ضرور چلیں گے۔ مگر اس سخت دماغی ہی مناسب ہے۔ پتا نہ تو دانت ہیں
کسی دن تیرا دوسرا تھے میری ٹھہرے سوئی نقاب کھانے کھانے سے اسے ہے
بہ بڑے سہانہ کون تھے۔ میں نے ان کو تم لوگوں کی طرف جانے دیکھا تو شوکت کو
بیکر خانہ و شک مجھی۔

گھوڑے نہ بچھو۔ اسی خیمہ کے ریش ہیں۔ اونٹنے دو گونہ ہیں۔ معلوم ہوئے ہیں۔ آج ہم دو گونہ کی موت بھی کر دی ہے۔ چڑا ہزار تھا۔ انھیں کے پانچ ٹھہریں۔ مگر باقی شقائق نے اس رات ٹھپ مذاقی کیا سونگی کو پٹنے پٹنے لوٹ جاؤ گی۔ بگے چڑے یہاں سے۔ یہ کھر کا کثیر اجمالی ہے۔ بار خا حسن کی باری آئی تو بہت شہد کی تے فرماتے ہیں گناہ پیش کے قادی دیکھیں اور میرے سامنے چلے گئے۔ چارے کا ڈونٹو نہیں بدن میں عرق عرق ہو گئے۔ اب تک پیچھے چوتے ہیں۔ سروروی سدا باغلی ہیں۔ دور سے جس ڈی بھر شہر گھر (دوڑی پیچھے کی کوئی بات ہے۔ میں شقائق کی سالی ہیں۔ وہ سالی ہے تو کوئی تباہت ہو گئی۔ شوکت۔ اسی دیوانی سالی کا بھائی سارہ ہوتا ہے اور سالی کا شوہر ہرگز نہ۔ کچھ گھانس کھا گئی ہے۔

سروروی۔ (دہل زبان سے) ہل چال اور ہے۔ مگر عقل ہی کتنی ہے جو میرا مقولہ ہے۔

شوکت۔ کچھ۔ رانی بی بی ہے۔ میان بی بی دونوں بہوکت ہو کھائے چوڑی ہیں مگر میں اور بار خا حسن میں فرق ہے کہ وہ کھوپ جلد جاتے ہیں مگر لکھنؤ (یعنی) ہے دسپدی۔ اپنی زبان سے جو کھلا دھچکری کھیر ہے۔ زمانہ ایک طرف اور ہر ایک کو سروروی۔ چلے۔ میں میں بہت کابوت نہ بھارے۔ نہیں تو رتہ رتہ توج کر بھینک دون کی۔ دوسری سبک مرد کے فرش پر بیٹھ جاتے گی۔ مجھ سے آپ غلام نہیں جانا۔ وہ تھکتے گھومتے گھومتے ہو گئے۔ ہر چیز کی مدد ہوتی ہے۔ رات بھر کے جاتے ہوئے ہیں۔ بچے کو بھی چاہتا ہے (دعا کرتے شقائق کی طرف بڑھ کر) بے آب چلو میں تھک گئی۔

تعلیق کی سروروی۔ اس کے لئے اٹھ رہی اور مسافروں کی نکلی گاؤں بھر

بڑے کمرہ میں دو دروازے تھے۔ قاسم زادہ اور قندہ راستہ بدل گئے۔ اور اپنے اپنے کمرے میں
 صحت اور مرد علیحدہ علیحدہ کارنامے کرتے گئے۔ نامہ نگار بھی ان لوگوں کے پہونچنے پر
 گھنٹہ بڑھ گھنٹہ بدھنہ کھڑے ہو کر آئے۔ اٹھان دیکھنے کے علاوہ کچھ اور بھی فحاش نگاہوں سے
 کرتے تھے۔ لشکر کا ایک ہنگامہ بھی انھیں لے گیا۔ اور تھوڑی ہی دیر دوسری کے بعد
 مسترد وچ ماہوار کمرہ پر ایک خوبصورت کوفی سہ ڈائین پڑا بھی گاٹی میں گئی۔
 اور آری سلیقہ کے ہیں۔ اور انکڑی ہلکے حویلی سے راحت۔ بچے بچان کی ہنڈ کا
 حل بھی جانتے ہیں۔ اس وجہ سے کس کو جس کا خیال بھی نہ آتا کہ اگلے سے پہلے کھان
 خود چنگڑ کچھ ہیں۔ قریب ہلے کے اچھی فراخ کھانا ہر من سے طیارہ پر کر آتا
 کمرہ ہی میں پہنچ گیا اور لگیا۔ اور کھوں سے فراخ سے ایک ساتھ بیٹھ کر کھایا۔ اور
 کھان دور کھانے کے لئے سو کو رہے۔ نامہ نگار کو ہریت سے کرنی کھان لوگوں کی
 بہادری کو پہلے ہی جو کچھ سامان ساتھ آتا ہے۔ لچا کر تہہ سے کوفی میں لگا دیں
 اور نچھ خادما ہیں۔ ایک چوکیدار اور دو ایک چوکیدار ہیں۔ اور دو کمرہ ہیں
 کھانے پینے اور چار دھند کا سامان سب ہیں رہے۔ چار بے سب سب چنگین
 اور ضرورت کی کھلی چیزیں ہیں سب میا میں اور ہر ایک کی مرضی کے مطابق۔ ۔
 معلوم ہو کہ مسافرت میں ہیں۔ ایک شے ہے اور ایک نہیں۔

کھان کو اتنی فرصت کھان تھی کہ سب ہنگامہ آ رہا تھا کرتے۔ نامہ نگار
 لازم خاص تھے اور سلیقہ خواہی وہ پہلے ہی سے کھ چکے تھے کہ کس دیر کی ضرورت
 انھیں۔ بشرطہ خود سہا ہی آدمی چھلے بیٹھنے والے کپ تھے۔ ان کو یہ بھی خیال تھا
 کہ سب ڈاکٹر میری خاطر بیٹھ گئے ہیں کیونکہ وہ خود صراحت کرتے تھے کہ سب پہونچے
 تھا نامہ نگار خان کو کافی دیر ہو کر بیٹھ خود سب چاہتیں تھیں۔ کچھ نہیں لکھی
 حال ہر حال ہے اور سب کے دکھانے کو سوچی رہت۔ مگر تہہ کسی گھنٹہ بڑھ گھنٹہ

پڑے رہے۔ اُس کے بعد وہ بے پاؤں اور خفے اور غم سے کھڑے بیٹھ گیا۔ گاڑی گراہ کی بوتل میں موجود تھی سوار چوسے اور شہر چلے گئے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک ایک بڑی دریا کا کنارہ پر گھومنے کی خریداری کرتے رہے۔ تو لے کر صابون آئے۔
 ٹرین نکلی۔ کنگھیوں، دو چار آرام جو کیاں، جینز کے برتن چھوٹے بٹسے ہر طرح کے۔ کچھ کھانے کا سامان۔ کچھ کمرشلس وٹائٹس کی چیزیں سب لے کر کھانچے۔
 پہلے کوئی کی تلاش میں تھی زیادہ محنت نہیں ہوئی۔ وہاں بیان نامہ دکان چلی تھی۔ ایک کمری پر ڈالے ہوئے تھے اور تقریباً ایک دوہن مراد دو ملازمتی گھڑائی میں کام کر رہے تھے۔ چھوٹے موجود تھی۔ کچھ قرینہ قرینہ سے گاٹی جا بکلی تھی اور کچھ گاٹی چارہ ہی تھی۔ محمود کو دیکھ کر ان کا دماغ مسکراتے ہوئے انہیں کے لئے اٹھے۔

انہوں نے پچھلے چھ گھنٹوں میں گئے نہیں اور آئے ہی ہوں گے سب سامان ایسی بے انتہائی چار کو کسی چیز کی کی محسوس نہ ہوئی۔ اب آپ آشریٹ لیمپیں دیکھ کر غصہ ظاہر ہو۔ پہلی بڑے سلیقہ شعار اور مستعد آدمی جو۔ وہ انٹرکٹاں ہی کیا۔
 نامہ دار پہلے ان کا مکان حلقہ فرماتے۔ پھر اُس کے بعد موافق بیٹک روکھنے۔
 غرض کہ ایک ایک کر کے ہر جگہ کو گھومے۔ بعد ازاں وہی خانہ و غلہ خانہ دیکھنے لگا۔
 ہر چیز کافی اور ہر شے بیبا بانی تمام کو لازم کر۔ ام موجود تھے بہت خوش ہوتے اور اعتمادی مسرت میں اپنی سونے کی گھڑی جو انہوں سے کم کی نہ ہوگی نامہ دار کو انعام میں دیدی اور خود جو مل اسبے سا تھیون کو لائے چلے پٹے۔

ب (۱۳)

فیضانِ اعلیٰ کا چکر لگانا

چاندنی خدیوہ کے، دادارہ۔ وضع دادری کے خدیوہی، آنا دادری کے خدیوہ
 آپ دادا کے قتل کے سر پر چلے واسے ڈاکو کے خیر اور وقت ہی رہتے ہیں۔
 بن غوث نہیں جوتے۔ انہیں سیکڑوں انقلاب آجائیں نہ لڑائی، دول پہلو
 سلطانین شیں، حکمران بدہیں۔ معاشرت چلے کھائے۔ سوسائٹی نئی کر دے
 فہر کی صورت دے۔ نئے نئے لیشی، نئی نئی خواش خواش، ہاسٹونیں بدہیں
 پودا کر دے، غسون کی جگہ لیمپ، اور پانڈیوں کی جگہ برقی گلوب، رونج بھوش
 مگر جہاں وہی حالت ہے زمین جہنم، زمین جہنم، گل محمد، کون کے اور
 کون کے۔ جان تو سرہوں، سودا سایا ہوا ہے کہ سب کچھ کیا کھانے کیا۔
 شہد میں جو کچھ کرتے ہیں اچھا کرتے ہیں۔ وہ اچھے ان کی ہند انہیں اور بھگتی
 انہیں کہ جسکی حریت دیکھنے کی گواہش نہیں۔ بچھے حکمران اعلیٰ تھے اب حکمران
 حکمران نہیں بنے ہیں تجارت کرنا چاہیں۔ بادشاہی سے کیا مناسبت۔ وہ غلام
 تھری نہیں۔ وہ ظلم نہیں۔ وہ دادا دہل نہیں۔ ایک حد تک یہ فیالات کرے
 نہیں۔ جیسی خاندانوں کی پرستش کرے۔ بڑا ہر وقت میں ڈالے ہے۔ اور بڑا
 ہی رہے گا۔ مگر خدا کا جوڑی رہے تو نہ جانو انسان لاکھ بڑے جاتے۔ (پٹی مانی
 لائیت سے صفحہ ۱۰۱ پر سو تر جگہ پاپ۔ پھر انسان ہی ہے خطا و
 نہایت سے مرکب جو گند گئے ان کا لاف بھی خدا ہی تھا اور جو آپس میں گئے

رو بھی ہندوکان خدای ہوں گے۔ مثل دسا اورا کاوت دیہنی پیلے ہی عطیہ خدا دئی
 تھیں۔ اور سب ہی ہیں۔ ہر کام۔ ہر علم۔ اور ہر فن کے لئے مطربہ و مہول ہیں جن کو
 تمام ایک نے کیا۔ اور ترقی و ترقی کے لئے دی۔ پھر اس ترقی میں بارہ گیارہ چیز
 نے نکالیں۔ تم مشاہدہ سے تجربہ حاصل کرتے ہو۔ انصاف تو ہے کہ اگر
 اعتراض دوسرا کیا دکا مارا نہیں تو ان تجربوں کو ان کے اُن کے ٹھکانے رہنے
 اور اور موقعہ موقعہ سے بخیر کو سراہو۔ اچھی بات اچھی ہی ہوتی ہے اور ہر
 تو بڑی ہی ہے۔ سبحان اللہ اسلام کا گویا پیارا اور بانٹا سبک ہے خدا بقا
 و مع مانکر۔ مثل چکر ہر دکان کرنا شد جس زمانہ اور جس وقت میں اور جہاں
 کہیں اچھا نہیں نظر آئیں۔ اختیار کرو اور ہر ایک کو چھوڑ دو۔ ہر دور میں
 ہر کچھ کو اصول بنا لیا تھا۔ جان سے پوچھو تو اب بھی ویسا ہی کا تھا
 ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

دانشِ اتر۔ یہ پھر اس صاحبِ جن سے آج ہی آج میں تعارف ہوا
 پوچھو ان کے رئیس ہیں۔ بابدار ہے اعلیٰ دانہ گزرا ان باریا کو چھو
 خدا کی وہی سب کچھ ہیں۔ مگر انہیں خدا درنگ میں۔ مگر میں جن اعلیٰ کی
 مثل کا اظہار ہے۔ ہولے کر کے جامدانی کا اظہار اور انکلاش کا اکثر بڑی مہری کا
 پانچواں استعمال کرتے ہیں۔ کبھی کبھی چوڑا رنگ بھی مگر بہت کم۔ جاؤ ان میں
 جامدانی کی بھی بلنگی ہوئی انکسین اور فانی۔ وصال ہے وضع ہے۔ پانچویں
 ترقی کی ساخت کا کامار جو تہ ہوتا ہے۔ اور سر پر سیاہی اعلیٰ کی بے کامی عمر
 مستعد۔ مگر میں ہر طرح کا امیر۔ سامان کا جیسے و آرائش موجود ہے۔ مگر کیا
 اور میں جن اپنی کئی چند ہی ہیں۔ اور پرانی ساخت کی جیسے اُن کے والدین
 کے زمانہ میں استعمال ہوتی ہوں گی۔ بارہوی میں نہایت سفید جامدانی کا

فری صورت ہوتا ہے۔ اور صدیوں پہلے جیسا کہ بتیوں کا بیان اور گواہی ہے۔ جو تمام قوموں کی
 نسبت کا ہے۔ ان چاندی کو کیم لٹن اور نقری اکالہ لٹن، خاصہ ان میں ایک
 ٹپ رکھے رہتے ہیں۔ سچ چند مٹاؤں کی دعوت ہے۔ اس سے نکالیں اور زیادہ
 دیا گیا ہے۔ چہرے کے بھانڈوں کی پوششیں اندری گئی ہیں۔ اور ان میں
 کچھ چڑھائی جا رہی ہیں۔ خداوندگار ایک داند کی غرائز میں مصروف ہیں
 و بڑے بڑے بدری کیم ان علاقے گئے ہیں۔ گنگا جی جھوٹی بڑی کشتیاں ایک
 ایک نہیں سہہ جات۔ اٹوں اور انچوں وغیرہ کے لئے صاف کجاہی ہیں۔
 جی خاد علیہ ہے۔ ان میں خایت سندی سے تیس سے تیس کھانے
 ہمارے ہو رہے ہیں۔ خود سید صاحب کا بادری اپنے فن کا اوتار مانا جاتا ہے مگر
 کے علاوہ شہر کے کئی رکابدار اور کاشی کام کر رہے ہیں۔ سب اعلیٰ حالت تک
 حال دوران کے ماحیوں کے لئے ہوئے ہیں۔ اپنے گئے تین سالوں اور اس طور
 سال۔ بھو میں نہیں آنا کر آفر کیوں۔

دو دیکھئے سید محمد حسین صاحب اپنی خلق سے سدا ایک نوجوان شخص کے جوش و
 طبع و تخیل کے خوشخبر داری ہیں ان سے ایک دوسرے سے اظہار کیا ہے۔
 دیکھ کے کھانا سے باپ بچہ معلوم ہوتے ہیں۔ افسس یہ کہ بات چیت ہی ہوتی ہے
 کھا کھن۔ تو میں (نوجوان ساتھی کا نام ہے) تم میں سے کس سے ملنا
 دشمن ہوئے۔

حسن۔ حضور یہ بیٹوں حضرات خایت خلق اور اچھے لوگ معلوم ہوتے
 ہیں۔ ان کو صاحب تو بہت بڑا گواہ دار سچ شخص ہیں۔ بھر علی۔ خبر کا تو ہونا
 میں کر رہی کونسا مقام انھوں نے اوتار کھا کر جان نہیں گئے۔ یہو سیاست بھی
 باجائزہ کا فل میں نے بھی دیا دیکھی ہوئی۔ محمود صاحب بھی خایت سفید تری

ہیں اور سرب حق رہا ہے غلط رہے۔ سوا حضور اور کھوار کے دوسرا ملک
زبان سے نہ نکلا۔ علی کا اقتباس بادشاہ صحن صاحب بھی مذہبیت غرض سلیقہ اور
پر مغز کوئی معلوم ہوتے ہیں۔ کیا کہنا ایسے لوگوں کا۔ داخلہ میرا ہی ہے۔
محمد حسن۔ میں تو تلخ ہی میں فی کثر شفا کی نگاہ رہا۔ ابھی تسلیم و توبہ ہو
وہیت سات برس رہے۔ مگر اختلاف میرے ہندوستانی اور اسلامی۔ میں تو بسنی
اس سے بہت خوش ہوں۔ اعتراض اگر ہو سکتا ہے تو بھی کثیر معاشرت یا عمل کرنا
ہے مگر اس کے لئے وہ قابل مبالغہ ہیں۔ یہی شعری ایسا ہے گویا نرنگیوں کی لڑائی ہے
سب سے پہلے دینی کو آئے تھے۔

حسن۔ بھار شاد ہو۔

حسن۔ دعوت تو اللہ اعلم و خلعت درنگی۔ اتمام ملامت میں سے کوئی نہیں
وہ تو نہیں گئی خود جا کر دیکھو۔ علاوہ میری اپنے اعزاز اور اصحاب کو بھی میں نے
بڑا دیا تھا۔ دیکھو فرست گشت کر آئی اور سب کے صاف ہو گئے۔
حسن۔ بہتر ہے ابھی دروالت کو کے عرض کرتا ہوں۔

حسن صاحب آہر ہو گئے اور حسن صاحب مکان کی آرائش میں دلچسپی
لے لے گئے۔ رات نام میں یہ جاہت ہوئی کہ سو در سو مگھو زبان باتوں کی دھانوں کیلئے
خوار رہیں۔ بات زبان سے نکلتے اور اس کی تعمیل ہو۔ دیر نہ لگے۔ مغرب کے
بعد ہی سے وہ لوگ آہائیں گے۔ در چار گھنٹہ صحبت رہے گی۔ کچھ تو لگے گا۔ باپ
بچے دو گھنٹہ تک ساتوں کا دلغ کھا کر آئے ہیں۔ سب دیکھنے رات کو کیا رنگ
رہتے ہیں۔ تھننگاری چکے ہیں۔ جانوں کے دن چھوٹے ہوئے ہیں کچھ در میں
خاتم ہونے کو ہے۔ یہ صاحب کے مزاج میں وقت نہ رہا ہے۔ آرمین ہوا کیلئے
ہوئی ہے۔ گایان بھی بڑی ہیں۔ ان کی مستعدی دگرانی کا نتیجہ ہے کہ ان کا چہرہ

مکان قریش فرو ملے تے آواز چو کر دھن ٹکلیا۔ چہیز قریش قریش سے لگا رہی گئی
 نہ لگا رہی انہی انہی دریاں بچکر جس چو گئے۔ اسے بچکر و سرب کی دھانگی
 مکان کے احاطہ میں سید صاحب کی ذاتی سہا بھی ہے۔ وہ دریاں فرزند غلام سے
 کھینچے ہوئے گئے اور وہ سرب ہاریت گاڑی بان نے غل میں ٹکلی جوڑی گئی نہ
 کی جوتی۔ جس صاحب کو حکم ہے کہ غلام سے خارج ہو کر خود ہی لینے جائیں۔ غلام
 ہوتے ہی حسن صاحب اور ہر دوا نہ ہونے اور اور ہر سید صاحب نے ایک ٹکلی لیا
 چوڑی بڑی کیا۔ غلامی حمار سبز رنگ کا باندھا اور بارہ دہری کے چوڑے پتھر
 میں لٹے گئے۔ خود گھر کے خاصہ سے گڑا گڑی لیے کھڑا ہے۔ جی ہا تو ایک اور ٹکلی
 لے جاتے گھنچے لیا۔ تنباکو میں دھو خیر داس ہے کہ چوڑے ترہ ہر رنگ سب سے کہ
 گھت کے غلام کے بعد گھوڑوں کے چوڑوں کی آواز دھانگی میں آئی کوٹھی جو ساقوں
 کے گراں میں ہے وہ زیادہ سے زیادہ اور لڑا ٹکلی ہوگی۔ اس کی ضرورت ہی نہیں
 کہ سواری جاتی مگر سید حسن خضدار تو گھوڑوں خود چارہ ٹکلی سے گھر کے باہر گئے
 ہیں۔ انہی پر خود نہ پسندی زبرد گراں ہم پسند۔ کیسے ممکن تھا کہ جملہ چارہ آگیا
 گاڑی آئی سید صاحب اپنے بڑے۔ تنباکو اکثر شائق ہی سوار تھے۔ ابن مراد
 رنگ کو استقبال کے لئے چوڑے سے ان کے دیکھ کر فوراً خود ہی غل رکوا دی اور
 گھر لے گئے۔

ڈاکٹر۔ قبلہ پہ کانٹوں میں گھیسے ہیں۔ آپ سر سے بزرگ ہیں وہ اندر بھٹکتے
 انفراسے۔ میں حاضر ہوا۔

احسن۔ بھٹکتے کا بھٹکتے۔ اپنے خود دہلی کو کیا بزرگ لینے نہیں ڈرتے۔ وہ ظہیر
 میں ہوتی۔ محبت ہوتی ہے۔ آپ کے اور ساتھی کہاں ہیں۔

ڈاکٹر۔ وہ تو گیارہ آ رہے ہیں۔ محمود اور پادشاہ حسن نے کہا کہ ہم لوگ ٹکلی

ہوئے آئے ہیں۔ وہ قدم کا نور وسط ہے جس صاحب انھیں لوگوں کے ساتھ چلا
چرچہ میں نے اصرار کیا مگر نہ ملے۔ خود میں بھی ابرو نہ اٹھاؤ۔ آواز نہ کرنا مگر اس
خیال سے کہ حضور کے خلاف مزاج نہ ہوگا اسی پر بیٹھ گیا۔

اس میں چھاپا اچھا کیا تھا۔ یہ ہے "لوگ آئے وہی گئے۔ ہم آپ چکر چرخ
اور پائیں کریں۔"
ڈاکٹر۔ میں حاضر ہوں۔

دوران صاحب اندر بارہوی میں رہے گئے۔ نکلنے جا رہے تھے اس وجہ سے
نگلی بگوار نہ تھی۔ تاہم بارہوی کے سب دوران میں سوتے ہوئے نہ رہے تھے
تھے صرف ننگے دھیر ننگے ملتے اس وقت نکلے ہوئے تھے۔ خان صاحب نے
ایک خط لکھ لکھتے تھے تمام سامان کو بچھا بچھا کر لیا۔ بارہویوں اور خانوں پر
تھوڑی مال ہی دل میں سب صاحب کی حضور کی بوجھ کیا۔ خود بھی دیکھنا
اس وقت اگلی نئی لباس میں نہ تھے۔ میرا باری ہر دو کی تیرہ دانی چھاپیں کا
چوڑی دور پانچاں اور نئی نئی پکے ہوئے تھے۔ اور پانچوں میں دانی آپ
ڈاکٹر۔ (سکراتے ہوئے) حضور کو نہ دسویں کی روش قابو نہ نہیں رہی
انھوں نے اس قدر نفاست کیا تھا کہ آراستہ کر کے تمام تھکے کا جلوہ ہے
روشنی بھی سوئی ہوگی ہر طرح بھارت کو مفید بھی ہے اور دیکھنے کی نگاہ
صاف و شہری۔ تمام طرح کی آوازیں بڑاگ کی خدمت میں جو ہر اعتبار
سے گزشتہ اس کی عظمت و شان کا چھانورہ ہیں حاضر ہوا ہوں۔ صاحب

سہری طرح بارگاہ رہی۔
تکلف میں بھی۔ تم لوگ تو اگر ہو زائد دیکھتے ہوئے۔ جو روزہ معاشرت کے
بارہوی میں دیکھا ہوا ہے۔ (اچھی میں چھوڑ دیا) دیکھا ہی رہتا ہے۔ اب

تو یہی اونی نکلائے بیٹھا ہوں۔ ہوائی دھبہ کیا بدوں۔ میری دل و دست جو ان واسطے
ڈاکٹر۔ بھلا ارشاد ہوا۔ میں نے عرض کیا تاکہ اب ایسے نفوس خد سے بچ جائیں۔
کہ مسندِ تہذیب نفوس جو بچی۔ اور اس کا دیکھو رکھو بھی مشکل ہے۔ ان نفوس جو ہاتھ
سو کر اسے۔ لوگ انسانی صورت کی طرح جاتے ہیں۔ کم خرچ جلاشیں ملنا
ہائے ہیں۔ خانقاہ میں عرض کرنا ہوں کہ میں بارہ دی ہیں اسے چھوڑا اور اسے
کنول دیا نفوس روشن ہیں مدنی نفوس و حیرتی ہی گلاس کی جگہ اگر چند ایسے
ہوئے تو نہ اتنا خرچ ہوتا اور ان میں تھکے دوسری کی ضرورت نہ ہوتی۔

حضرت حسینؑ میرا تو خیال ہے کہ حضورِ ذاتِ زکیٰ میں طاقت اور سامانِ تاشکر
 میں اور اتنی کمزریاں ہیں غلبے کے اسباب ہیں۔ مگر شہدِ زمانہ میں ایک تنہا و سداقت
 و نقص ایک فقیہِ سوز پر گرو میں کڑوسے چراغِ کائنات جوتا تھا۔ ابدِ آبِ ہی
 نقص بجائے فہمیل سوز کے، دیکھو چٹھہ ایک شرابی لبِ لعلِ آتش کی دکان پر گھر
 کا عادی ہو گیا ہے۔ لبِ لب کی روشنی چراغ کی روشنی سے دس گنا زیادہ ہوتی ہے
 اور دیکھنے میں بھی بھی معلوم ہوتی ہے۔ اس وجہ سے چراغ کی جگہ لب نے اور کئی
 نقل کی شمع کے نقل نے غلبہ کی اور اس کو مار دیکھا ہے کہ ان میں سے ایک چیز بھی
 اپنے ملک کی نہیں۔ لب دیکھنے کو خوش سے دیکھنے کیوں نہیں سونگے اس میں دیکھا
 کہانی۔ جو سب لہ آٹھویں دن پہنچا کاٹو تھا۔ آٹھ احتیاط کیلئے ضروری ہے اور آٹھ
 کو چینی آتی ہے۔ دوسری میں۔ دوسرے آٹھ اگلے کا یہ صورت بڑھا۔ اب فرما کے کفایت
 کہ ہر تشریف لے گئی۔ پھر وہی نہیں کہ۔ وہ جو اب اپنی آرام میں صورت کر رہی
 ہیں آپ کے ہندوستان میں۔ چٹا۔ ہر امر اور چٹا جاتا ہے۔ غمِ ملک دے
 آپ کو احمق بناتے اور دوسرے۔ سر سے بیکر پھر ملک آپ دلائی سامان سے
 کہ اس میں۔ آپ کے گھر بھر میں کوئی چیز آپ کے ملک کی نہیں پھر آپ دانت

کہو ہیں۔ مرد و ماہر سب ایک کلوڑی لانگے جاتے ہیں۔ دنیا میں کس حکام کے خلق
 دلوں پر وہ سب کو یہ معلوم ہو جانا چاہئے کہ کار آمد سعدی چیزیں اسی حصہ میں
 ہیں بجز تھیں۔ بس کہ بیان قائم ہو گئیں تدویریں ہونے لگیں کہ اسی حکام
 کا چارہ یا ٹھیکہ کیونکر لیا جائے۔ وہ کئی خاص عقل سے بطوری تو چلنے ایک طرف
 ملے ہو گیا۔ کہنی کے حصے کٹے گئے۔ اور ماہرین فن بڑی بڑی جہاتوں میں
 جہاز بنگے ڈال دیتے جاتے تھے۔ کام شروع ہو گیا۔ اور سعدی اخیار مانے گئیں
 زیادہ فصیح کی اسید میں قائم ہوئیں۔ دلتے قائم کر لی گئی۔ کہ ملک ہی کے لینا
 چاہئے۔ جنگ کے لئے کوئی جہاز ترارش دیا گیا۔ گلاب خورشید مانے کہ ملک گری ہو
 تھا صرف حصول تجارت رہ گیا۔ اس کو نیلین کٹے یا قندشاہی جس نام سے
 چاہئے موسوم کیجئے۔ روپو روپ ہاتھ میں اور علم و داغ میں ہلو تو ایسی قوم سے
 سرور ہوتا اس وقت ملک غیر ملکی ہے جب تک کہ ہمارے عقائد کے مطابق
 خدا نہ چاہے۔ غیر ملکیوں کے ہم چہرہ اعتبار سے دست نگر ہو رہے ہیں۔ اپنا آگے
 مثال جو ملک کی سی ہے کہ ہمارا خون بہتے جاتے ہیں۔ گرچہ اچھے زبان میں چوڑا
 کہ چارہ کار بھی ہمارے لئے کیا ہے۔ ریل۔ تار۔ ڈاک۔ جہاز سب چارہ
 لئے ناگور ہو گئے ہیں۔ راج کو ملک رکھتے چارے جسم پر اُن کی دہی ہی حکومت ہے
 جیسی ادا جہاں بہت ہیں عرب قوموں پر رکھتے تھے۔ ظم پھیلنے کے لئے یہی ٹھیک
 کے قدامت کا لای چاہئے لئے کھلے ہوئے ہیں وہ تو کھٹے کہ اثبات نہیں خون
 کے ساتھ چارے رنگ دپتے ہیں سرایت کئے ہوئے ہیں۔ نہیں تو روحانی غلام
 بھی ہلوگ انھیں کے چوکر رہتے اور نقاب بھی مکر انوں کا اس تعلیم سے ظاہر
 خود پر ہیں سب سے۔ اس لئے کہ تاریکوں میں کارنامے اگر سرا ہے کئے ہیں تو
 پھر کئی جہازوں۔ بادشاہوں اور غیر ملکی علما و فضلا کے ہم اور چارے

استدین خیر حسی تھے اور میں مگر عیب خدا کی شان ہے نتیجہ ہمارے مکرانوں کے
 طاعت مرضی کھل رہا ہے۔ یعنی تعلیم سے ہماری آنکھیں کھل رہی ہیں اور ہم اب اس
 اور چیز میں رہنے لگے ہیں کہ یہ کون سی غلامی کیونکر اٹھیں اور کھینکیں۔ یہ انھیں کے
 تعلیم کا اثر ہے۔ اب اس کو تو ان ہی بچے کہ موجودہ لوہڑا ت زندگی ہمارے
 تھے مگر وہی ہو گئے ہیں۔ کثرت استعمال نے عادت ڈالی اور عادت رفتہ رفتہ طبیعت
 کو اپنی ہو گئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کا خرد و سہری جگہ جگہ جلتے جلتے
 پیدا ہو رہی اور جہاں نہیں سب کی ایک حالت ہے۔ یہ غلامی ہے اس کے کچھ
 اٹھ کر کیا جاسکتا ہے۔ دوسری طرف ہمارے مکران ہم کو یہ سمجھاتے ہیں کہ اقتصاد
 سہولتی ہے۔ رقم خزانہ میں نہیں۔ جتنا نقد دیتے ہو۔ اُس کے حساب سے چیزیں ہوتی
 قیمت ملتی پاتے ہو۔ تو اب ہمارے لئے ہمارا کاروبار اس کے کیا رہا کہ شعبہ تجارت
 علمی میں اپنے مکرانوں کیسے ترقی حاصل کریں اور رفتہ رفتہ تجارت و ذراعت
 صنعت و حرفت سب اپنے بعض میں کر لیں۔ جان کو دیکھ لیجئے آخر وہ انھیں کون سے
 ہنر سکھ کر مراد مقابل میں بیٹھا۔ اب کسی چیز میں انکا دست نگر نہیں۔ تجارت میں بڑے
 کامیاب کرتا ہے۔ لہذا جو بڑی ہے اُس کے مقابلہ میں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور
 انھیں، سروسے انھیں غور کرنا چاہئے کہ جیسے انھوں نے ہم کو پناہ دینا چاہا ہے۔ وہی
 آج کل اصل چیز ہے۔ اور یہ حاصل تجارت ہی سے ہوتا ہے۔ تجارت اپنے قابو میں
 کیجئے آپ سب کچھ ان کا کمال ہی جاسکتا ہے۔ انھیں سے جانا ناخوش ہے کہ کیا
 ایک اکھاڑ ہو رہی ہے۔ لہذا رہنے کے لئے ہر شخص ہائی توڑ کو مسلسل کر رہا
 ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ زندہ رہی تو مرنے والی ہے۔ انھوں کا کمال کمال ہے۔

مگر جن۔ یہ باتیں ہر وہ شخص جانتا ہے کہ میں کو خدا نے آنکھیں دی ہیں اور میں
 مگر میری اسے میں اپنی کرتی اور اپنی بھرتی کا معاملہ ہے۔ علم حاصل کیجئے اور پھر

عاشق ہوئے۔ لندن میں مگر ٹوکی باتیں نہ جانی جا سکیں تو امریکہ جا کے وہاں نکالی
 ہو کر وہاں کاسٹر کر گئے۔ جرتی چلیے کہہ کہندیں نکالہ پر اور دینی کا سال شمار۔
 صدیاں چاہئے کہ اس نکالہ میں آپ کھڑے ہونے کی قابلیت حاصل کر گئے
 ہو بات صرف تھوڑی سی ہے۔ اسی میں لوازمات آسان کر کے آگئیں
 بند کر گئے۔ خرب کھڑے ہندی ہو چکے۔ یہی کھلے جو بیان ہو رہا ہے۔
 اور وہی پختہ ہو جانا چاہتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں حرتی و حرتی و حرتی۔
 مال مال کھولتے ہیں یہ ساری باتیں۔

اور اکثر بہت مشکل ہے۔ کہنے اور کرنے میں بہت فرق ہے
 ٹھیکہ میں (ہنکر) میں آپ کا سال بلی نہیں گزری رہی گئی یاد رکھئے ہر
 میں مرے از قہر ہر دن آید نکال سے بند۔

اس ذاتی ذاتی۔ بنی بنی گشت نامہ گفتہ صرف ہو گیا اس دور میں
 صاحب و صاحبہ صاحب نیز دیگر حضرات بھی آئے گئے۔ گویا کھڑے
 صاحب معر فی مقام علیک و معر فی ہی کے بعد یہ قدر ہر شخص سے کہہ کر حضرت
 صاحب کچھ گا۔ اور اکثر مشاق صاحب سے نہتہ فوق اپنی کشت میں بدستور صرف
 ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے خطوط و کتابت کا ذرا اندازہ ہوا۔ اکثر صاحب
 نے پہلے خود کچھ لکھا مگر بزرگ بیانے آدی ہیں۔ کچھ دیکھ کر اپنی قدیم بدست
 بقا لکھی۔ دوسرے جانب سید صاحب و لمیں مشاق کے حشرات تھے اور یہ
 کچھ لکھنے کے کہ آدی زہنی و ہوشیار ہے۔ بہت دستان کی موجود حالت انکس
 سے حائر۔ بازی ہر ایک اٹھی دہائی انھوں نے مانی اور نہ انھوں نے۔
 سلسلہ کلام خلیع ہوا تو باری باری اپنے اعزاء و اصحاب سے سہہ نگاہ میں نے

فرد کو اپنے پاس رکھنا چاہا مگر ماضی ان کو کسی طرح راضی نہ ہوا۔ اسی وجہ سے کہ
 سے اس سے فکر و غمی بھی پیدا ہو گئی تھی۔ محمود کا قصہ ہے۔ محمود بن محمود بن ابی
 دھن میں پھر قصہ اخیر مقدم کرتا ہوں۔

اس کیلئے خربہ اگشتات سے گھر میں ایک کھلی سی بھی ہوئی تھی نہاد
 میں بھی خبر پہنچی۔ مسکراتے غلوں و جناب چوہی میں کہ کسی طرح کم مشہد لوگ کی
 صورت دیکھی جاتی۔ یہاں سید حسن صاحب کا یہ عالم تھا کہ بار بار ٹھیلے کو
 گئے گئے اور آدروہ چوہے۔ خود محمود بھی ہوتا چوہہ تھے اور بے انتہا
 شاعر تھے۔ بہت ضبط کیا جب نہ آگیا تو سید حسن سے بظہر چوہہ کر بہت دیتے۔
 مجمع میر کی ہی حالت تھی سوا سید ناصر کے کہ وہ تو ساکت بیٹھے تھے۔ ایک مرتبہ
 وہ بھی اس صاحب کے گئے سے بے خبر رہ گئے۔ اس کے بعد سے معلوم نہیں کہیں
 خیال میں مسخرفی اس ہنگامہ کا شاد کیا گئے۔ اسی اختار میں گھر سے بھی چلا گیا
 مگر سید حسن صاحب نے اس خیال سے کہ معلوم نہیں محمود کو وہاں سے کب
 فرصت ملے صاحب یہ گھا کہ کھانے سے فراغت حاصل کر لیا تے بارہوی
 کی ایک دس سنی بھی میں جو بھاتے غم و تڑپ کر د کی طبیعت رکھتی تھی مگر چونکہ
 ہی کہا تھا چلا جاتے گا۔ اور ایک آدھ گھنٹہ کے اندر ہی اندر میں صاف ایسی
 اپنی جھون پہنچ گئے۔ سید حسن صاحب صدمہ میں تھے۔ ان کی راضی چوہہ
 ڈاکٹر مشتاق اور بائیں طرف سید محمود۔ ڈاکٹر کے پاس بادشاہ حسن صاحب اور
 ان کے چلو میں مگر حسن باقی اور لوگ آدھرا اور چوہہ کو جان لگائی بیٹھے۔
 حضرت ابراہیم خرو کے مولیٰ خرو سے اجدا ہوئی۔ پھر شخص کے آگے پڑنے پر
 کے مطابق ایک ایک کھا احمد دیا لون پشون لون لگا ہوا تھا۔ غلام بری گر لگی
 جناب بکراں کی چیزیں اور دلی صومے چلا گئے برابر آگے جاتے تھے۔ اور لوگوں

کے سامنے لگاتے جاتے تھے۔ کچا اجیت افراط سے تھا اور اقدام انعام کا میزبان
صاحب طو تو کم کھاتے تھے۔ مگر تو گون کوں اور مصروفیت کھاتے تھے۔ اس کی سند
نظم تھا تو نہ زیادت طو دیں۔ بخار کیوں اور ترقی و تگ میں وہ کھا دے چلا۔ کھو گیا گھٹ
باز نہ گھٹ تو گ۔ مصروفیت سے کھاتے بھی جاتے تھے اور باتیں بھی ہو ہی تھیں
غرض کہ خدایت پر اعلیٰ صحبت رہی۔ دسترخوان پر بار کو حق بان۔ الا کی کا غلط
شریح ہوا۔ قریب گیارہ بجے کے صاف ہوا تا شروع ہوئے۔ بخور زمانہ میں گئے۔
اکثر صاحب بدستور سے صاحب سے سرگرم کام رہے قریب ۱۱ بجے کے انھوں نے
قیامت قصد یہ پای۔ گاڑی تک سید صاحب دو گاہ کیس نے خدایت کی۔
اس کے بعد صاف ہوا اور سلام علیک کے ساتھ اور مردہ اور مردہ ہوا گئے۔ غرض
اس صاحب نے اکثر سے کھڑے غور کو روک لیا تھا۔ وہ ہنوز گھوڑی میں تھے کہ
سید صاحب بھی بیٹھ گئے۔ اور وہ بارہ اپنی بی بی بیٹوں اور بہو سے غور کو ملایا
اور ان تک سید صاحب مرحوم کو یاد کر کے روکے اور نہ لائے رہے۔

باب (۱۵)

محمود و بھنور کی لڑائی

پشاور علاقہ میں سخت قریب افغانستان کے
آلاتہ نامی علاقے کے گورنار جم پورے

ایک ہفتے سے اپنی بیٹی کے قاتل کو اگر آئے ہو چکا ہے۔ محمود صاحب اور
ان کے اصحاب کی کہیں نہ کہیں مدد اندھوت ہوتی ہے۔ بیگمات بھی سید حسن
صاحب کے بیان اور ان میں مرتبہ مدعو ہو چکی ہیں۔ ان کے گھر کی دستور آتے تھی
مرتبہ بازو کے لئے آ رہی ہیں مگر قاتل ہری دنگہ رکھا اور اور غلطی دست مقلطی ہوئی
ہے کہ نہ اپنی سوری کا اظہار کریں اور نہ وہ دھرم شیطان کی آیت ہیں کہ بھنور
ہی چلے چلے ہیں۔ ذاتی کا اختلاف سرور کی کو کیوں نہ چلے بیٹھے دیتا۔ وہ ایک
مٹھ پھٹ مگر شوکت ہر وقت ٹکا ٹھونٹ دیتے کو طیارہ رہتی ہیں۔ اس وجہ سے
قبور و دیویش بر جان و دیویش سنگت ہیں۔ دن میں کھلے ہندو اپنی زبان میں
ہاتھ کر کے کامو قلعی نہیں ملتا۔ اماں بھو چھو۔ سہری غلطی کوئی نہ کوئی ہر
وقت مسلط رہتی ہے۔ بیان مرادی خاتونیں اور دھاتک بیکر جو وہ ہیں سے ایسی
دلیویں کو دھتکارتا ہیں۔ بیان ہندوستانی رہنموں کے گھر ہیں۔ قدیم عربی کتاب
حکایت سے حکما نا بدہی ہے تو اس سے تو کوئی روک ٹوک ہی نہیں۔ بیچارہ
کریم نے شیعہ شریعہ میں کچھ سیکھا تا چاہا تھا مگر جب ان کی نگاہیں کی زبان
بندی ہے تو وہ کس کیفیت کی مٹی ٹھہریں۔ کج سیر غامی سے اپنی سروری صر

شوکت آبادی ایک گروہ میں مختص ہو گئیں اور ذاتی حکم سے کھلے ہوئے گھر میں
گھومنے یا باہر آنے کی باتیں سہرے سر میں نہ ہوتی۔ اور شوکت میں کی عقلی تعلیم
ہی اس وقت کسی سے ملتی تھی آپس میں ایک ایک آدمی کی پرہیزی
ہوتی تھی کھاتی جاتی ہیں اور انہیں کرتی جاتی ہیں۔

شوکت - سنی عمرو کی تعلیم جیسی طرح سن کی تھی لیکن ان کی بیوقوفان سب
قریب شہد کی معلوم ہوتی ہیں اگر وہ اگر بہت خوش ہوتی۔ دیکھا غریبے اور
بچے لوگ۔

سروسی ایک بات میں تم سے کہوں۔ ان تم نے پڑھا لکھا۔ ملکوں ملکوں۔
گھومیں۔ مجھے غور دے سے تھا نا تجربہ بہت بڑا ہوا ہے۔ مگر تو تم آدمی چھاتھ
خوش دماغی دلی کرنے کے لئے آدمی ہی آتے ہیں پھر پھر کر کھاتی ہو مجھ سے سنو
اور جیسا غور و تدبیر کر رہی ہے۔ بات جو کرتی ہے۔ سچ کی ہوتی ہے خدائی
اچھا ہے۔ جاہلی اور بھی ہے۔ مگر نہ دیکھے ہوئے ہو جس سے آنکھیں کھلی ہوئی ہیں
وہی گورہاں تو سب بچنے کے قابل ہیں سونے سے لڑی ہوئی۔ بھاری جوڑ
پہنکر چلی آتی ہیں۔ مگر کو سیکڑوں میں رہتی ہوئی۔ آنکھیں ہیں کہ غرض ہلی
جاتی ہیں۔ بات بے بات پہنکتے رہتی ہیں۔ سنی کی دہری ہے داغ لے پھر
کھاتی ہے۔ پھر پھر کھنوں سے جو تم دو میں مجھے رہی چھپ کیا دکھاتی ہو میں اتنی
ہوں کہ صورت نکلیں۔ نہیں دیکھیں (مومن کی دلی ہل کا خطاب ہے) کی تادیب
کی سی ہے۔ لیکن اندر بہت تک اور ذاتی ہے تو گورہاں ظاہر کس کام کا۔ وہاں
کرتی ہیں سہرے تن بد نہ ہوں۔ چاہے گھاتی نہ ہو میں آتا ہے کہ نہ ریکڑا سب
اور وہاں اور گھر کے با۔ بھلا۔ ان۔ جلیس اور نہ پڑا سید اس کی زبان کو
دیکھو ایک کس ڈھنگ کی نہ ہو۔ جلیس اور نہ پڑا سید اس کی زبان کو

باہیں کر تکی تو فوراً سیکڑ مٹی لے ڈالکر بھاگی کہ بات بات پر تو گئی ہے اور میں
 کو تو ہاتھ ہی نہیں دینی بنتی ہوں۔ لے میں کیا ہاتھوں دی زمانہ کا جھوٹا
 خزانہ کتنا تھا کہ سید صاحب بڑے ہی کچھ دے دی ہوں۔ وضع کے با بندہ
 ہوں جو باپ اور ابا کو کرتے دیکھا اسی پر جنگ کا غم ہوں۔ لے ہے کچھ اسی تو
 میں نے دیکھ لی جیڑاں ان کے نام لکھی تھیں جانتی ہوں۔ روپو واسے تھے
 پیسہ واسے تھے۔ استانیان تو کر دیکھی تھیں۔ ان مردوں میں تھے تھوں کو کچھ
 کھایا ہوتا تو آج میں اُسکو اپنے بھیا کے ساتھ بیاہ دیتی تا ب روئی تو
 تپ دق کی پیاری ہوں۔
 محبہ کو بلاؤ تھا ہوتا ہوں لے میں ہی تاروا کیا اخصاری کے میں
 سنی ہوں کہ ٹوکیوں کو جاہلی کے نور جان جاہلی تھیں۔ زہب النساء جاہلی
 تھیں۔ جوتی کھوں تھیں جو۔
 شوکت۔ (جو جس کے مارے چھرا تھیں اہم ان ہوں کہ کھیں کا ہوت۔ منہ سے
 بات علی میں کہ کھوٹے کو پیار روئی اسی پہلے زمانے میں ہو شیان خاں
 پڑی ہوئی ہیں۔ قرآن شریف پڑھا دیا اسی دوچار سلسلہ ساک کی کتابیں کھا
 پکا۔ سن پڑتا ہے ابھی طرح کھا پاتا تھا کھنے کھانے کی تو قسم حق ہی
 کہی ہے غریبی ہے روٹھا کوٹھ کھنے اور روٹھا دوسروں کے ہاتھ پر پکا پیڑ
 سے تو سب ہوئی بہا لیاں ہوتی تھیں۔ منہ سے ہوں نہیں جانتی تھیں ان حکم
 لکھ کر شہر صاحب ہوں کھا پکا پکا اور پکی تو دوسری چیز ہوں۔ میں گواہی بڑا
 میں زخمہ دیتی ہوں۔ بچ کھا نام میرے ساتھ کچھ ہی ڈال تھی ڈالنی ہے۔
 خیر ہا کے تو لڑکے و عورت کھا پکا دیکھا میں روئی انکھیں کھا کر روئی کو
 دیکھ جاتی ہے) اس کے سیکڑوں روپو میرے ساتھ ہوتے ہیں خوں کھوں

لیکر رہ جاتی ہوں۔ اچھا اٹھ اٹھ کر دھسلےں۔ ڈال دی ہوں اپنی عزت، اپنے اقدار۔
سروورسی۔ سوچیں شرارتی بچے کیا علوم خاکہ میری، ادی امان چور نہ ہو گئیں
ہو غلو ہو رہی تھی میں میں، چراگ میں، ان کے ساتھ بچوں کو رانا لگا لگا لگا لگا لگا
تھیں بادشاہن کی چوتھیاں، دیکھوں گی اندھ چہرہ ہوں گی۔

غلوکت۔ ادی گھوڑی چپ زبان نکال ہوں گی۔ دھکا کا نام لیا اور کھل جھٹ
گیا۔ پتا ہے آری اور اگر کہیں لاشیں پھینکیں۔ اسے شکر چھوڑا رہے
ہے۔

کرکچن۔ اور ڈی آئی ہے، ایک صاحب خیر تو ہے۔ شکر چھوڑا رہے کیا ہوں گے۔
غلوکت۔ ادی مودی تھیں کوئی پتا تھیری دیکھ کا نہ تھیں ہوں گی اسے پتا نہ
ہو گئی ہے۔ بادشاہن کا نام لے لیا۔ اب تو ہی بدل کھل رہا لگا گیا۔ میں لکھ نہ
پاؤں گی۔ جس کا ہی کیا کتا ہو گا۔ روزہ بھی رہے اور دھکا ہوتا ہے تو کرے
کیا کر دیا۔

کرکچن۔ دو غلوکت اور اکی باتوں پر اسے اس کے بھڑا ہو رہی تھی، ایک ہی کی
تو میری بات چلی تو غیر ضرور میں اٹھا مناسبت کیوں کیجے گا، شکر چھوڑا رہے ہیں
جتنے آئی ہوں، افسوس کھو آپ خود چھٹی تھی ہیں۔ کافی مٹنی کا کیوں کر کیسٹ ہو۔
بادشاہن بیان کو میں جانتے لاتی ہوں۔ آپ کھل چڑھ دیئے ہیں اور اکثر
صاحب گروہ ہو جائیں گے، محبہ صاحب کے کان میں بات نہ پڑے گا پیچھے کر
ادھ پای آدمی ہیں ان کی میں کا ساتھ ہے علوم تھیں کیا فکر کرنا میں۔

سروورسی۔ (دو سہن ہم کو جانتے ہیں) جیل دورا پنا کام کرنا اکثر کو اہت بہادری غلوکت
اورا کے داغ پر گری چڑھ گئی ہے۔ اول قول ایک رہی ہیں وہی مٹنی کو کھینچے ہیں
اور صاحب چہرے بادشاہن کا نام لیا اور کھل ٹوٹ گیا۔ کس شہریت میں کھلا

سے کر کہیں مانتے برا تو مار کر بھی جاتی ہے)

شوکت سچا دی کے خود میں گھاسی نہیں جو میں آدا کئے گئیں۔ اری چپ
آب پرورد نہ بیکار ہوئے ہیں۔

عمود۔ بھائی۔ اسی۔ بانی کسان جو پہلی ہو۔

سروری۔ تہا آب تھارے مزاج کا ایک کوٹھن گے۔ اپنے گھر میں لگایا اور
کئے تلے کے ناموں چھا جاتی ہیں بھاراج بھی تول گئے آب ہم لوگوں سے
کیا واسطہ غضب خود کا آٹھ روز اس مکان میں آئے ہو گئے خشک سے دن میں
ایک مرتبہ دو بھی ہزار فرامی صورت دکھائی دیتی ہے۔

عمود۔ ہاتھ جوڑ کر۔ میں باہل بے تصور ہوں۔ دھڑلہ لوگ میری راہی ہو اور
سب گھر میں تو کم گشت ہو ہوں اور غلط ہیں میں اس سے ہر گز پرہیز کرتا
ہوں صورت مرد کوئی بھی ای نہیں چھوڑتے۔ ہر وقت سایہ کی طرح ساتھ چھوڑ
ڈالتے ہیں کہ کہیں جھگ بھانڈاں اس وقت بھی غصے ساتھ آئے ہیں باہر چلے گئے
میرا تو دھن کھلے کھاتے تاک میں دم ہو گیا کوئی شکار کرتے جا رہے کوئی کھل
دکھائے۔ آج اتحاد الدولہ کل فہرہ سیکری کی عمارتوں کی میری۔ تھر پون
کے بلی بندے ہوتے ہیں۔ برا ہوا گریزی غضب کا جس نے کہیں کا نہ دکھا۔ میں
تھائی ہندوادی شہر اس پر کام کئے دلت مقرر۔ میرے فکد سب موقوفہ ہوئے
ابھی سوتے ہیں ایک جٹ کی تھائی لکھے نہیں ملتی۔ شب کو بھی بڑے سہانے سر
کے قریب ہی ہوا پانک ہوتا ہے۔ راتوں کو ایک ایک سچ جانتا ہے۔ خود سوتے ہیں
دلچسپ دیتے ہیں۔ کبھی والد مرحوم کا تذکرہ کرتے ہیں اور کبھی والدہ کا خود
کھی دوتے ہیں لکھے ہیں۔ والد کے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ تیری بہت محبت کے ہیں اور
جیتا انھوں کو کسے ہیں دہل سے ہر تہا سکر بیان عاتقین دوسری ہیں اول

خدا کی دوسرا جگہ ہے جو تو دوسری جگہ ہے وطن بھرن ہو گیا ہے۔ سخت جلت
 سوار ہے۔ یہی جانتا ہے کہ آج کی بستی چلوں ہے
 بال بھوڑا تھا ہے چھری فرست کر لائی۔ بیٹھے رہی تصویر جاناں کئے ہوئے
 شلوکت۔ وہی یہ کتب سے۔ آپ اور تصویر جاناں باکسوں نصیب ہوا تھا۔
 پتھر پر رج لائی۔

محمود۔ سبھی تصویر کا ذکر ہے۔ واقعات سے بحث نہیں کیا معلوم کہ بجا تھی یا
 جوڑ کی کوئی خیالی پری۔ کوئی وہی جہان آرا میری دل کے تہاں خاندین تہاں
 شلوکت۔ سپاہیوں میں عشق عاشق کا مذاق سلیم کسان ہلکا دل کی وہ تہاں
 اور میدان جنگ۔ ان کی شلوکت۔ آدمی تھوڑی ہوتے ہیں جانور ہوتے ہیں۔
 محمود۔ بجا بھی۔ تم نہ کہو۔ تھوڑی قابلیت کے ٹھہرے ہیں۔ تم پہنچیں سروس
 دیکھا ہو نہیں۔ اچھے اچھے مرد تھوڑی فکر کے نہیں۔ مسیون انسانی تھیں
 کی تھے رکھی اور چڑھی ہون گی۔ چور ہویں صدی کے صلیبی غلامی اپنی شلوکت
 کی نشانی بیکر میدان جنگ میں چلے تھے اور اسی کی خیالی تصویر کے سامنے
 وہ وہ کارخانہ بن کر تھے کہ بایں وہ خاں و باجین دیتے اور سرکٹانے اور
 باسٹر خرو میدان جنگ سے پٹنے اور گل مراد سے دامن بھرتے۔

شلوکت۔ دیکھا اور چڑھا ضرور ہے لیکن ایسے تصور کو جن کو بار ہوا ہی کہیں
 ہوں جو وہ دھنیاں عرکین ہ سپاہی کرتے ہیں وہ تم چھوٹے بہتر جانتے ہو عوام
 کی جنگ کا مذاق ہے۔ آج کل بھی اخبارات میں اقسام کی خبروں سے بھرے
 ہوتے ہیں۔ آدمی مشاہدہ سے تجربہ حاصل کرتا ہے۔ اور تجربہ ہی کی جاہلیگی
 ہائے قائم کر سکتا ہے۔ جنوں کو فوج کا کرنل کر دو وہ عرب کیا کرے گا بیانی
 کی بارے سے نہ فرست کہاں۔

عمود اور اگر خود بخانی و عہد و بھائی کو دے تو بھی رہی۔

شوکت۔ تو اس وقت یہاں جنوں و خسرو نے کمر بستہ کر رکھی تھی۔

درویش و عذابا است جان جنوں! بلا کے صحبت لیجئے و فرقت لیجئے

عمود بھابی تم قیامت کی آواز ہو تم سے سر پہ ناخاک و بی بیوں بھابی

جان چکا ہوں کمر اس وقت خانو لگا۔ بھابی میں سوری حکم کر رہا ہوں۔ جو

روکھیں سن بھی مانوں تم بھی مانو۔

شوکت۔ منظور۔ کہ بھابی سوری بھابی کیا داسے ہے۔ ابان کی کٹانیں

تو خیر نہیں۔

سوری۔ بھابی ہے ابان وانی بھابی ہی اس توان ہے کہ دن

ہیں گے کسی کی خود دہلی بات کی تھی۔ رہ گیا اس سدا کا فیصلہ وہ بھی لکھی

کیا جانوں۔ نہ کوئی گھر عاشق ہوا اور نہ میں سوا شوکت کے کسی پر چلا۔ بھر

سوری لگائی کیا۔ اتنا بھابی ہوں کہ محبت بڑی چیز ہے جن اگر سچا ہے عاشق

سحری کے کہنے سے جنم میں ملی چو جائے گا۔ مگر سوال ہے کہ عشق کا وجود

ہی ہے یا نہیں۔ مگر یہ تو سہا ہی بھی دل رکھتے ہیں چاہے ولایت میں ہوں

یا ہندوستان میں کیا تم نے شوکت سنا نہیں؟ انھوں نے سہیا پڑا سے نظر

مرا کر کہ۔ ہندی عورت اسے چھینٹا دیا علیحدہ کر دیا ہے اور میدان

جس میں کھجور ہے۔

عمود۔ (اچھگر) واسطہ ای کیا فیصلہ کیا ہے میں تران۔ بھابی کس قسم

آج ہم بھابی میں نے گھر کو کھانا کیا۔

شوکت۔ بھابی میں بہت گنجائش ہے۔ میں لکھی نہیں۔ مانے لیتے ہوں لیکن

کہو کہ سپاہیوں میں جان و سر میں چیزاں ہوں گے۔ اکو سی آواز ہوا کہ

الزکوٰۃ کے لئے مال رکھنا واجب۔

محمود علی دہلوی۔ ہاں تم لوگوں سے ایک ضمانت ضرور دی جات تھی ہے۔ بلقیس کو تو تم نے کئی دفعہ رکھا اس لوہائی کے حلق کیا اسے حکام کی بجائے دھڑپ ہے کہ وہ میرے سر پر ڈالے والی ہے۔ ہامو بخان اور مانی جہاں دونوں نے بطور غرور غاڈے لے کر لیا ہے۔ حسن کی بی بی نے کچ صحیح جھوٹے کہا بھی تھا کہ اب دنیا گھر آباد کرو۔ راجہ سمو۔ تمہارے لئے دلوں دھوڑا ہیں۔ میں نے ہنس کر جواب دیا کہ گنہ میں دل آیا تو پھر تو حسن جہاں کی چاہیں۔ جہاں نظر میں ہیں تو تمہارے سرا دوسرے چھپا نہیں کہہ چھپیں کہہ لیا ہیں۔ نور سے چلی گئی۔ تم دونوں کی دیکھ کر بیٹا سید باغاق جاں ہر دونوں کا سکر کر دیں۔ پھر کہنے لگیں کہ کہا ہامو تو تجھ سے کے ساتھ تھا اور اٹھل کر دیں صورت شکل کسی بھی ہے۔ چند سے انتخاب چند سے انتخاب۔ بڑا ہی جانتے گی تو بیٹی گھر سے گی کہ نکلی کر دے گی۔

ہو گیا۔ اچھے بھائی کی برات کھانا ہو۔

محمود۔ بھئی انہی میں سے اور ڈاؤ۔ سرگنہ۔ میرخانہ کی قہری لوگ جو میری
 عرو کی کوئی رائے نہیں اتنا میں جانتا ہوں کہ عورتیں مرد۔ سواڑے میان کے
 سب جاہل ہیں۔ مراد میں کوئی۔ ایک عورت ہیں وہ دہلی کی دہلی چڑھے گئے ملک
 جس کے۔ جب ان حضرت کا یہ حال ہے تو بہنوں کو کیا گتے کے کاغذ کے کچھ شے
 دے دے یہ خدا کے دیا ہے۔ اچھا پختہ۔ اچھا کھا تا۔ اور ماؤں پر حکومت کر تا۔
 برائے کی جتنی برائیاں ہیں انشاء اللہ سب موجود ہوں گی۔ صورت بھی مصلیٰ اور
 یکہ رنگ صاف ہے تو کیا ہو۔ خاکے اور عورتیں۔ ان آدمی کی صورت میں۔
 یہ سارے قدرت کے لئے توئے سارے کے لئے ہے۔ ہر دے کے ہیں۔ ہر دے کے ہیں۔

کو خدا کی شان لغزانی ہے اور وطن دیکھتا ہوں تو جہاں اختر کشا ہوں " جس کے
سہری شاہین کوں دشمنان کے ہیں۔

سوروی۔ حمود تھوڑی طبیعت کج ہے اور بدن بہ ہے۔ شادی بیاہ کا سطر
ہی ایسا ہوتا ہے۔ جیسی ہم کو سب بیاہک اور وہیں ابھی تو سامان کرتی ہوں۔
آپ ہے شریک چلو چلے گی پڑھی تو کرانگی کچھ غوان شکاری کے یہود و عام
اور ہر آئین۔ کچھ کنا شریک تجیس نگوڑی ابھی خاص کو ہے۔ شہر کی کیا سچی
یہ شہر ہے۔ پانی زلفان کی من بیان میں چندی تانہاں اور پانی ایسی ہی پہلی چوٹی
اس وقت کوں پڑتا تھا طہین قات گاہ درست نہیں ہوتا تھا پہنچا اور آتا ہے
تو کیا کچھ من کلکنا اور کچھ پو تو کچھ زبان بھی رہی ہوئی تھی نری اور کچھ
آ اور کچھ ہم تو ہی حد تک کی وہ کشتیں تھیں انہر کھلک ہے۔ لوگیاں چہا شہر
کی ساری میں سنگلیاں کھلے گئیں کچھ تو سوسے زمانہ کا اثر ہے اور کچھ شریک کی
تعلیم اور پادشاہی شہر ہے۔ چڑھنے ہی گھنے کا تو اثر ہے کہ شریک نے ان کو
بھروسہ دیا تھا۔ ہے کہ کیں اگلے زمانہ پڑا تو تالی امان گھومت باہر تو ہوا کئی
نہیں دندہ ہو کر ہوا تین حل ہی دل میں تھیں مگر بحال تھی کہ آت زبان چکائی کچھ
نگوڑی نے پڑھا کھانا ہوتا تو آتی دیدہ دلیل کہاں سے ہوتی کہ اپنی شریک کے
کھان بھیس دیتی۔ وہ بد باری ہوتی۔

یہ مجھ و ہاشی چکا رہی تھیں شریک حمود تھوڑی شہر میں۔ میدان کی بیٹی
کچھوں کی تعریف کوئی نہیں کھیتی تھیں کہ سوروی بیکر اسی کا جواب دے
ہی تھیں۔ حمود بھی خاموش تھے کچھ شکواتے اور کچھ کچھ بنا تو پانی تھا اور
کشتیب بہتا تھا اور تھا اس کا ہر قسم ہی تھا کہ اس کی گمرانی دیکھی جائے
آخر ضبط نہ ہو سکا گھر کر بول رہے تھے۔

آئی۔ ابھری نہیں آنا کہ آخر قہر نے داسے کیا کاظم کی سیوے خیال سے آجا بل
مور تھی شوہر کے لئے خدا بھائی ہو جاتی ہوں گی۔

سوردری۔ چڑھی تھی بھی ہو جاتی ہوں۔ مجھے میں تھا۔ بنوئی کچھ شوکت سوری
نام کہیں نہیں لیتی) اور کو اعلیٰ میں کی گاتے ہیں اگر خدا چاہے ہوئے تیرے طبیعت
تو جنگ کب کی عطا ہو چکی ہوتی۔ گھر میں جب آتے وہ سارگی بجاتے اور میں
پھر سے چھوڑا کبھی پٹنی۔

عمود (الشہداء) انا کس عزا سے کتنی روت وہ سارگی بجاتے اور میں
پھر سے۔

شوکت۔ بات بھی کتنی ہے تو گواہی دہی۔ کتنے داسے کو ہنساتے ہنساتے ہاں
جاتی ہے۔ داسے سارگی اور پھر دین کا تو ساتھ ہے۔ ہم کچھ نہ پٹنی۔

عمود۔ اسی تم بھول ہو۔ بادشاہ میں خوش قسمت تھے جو تھادی سی خوش
خوش طبع لی لی۔ باغ و بارہو کی ساری کھڑا اور صفا پاکڑی ہو۔ وہ کھڑا سے
باس بیٹھے۔ تھادی باتیں سنے سب کھٹت دور ہو جاتے۔ اگر کوئی بچے جیوں گا وہ
کہ تم وہ تو میں میں ایک کیسی ملی بچے دس برس پہلے کی تو خطروں دور ہو جاتے
اتھار کی گھر میں خوش خوشی نہ کھاتے۔

سوردری۔ شوکت کا کو۔ سورہم حلہ۔ میں کو رو اگر تھادی۔ آدی نہیں۔ آید بھی وہی
ہوں۔ گراں فی صاحب کی جوتوں کا عظیم ہے کہ تم لوگ تھادی کو کے ہر غضب خدا
میں سے ہی تو عطا کے وہ ہر عزا سے کیا تھا۔ ہے چلیں با عمل سڑن ہو تھی۔

جب خیال کرتی ہوں مر جاتی ہوں کٹ جاتی ہوں۔ پھر بھی عادت نہیں جاتی
میں میں بنکر تھادی سے سارے آتی ہوں اور پھر پڑتی۔ پڑتی کا صاحب تم کچھ ہوش
اب سے باتیں کرنا۔ میری مرضی کے عطا باتیں نہ کرنا نہیں تو تم جاتو گے۔

محمود ان افسانوں کی بارش کی کہ نصیب
شوکت نصیب کیوں نہیں۔ اکثر پٹ پٹے۔ بارخا حسن تو جو بیان کھلتے
کھلتے چلا چلا گیا ہے۔ ایک خود توں میں میں ہی ہوں کہ جنگلی چوٹی پر ہوں۔
سرور کی۔ دیکھ کر تو سب حیرت میں ہوں۔

شوکت۔ حیرت نہیں ہوں تو کیا ہوں۔ ہر اسے ہر نئے تو پٹے کیوں۔

محمود۔ نہیں جاہلی کہ ہوں۔ دانش سرور کی بھی بڑی قابل قدر آدمی ہیں جو
ظہور و شہرت میں نہایت اعلیٰ رو بات کرتی ہیں نہایت اعلیٰ ہوتی ہیں آپ کے
چاؤ کی کرنا ہے۔

شوکت۔ تم کو کچھ نہیں کرنا ہے۔ وہ لکھنا ہے۔ میں اور سرور کی اگلی جاتی
ہوں لڑائی کو اپنے بیان کے دستور کے مطابق چھپاتے آتی ہوں معاملے
کروں تو انیس خزانوں میں شہنائی کی جگہ دہلی چلے انظر اظہر من الشمس۔

محمود۔ تو اس کے لئے ہر اسے کہ میں ظہور کروں۔ مگر جاہلی صورت سے سطر
پڑے گا۔ ہر اس کی تھکا پھٹی کوں ہر اسے کرے گا۔ میں تو دانش جلد دے گا۔ عذاب
تو اب آپ کی گردن پر چڑھا۔ یہی دار رکھئے کہ صورت بھی ایسی نہیں کہیں
پر سطرش گردن جہالت کے کتبہ بھرتے۔ انھیں گے

سرور کی۔ یہ سب باتیں ایک ساتھ مشکل سے ہوتی ہیں۔ صورت شوکت کی کہ
جو مگر صورت ہی نہیں کہہ سکتے ہر جہان کا رنگ روغن مشہور ہے۔ مفاطی
عاجت عین۔ بڑی بات یہ کہ میں جو نہ سب جہاں کو کہہ دیتے ہیں جہاں
رہا۔ تعلیم کی ضرورت کی ہے۔ تازہ دن کی ہوتی ہیں۔ یہی روایت ہیں آنکھوں
مزدج میں خند ہٹ اور چہ چہ ہیں ضرور چوگا۔ لیکن چہ بھی صحبت کا اثر
بہت ہو جہت کیا عجب ہے کہ شوکت کے پاس آٹھنے بیٹھنے سے بھی عار نہیں

اتحاد کر لیں۔ زیادہ سے زیادہ ۱۰-۱۵ سال کی ہونگی مگر میں کتب خانہ بھی ہے
خوگت پیدا ہو گیا تو بچہ نہ لکھ سکا بھی گی
خوگت اور اگر ٹپٹ کی طرح لطیف مال ہو گئی تو کچھ لپٹا کر دوسری سرودی
ہو کر رہیں گی۔

محمود۔ (خوگت بچہ کر، شکل ہے سرودی یا بی کا اگر مرد و جن ہے تو اس کے
ساتھ خد بھی تو جلد خون آگاہی کی خوشی و جلد میں نہاد ہے، خوشی و غم
تخلی کے اور ہمارے چار لکھ دینے ہیں۔ لکھا ساہن کا کھانا سے ہے۔ بی بی کو طبیعت
مال نہیں ہوتی۔ مانتا مانتا ہے۔ قیامت یہ ہے کہ اگر اٹھا کر تاہوں تو گنہ
دائے ہوش کے لئے چھوٹے ہیں۔ مانتوں مانتی جو ہر تاہوں کے گھین بھگتے
ہیں۔ مان بپ کی شفقت ہیں، دونوں میں دیکھ رہا ہوں چچا صاحب میں جاکر
ان کا کھانا کھاتا۔ یہ ہے کہ لکھیں چار لکھ دینے کا دھوپ دار دھوپا ہے جسے تو ساری
جنوت سے۔ خواہی کا نہ نہیں مگر بھر بڑی حال ہے۔ وہ بچے بچے بھر اٹھا
خوگت ایسی چیز ہے کہ جسکی وجہ سے وہ بھی کھکتے ہیں اور میں بھی۔ دعوت مانو خانہ
کی دیکھا بھی ضرور کی۔ کھانا سے بھی کئے۔ گروہ بات کہاں مولوی مان کی سی۔
اس سے خیال ہوتا ہے کہ مای بھوہوں۔ پھر جب خیال کرتا ہوں کہ مگر بھر نہانا
ہوگا تو وہ کئے کھرتے ہوتے ہیں۔

خوگت۔ آخر تم بچہ کی کتاب سے اتنا لگن کیوں ہو۔ کو نہ سا ساجہ رہا۔ پھر وہی
جسکے خد کا مال کیونکر سلوم ہوا۔ شاید نیک بھی بہت سی خورنیں پڑھی ہیں
یہ مگر خوش سلوہ ہوتی ہیں۔ خود ہر کے خوش رکھنے کے لپٹا ہے۔ کیا ہائے
انہوں ہوں۔ مان اگر ملیں ہیں تو وہ بھی ضرور ہوں گی۔ بہت سی باتیں تو دلا اور
میں دائرہ میں سے ہوتی ہے۔

محمود۔ تجربہ تو مجھے کچھ بھی نہیں۔ اور کسی سے نہ سنا ہے۔ مگر قاعدہ یہ ہے کہ جتنا
 چھاننا چاہی کہ کبریاں کتنا ہے۔ مجھے ہرگز۔ میں یہ خطہ راگ ابھی ہی لی ہے۔ خدا
 عین شکی۔ پھر کاٹنا ہے کہ قسمت یہ شاکر ہو کر بھی نہیں بیٹھ رہا۔ خدا کا کرنا
 بتا ہے اور نہ اقرار کرتے جو خیال قائم ہو گیا ہے وہ دل سے نکالے نہیں نکلتا۔
 سرور سی۔ ہر بات کے لئے جو ہو کر رہی ہے۔ تم نے آخر کس بنا پر اسے نکال لی
 محمود (بہت) اذیت جیسی ہادی اور جڑ جوتے ہیں۔ ترسے جا ٹھہر۔ مگر ان کو کچھ
 ای یوں کہ وہ اور دو چار۔ دیکھو میں انسان کی عقلیں صحت و عافیتوں سے تڑپ
 ہو سکتی ہیں۔ یعنی تعلیم اور تربیت سے تعلیم کا تو چار سے گھبریں۔ وہ لڑائی جیتی
 تربیت کچھ سب سے بھی صفائی نظر آتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اور کچھ
 والے اپنی بہترین حالتوں کو بھی اچھا سمجھتے ہیں۔ اس پانچویں خامی ہر وقت
 سوجھ رہے ہیں۔ جو وہ وہاں صوبہ کو ہر سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کا بھی
 دیا۔ پتھریں۔ پھر عادتیں بنیں تو کیوں کر۔ انہوں نے بھی بکاسے خود انسان کے لئے
 جڑ اسطرح ہے۔ اپنی پہلی ہر وقت اس میں رہتی ہے۔ ہر وقت کی عادت پڑتی ہے
 صبر کی تعلیم دیتا ہے۔ اچھا تو وہ لڑائی ہی نہیں کرنا چاہتا ہے۔ ہر کچھ سب مان کر رہا
 ہے۔ اگر عادت خالی ہو اور کاسٹ نہ پید ہو۔ عادتیں ایک ایک انسان کے
 لئے نصرت ہے اس کا بھی ساتھ اس وقت تک نہیں پڑا ہے۔ جہول شخص کو
 کے دیکھیں۔ یہی سب درجہ اس میں جن کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اپنے
 گھرانے میں جو مذہبی مرضی کا نہ ہوگا۔

سرور سی۔ (کچھ دیر سہکتا ہے) کیوں میں شاکر۔ آ رہا تو چاہئے صحت
 عجیب چیز ہے۔ دیوان کی صحت میں۔ کچھ آدمی آدمی نہ بنے۔ گوشت بند
 تو نہ چھنے لگتے ہیں۔ جلا کوئی بات ہے۔ جیتے۔ ہے تو یاقوں کو محمود کی مرضی کا

مکروں کے چاروازی۔

شوکت کے لئے یہ نئے۔ خود گھرو۔ میں گب سنے دونوں۔ میں یہ دھڑک رہی
وہی ہنسی کر کے اہٹ۔ میں دنیٰ مانچا۔ بھوس کو یاد دلاؤ۔ دھوم۔ ہر تاج پہ کرنا ہے
ایسی جو نگار سنے کے۔ جہاں سے مانی باتو دہا تاجا ہے۔ نور و رانی میں نگار کی
دنیٰ ہون۔ بجائی مبارک۔

محمود۔ میں تو تابعی کران ہوں جو کوئی کرے نکلا۔ چھاب ڈالکر دبا اٹھا اس سے ہی
کہ ملوی دیکھن ان کی کیا مرضی ہے۔

سرور سی۔ بس بس دیکھ جا کر۔ دشمنیت اپنے پیادہ کے لئے ایک عالمیت
پہ چھٹا پھرنے گا۔

محمود۔ ہنس کر چلے۔ مرضی سرور سی و شوکت دونوں کی نہ ملے مگر ماسوں کا
معاذ تھا۔ اور کچھ کا واسطہ دیں لے اور توں نور آمانہ ہو گئیں بسبت شگنی

کے مراسم بھی خصلت طر قہ پر ۱۱۱۱۔ نے آخرا توں میں مٹائی گئی۔ وہاں سے
لقدی ملی۔ سرور سی و شوکت دونوں کے لئے پریشان تھیں۔ دوسرے میں اختر
غری طر قہ پر علاج بھی ہو گیا۔ سید صاحب کے زیر اثر شری کو بت ہو گیا۔

دو گارن اور جس خیر و بدی کے پرایسری نوٹ ملتا وہ اس کے لئے۔ دھوت
بھی تمام برادری نور اعزا کی پڑی دھوم دھاک کی۔ دو لٹاک جانے سے دلچسپا

کھانا مذاق لئے کیا۔ وہ بھی دو گارن ہوا۔ شوکت و سرور سی نے روغائی میں ایچے
وہل قیمت زید دیکھ کر دلھن واپس جان حیران رہ گئیں۔ علاج کے بعد کو پھر

اور تمام رہا۔ پھر دو لٹاک دونوں نے چٹنے کی گھرائی محمود و شمس علی و ان دونوں
دھنسی کا بھگوا ہے۔ ماسوں مٹائی گئے ہیں۔ جی آپ اپنا گھر آباد کر۔ آؤ دونوں

بست جا رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تیرا گھر میری اماںک سب لکھی ہے۔

جان رہ نہیں سکتا۔ دیکھئے کیا رنگ رہتے ہیں بافضل تو عہدہ کو سمجھا تھا کہ
مناقشے کے کچھ دنوں کے لئے اور اگر وہ میں روک دیا ہے۔ مگر وہ جھگڑا رہی
ہے۔ خدا ہی ہے جو مانتے

—————

وہی آتی ہیں اور ہمارے اٹھنے اٹھنے میں بڑی ہی کڑواہٹ ہے۔ یہ کھجور
 جھاگہ ہے۔ تم مجھے ملے اور میں تمہیں گھر پار بھی کوئی دیا نہیں۔ اسے لے لے
 آخر میں میں کوئی مکان تمہیں چاہئے کہ جس میں زبان سے گلے کی دہائی دولت
 کی کی نہیں۔ باسجیت سید حسن صاحب کی معرفت جو رہی ہے۔ معاملہ لگا کر
 پر توڑ ہوا جاتا ہے۔ زبان مجھ کو ہو گیا۔ وہی ایک دن میں پینا سا کھو جا چکا
 مدیہ کے لئے نہیں تار گیا ہے۔ آیا اور لیا۔ دھن کا ہوا ہے کہ میں تم ایک
 روپیہ میرا اتھارا ایک وہاں سے کیوں منگاتے ہو۔ دے گئے ہیں کہ ہر ایک ہی کیا ہے
 روپیہ وہاں پر انہی تھوڑی دیتا ہے یہیں کسی کام میں گئے تو اچھا ہے۔ دیکھا
 کچھیں کہ خشک کئے ہیں۔ وہاں کا مال جا سب ہیں آجائے صاحب ہے میں
 کو بھیجی کی صورت انہیں دیکھنے خود ہی گئی۔ چشمہ دن میں دن گذر رہا ہے۔

دوسرا عینہ بھی تمہارے کو ہے۔ ڈاکٹر کے خدا آگے ہی یہ بھی نور اجواب دیتے
 ہیں سرور ہی میں ہی ایک ہی جتنا ہے کا کھ۔ کھاؤ اس کے لئے شکل ہے
 جو غلط ہو جان کو کسی دیکھ۔ آٹھویں دسویں کپڑے کے برابر بارسل ہے
 عمو سے عمو گوارا دھن کے بھاری بھاری پاجامہ۔ اس کی شایستہ
 سے دوپٹہ۔ مگر غلو کوئی سے انہیں خود کو ہمیشہ قدرت ہے۔ اس کے نہیں
 اور جگت بھاری بھاری آتے ہیں۔ یہ قدرت نہ جتوں ہی کو ہند ہے اور غلو
 کچھ کسی کو صرف عمو کی خاطر سے یہ ان کے گھر میں آتی ہیں تو ضرور دیکھنا پڑتا
 ہے۔ یہی سرور ہی نے اب اور ہاتھ پاؤں پھینکے۔ اب کی بارسل کو تو غلو کو
 سرور ہی دونوں نے عمو دھن کو ایک دوسری جٹ فیمہ ساڑیاں مختلف رنگوں کی
 اور دیکھے ہی جگت بھیجی جتنی ساڑیاں پر بارسل کی بھی ایک نہیں گئی۔
 بکر لکھی۔ میں میں سولے کی چیز دیکھیں یہی ہوتے ہوتے ہو۔ نظم جڑے ہو

جب وہ واپس آیا تو محمود، دو مہینے قید رہی کے نوٹ کر چکر میں تھیں۔ ہمارے مکرر دیکھا تو سامان دیکھ کر دل ہی دل میں خوش تو بہت ہوئے مگر شہر کے مکمل کی کوئی فکر نہیں بلقیس۔ وہی کہ کہیے بچے بچے ہیں۔ کہیں وہ کا لباس لگے ہیں بھانسا۔ میرے گھر میں آج تک کسی نے نہ سنا ہے۔ بارہ گھنٹوں کے نو صورت سے بیزار ہو جانے لگے۔ اب تو بارہا میں انہیں ہی کوئی دقیقہ اٹھانہ دیکھیں گی۔ میں گھڑی کیسی غور خوشی کس کی ہو کر رہی ہو گی۔ مجھ سے تو یہ لباس نہ چننا چاہئے گا۔

محمود۔ (خدا جانے کس غلطی میں تھے) مجھے جو لباس اچھا معلوم ہو گا۔ تم کو پسند آئے گا۔ مانو بھائی اور ہماری بھائی کی پسند سے مجھے مطلب نہیں۔ وہ تو کسی باتوں سے ہی ہرگز ہوتی۔ یہ بھی کوئی بات ہے تبھی نہ چنیں گی کر سکتے اور بھائی کی۔ جگہ کے گھر میں ہنسی ہیں۔ پسند کیا ہے۔ وہی بھائی کا غلو کر کے کام کا۔ احوال بدلتا تو وہ بھی جتنا دے میں کوئی چننا۔ اسے ریٹ ٹھکانہ۔ بازار ایک کہیں چند ہی کا نام نہیں۔ مٹی کی کپڑوں میں بھرکتے۔ مٹی کی ہوا کھڑے سب سے ہوا چھوڑا۔ اختیار کرے وہ اچھا ہے۔ بڑی چیز کو کوئی اچھا نہیں کرتا۔ ابھی کو سب اچھا لگتے ہیں۔ بلقیس بیک اس پر وہی تاروں کی بی تھیں۔ اُن کو یہ عادت کہان کہ کوئی

بات اپنے خلاف نہیں۔ وہ دینے خدای کے گورنگے ہیں۔ یہاں کے اس وقت تک یہ نہیں کہا تھا کہ وہ ہر ہے اور ہر جگہ پڑا ہی لکھی ہیں۔ چھپا رہی تھیں۔ انھیں افضل ہے۔ ابھی پھر خوشامد۔ آمد کی عادی ہو کر عمل کا ہیکو بچا نہیں یہاں کی رحمت ایک نہیں غنوت سے زیادہ اُن کے خیال میں نہ مٹی۔ خود پر ہی۔ لیکن تو آگ ہو گئیں۔ لکھیں ساڑیوں کو باؤں سے۔ وہ نے ہر بھاڑتے۔ جملہ میں نہ تو آگ نہ آتھیں۔ آگ کا اُن انہیں ان گورنگے چھڑائی کے لئے میرا اُن لکھا جا رہا ہے۔ میں بازار آئی ایسی محبت سے۔ وہ سے سات سلام کرتی ہوں

مجھے غصے میں سانس تھ جب مجھے خدا نے دیکھی تو میں اس غصہ بول میں د
بھارت کے غصے نے انظار میں لگی۔ تنہا ہی چلتی چلی جی چوں۔ یہی میں جا کر غصہ
کر۔ اے مجھے ہیں لوگوں سے کیا مطلب۔

عمود (بگڑا کر) بس بس زبان بھٹو چوٹ میں آؤ۔ وہ وہی ہیں اور تم بھی۔
تھکا سارے چہاتے تو آؤ ہی بھٹو۔ ایسی ہیوان قسمت و انوں کو ملتی ہیں۔ کیا کیا ملی
کی ہے کہیں کی غفلت و غبت کا سہل سہی تھا جو دیا جا رہا ہے سسکڑوں رو پیر لگا کر
ایسے دل غبت کہڑے ہو چکے ہیں کہ دوسری صورت دیکھ کر غصہ مٹ کرے وہیں
بھڑکائی سے روئے جا رہیں۔ جگہ ہے وہ داندلوں نے لذات اور ک۔ تم جانو کیا۔
ظہیر کی نظروں کی صحبت میں ڈھونڈو آؤی بھٹو۔

جس کو کتاب کاں تھی۔ اس کے غصے کے گل بھٹو کا ہو گئی سیکڑوں
وہ غزلت دوسروں کے گرا اسے عمود نے بہت لذات بہتی تھی عزت
اسے ہاتھ کے عمود پر مل گیا۔ بٹھے مراد میں چھ گئے اس دہان سے ٹھٹھے۔ کئی ٹھٹھے
اور اور دہر گز اور گز یاد دہات گئے اسے۔ تو نکلاں خانی پایا۔ سادہ ان میں مل گیا
کام کرنے والیاں سوچ رہیں۔ بڑھاتو غم پر اکڑ کر صاحب ہی وقت اسے بکے
یہی گئیں۔ آؤی کئی اس وقت سے اب تک نہیں دہان کی طرف سے ہائے سہم
ہیں۔ سسکڑوں میں بھی عمود کے مطابق خام کر اسے تھے۔ کچھ دیر بیٹھے ہی۔
انظار کر کے چلے گئے۔

عمود۔ بھٹو اب انکر کچھ دیر ساکت تھے۔ ہے۔ اس کے بعد خاصہ طلب کیا
دیار تو اسے غم و خضم میں نکلتے۔ پھر سوئے کے کر رہیں چلے گئے۔ بھٹو ہی چوں
تاک دیا اور کہہ دیوں سے یہ ہلاکت کر رہی کہ گرا کئی آئے تو کہہ بنا کر آ۔ بھٹو
وہیں۔ پھر گز بھٹو نے لگی جانے۔ یہاں اب حال ہے اور اپنے گھر میں لی جیسی

بڑے ہنگامہ اور ہنسات کے بھابھ ٹھٹھکی ہوئی تھیں۔ اور دل سے عامی ہو جاتی تھیں کہ بیان کسی طرح آجاتے اور بھابھی جان لاپ کر دیتیں۔ آدمی پر آدمی بارہ بجے رات تک دوڑتے رہے مگر وہاں کا کیمڑیوں نہ رہی۔ چوکیدار نے اپنی غیر اسی میں دیکھی کہ بھابھ سو سو سو سو سے بندھ کرے۔ خواجہ کر کے اور بھابھی کو دھوکہ دینا چاہتے تھے۔ وہاں تازہ درویش کی عمارت تھیں۔ سپاہی آدمی۔ اکثر در تک اپنی قسمت کو دیکھتے۔ بار بار اپنے اوپر نفرت کو کرتے کہ میں نے اگر کھنوم کے ساتھ شادی کر لی ہوتی تو ایک فیملی یافتہ جو صورت و خوب سیزت بی بی تھی غرور و سرداری کے خون کی بیروند میں پھونکنا تو کیا ہوتا۔ اور ام سے کھنوم کی اطلاع ہوتی تو کہیں نہ کہیں کھپ ہی جاتی۔ خفاق و بادشاہ حسن یہ مگر کہ گھمے برادری سے اٹھا دیتے۔ ان عزیزوں کو ہار گھمے کو فاسکے گا۔ اپنی عرض بھی کہ لڑکی نکلی اگر لوگ اپنے ہوتے تو سہرے باب ترک وطن کر کے کیوں پتے جاتے۔ تاکہ غیرت و اس کے۔ بات پر آگئے عزیز اقدار بچے سوڑھ موڑا۔ بھر گئے باغ و بستان کے لئے۔ مامو بھان کے پاس کیوں نہ چھوڑا۔ یا عزیز برادریت کہ سیرت کیوں نہ چھوڑا۔ دیکھ بھی تھا اور خاص آمدنی تھی۔ اسی بچہ نہیں۔ حضرات سب کے سب چھوٹے تھے۔ میں نے بڑی غلطی کی۔ اس جاہل عورت سے میرا تباہ دخل ہے۔ خالقی سمجھتی ہے نہ سیدھی۔ کس محبت سے وہ دونوں مل رہی تھیں۔ خزاں دل و دین اپنا اس ناواقف پر صحت کر دیا۔ میں سب کا خیر کیا ہوا کہ بیوا کھلا تھیں۔ کبھی نہیں لامل و لا قوت۔ میں نے بہت غصہ کیا خدا جانے میرا شیطان کہاں گیا تھا تعجب ہے کہ میں نے گولی کیوں نہ دی۔ لکھت جانی۔ اب میرا قیام یہاں تھا کہ نہیں صحیح ہو تو بیوی کا قصد کروں۔ سب سے مل جگر طراش جائوں۔ تو یہ کہیں جھگڑے میں میں بچس گیا خیر چھا ہوا اس بدانت۔ غریب کھنوم کا خیال نہ

دل میں زور ملو سے اور اشارہ دے دیا تھا کہ اگر وہی ٹنگ دے لکیر ہوئی تو اب بڑا پس
 کمان بھی ٹنگ دے اٹھل ہے۔ اللہ کے حبیب مکر میں وہی خدا شہسہ و لکیر دیکھو
 وہاں اشد فخر و شہر کی رات انہیں خیالات میں کئی پہلے کو آگے لگی سوتے
 تو غریب لگے ناب آتھے ہیں درتہ لڑکے عہد آری۔ مائیں و دیانت خیریت
 کے لئے آئی ہیں مگر وہاں سے وہی خواب ملتا ہے کہ ابھی آرام کر رہے ہیں۔ اتنی لکیر
 کسی کی خوشی کہ پیدا کرے۔ انتظار کر کے اپنے سید میں خود وارد ہوئے۔
 سید خواب لگا میں پئے گئے۔ اور شان بکرو کر پڑنے گئے۔ حضور اور حضور پرانی
 بہن آنسو بہا کر ان ٹنگ آرام کر گئے۔ کوئی حد بھی ہے۔ عین کی آواز سے
 سید خود بیدار ہوئے اور فوراً آگے بڑھے۔ بھائی صاحبہاں کیجئے گا۔ آگے
 بڑی تلخ لکیر پائی۔ اُن اشارہ ملے جے گیا۔ ہر سے اور ہر راہ لکڑا پھٹا
 فرما کے میں ابھی حاضر ہوا۔

حضور شا لکڑا ملے جاتے تھے اور تقریباً ہون گشت کے بعد کھڑے فیروزہ کر گئے
 ہا آئی سپید میں سے ہر راہ کیا گیا مگر انہوں نے کیا لکیر میں تھا ہے اس پر
 پکڑا تھا۔ اب کوئی سادقت ہے۔ تم ابھی بیدار ہوئے۔ بسم اللہ کر۔ لکیر
 تلخ ہوئے ہیں ہے مگر تو کہہ کہ ہنگام کیسا قلم ہے۔ تم اپنی طرف
 پریشان معلوم ہوتے ہو اور وہاں وہی جو توت چھو کر ہی نے ادرم تیار کیا ہے
 غلطی جی جی بھی آئی ہوں گی۔ میں سوا اس کے کیا کہہ سکتا ہوں کہ گور میں
 تھیں اٹھل ہوئی ہیں۔ مردان کو دیکھ کر بھی جڑتا ہے۔

حضور۔ (پھر کہہ کر باہر چلے گا اشارہ کر کے) حضرت میرا آپ سے کیا عرض کروں
 آپ مجھ سے نہ سہیں۔ گونا گونا کی مدد اب دوسری ہے اور بیجا طرح لکھتے
 لوگ پر ہر کرنے ہیں مگر خدا جیسے صاحبی نہ کرے صاحب ہر جو ملے لکیر ہی لکیر ہی

جو اس مگر در فوار کے شراب میں دالے ہے۔ لہذا ہی تو بہت کم کے کوہا ہوتا ہے لیکن
 طبعی بیکاری بھی دماغ آتی ہے۔ بجا بھی ہے البتہ جو کہ مجھے کتنا ہے عرض کر رہا
 آپ سے صرف اس میں تو گزارش ہے کتنا جی میں کہیں پورا ہوں یا میں صاحب
 سے بھرت ہوں مگر وہ گھاسی ہی طبعیت آپ بیان بہت گہرائی ہے۔
 سنسن۔ جی نہیں کہیں باتیں کہتے ہو چلے تو قصہ تھا۔ یہ فضا اور اوکھا۔
 یہاں لیٹا لیٹا میں گھب ہو رہی تھی ہے۔ دوشٹے ہیں پھر وہ آپ ہوتا ہے گھرونی
 ٹھونڈی بھیڑا جاتا ہے۔

شکوہ۔ مگر تو میرا کچھ بچے تو ایسی ہی ہے۔ وہاں میں چھا ضرور ہوا اگرچہ افکار
 میں ابھی وہی لوگ عزیزوں سے بڑے ہر سلوم ہوتے ہیں۔ مجھے کل بہت شکایت پہنچی
 یہ ناقص تو بہت کا تجربہ ہے۔ انہوں نے یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کچھ علم کا علاج
 بالکل یقین دیکھتا۔ غور نہیں بالکل کتنا ناگوارش ہوئی ہیں خدا کے لئے آپ اپنی
 بھون کو ضرور چھانے۔ آپ راضی نہیں کہ وہ میں تو عرض کرنا کہ وہ دار
 اس کے لئے بیٹنی کر چکے ہیں۔ پھر دیکھ کر یہ بیان کیا ہے کیا ہو جاتی ہیں۔ وہ آپ
 کے اعتبار سے بھی اور دنیاوی لحاظ سے بھی اور اشد غورش ہو جائے گا۔ آپ
 فکر کے فیر رہنے کا زمانہ نہیں۔

سنسن۔ اس میں کس کا کام ہو سکتا ہے کہ پیش میں خدا دامن ملتی ہے۔
 یہ وہ مجلس پر اہستہ میں ہائی اور وہ لوگ سب اعتبار سے اس میں خصوصاً صاحب
 صاحب کا خاندان بھی اچھی دلی اور کافی میں لڑتی ہے۔ عین ان کا یہ عزیز
 ان کا رہ ہی ہیں اور ان کا خاندان بھی۔ کم تعلیم یافتہ اور کچھ آزاد دی جو بیک میں
 کئی شش بست ہے۔ لیکن اگر وہ کو تو جو کہ میں کہتا ہوں اس کو تم ایک بڑی حد
 تک سچ بات کہے۔ میں ہرگز اس سے انکار نہیں کرتا کہ چارے وہاں کی تو کیا

جانی ہیں اور انہوں کی پیاسی سے اگرچہ آبِ احسانیت خمار نہیں مگر چند روزی ضرور چٹا کر دیں گی۔ میری بولی میں بھی اجڑا، ایسی ہی تھیں۔ مگر اب بحال ہے کہ میرے علم سے سرتالی کہیں سے بد مزاج بھی نہیں۔ چہرے کی تازہ رو بہاؤ ان کو تازہ ہیں اور ان کا یہ حال ہے کہ میرے خورد و کھانے میں بھی نہ لگے شکایت ہے اور نہ انہیں پہلی جان کا پھر پرہیز کی شکایت آپ کو ضرور ہوگی۔ اس کے بعد کچھ اور مزاج سستا ہی اس کا باعث ہوئی اور اس کو بڑے بڑے محبت اور عقل کی صورت اختیار کر لیا۔ محمود (خواجہ میں پڑ کر) لگے بہت ملاسی ہوئی۔ جو کہ آپ نے فرمایا اس سے لگے شکایت نہیں ہوئی۔ اور آپ سے بے جواب ہو کر گفتگو کر سکتا ہوں میرے خیالات اور خواہشیں جو کہ ہیں آپ کو بجا بھی ہے آج ہی سلام کرنا چاہیے۔

محمود نے ابھی اپنا جواب ختم نہیں کیا تھا کہ کہنے میں سامنے آکر عرض کیا سرکار! انیس روپے صاحب کی بخش آئی ہے۔ محمود تو کشریت کیوں نہیں دیتے۔ بھائی صاحب آپ کشریت رکھتے ہیں بھائی کو آخر الاؤں، اس کو سہ ہے کہ جو کام ضرورتوں کا ہونا چاہئے وہی کرے پہنچو ہوں۔

محسن۔ اچھا تو میں محنت سے آپ آدمی ہم ہر غاسٹ میں خام کو ملوں گا۔ بھائی کا خیال خدا کے لئے ہوا۔ مجھے تمہارے ساتھ محبت ہو گئی ہے۔

محمود۔ تو آپ کشریت رکھتے نا۔ میں نیز کھا تا کھو سے جائے نہ دو کھا بھاگوئی بات ہے میں تو آپ کا نور ہوں بھائی کو میرے سامنے آپ کے پاس بیٹھیں آفرم ہون ہی کیا ہے۔

محسن۔ وہ زمانہ بھی آئے گا بچوں کو جو ان ہونے دو تم جانتے ہو کہ ہم لوگ قدیم دھرم کے ہیں۔ یہی کہیں گے جو پرہیز آ رہا ہے۔

عمود کے ساتھ ہی ساتھ میں بھی آئے۔ کمرہ سے باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ
 تھیں دو عین صاحب خیر سے اُتر آئی ہیں اور ساتھ دسے کلین ہیں اور
 کے باہر تک عمود، حسن صاحب کو بوجھنے لگے۔ پھر وہ اپنے گھر کی طرف
 سدا کا بسے اور دو زخا میں آئے۔ اور سہ سے اُسی کمرہ میں گئے جہاں تھیں
 اپنی چھوٹی تندرہ کے ساتھ ٹنگی ہوئی تھیں۔

عمود - اچھا! ابھی بھی جان کو اب بچا لانا ہوتا ہے
 وہ آئیں کمرہ میں ہمارے خدا کی خدمت میں کہیں ہم انکو بھی اپنے گھر کو گھنچیں
 نفیس لہجوں، نیکم، پھر وہ کیوں اُترا ہوا ہے۔ کیا بات بھرنے جانے ہوا ہے
 میں بھی بال بال اور سے ہیں۔ آخر رات کو آئے کہوں نہیں۔ خود بھی حیران
 ہوئے اور گئے بھی حیران کیا۔ خوب پوچھی بات ہے کہ بیان لی بی بی تھیں
 اور یہ بیان ہوتا ہے۔ آج اُن کی باری ہے۔ کل زہرہ کی طرف اشارہ کر کے
 اُن کی باری ہوگی۔ ہم اُسی کے ہونگے۔ بس آپ یہ چھوٹے رہتے ہو۔ اور چلو
 وہ عین کے ساتھ جڑو۔ قد سون پر سر رکھو۔ میں بھی سفارش کروں گی۔ اور تمنا
 چھوٹی سالی بھی۔ عمو لہا بھائی کے بچے جان دینی ہے۔ کیوں تارینا۔ انکو سے
 ایسا ہی دکھا کر چھا دو لھا تھیں بھی ہے۔ (زہرہ کمرہ جاتی ہے)

عمود - زہرہ صحت پڑاری لڑکی ہے۔ ابی میری ہیں ہے۔ چلے ہیں چھوٹی۔
 تو سالی میں اسے چاہا نہیں۔ وہ عین سے کیا سکھ پڑا ہوں کہ سالی سے محبت
 اُن کی امید رکھوں۔ ابھی سسرالی رشتہ صرت آپ ہی سے ہے۔ قبول
 گنہاروں کے پہنچے پوری جو کے آپ کو آپ کا نام عظامی کرنا پڑے گی۔
 آج بیٹی جاتے ہیں۔ چلے آپ کو بھگائے چلیں۔ ہم آپ کو ہند ہیں اور یہ بچہ
 دونوں طرف سے آگ پر رہے گی ہوئی۔ بھائی چاہیں کچھ بک کر رہے ہوں گے

(دھنسر) گھیر کے نظریں ہیں۔ تاک کٹ جانے کے خوف سے (توبہ) توبہ میں کیلکٹا
 ہوں (چپ) چپ ہو رہے۔

نفسیں دھنیں۔ توبہ پارتے بہت بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ خود میں لگا رہی نہیں
 بڑی سچی کہہ رہے۔ یہ حضرت کہیں کا۔ اور اچھا ہوا ہے کہ کو بھگائے نہیں گئے
 اور ہم جاگ جائیں گے۔ خود گائی گزرتی گائے میں قبیل۔ ایک گزرتی دھنیں
 وہ بھی کہیں ہا نہ ان میں جہاں جہاں سے بھگائے نہیں سمجھتی۔ اوم و باکر نہیں
 جھانکتے ہیں پڑی شہزادان اتنی بھارتے ہیں کہ اس کو بھی بھگائے جائیں گے
 اور اُس کو بھی۔ وہ دے دے دے۔ ہاتھیں نہ ہوں تو کوئی کوڑی کو نہ پڑے
 بھال پڑی پت کو پہنچی جاؤ۔ تاک رگڑ گئے ہاتھ جوڑا گئے۔ ہر کس دھن میں
 آپ وہ زمانہ کیا کر قبیل خانہ خانہ اڑا تے تھے ہاتھ جوڑا کیا غلام اڑا
 بھانکرتے دھن۔

غلو۔ (دھنسر) جہاں غلام کر کے دے کوئی اور ہونے میں جسے بھائی
 فرشتہ آئی ہیں۔ جو چاہا اور جب چاہا کر لیا۔ میرے پاسے پڑتے تو قدرت
 سلوم ہوئی۔ دینے پنے خاطر عبادت میں کی کر رہی توجہ رگڑی سنرا۔ میری
 سنرا۔ کر رہی کے کیا سنی کہ جو کچھ ہم پہنچا رہی وہ نہ نہیں۔ بھانڈا بھانڈا کوئی دھن
 ہی نہیں۔ دی مرے کی ایک تاک لعل دھن تو ہے اس میں جہالت کی بھی کوئی
 صفت۔ وہ آئی ہی کیا جو اچھا بھلا نہیں ہے۔ تو دھن کیا کہیں ہو توں کی صفت
 رہی۔ بتی ہاں باپ کی دھاری۔ دھن کی کی نہیں جس راہ چاہا چاہیں کسی
 جو کہے جو کہے تو اُس کی خواست آگئی۔ ہر سن پڑیں بھانڈا ہائی بھانڈا
 جاتیں تو انھیں کھاتیں۔ کھاتیں کہ دھن میں دھن ہے۔ اس سے مخالفت کہیں
 ہوتی چاہئے۔ اس باپ کے کیا حقوق ہیں۔ شوہر کی دھن اور دھن کی جو دھن

کہا جاتا ہے اور خدا اور رسول کا اس بات میں کیا حکم ہے۔ جاننا ہے یا نہیں؟
 شروع شروع میں جب آیا ہوں اور اٹھا ہوتا تو مجھے آپ کے اور بھوکے ساتھ
 دیکھا تھا تب ہی میں نے کان کھڑے کئے تھے۔ مسودی اور قنوت اور دیگر
 اہم بات آپ نے میرے چڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔ تب ہی میں نے کہہ دیا تھا کہ میں
 کچھ قیامت کی چیز چاہتا ہوں خدا کی عطا ہو جاتی ہے۔ اور سونے میں ساگر کی
 کہ غنیمت خریدتے ہیں انہیں کہیں۔ اہل ایمان نہ بھولتے ہیں جو نے غنیمت خریدی
 پاگل چہاڑا لگا۔ آپ ہمیں ماننے کہ مجھ سے ناز ہوا اور ان نہ بھولیں گی۔ ان میں
 اطلاع کریں گی۔ ان میں بھی بھولیں میں کوئی دلیل آٹھنا نہ کر سکتا۔ آپ نے بڑی
 عطا کر کے کہ انہیں۔ دل میں جو کچھ ہے آپ سے کہہ دوں۔ میں صاف آدمی ہوں
 اور آپ بھی ہیں۔ اور خدا کے پاس آپ کو عطا ہوا ہو جائے گی۔

تفہیم و احسن۔ وہی مدد چاہی ہو۔ اس کا جنگجو ہونے ہو۔ تھیل پر سر جوئی
 چاہا ہوتا ہے۔ اسی کے دن چوتے اور کے ساتھی جو نہیں گھڑاں ان سو کی پاک
 ہوئی ہیں۔ ہر ہر چاہا ہو پھر وہ۔ گریہ نہیں کہ شروع ہی سے غصہ غلبہ کہنے کے کرنا
 دیکھیں اسی صورت ہے کہ جو بیان کی طاقت نہیں کرتی۔ تعلیم تربیت سب جی
 رہتی ہے۔ زمانہ سب خود نکھالتا ہے جو گھر میں دیکھا ہے وہ دنیا بھی کر رہا
 پھر کریں۔ اماں جان کیا چچا سب کی طاقت نہیں کرتی۔ اماں خدا کھینچ کر
 تاک رہ گئی ہیں۔ اماں ان دیکھنے خود وہ ڈی پٹی ہوتی ہیں۔ بیان کے تھیل پہل
 دیکھ کر نے نہیں ان کی قوم بھی پٹی ہیں۔ آثار ہیں اور ناگھ۔ پھر غلط
 کی ہی غلط آگیا تم مرنا اسات ہو ماخدا اظفر سے پڑے گئے گھبراہٹ اور دلوں طرح
 وہ۔ بحال ہے کہ جو کچھ تم چناؤ وہ نہ نہیں اور جو کچھ تم گھبراہٹ نہ انہیں آج نہیں
 مانا۔ کل حضور مانہیں گی۔ میں اب غصہ غلبہ کہ جو چمک نہیں وہ کرنا۔

عمود۔ میں اپنے جانب سے کسی بات نہ بگاڑوں گا ایک نہیں سو مرتے طرح مرد
دل سے میری خواہش ہے کہ میں طرح کی میں چاہوں بھائیوں انھوں نے مجھے
کھانے اور صبح کو کھانے کو بھی کچھ دیا ہے میں کو اس فکر میں ہوں کہ نہ با کھانے میں
والفتر بجایا میرے ساتھ آج نہیں بیچو دیکھتے کیا ہے کیا ہو جائی ہیں۔
زہرہ بھی ساتھ چل رہی ہیں کی صحبت تم لوگوں کے لئے اکسیری اکسیر سو گھڑی
اور جو اگر بننا چاہتی ہو تو میرا کہنا مانو۔

نقیس (میں)۔ (شکر کر) اس سے خیر صلاح ہے۔ تو دوڑتی جاؤں کون گھنٹی
ایسی ہو گی جو ظہر ٹھہرنے کی ہوا کھانا نہ چاہتی ہو۔ گھنٹی جان نے اپنے مکان کو
خجڑہ بنا رکھا ہے کیا بھال ہے کہ جو باپ دادا سے ہوئی آئی ہے اس کے غم
دل سے بھر رہا ہے۔ سوتی سو رہا ہے وہاں جو جاتی رہی نہیں وہ تو ٹیڑھی کے بچے
رکھے ہیں وہیں۔ ہر قسم کے سوچ میں نے آج تک دل کی صورت نہ دیکھی۔ تلخ کچھ
میں دیکھا تھا۔ ٹیڑھا اور بھی نہ تھا۔ نکلے آئے تھے کہ چاندنی رات میں ٹیڑھی جا رہی
ہو برس ہوئے ہیں کہ تھا سے بھائی سے ضد کی کہ انھوں کو بھی دکھا دو گاڑی
گھر کی ہے۔ ٹیڑھی پر پہلی سوچ رہی ہو ساتھ لیتا۔ بارہ بیٹے بھی چلو گے تو کچھ
بھری نہیں۔ سلیم حسین انکا خلیفہ ان کہاں گیا تھا۔ وعدہ کر لیا۔ اور ایک رات
کو جب ہم یعنی ان کے ہاں گئے تھے تو یہی دکھانے لگے۔ خلیفہ بارہ بیٹے
گئے ہوئے گئے کوئی دے بیٹے کوئے۔ بیٹا بھی ساتھ نہیں اور زہرہ کی طرف
اٹھا کر کے (وہ بھی نہیں) پھر تو یہی چون ایک دن ان کے خوسے کھلا۔
پھر انھوں نے اور بندھے۔ ٹیڑھی ایسی بھاڑی گئی کہ تو یہی پہلی اس دن سے
میں نے کان پکڑا ہے خیر میں کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ میں ہم نہیں جیتی۔ مراد سے
چتر گئی۔

محمود۔ سناؤ اندر بھی کوئی خدمت ہے، ہوتا تو کنگڑا جان ہی نہیں میں تو اس کو
 سخت ناپسند کرتا ہوں۔ جان۔ ہمارا ہوتا تو ایک بڑا چارو تھا۔ مگر بھابی آپ کی بیٹی
 کا دل آپ کی ہی طبیعت آپ کی عقل بھی چوٹی کو لے لے، ہندو بد چلنا کچھ تو غیب
 ہوتا۔ کچھ ہی دن نہیں آنا کہ وہ کس مزاج کی ہوں۔ تو عمر لو کیا ان سبھی طرح کا بھائی
 چشتا چاہتی ہوں۔ شرم پر کی مرضی دیکھی تو پور سوئے میں سما کر ہو گیا۔ جان تو ماحول
 یا گل ہی برعکس ہے۔ کچھ رہا، مگر خدہ آنا ہے۔ اور خدہ اسے کہی ساڑا ہوا اور
 پاکٹ نہ ہوں گے سب چندی چندی کر ڈالے۔ وہ دو لون (شوکت و سودا) کی
 نہیں تو کیسی خفا ہوں۔ دل شکنی جیسے بڑی چیز ہے۔ تاکہ تازوں کی بی بیوں مگر
 کچھ عقل کچھ بھی خدائے دی ہے کہ نہیں، وہ عجیب آدمی نہیں سکتی جب تک کچھ بھی
 نصرت ہی کو نہ لے گی۔ یہی ایک تدبیر بیوسے اسکاں میں چلا اور بھابی اس کو
 کچھ کھول کر سن سکتے کہ میں چاہے اسوں صاحب اماں میں ہوں یا مافی صاحب
 بسے ضرور ہواؤں گا۔ آج تیری دونوں کے بعد میں، آپ بڑی ملی اعزازت دلوا دیجئے
 میرا بات بڑا ہاں نہیں چاہتا۔

نفسِ راجن محمود کے تیرے دیکھ کر تازا گئیں کہ بخش دیکھا ہے اور آری نہیں
 مستقل پسند نہیں کہ جو کچھ کہتے ہیں۔ بالکل ٹکا بھی ہے۔ انا چاہا ہوں تو اسی قدر
 لنگر چاہا ہوتا۔ آری اطلاع بڑا ہوا میں دلتے، یہاں گئیں کا اوصاف صاحب چاہے
 کہ کچھ اس لحاظ ہی نہیں، ہر بڑی بھابی شرم غمیرت سب ہوں کوئی۔ اچھا بھائی
 جو کچھ کہتے ہو، ہر چاہا صاحب سے کہہ دیں گے اور جہاں تک چاہیں گے گا خدمت
 بھی کریں گے، مگر بسنی دیکھی جلدی نہ کرو، تحصیل پر سونچیں کہیں بھی ہے، آپ تم نے
 ارادہ ظاہر کیا ہے، سو کھتے نہیں گے، ہم تو چاہتے ہیں کہ کوئی بات ایسی نہ ہو کہ دونوں
 میں دلکشی پیدا ہو اتنی بات چاری مانو کہ وہ ہر دین گدا اور ہم وعدہ کو کے کہے

وہ کہ تم کو ساتھ لے چیں گے اور کھانا بھی دیں کھائیں گے۔

عمود و خوب اسی وقت تو یہی وار آپ اور زہرا بیرون آ دی کھانا ساتھ لے گے اور آپ کے ساتھ خانی جانتی تھی۔ اور ہنکر بھرتی سی رات وہ بھر کر لب کو رکھا جائے گا۔

قلیس و ملین اور زہرا دونوں نے لاکھ ہرا کیا۔ لیکن عمود نے جو کہ سوکھا ایک خانی سلج اور سالی دونوں کو بہت اچھی لگا کھلا اور وہ بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ لیکن وہ چلنے کے واسطے کہ مردوں کے ساتھ ہر دوگ کھانے کے عادی نہیں۔ ہوا ٹھوڑا دستور ہے کہ چلے مرد کھانا کھالیتے ہیں اس کے بعد ہم سب کے لئے دستور خوان بچتا ہے مگر کون نشا ہے اور ہر جی دیکھ جتیں ہوا کیجی۔ آخر کار قلیس و ملین کو عمدہ توڑتے ہی بن ڈرا۔ نسخہ سے تولد حق کے سچ نہیں جانتا تھا مگر اس جند خدا نے تمہیں بھی دینا اور اسطے ہی دینے نہایتی چوٹ بھر کر کھلایا۔ اس کے بعد خام تک اور آؤ ہر کی باتیں پورا کیں بیٹلی کے حکم کو بقوت کے واقعات سرور کی کا صاف نسخہ اذاتی غرض کہ کوئی بات انہی داخلی جو اظہاری ہو عمود قلیس کے لئے سالی سلج دونوں ان کی باتوں سے بہت خوش ہوئے دل ہی دل میں کتنی قلیس کا ایسا جانہ سارو لگا۔ باتیں کرتے کرتے عمود قلیس پہل چڑھ گئے ہیں۔ کون ایسے ٹھوڑی دھن ہوگی جو نوٹائی بکڑ دے اور عمود بھی سالی اور سلج کی باتوں سے بہت خوش ہوئے۔ بار بار خیال کرتے تھے کہ ان پر جو جہاں تو یہی مگر کبھی زیر کسہ و خیمہ کا شہ نہیں تعمیر دیکھی ہوتی تو چوٹی کی بیلیاں ہوئیں۔ نفوس تو یہ کہ قلیس کی طبیعت باطل فطرت ہے۔ عمود میں اچھی جاتی ہے کوئی بات حق کے خلاف نہ کہ مال بھروسہ ہو گئی وہ کیا نہیں اور کیسے جتنی دیکھی پہلے دن گذر گیا سید اس صاحب کی لڑائی سے بار بار

نہیں آئی اور ہر رجب پھیری لگتی جب نماز مغرب پہنچی تب محمود صاحب نے ہزار
 فراموشی قلم خالقین کے ساتھ دونوں کو نصرت کیا۔ چلتے چلتے نفیس و دلہن
 و جدہ یعنی نکین، قمیص، دیتی، گلیں کہ آج ضرور ساتھ ہی چلوں گا اور چن کھانا مگر
 محمود نے ایک جگہ دعوت کا بیان کر کے کھانے کو قائل ہوا اور سیر کو چل دیے
 انوکھے آئے، پہنچتے پہنچتے سرال سے نکلتے ہیں بھی دیکھتے ہیں، دلہن اور جدہ
 جگہ سے ہنس مذاق کہتے رہے۔ گیارہ بجے کے پہنچے ہیں سے! اتنا جیت کی نوبت
 آئی، اور چار ادا بھی کہیں گھوڑیاں بنا کر رہیں۔ لیکن کھینچے ہی رہے اور وہی
 غیرت، پہنچی کہ بھانجے نے جھپٹ کر کویت کھڑا کر دیا تھا اور نصرت
 بھی کی تھی۔ نہیں تو محمود کو دین میں راتیں بیٹھا، چاہے اور اس سے چاہیں
 تاہم کہ رات، دونوں میں رہیں مگر کچھ نہ کچھ نہ ہونے لگی جاتی تھی ایک جھٹ
 سے نفیس پھر اچھٹے راس پہ آگئیں۔ محمود کو پہنچی کی سونگیاں ساموں کو غفلت
 مانی جان سے گھبرا کر اس سے زیادتی پہنچی کہیں۔ نفیس و دلہن کو درمیان
 میں لانا پہنچے غفلت اظہار ہوا بھلا سے گئے۔ مگر جب ایک اتنی تو طوطا دیکر آ۔
 ساموں و مانی و دونوں اتر آ رہی کہتے ہیں بڑا۔ جھپٹ سے پھر جڑ پ بہن و
 بچن کیوں نہیں، ذات رات میں خدا کو سہ کر نہ تھی، مان آپ ڈرتے تھے
 یعنی کا واسطہ کرتے کیا۔ گھر میں بیٹھنے کی چیز نہیں مگر وہاں کی کئی گداری
 تھی کہ آپ کو خطرہ میں! آتی بھوت سوراہا تو ہوا حاجت انگیزی، اسکی
 ہوتی کرتی۔ بنی بات بگڑی۔ ساموں کھٹے تھے کہ ایک حید میں نصرت کرنا
 پہنچی تھی تھیں کہ ان کہیں وہ آپ اور حرکت دیا اور چلائے مگر بدی آگاہ سے
 پیچھے ہی قدم باہر نکلائے گی۔ مگر پھر ایک طرت اور ایک طرت محمودات
 تو چلے آئے۔ ایک وہی بے گئے تھے پہنچی چل دیے اسٹیشن سے جس جگہ

کے پاس ایک خط ایسے خطوں کا پیچہ رکھتا تھا جو جاسکتے تھے۔
 انہوں نے انہیں دیکھ کر۔



باب (۱۷)

توضیح و تفسیر

حالتِ روا بھی انہیں انسان کے لئے بری چیز ہی ہے۔ ایک تو اس کا کھانا اور
 پہناوے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسرے غلط کے نقل سے مشیت کے قوت کی
 ساخت میں ملتی ہے۔ اس مشیت کے ساتھ رہے۔ مگر اگر صحت میں رہا اور کھانسی
 بھڑکنا ہے۔ تو دوسری ہی کا قصص نہیں بلکہ ساخت میں ملی ہے۔ کارنگ
 انہی عناصر میں ہر طرف پراکھنا چاہتا ہے اور دکھتا ہے۔ ایک ہو اور دوسری بھی
 تو بھی غیبت ہے اور جہان دونوں کا ساتھ چلی۔ اس کا ہوا تو پھر کیا کھانا کھانے
 بھی ہے۔ بغض بھی کینہ ہے۔ یہ تو فی کہیں لینے جانا نہیں ہے۔ وہ کا کھانے
 کے سبب کی بدادلت۔ خواہنگہ پہنچے ہاتھ ہاتھ سے موجود ہے۔ ایک کے ساتھ
 اور دوسری اور دوسری کے ساتھ دوسری۔ سلسلہ ہے کہ چلا ہی جاتا ہے اور
 ہر سب سے روک توگ۔ وہ کیوں ہے اُنم کا مراض کہو اُنم انخائٹ جہالت
 کی بدادلت۔ حضور اساطیر جو تو کچھ سمجھ ہی جاتا ہے۔ غم میں تھری رہے۔
 حالت ہو اور یہ تو فی کی فکر کنیں سرزد ہوں تو چہ ہے۔ اور۔ ہاتھ حسن لکھتے
 اگر سرچہ تو اپنے نقل پر خامت لازمی ہے۔ خداست کے سچا غم کی بدادلت
 کے ہیں۔ ہمارے حضور۔ نہایت کی۔ پھر صلوح یعنی ہے۔ من و ادب کا جلال ہی
 میں ہو نہ۔ اور حاضر ہی ہی۔ ایک میں کی۔ دینی سمجھ رہا نہتہ۔ موقوف ہے
 اور دوسرے میں غیور ہو نہتہ کے باغیوں کی کالہ غلط ہی نہیں اور غشی کا

سہرا، ستارہ کے سر پہ۔ سطوات اور چرخ کی ذاتیت، اجمالی و برائی میں
 فیتر پڑے۔ کھینچے تو تکی ہی ہے مگر ابھی صحبت سے بھی حاصل ہوتی ہے
 حضرت انسان ذات خاص حضور و شہادت کا خزانہ ہیں جسے لوگ اچھا نہیں
 اُسے اپنے لئے قویٰ بناو اُس کے حرکات، سکناات، عادات، اطوار، طرز، نظائر
 ہی کا رنگ رکھنا۔ اُس کا ہر تاوا، اپنے اور غیر میں سب کے ساتھ دیکھتے رہو۔
 وہی شخص ہوگا جو کسی کا دل یا دوستِ علوم کے گہروں میں چمکا ہے۔ مگر اُس سے
 کچھ زیادہ ہی۔ اس لئے کہ مشاہدہ ساتھ ساتھ ہے، جہات کما بون کی حرکت
 سال ۱۰ سال میں حاصل ہوتی ہے، بیان دم تقد ہے۔ اس پر جسے ہر روز مشاہدہ
 ہر وقت میں ابھی مجتہدین میں کچھ کھا بیٹھنا اچھا لگتا ہے اور شاید ہمیشہ کھانا
 چائے، چھلک پڑتی ہے تو پردہ دار چھوٹوں کے لئے چھار دیواری کے اندر ہی رہنا
 دیکھتی ہیں اور سبب میں ادویہ، سر تہ، پھر ابھی خاندان اور ایسی ہی کتبہ دانوں کی
 گھر ہوا آئیں۔ کچھ پوچھتے تو چندستان کی حاضرت کے باخون ہر وہ شخص
 بچوں کو ابھی صحبت ملتی ہی نہیں سہی کے ساتھ ماحولیت میں ملتی ہیں اگر وہ سحر
 ہیں اور ترقی کی توجہ بھی اُسی شخص قدم پر چلتی ہے۔ اور اگر پھر طرز میں ہے طرز
 ہیں تو اس مضمون کا اندر ہی ماحول ہے۔ اور زیادہ محال گھر فون میں ادبی
 عزیمت ہونے میں ملتی۔ تادریں کی ہالی بوسی پٹی اگر آنا کی جھجکری یا اس ٹپاس
 والی طرح کی کیوں کو کھٹھن طاقین تو ان ہاں سے کوئی نہ پڑی ہو۔ سہرا
 گری رہے۔ کتنی ہوئی اگر گھر بھائی اور ان سے شکایت کی گنجائی، پھر پڑا نہیں
 ملی لئے سہرا ان توجہ کر اور انسان کر دیا یا میرے ہاں کسوت لئے تو اپنے
 چارہ دے گئے اور پڑ گئے۔ گامیاں اور کرتے، سپر، حقرا، تندرہ، کہیں کی ان کی کھینچ
 کر لے آئی ہے پھر یہ ان کی کوئی بھاری تو نوی اور وہ ہیں۔ ان کی بدولت

وہاں اچھڑی تھی غصہ غضب اس قیاسے کا کہ بھل جی کوئی نہ کہنے کہ بھر
 نہیں انہو پٹو۔ بھائی کو کہی کہ نہ بھین جب سے اظہر کے سیانی ہوئی ہیں۔
 اور یہی چٹکھون پر اڑا تھی۔ نہ چہرہ اور سر میں بھڑکتی ہے۔ وہی بھائی
 دیا تھی کہی گئی سبکین میں بھی۔ اظہر کی بند ی نہیں چاہتی تھی کہ بھڑکتی
 میں کو کوئی گود میں لے۔ یا کوئی اچھا گڑہ یا پورہ ہے۔ وہ دن بھڑکتی تھی
 رہتی تھی۔ اب جو انی میں لگی تھی۔ ہے۔ تھست کے کھیل۔ بھڑکتی تھی کہ بھین
 بھر تھی اس کے سر۔ اور اس کے جب سے شوکت آرا اور سرور دی کو دیکھا غصہ
 تھی کہ وہ اظہر کا لگا۔ تو بھین ہی۔ یا ان دونوں کے گنگ بھنگ۔ اور بھڑکتی تھی
 بھی کہ بھڑکتا تو آپ براہمہ دونوں میں۔ بھین آپ براہمہ الی تو بھڑکتی تھی۔ صورت
 فعل کی بھی بڑی نہیں۔ جہالت کا حال آئے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ مگر مزاج سے
 واقفیت نہ تھی۔ اور نہ شاید کچھ دنوں ہوئی اگر بھڑکتی تھی تو ان کا بارسل بھائی
 سے نہ آجاتا۔ یا آج بھی تھا تو بھائی کے ہاتھوں اور گئے گھر میں۔ یا جاتا تو بھین
 ہاتھوں پر ہوا۔ یا بھائی بھین۔ اور بھائی بھائی تو بھین تھی۔
 ساتھ ان چند ہی چند ہی تو نہ ہونے پاتین۔ بھین بھائی تو بھین تھی۔
 جو کچھ ہونا تھا ہوا۔ اور بھائی ہوا۔ اور بھائی بھائی کی طرف سے بھائی کو بھائی
 سیدھے بھائی گئے۔ اور بھائی۔ بھائی سے بھائی جو کچھ بھائی نہیں۔ بھائی
 بھین بھائی بھائی۔ اس کے ہاتھ ایک بھائی بھین۔ اور بھائی کے ہاتھ
 اس بھین کا بھائی۔ بھائی بھائی آپ کی تھائی است کی ہیں۔ آپ بھائی بھائی
 اور وہ بھائی۔ بھائی بھائی۔ مگر بھائی بھائی۔ بھائی بھائی بھائی
 بھائی بھائی۔ بھائی بھائی بھائی۔ اور بھائی بھائی۔ اور بھائی بھائی
 بھائی بھائی۔ اور بھائی بھائی۔ اور بھائی بھائی۔ اور بھائی بھائی

ہیں سے رہیں۔ کبھی کبھی سب آپ لوگوں کے رکھنے کوئی چاہیگا اور غلامت سدا
 ہوگی تو چاہی آدھا دہ گلویم سنت جو خبر سنت اس سے زیادہ اور میرے اسکا
 کھن کیا ہے۔ ان وہی آپ سے کہنا ہے کہ میں خود سہا ہی ہوں سہی خد سے
 گھرا جس کی جنگ میں مذہب کے خاطر فریک چوئے چاہا ان آپ سب
 زمین کی توجہ ان کو ہیں ہوگا ہفتہ روزہ ضرور لکھو گا۔ غم کو سوار کر کے
 غم (غم کو کا غم) سدا سدا صاحب کی لکھی ہوئی پڑا۔ آنا کو کا غم دی
 سب گھنیں کہ کسی ضرورت سے آدا ہوگا۔ چھو کر گئی تو خط لے سیدی نہیں
 دھن کے پاس روزنی آئی۔ یہاں پہلی ہی کی پڑی کشیدگی کا حال تو سب کو
 معلوم ہی تھا۔ لوگ کہے کہ کچھ سلیج سے بی بی کی شکایت کی ہوگی۔ کچھ لکھ
 عالمین سب نفوس دھن کا خد کہہ رہی ہیں کہ ان کی زبان سے نکلتا تو کتنے
 جوان خفاک طور سے بڑھائی نہیں جاتا۔ بچے بچے بچے ہیں۔ غم کا
 ہوا انھیں کہ بہنی چھوٹی بٹا کو بلدا۔ وہ کچھ زور لگائیں۔ یہ مرد سے کہیں کہیں
 ہیں۔ اس سے عرض نہیں کر سکا بھی چاہیگا یا نہیں؟ اسنے ان پر خود ہی دنگا
 آگئیں اور خط نفیس دھن کے ہاتھ لیکر چلے گئیں۔ کچھ ہوا اور کچھ نہیں چلا
 مگر اس معلوم ہو گیا کہ وہ لکھا بجائی نہیں سدا رہے اور باقی کو وہیں لکھا ہے
 چھوٹا تھا مگر پھر ہی ہنگام سار پڑا ہو گیا۔ نفوس بگم علی اپنے کمرے کے دروازے
 پر اپنے منہ سے آواز نکلتی ہوئی۔ وہاں ہی میں کی سن کر دیکھ رہا تھا کہ جوتی
 پھر چھوٹا ہو جا رہی تھی۔ ایسی کی تھی ان کی یہ مرد لکھا گیا ہے۔ میری پہلی
 نہیں جاتی ہے۔ ناگوں چنے چھوڑا دیئے ہوں تو اپنے نام کی نہیں۔ کچھ ہٹے
 کچھ معلوم ہو جاتا تو جاتی ہے سدا صاحب کی بی بی کا وہ دیکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 ہو گئیں۔ آدھی الشوہ کیا گل کھلا۔ کھکھ سر پر ہاتھ دکھ لیا اور انھیں چھی

کر میں پھر دن ایک سکوت کے عالم میں بیٹھی رہی جب ۱۵ اس بچا ہوا تو میان اور بیٹے کو دیکھ کر غصہ سے بولا بچا۔ دونوں آئے تو گھروں پر ایک کو قتل کر دیا۔ سبب پوچھا تو عابدہ بیگم نے محمود کا خیال بیان کے سامنے ڈال دیا اور ساکت بیٹھ گئیں۔

سیدہ امین (خاتونہ کر) امین محمود کا رخصت ہوتے ہی بیٹھ گئے رخصتی کے بعد میں اس سے نکاحی کہہ کر لیا تھا۔ میں اس لڑکے کو بہت نیک سمجھتا تھا۔ مگر بڑے غصہ کا خط لکھا حول رفاقت لڑکی کی قسمت چھوٹ گئی۔
فہم۔ (خدا بچکر) وہ پامی ہیں کا قصور ہے۔ وہ خانا میں بھی تھا ہوں کہ محمود ہر اعتبار سے ہزاروں میں ایک ہے۔ وہ ایسا ہی تنگ ہوا ہے کہ میں بلا کہنے نہ چلا گیا۔ میں کئی دن سے اس قسم کے واقعات سن رہی ہوں ہر چند چاہا کہ وہ لڑکی کچھ سمجھے۔ شہرہ کے حقوق کا لحاظ رکھے مگر وہ اپنے غصہ میں بیٹھ جاتی ہے۔ ڈسوسس ہیں اس کا اندیشہ تھا وہی پیش آئی۔
احسن۔ اس میں غصہ بگنے ہو بھی لڑائی کو بڑے ہی کے دن میں صورت ہو چکا ہے گھر جاتی ہے تو لڑکی دیکھ نہیں کرتے تھی۔ رفتہ رفتہ طاقت بخاری اس میں آئی ہے۔ اور پھر کسی غریب محتاج والدہ کی بیٹی نہیں ہے۔ بچا خانا کچھ آئے۔ دیکھا کہ وہ کام کر رہی ہو مگر اس کی دست نگر نہیں ہو سکتی۔ فوراً ماں باپ بھائی میں کو بھڑکاتا اور دانا چلنے پر کہے چلا۔ ہر وجہ سے لڑکی کوئی مدد نہ ہوئی انکسار کیا تو کونسا گناہ ہو گیا۔ یہ بھی تقدیر کے کھیل ہیں کہ بڑا بچا بھائے میں نے زیادہ دیا وہ کہتا ہے کہ کتبہ بھری لڑکیاں جا رہی ہیں۔ کوئی تو انچنگ نہیں جا رہی شہرہ کو خوش نہیں رکھ سکتیں جب سے اس نے اگر وہ میں قدم رکھے ہر برسی خانا سے ملنے رہا ہوں جواب کوئی اسے تم کو سیلف

ہی نہیں۔ اس کو تو قادی مانا جائے کہ ابھی نہیں جا ہے تھا۔ کوئی نرنگی لے گا۔
 اُس سے خوش رہتا اور وہ اُس سے جب دیکھو اپنی خود اپنی بھانج اور۔ میں کو
 مثال میں پیش کرتا ہے۔ میں تو کتنا ہوں گنہگار کہ کسی شریف کی ایسی بچہ
 دلیل لڑکیاں ہوں۔ میں ان کا ہی کہے اتھا سلطان ہوں۔ احوال و اقوال ایک
 معصوم کی میں نے کیسی قسمت چھوڑی۔ کسی غریب رشتہ دار کے ساتھ تو یہ بتا تو
 ہیٹھ اس کی چین آرام سے گذرتی۔ باب کس سے کہوں اب کیا کہوں۔ میں نے
 اپنے ہاتھوں سے ہاتھ لگا کر ڈالی۔

محسن کی مان قسمت میں بدگما تھا پیش آیا۔ بات بگلا کانچیں چاہئے۔ بھٹو
 اور بکر ہول اُٹھتی ہے کہ کہیں لڑائی پر نہ چلا جائے۔ کسی طرح آتے جاتے اور
 رہ گئے۔ قسمت ڈرنا ہے اور قادی بات ماننا بھی ہے۔

احسن۔ محسن! حضرت۔ میں اُس چھو کرے کی خوشامد نہ کر دھکا لڑائی
 پر جاتے دھچکے چاڑھیں۔ بس اب اس کے سوا اور ساری تدبیریں سکرچی کو
 کیجیو سے گاتے پیش رہو۔ جب تک جی اُس کی دلدادہی کرو۔ اپنا بھگوانے میرا
 جوت دھکی جو پھر فرم کا بیٹا۔ جی چاہے اُس کا آئے اور جی چاہے نہ آئے میں کچھ
 اُس کو نہ کہوں گا اور نہ اُس کی صورت پر نظر ڈالوں گا۔

محسن کی مان۔ تم خاص میں تشبیب فراز نہیں دیکھتے جیسا کہ ظہیر سے پھر اگر
 جام عمر کسی نے بھائی میں دامن ہی شہنائی کوئی جھوٹوں مانگی نیچے کہے
 خزاں دشمن میں اور خزاں دوست تو جانا کہ آبرو رہی کہ گئی۔ میں نے جب سے
 ہنسنا ہے دم خود نہیں ہوں۔ بار بار سوچتی ہوں کہ کبھی کی آتی ہو۔ مجھے اچانک
 میں بھائی کی عظیم ہی آگھوں نہ دیکھوں ان اپنے قانون کسی کی کہی بات
 کہتے نہ سنوں (جو بڑی گہنی تھیں وہ کھرا بدیدہ ہو گئیں)

دانی ہے۔ آج تک اگر وہ سے باہر اس نے قوم نہیں رکھا۔ ان حالات کے دیکھتے
ہوئے اور پھر اس امر واقف ہو کر کہ اس کا روج بھی نہیں کا ہے
اور اس حالت کی توجہ کرنا اسے سبب نہیں ہو چکا تھا تو چشم زخم کو اس طرف متوجہ کر کے
مقصود نہیں کئے سے غرض یہ ہے کہ اگر ان کا ایسا ہی طرح مستقل ہو چکا تھا
تو اپنی مانی سے کہلاتے، خود نہ تکیہ کرتے، تم کو اپنی انجیر و کر کے کہتے
اور وہ تمام توڑ پھری کی جھڑپ کے بارہی کرک ہوئے۔ یہ وہی بیت زبانی تھیں
کہی جاتی، اور یہی قاعدہ کلی ہے، شریعتیں اس قسم کی حرکت نہیں آتے ہندو
ہیں تو یہ لڑتے ہیں لڑیں ہاؤن ملکیت چاہتے ہیں۔ تم لوگ بھی جو مغربی
تعلیم داتے ہو وہ ہر امید ہے کہ اس طرف متوجہ کو اچھا نہ سمجھو گے۔ لہذا یہ قیود کہ
داس و بھڑکھن بھی جاتی ہے کہ ان صاحبزادہ کو بھی آدھا کر دینا چاہیے۔ ہاؤن
اور ایسی حرکت کوئی نہ کرے کہ جس سے ہاؤن کوئی نہ ہو سکے۔

وہاں پہلے ان کے اہلکار، گھوڑے اور سہیلوں اور عورتوں کو ہم نام دیا

دانی دانی دانی دانی

خدا ختم کر کے سید صاحب نے بڑی جگہ صاحب کو کیا یا وہ چلا رہی
دانی دانی دانی دانی کہ دیکھا جاتا ہے کہ صاحب نے وہ لڑکھوڑی کر
چاہتے ہیں کہ لڑکیں۔ کہ لڑکیں کہ اس سے بہتر کوئی کیا کر سکتا ہے۔ اس کے
دانی دانی دانی دانی کیا ہے۔ اور پھر کوئی بات ایسی نہیں کہ جس سے کوئی
اس میں لڑتی آتا ہو۔ یہ سب نے ہی خط لیکر بار بار پڑھا۔ کہنے لگے کہ حضور نے
خوب ہی خبر لیا ہے کہ غالب اگر زندہ ہوتے تو ان کی جنگ لڑی ہو کر کہنے اور
فرنگی ہیں چند سطروں میں سلاست زبانی سے قطع نظر کر کے بھی کچھ تو ہے
وہ بھی ظہر ہو کر آیا۔ پھر اس وقت ہر کوئی کے خط آگ میں آگیا۔ جتنوں کو

سے زہر دے سب حضوں ہاگہاں کیا۔ وہ بھی والد ہی خصوصاً باپ کی طرف سے
 سے بہت خوش ہوئے۔ البتہ جسے بھائی نے جو اتفاقاً شروع میں کہے تھے اس سے
 بہت پرہیز تھیں جس کا بدلہ یعنی ہے کہ انھیں وہ شخص سے کسی نہ کسی وقت ضرور
 کیا جائے گا۔ غریب ایک وقت کے بعد جواب بھی ڈاکٹر خشتی صاحب
 کے پاس سے وصول ہوا جو نزلہ کی شکل کیا ہے۔
 حضرت مجدد اکبر و اسیرات خاندان گرامی صغیرہ رضی اللہ عنہا صاحبہ
 عروت افزا ہوا۔ برادر عزیز سید محمد صاحب عروت جو بھی گئے اور عروت
 ہیں۔ واقعی ان کا طرز عمل نہایت درجہ ناپسندیدہ رہا۔ مجھے عورت ہے کہ اگر
 ان سے حرکت سرزد ہوتی۔ اس لئے کہ انھیں سے وہ بچے اور میں انھیں
 جانتا ہوں۔ نوجوان اس شخص میں صلح پسندی ہے۔ شرکاء کہیں نام نہیں مگر
 تو کھب نہ تھا۔ اس لئے کہ یہاں ہی آج مشہور ہیں۔ بات کے دہائی ضرور
 ہیں جو دل میں پالتا یا۔ حاجی ذکر یا صاحب درجہ میں کا لحاظ رکھتے
 کہ کوئی اعتراض طبیعت ان کے ظہور میں نہ آئے۔ غالباً اسی کا اثر ہے کہ اپنی
 افتاد طبیعت کو وہ قابل میں نہ رکھ سکے اس کی انھیں کمال ندامت ہے کہ حضور اور
 جناب مدانی صاحبہ زہر بھائی انھیں صاحب سے وہ نصرت ہو کر نہیں آئے اور
 رخصتی کے بلو میں اس طرح اختیار نہیں کیا جو انھیں فی الحقیقت کرنا چاہئے تھا۔ میں
 انھیں اور آئندہ سے علیٰ حق واپس بھیجا۔ لیکن مجھ اس کا اندیشہ ہے کہ ندامت اور
 غلہ کی توفیق ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ظاہر میں کی راہ لیجی۔ اور کسی دوسرے مقام
 سے مجھے اطلاع دیں۔ لہذا کمال ادب عرض ہے کہ حضور ان راہ شفقت
 بزرگانہ ان کا قصور معاف فرمائیں۔ اور میری خاطر سے پاکہ و کسے ہمشیر
 عزیزہ ایک سیدہ کو کو اپنی نصرت فرمائی۔ ہم لوگ انھیں سرگمہری پر چھوڑ

کسی قسم کی تعلیمات، انشاء اللہ ہونے والے ہوں گے۔ یہاں تو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ
خود کو کہہ کر عرض کرنے کی جرات کر رہے ہوں۔ جواب دہ ہونے کے بعد اس کا
انتقام کر رہا ہوں گا۔ ایک ایک اور جگہ جگہ لکھنا چاہیے اسٹیشن اگرچہ جس طرح
کو حکم ہو گا سوچو رہا ہوں۔ زمانہ صواب۔ محل میں سب ضرور لکھنا چاہیے۔
تعلیم و تہذیب قبول فرما جائے۔

عام بخشنے اور غنی ہونے سے لگاؤ رکھنا

ہر خط کے ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرا خط سید محمود کا بھی تھا جس میں
شرعی سے آخر تک سید ہی حضرت حق تعالیٰ کا کوئی ذکر نہ تھا۔ ہر خط کے
اجازت شرکت جنگ ملازم کی بہت خدمت سے مانگی تھی اور ضرورت اس کی
تو تھا۔ دکھائی تھی کہ ترکوں کی مدد پر ملت میں ہر مسلمان کو کرنا چاہیے۔ لکھنا
خدا کا خط نہ کر تو عورت مرد سب خوش ہوئے۔ رخصتی کا مسئلہ دوسرے وقت
غور کرنے کے لئے اٹھا رہا۔ سید محمود کا خط تو اس کا دھندلے کا تعلق حضرت
سے تھا جسے دیکھی سے لیا گیا۔ مگر ان کی اجازت نہ مانے اور غضب ہے
تھر بھر میں اس نے لکھی۔ ایک ساتھ ساتھ لکھا گیا۔ خیالی بسا اوج۔ آگہوں کے
ساتھ کاغذ پر لکھی۔ تو پون کی گرج۔ ہندو تو ان کی جڑوں میں سسٹونوں اور
تکوار کی جھنگار کاٹوں کو سنائی دینے لگی۔ پھر اس میں زنجیروں کا اہٹا اور مردہ
سہا یوں کے زرد و زرد چہرے ہونے اور انکی ہسیا ایک کر کے دکھلائے۔ موت
اور شب بھر تھے۔ یہ نہیں سمجھیں آگاہی کے ہر سکوت کیے مگر توڑی جاسے۔ باقی
سید اس میں صاحب ہی گہرا نشان ہوئے۔

سید احمد براعقید رکھتے تھے کہ اس زمانہ سے بازار کے قریب قریب

سلطان چندستان میں آکر بہت بڑا دل چوس گئے ہیں۔ وہ نہ چار ہی غلام ہیں وہ
 غلام ہیں میں کہیں کہیں کہ لو ایک غلام لے جائے۔ ایک دن وہ تھا کہ میں چھوٹا
 اور میں بھائی کو ایک دھڑا بپ پر نگار ہونے کے لئے بھیجتے تھے اور ایک یہ
 وقت میں لگا ہے کہ بعض اس خیال سے کہ کہیں بچہ کی عمر طرابلس کا اور وہ نہ
 کر دے ہاتھ کے طوطے اور اسے ہوسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ! وہ چون نکلا دے اور نہ

کہا سہی تا بہ کہا کہ
 عابدیہ کی۔ اور نہ اور تھا اور نہ اور ہے نہ پہلے کا سا
 کس کی ہے۔ اور نہ اس کے کسی جرات۔ پہلے لڑکا چند دن غلام اور آٹھ گھنٹہ
 دیکھتا تھا۔ انہیں کا کہیں تھا اور انہیں کا مشغلہ اور اب گھوڑا ایک چارو
 چھ اکھا ایسا ہے تو گھر میں مل شور مچا جاتا ہے۔ "ان" "ان" ناخوش
 ہو گیا۔ اور سے کوئی جھگڑا نہ ہو سکتا ہے۔ اور کہیں انہوں کے ہاتھ نہ لگے۔
 میں تم سے کچھ کہتی ہوں کہ میں ہر قسمی پھر بھی دل کی بہت غصہ ہوں چھوٹا
 کو تو کھانچ شروع ہو گیا ہوگا۔ دلت ہی تو ہے اب کوئی ایسی تدبیر ہونا چاہیے
 کہ اس اور اس سے بچا جائے۔

سید حسن۔ کہ اگر تدبیر کرے تو ہی کہ اس کا نام ایک بیکر تھیں کہ چند دن پہلے
 رخصت کر دو۔ اور اس کو گھما دو کہ غویہ کو اپنے سلیقہ اور اطاعت شناسی سے
 راضی اور خوش کرے اور کوئی مشکل نہیں۔ پھر کہیں بھی نہ جائیگا۔ اور
 چار دینہ حد سے دینے اگر لگ گیا تو لڑائی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور اس میں قسم کے
 سفر کا اندیشہ ہی باقی نہ رہیگا۔

عابدیہ کی۔ ان ہی ایک صورت معلوم ہوتی ہے۔ اس کا منہ لیا جائے
 تو معلوم ہو کہ وہی تو اپنے نام کی ہے کسی کی کوئی حقیقت کہتی ہے۔

ابن بیان نے بی کو کو میں چھو ڈالے۔ آپ آجے، دیکھیں تجھیں بگر پر خیر
 کے خدا کا کیا اثر ہے۔ وہ کوٹھے پر تھیں، دلہن کے پاس میں جاتی اور ہر لمحہ
 لگا رہی تھیں کہ تمنا نہ رہے، دہائی آئی اور خدا کا حضور بیان کیا۔ پہلے تو
 پہرہ الی سے نکلا۔ لڑائی کے نام سے کان کھڑے ہوئے۔ پھر بچھا اور پھر
 پچھا جسے کان بچا بھی کے نام سے خطا سگوا کیجے۔ زہرہ سے پڑھا۔
 تھیں دلہن سے پڑھا۔ خود لیکر بھینیں۔ جب اس کا بھین پڑا گیا کہی
 گھا ہے۔ جو سب بیان کرتے ہیں تو چہرہ سے پریشانی پسینے کے قطرے کی
 صورت میں ٹپکنے لگی۔ بت ہی گئی نہ آج بڑائی ہے نہ آج۔ محمود قبل صورت و بلند
 جوان تھے کون صورت ایسی ہو سکتی تھی جو ان پر جان نہ تھی۔ بھینوں کا بھی بچا ل
 تھا۔ دل سے چاہتی تھی۔ مگر وہ تین بڑی بڑی جوتی تھیں۔ اپنی بات مانا تو
 غصہ ہلکا پر ہر دلت رکھا رہا تھا۔ اس پر بھی شوہر کی کوئی بات بھی اوت ہئی
 مطہری نہیں جو فی خدا جانے وہ کو کئی گھڑی تھی جب مارسل کپڑوں کا بھوک
 سے آکا۔ سیونک سے روٹی میں شیں گئی۔ دھنگے دل میں بھی کدورت آئی
 اور غصہ کا بھی ماتھا ٹھنکا۔ لی بی کے عام حرکات سکات لگتی جتنی کی نظروں
 دیکھنے لگی۔ اور ہر بات میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور نظر آیا۔ اور ہر بھین کا
 دھام تھا کہ وہ بھین۔ کہتے اور بیڑ توئی کا جہالت کے باغیوں تھا بلکہ جوتی
 تھی بیان کی صورت۔ دیکھی تھیں کہ غصہ چڑھا نہیں پھر بھی دل میں بات
 مگر کہ جوتی تھی۔ اس لئے ضبط ہی سے کام لیتی نہ پہلے بھین دیتی۔ پس کسی
 کہ گھیبوں سے شوہر کے پیرو دیکھتی جاتی۔ آپ جو وہ حضرت بی بی کے
 لئے سدھا ہے تو وہ تین دن تک وہ حال۔ اگر تھائی میں لگے کھانیاں آجاتا
 تو سر پرٹ لیتی پھر دن بڑ بڑائی کو سے لایا جان دیتی ان کو کم۔ اور ان کے بچے

اور وہ اس کو زیادہ ظہور میں کئی تصویریں نمودار کی مٹا دیں۔ یہ سونے سے ہوا
گی ہوئی تھیں۔ دل کی خاطر انہی کی کہ دیکھ کر پچھلے کی تصویریں مگر پھر بھی وہ نہ ہونے
تھیں۔ یہ کیفیت وہی چارہ وہ انہی اس کے بعد محبت فرماتے ہیں غالباً انہی تصویر
پیدا ہوئی ہیں۔ جب تھما ہوا دیکھ کر وہی ہوئی تو بہر حال عقل کے مسیری پر تھی
دیکھا کرتی۔ کبھی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو بھرتے اور ان کو خود داری
کے لحاظ سے مل جاتی ہے۔

شرم سے ہم نہیں بچ سکتے۔ کوئی دل ہی دل میں نہیں ہم دیکھا گیا ہے
یہ طرز بالکل اس کے سبب حال تھا جس صورت کا یہ حال ہو اور جو یہی حقیقت ہے
رکھنے کی قابلیت ہی نہ تھی ہر اس کی ذات سے کہ بعد نہیں کہ خود کا خاشاک
ایک تہا است نہ قائم کر دے۔ جیسے شرم و لحاظ سب باندھنے طاق رکھا۔
خوشی کی حالت بنا رنگ وانی نہ رہتا۔ دنا فریاد کر دیا۔ مجھاجی بندہ کے لئے
انجان سے کہو کہ مجھے آج ہی بھی بے خبر ہیں۔ اور سے انہی کہیں کہ فریاد
ہے۔ اگر خوشی لڑائی پر چلے گئے تو میرا کیا حشر ہو گا۔ میں کہہ دیتی تھی
میں پہلو پہلو نہ ہو گی۔ میں ان کے کاموں سب کی جو تیاں سہی کو چھوٹی
نو تھی بگڑ رہی تھی۔ مگر وہ انہی نہ تھائے اور ان کی طرف سے ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ
وہ مسیحاں ان کے صاحب کو تار دیا گیا کہ جتنی میں خدا نہیں۔ اور وہ بھی تمام
ایک تھیں انہی مقرر کر کے آؤ اور لپکاؤ۔ ہمیں ہمارا کام ہو چکا تھا کہ۔ ہاں جیسے
بچے گئے۔ شرم سے کوئی دعوت نہ ملتا ہے اور کوئی جلد نہ کر اپنے خیال سے
مستغرق ہیں اور سکتے مگر ان کے صاحب اطمینان شہادت میں سہی کہ خود کیا
کئے ہیں۔

دوسری طرف لی سرودی اور شہادت میں کو تیار کر کے یہ طیارہ ہیں۔ وہ کہتا ہے

تہاں کرتے ہیں اور انہیں تنگ آمد و رفت آدھا سال ہے۔ کیا کیا جانتے ہیں
 ایک ہفتہ کا۔ غور، مشق، اور یہ خدا میں سر کرنے کی۔ عیسٰی نے کہا ہے
 اگر وہ گئے۔ اور انہیں کھانے پر اور ان کا چیز لیا۔ آپ کی رات اس کی گشت پر
 کہی ہے اور کہی وہ میں نے فی سوا سال میں یہ دیکھے کہ ہیں۔



ہیں۔ عام روغائے عظیمہ وہ ہیں، شوکت و کھیتی ہیں تو ایک کدو، آدھا کدو مٹی
 ہیں۔ وہ بھی تیل کا آگے کام دیتا ہے۔ قدم قدم پر اسے پختی ہیں۔ بڑا بڑا
 ہیں مگر مٹی دھوا کی ہیں ہیں۔ اسٹلم ٹکریں تو ہاتھوں کی خاطر داری کہتے ہو
 ہاتھیں تو شوکت کی طرح وہ بھی بڑے جاتیں سر داری قائم۔ کہ ہیں۔ پھر سب کی
 گرہ گھٹال۔ ناظر یہ کہ کیا نہیں ہاتھیں سب ایسی خوش سلیقہ عورتیں ہیں کہ
 سیکو دن ہاتھوں کو بٹھال۔ بھٹائیں اور کسی کو کاٹن کا بن خبر بھی نہ ہو۔ جن
 سروری کام جات ہر دانت پندہ نہیں۔ نہ سکتا مٹی ایک بھی نہیں ہیں لوگ۔
 ایک کام ہیں سب سرور ہیں۔ یہ مگر سروری یک صاحب ہیں کا چل رہا ہے
 آخری ہے جس کی سمت مقرر نہیں۔ اور اور ہر طرف چلتی ہے۔ جس
 ڈانچن مریب ہے کہ چلتی رہے۔ مٹی میں ہیں اور ہر شے
 پڑائی جاتی ہیں سے

وہ آئیں مگر یہ ہے خدا کی قدرت ہے
 کہ جس کو بھی چاہے مگر وہ

مخصوص چہرہ سے۔ حرکات سکنا سے ہر ہر بات سے ٹپک رہا ہے جو جو جگہ
 ہیں سے راحت ہیں۔ کھیتی ہیں اور نہیں جاتی ہیں۔ اصلی قدر دان ہی شوکت ہیں
 ہی کا حال ہے کہ سروری ہوں اور نہ تھا ہو۔ جس میں اس مرد سے کیا راحت وہ
 اس انعام رحمت سے اقل خوش نہیں ہوتے۔ دل ہی دل میں مگر ہی جاتی ہیں
 کہ نکھا دہری چیز ہے۔ بچا ہی کیا کریں۔ پڑائیں کا واسطہ ہے۔ اگر وہ ہوتا
 شاید۔ مٹی ضرور ڈانچل دیتیں اور ہی سروری ہاتھوں کا چہرہ ہی ہوتی
 اس نیچے ہیں اور شافی کے بلوں کے شوکت کو ہوشیار کر دیا اور سے چلی گئی
 اور ہی شوکت کو گالیاں دیتی ملتا ہے۔ سوائے بڑی انسانی مدد

کندھیں گویا اب کون دیتا خود ہی کھین اور خود ہی پھینک دیتا ہر جگہ پر
 غمور کے اسلوب میں کے ساتھ آتی تھی اس لیے باہر اب دینی دھندلوانا
 انہی غلطی سے کیا۔ تمام کو قریب قریب سب دیکھیں رخصت ہو رہی۔ البتہ
 دو چار شہر لکھن میں کچھ رسم شوکت اور سوری سے زیادہ بڑھ چکے تھے۔
 با انھیں وہ تو ان کی لڑکیاں اور ان کی ایکول والی سہیلیاں اب بھی
 ہونے بڑے طا کر اچھا خاصہ مجمع تھا۔ بقیس کا یہ حال تھا کہ کسی سے
 سیدھے نہ ملتی ہی نہ تھیں۔ حل ہی حل میں گڑھی جاتی تھیں۔ ان
 زہرہ بیگم بہت سب سے بے تکلف ہو گئی تھیں۔ قریب اور سطرت سے نوک
 شے کے لئے غلام پہنچائیں یا انہی تھیں۔ اور بھی بقیس کو کچھ پسند تھا
 ضرورت کے ضرورت زہرہ کو بلا لکھتیں اور پانچ تھیں کہ ان کی چلو سے
 ہلو سے پہلے کو گرہ باندھیں اور سوری اسکو جاتا کر لیں تھے۔ یہ
 بھی کوئی بات ہے۔ اخبار اکوٹا کام زہرہ بیگم سے انکا ہر اسے خدا کیلئے
 اسے تو گھیلنے دو۔ چائنی بی جانا۔ اخباری جنہیں قلم سے لئے تھے وہی
 یہ ہنگامہ کہ وہیں اندر باہر کئی روزہ اند قائم رہا۔ مگر کوئی عیب نہ تھا
 جتنی تھیں گئے کئی ہزار لٹ گئے نصیب ہوا تھا۔ اس چلے خور پاتے گئے کہ
 کیا ہاؤن اور کیا صورت کردی وہ تو کئے کہ دوسرے ہی روز سے بادشاہی
 نے تو کتا شروع کیا۔ ابی نہ کیا وہاں بات ہے۔ ایس پہنچا۔ آخر کوئی جو بھی ہے
 یہ کا ہے کہ برائے خاندان چہ سنگ وچہ زرہ مگر ہر بات کی انتہا ہوئی ہے۔ اب
 حضرت اسرات ہی روزانہ لگو کسان تک دیکھا۔ طرابلس کے مہادیہی کہہ لکے
 چا کر آئی۔ کوئی مسافر خانہ جو اسلئے۔ علیگڑھ کا لکھن میں چھوڑ دینے تو کہ
 قلاب بھی ہو۔ ہم سے پیرت جھون کو کھلانے سے کیا فائدہ۔ اگر آپ نہیں

ماننے تو چند دھت ہوتا ہے وہ کہتے ہیں سب ہر ایک چار روز کنگے تو کھ
مردانہ سبوں کے خاتمہ دیکھی ہے کا کے۔ جنہیں حکم بھی پہلے ہی دیں
تے نہ سانی چاہتی تھیں۔ خود ہرے کو بھی کسوٹی وہ بھی سرور ہی کے ذہن دان
پہلے پھر رات کو غلوٹ نصیب ہوتی۔ وہ کسی طرح کافی نہ تھی۔ خدا خدا کر کے
ڈانچوی بد از سب کے سب زبردستی دھت چوتے سلسلے دعوت اور جس
کا اور سرور ہی دیں تے ڈاکٹر اور بادشاہ اس کے وہاں شعلی ہوئے کو کھلا
کر پھر تے وہاں ایک ہفتہ آرام کر کے بعد جس کا جرمی چاہے وہ کو
گورنر کو وہ خانی میں ہزاروں مد پٹے کے زبردست ل گئے اور پھر ایک
ایک تھیں نئی تراش کے خاص انداز اور پیرس کے تے ہوئے اس وجہ
تے یا یون کنگے کا وہ دنیا داری تھا۔ آخر مایہ نگر چار روز زیادہ نہیں چڑھتے
یا۔ خود ہرے نہ سانی نصیب ہوتی تو باقی لٹکا تھیں بھی جو اس طوکان پہ چنبڑ
کے پیدا کر دی تھیں رخ ہو گئیں۔ اپنے جان کے دنیا فرس سامان کے متاویبی
شوہر کی عظیم مقام کو ملی اور اس کی سہولت دیکھ کر انہیں کھل گئیں ہر
چیز کو ہر ت سے دیکھتیں اور خوش ہوتی۔ وہیں مد کے بعد غلوٹ آسانکے
جہان سے ملیں ہوتی۔ جنس دن بھر کے لئے بھی تو نہیں چاہتا تھا مگر غلوٹ کے
بعد کچھ اور کئے ہوئے معلوم ہوتی۔ لہذا احتکات کا سوا کسی نہ تھا۔ گئیں اور
اس خوشی۔ اس مرتبہ اس نے عظمی سے ملیں۔ وہاں کا سامان اپنی کو بھی
ہزاروں بڑا بڑا یا یا کہ ڈاکٹر کی خوش خانی تو تھی نہیں۔ ان حرکت کے
سلسلہ کی مثال ہر چیز سے ملتی تھی۔ وہ طریب غلوٹ کو کیوں کر نصیب ہوتا
خواہ گاؤں کا کہ خصوصاً ہی بنا ہوا تھا۔ وہ دروازہ شیش آگے نہ تھی
وہاں اس کا کارگر رہا کہ آئی دیکھے تو جو کچھ پاس پاس۔ غلوٹ پر۔

مردان، داخل ہو رہے تو بھاگنا نہ گئیں۔ گھر کی سر خیمیں اور چڑے غریب کی بھر جی
 زبان سے غریب کی بھر جی گئی چاہے کون سا مستعد ہی ہو۔ بادشاہ منزل بھی شوکت
 محل سے ٹکی ہوئی تھی چروہ کرانے کی ضرورت بھی نہ تھی مگر سرور کی لے ایک
 وفد بھی نہ گیا کہ پتھر چار گھر بھی دیکھ آؤں میں نے کہ دوسرے دن وہاں سے طرح
 وہی بھوکے تھے اپنے بواہی جانے والی خیمیں شوکت دوسری سے گھروں کی خاطر
 سے لے کر لیا تھا۔ نگار، دشمن کو رام بنانا چاہتے۔ اور میں چڑے تو کچھ نہ جا۔
 لکھا کر شہر کے مذاق کا کردہ بنا چاہے۔ اسی کی سب قہیدیں خیمیں۔ دونوں کا تعلق
 خیمیں کہ انکی بھر دیکھ جاتی ہے۔ اس وجہ سے ان دونوں کی شے دیکھیں ایک
 بھی آتی جوتی نہیں گئی اور نہ دوسرے ہی دن سرور کی کے چان بولنے کا ارادہ
 تھا۔ ان تفریح کے سب سامان موجود تھے۔ ہارونیمہ پانچ گنگا تھا۔ بارگ کی
 سیر کرانی۔ ڈاکٹر صاحب کی کاٹھی بھی گھر لایا بھی طرح دیکھائی۔ نہ ہر لڑکیوں
 میں ملی گئی خیمیں۔ ان کو دن بھر میں سے کھو مسطری خیمیں رہا قریب شہر
 سلطنت۔ محمود اور ان کی دہچکی اور لڑکیاں سب ایک ساتھ اور ہم بھائی بچے
 ان کے تھیل اور سٹھنے دیئے تھے جو مسعود بھی ان کے ہوتا چاہے چارنگے اکثر
 کی قش طیارہ جوتی اس میں سرور کی۔ شوکت۔ بقوس اور من ٹھپ بیٹھیں۔
 بادشاہ حسن کی گاڑی میں چاروں لڑکیاں اور پانچویں مرادی تھا تم بھائی
 گئیں۔ گھوڑوں پر ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے، اشتیاقی اعظم اور بادشاہ حسن
 کے صاحبزادہ شاہنشاہ حسن ساتھ چوست اور اس جلس کے ساتھ سب کی
 سب سیر تفریح کے لئے روانہ ہوئیں۔ باغوں۔ پارکوں۔ بند گاہوں طرح طرح
 کئی مشہور مقامات پر گاڑیاں گئیں۔ سمندر بقیوں پر گرنے کا یہ کہو بھائی ایک
 بادام ترہ۔ ہانڈی سات میں نفیس دامن کے نور دن ملی دیکھا تھا اور دیکھی تھی

جھلکی بھی میری تھی۔ کہیں جھٹا اور کہانی بھر جی۔ شام کا جھٹ چا اور جہاں
 تک نظر کام کرے عالم آپ جھوٹ ہو کر رہ گیا۔ جھرت سے ہائی کو دیکھتی تھی
 پھر جہازوں اور کشتیوں کے حلق بھولے پھٹے سے مٹیوں سے روایت کو اٹا
 کوئی اور جو تازہ سرور سی پناؤ انہیں۔ مگر یہ جہاں جہاں کا سالہ تھا بصورت
 دیکھتیں اور سنجیدگی سے سوچا تھا جواب دہیں وہ سنجیدگی کجست اس طرح
 کی تھی کہ شکوت سے اپنی منیٹ نہ ہو سکی اس نلپ سے۔ تھی کا ایک آواز غلو
 کہا اور ہنسا خارج کر رہا طرب۔ جس لمحہ کی مٹی تھیں گھنٹیں کہا خاک اس نے
 بات لی گئی۔ آخر کچھ بچے غلو و منزل میں۔ بغیر حکم اور ہر کو اکاد کر یہ سب
 باوجود غلو کے اصرار کے اپنے اپنے گھر میں چلا گیا۔ غلو دل ہی دل میں
 غول لے کر حکم کی وحشت اور ہر ہی ہے سیکڑاں غلو دل میں گانے گھنٹے گھنٹے
 کہہ لو کہ اپنی غلو میں ذکر کندہ تھیں جو ترنہ کر رہے تھے اس ایک سکا بیل۔
 کچھ کچھ کدو پنبہ کے کتب غلو میں۔ دل جھٹاے جا میں۔ غلو کہوں اور استا
 کی صحبت کا آواز اچھا پڑے گا۔ پھر کچھ سب دہیات ہے میں اس جگر میں کچھ
 جہاں شکوت اس حکم اور سووی حکم تو میں اس وحشی کو ام کو لے کی تصویر بن کو
 لے، انہیں ہر سب چھوڑ دو۔ کاکری خیال زیادہ مشغول تھا۔ اسی پر جھٹا
 میر شکوت لکھی اور اپنی ہی سے مخاطب ہوئے۔

غلو۔ حکم کو کچھ نہیں پسند!۔ یہاں کی صحبت کیسی ہے۔ آپ گھر کا خیال تو
 تخلیق نہیں دجا۔

بغیر دجا۔ تو اب آپ اس میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ اگر اسے غلو
 جت ہے وہ کچھ کو پہنچی ہوگی۔ میں انوکھی تو میں نہیں (ایک آواز بھر کر)
 اسی کو سب داتا ہے میں گھر کا ایک ہفت بھی تو نہیں دجا۔ (غلو جی آواز میں)

جو تھے جو تھے بھروسہ ہو گئی۔

عمود۔ (دل میں قسمت ہے) وہی تم گھبرائی کہیں ہو جب اور میدان کسکی ہو گا
آہنگا۔ اور خوشی خوشی میں تو ہا چاہوں کہ آنا جانا لگا رہے۔ دیکھ لوگ کتنے ہیں
کہ لڑکی رہ گھر کی رہی ہوئی ہے۔ تم خوش قسمت ہو، ماٹا اور صفرو دان۔ ان ۲۰
بھائی بچے سب موجود ہیں اور یہاں میں تھا را جا ہے دلا موجود ہیں ملو کیا
چاہئے۔ گھر کی قسمت بھی کو ہوئی ہے۔ لکھے دیکھو کہ میں جیسا کہ بڑا ہوا۔ تعلیم
مدرسی بہت جو بھائی ہیں۔ ایسی گویا کہ سیرا وطن ہے۔ پھر بھی اگر وہی ہوتے
تھیں انہیں چھوڑا۔ ہائیں کے قریب ۱۰۰ چار برس کم سن عمر ہونے کو آئی۔
وہی مثال سے شادی نہیں کی کہ ۲۰ چاروں ہی تو انہوں سے اور بھی ہو کر رہا۔
مدرسی کے بیویوں اور بچے اور بچے گھر لے آئی تعلیم دانتہ لوگیاں بچے بچے کو
مبارک تھے۔ نقطہ یہ ہے کہ مگر طبیعت میں منہ ہے یہاں ہر قسم کی دوسری بکلا لگ
ہی اس کا تجربہ کیا ہوا کہ بچے میں اور میں تھیں انہوں کا فکر کرنا چاہئے۔

بقیہ۔ (وہی تھیں) میں کہتی تھی کہ تم غیر نہیں۔ بچے گھر سے قدم باہر
نہ نکالتے تھے گا۔ اپنے گھر میں رہتے تھے۔ لیکن وہ شہر میں کب کہتی ہیں کہ
تم منہ دی نہیں۔ جو کہا ہی کیا۔ مجھ بھت کی ایک تھی۔ آج تو انہوں کا واسطہ چچا
بان اٹھا کیا مانو کہ لڑائی پر چھا۔ میں بھلائی لڑائی بھگت رہتی تھی۔

عمود۔ لڑائی کا کرونا نہ کرو۔ یہ وہی تو ہماری تھائی لڑائی ختم ہوئی ہے۔
اس کا خیال میں نہ کرو۔ کہا مانو گی تو تم میرے دل و جان کے ملک ہو لڑائی
کسی۔ شہرہ تو آئی ہے۔ اب چلاؤ کہ شوکت اس کی کوٹھی اور اس کی بھانجی
پسند آئی۔

بقیہ۔ اس کو کوٹھی کا کیا کہنا۔ شاہی محل معلوم ہوتا ہے وہی اس سے بہاں

و ان اکیس کے بیٹے ہو گئے۔ چاروں کی فاکھوں اس کی عبادت میں لگ گئے
ہوئے تھے۔ دوسرے چھ بچے، ان ہی سے ہیں جن کو اب بھی ان کی جوتی باغ سبھی کہتے
ہیں گوڑی عبادت نام کر رہے ہیں تو شاید کوئی نہ سمجھ سکے۔

محمود۔ پھر وہ کیوں دنگن اور غلوں نے اپنی کوٹھی میں بہت سے عجائبات جمع کئے ہیں۔ وہ پہلی کوئی نہیں صرف ہوا بہت ہوا۔ لیکن بہت سی چیزیں ہیں جن کی شکلیں کی کہنے کی جاتی ہیں۔ اکثر ان میں انہیں کی کار گیری ہے۔ خود بخود یہاں ایک سہری کی بہت سی ترکان خریف ہوا کرتا ہوتا ہے۔ ایسا اقیس اور وہ دیکھ کر حیران و شگفتہ رہتا ہے۔ اگلے انہیں کے ہاتھ کا کام ہے۔ اس کے ہاتھ میں اپنی اپنی چیزیں۔ سنا جاتا ہے کہ وہ دیکھنے کا کام ہے۔ اسی چیز میں کہیں کہیں سے غیب ہوتی ہے۔ ہاتھ میں ہر چیز ہوتی ہے اور کھڑا رہتا ہے۔ انسان کی انہیں کر سکتا۔ تم چاہو تو تم ہی اپنی کوٹھی میں رہو۔ بہت کر سکتی ہو مگر تم کو روپیہ دیا اور وہ ان صرف کرنا دے گا۔

جنتیں (قرآن سے سکوت کے بعد) میں گولڑی اٹھائی مگر یہ کہہ سکتی ہوں۔
 صہبہ دکنل چوٹے ہڈی سے نکل، دشکاری کوئی سکھاتے، شوق کمالے
 آتے، ملک بات چوڑاں کا مدد کوئی روئے (خمسکر) بجے تھا ہے اوپر
 انوس آتے کسی آتے تھا ہی چوٹی، بجائی کسی جرد، ہر لہجہ جانی
 جو، گھر گھر ملتا تھا، شعلی، روزہ آجاتی ہیں

گھوڑے، بیلے، چرواہے، قلعہ داروں، سب نے بجا بھی کا نعل اور اس کی
 جھوٹے سے لپٹو کی۔ ہم کہتے ہیں کہ قلعہ داروں کا مکان ویسا ہی سمجھو۔ وہ کہتے ہیں
 کہ، شکار ہی کوئی نہ کھا سکے اور سلیقہ کہاں سے آئے۔ ہم کہتے ہیں کہ شہر سے
 تم کو کیا نہیں رہا ہے۔ دوس کو کہہ کر اب کھاتی ہو۔ ہا ہو لو سوزن کاری

دست کاری سب ہی بیکروں میں گئے ہیں کہ راتیں۔ نیم کو تو ہم اندھندہ ستانی
 عورت کو تو چند ستانی عورت ایک سے ایک چوڑیا رکھ دیں جو چاہو چکرو
 چوہا چوڑو لو۔ کسی کو کانون کانون خبر بھی نہ ہو۔ اور پھر چوڑی تو کیا خبر تکا بھی
 خمار سے ٹھکانہ میں اس طرح کی قیلم کا دستور نہیں۔ اتھار کیا تصور ہے۔

زیر پرہیزگار۔ (بھولے ہیں سے)۔ ہاں ہی کی تو ہے۔ تم کو ہادی جان کی سرحد پر بیکرو
 اور جلی جال تو کام کھادو۔ فریضہ پریم کا کتبہ خدادا رہا اچھا ہے کہ اس سے
 اس کے کوئی ہی نہیں چاہتا۔ لڑکیاں ایک وقت سے ہر کام کرتی ہیں۔ چڑھتے چھ
 بندے کھیل سب کے وقت مقرر ہیں، ہر گشت بجا اور لاو ہر کام ہلا۔ شانہاں
 نہیں۔ ہندو ستانی سب ڈی نہیں کھڑی سب تک چڑا یا تب تک اور چٹانی
 ہیں اور سب چڑھتے دایاں اور اوپر چڑھتے فراغت ملی سب سیدیاں
 چو گئیں۔ اور پھر اپنی ناز قرآن کی دلی ہی دیکھو ہے۔ کیا محال ہے کہ کسی آدمی
 کی ناز قضا ہو جائے۔ یا صبح کی تلاوت چھوٹے۔ سرور ہی بلکہ صاحب دان میں
 کنگے ہی چکر کرتی ہیں۔ دنگی باز ہیں۔ ہنس رہے ہیں سب کچھ ہے لیکن بڑا بڑا
 اٹکا ایسا ہے کہ بڑے ہانڈے والوں کی جان ٹھٹھکی رہتی ہے۔ میں آئینہ اور سرور
 لفظ ذاتی عمل گئیں۔ ایک کھادوں اشاعتوں کو بھی اور چڑھتے دایوں کو
 بھی جانپ لیتی ہیں۔ پھر دوسرے وقت ایسی خبر لیتی ہیں کہ اللہ دے اور
 ہندو نے۔ ہنسی ہنسی میں پیاز کے سے چھلکے آدھڑ کر رکھتی ہیں غلوکت
 آدھڑ صاحب سے انکوئی نہیں ڈرتا۔ چارہ ہے اختیار ہی چاہتا ہے کہ ہم بھی
 چڑھتے اور ان سب کے ساتھ رہتے۔ (بھولے ہیں)۔

بقیوس۔ زہرہ رقم نہیں دانی کرتی ہو۔ تم کو انان نے قضا سے دھکا دیا ہے
 مہرار سے اور بڑی بات میری بچنے کے لئے ساتھ کیا ہے۔ یہ غلوڑی کہا ہے

کہ وہاں دیکھوں میں ڈپٹے تھے چار اور دم گھرا کر بنا۔ پھر آپ کا اصل جاتی ہو جاتی
چلتے تھے جاتی آئی ہے اس کے غلوں نہیں کرتے ہیں انہی تو بے ہوشی مانی
گوں ایک عورت گھٹا نہیں آتا۔ قرآن پچھنے میں ڈپٹا تھا وہ بھی آپ ابھی طرح
یاد نہیں تھے۔ اپنے زور و دیوانہ خوں بہت چڑھ چکیا اور گھٹا بھی لیا۔ آہا
ایسے غلوں بہت۔

محمود۔۔۔ تو بالکل ناگہنی ہے کئی اچھی بات نہیں رہی ہو بلکہ جو ہر ضرورت رکھوں
میں داخل کر دیں گے۔ تم اپنا دل نہ غور کرو کل نہیں تو ایک ہفتہ کے بعد ہی
میں ماسوں جان کو خط لکھ لگا اور ان سے اجازت حاصل کر لگا۔ ابھی تم اپنی
بائی کو کتب خانہ کے بیوں رنگین سوداؤں کے غلاموں دیکھتیں تو خوش ہوجاتی
اور خود بھی خوش خوشی نام نکالے کو آگاہ ہوجاتیں بڑی چوک تمہارے ہوتی
آخر چھٹا چار دی سالی۔

ترجمہ۔۔۔ میرے دو لڑکے تھے آپ غور فرمائیے اجازت نہ لگا دیکھئے۔ لہو گویا نے
تو بد بڑ فریشتہ بلکہ اور سطوت آگاہ کہ ہم اپنی باقی کو بھی بگاڑ گئے۔
دعویٰ جو اب دیتی تھیں کہ کتب کی لڑکیاں ان کی دعوت کرنے والی ہیں پہلے
دعوت ہوئے اور اس میں ہم سب سے طعنائے ہو جاتے۔ پھر ان کو اختیار دیا
جب ہمارے آئین۔

محمود۔۔۔ دل میں سرور ہی بلکہ بڑی محنت ہی سے چل رہی ہیں، توہم کے
آپ کی باہمی کر اور آپ کو پارسی دیکھئے وہ ملی ہے۔ سچ کیا ہے میں کر دیکھو
میں اپنی چلتا۔ ایک جوڑہ کپڑا اٹھا دیا۔ لوگ گھبھیں گے کہ کوئی بگڑ رہی۔
وہ چہ (منکر) تو آپ محمود سے محمود بلکہ بڑا ہے ہیں۔ دو لڑکے تھے آپ
ہاں کیا اختیار ہے ان سے کہے۔ ہاں آپ سرور اندہ ہو گئے تو اچھا تھا۔ میں

سب کو اپنی ہوتی۔ آپ تو خوب میسر ہو کر تے ہیں اور ہم گناہیان غمور ہیں
نہ رہتے ہیں۔

بلقیس۔ نہ ہر وہی دیکھتی ہوں کہ تم بھی میری کی ہوا لگ گئی۔ ہے ہے
مخاردا، غمور، اباجان کتنے تو جاس سے باہر ہو جائے۔ اباجان تو اباجان
ہیں ہیں۔ پتے، دان جان ہی منسل ڈا جین۔

نہرہ۔ دوی۔ گھر بھی میں میسر ہو کر تے ہیں۔ یہ بھی کوئی بات ہے
کیا ہمارے جان ہی نہیں۔

بلقیس۔ بس میں مجھ سے باجین نہ جاؤ چلے۔ دو دو نہیں بھانے تم کو تو جانا
نے غراب کیا ہے۔ ذکی کا ذبے ذنون۔ انڈر ٹھکرے۔ دو دن میں یہ
حال ہے۔ آگے۔ آگے دیکھ کیا ہو رہا ہے۔

عمود۔ آفراس پھاری نے کیا کیا۔ یہ ڈانٹ ڈھپ کبوں ہے۔ سب جانتی
کہ تم جی ہو میں کس کا بھائی میں ہوں مجھ سے بظلمہ نہ دیکھا جائیگا۔

بلقیس۔ ہر گے بھائی۔ بڑے وہاں سے آئے بظاہر راہ چاہیں چلیں۔
تو کی نہ جائیں۔

عمود۔ (ہنسر) جو راہ کی بھی کسی۔ ساخا واضرے بھدار لڑکی ہے ہنکار
مخاری طرح غمور ہے ہی ہے۔ خواہے عقل دی ہے۔ نیک بد بھتی ہے گھر کی
خیر آخر کون ہی۔ ہی بلقیس ڈگرہ کر ہی ہوں تم تو یونون ہیں۔

عمود۔ دل میں نہ بٹے سے انگریز جاتی ہیں اخیر چائے بھی دے۔ یہ مطلب
نہیں ہے کہ تم مخا ہو جاؤ تم نے بھی ایک بات کہی۔ چنے بھی کہی۔ اور نہ ہر وہی
بھائی ہم سے دو روز بھٹکتے ہیں۔ سالی میں تو ہیں۔ تم سے زیادہ ان کی خاطر
قرض ہے۔ پیاری کی بیبا۔ ہی اور زیادہ بیباکی ہوتی ہے۔

ہن نگارے کی باتوں سے جیسے یکم کا غصہ فرو ہو گیا۔ پھر اوہ ہر اذہر
 کی باتیں چوتی رہیں۔ دوسرے روز بی سرواڑی یکم کے بیان کا جگہ لگا تھا۔
 وہاں بیڑی بیڑی نظر میں آئیں۔ پھر وہ ایمان کوئی نہ تھیں۔ شکر اور انکا
 خانہ میں بار بار کتب کی آستانہاں اپنے اپنے کشیدہ لئے ہونے لگا تھا
 کا کوئی دوسرا کام کرتی ہوئی موجود رہیں۔ وہاں بھی ہر چیز کا جواب
 ہی نظر آئی۔ جیسے دل میں آتی تھیں کہ یا افسر کی پیش کش اور سلیقہ
 تو نے اس سب کو دیکھا ہے میں تو ان کی ساتھی ہوں تو ان ہوں۔ اس کی
 نہیں کہ اس کے پاس جھون۔ مگر اس خیال کے ساتھ ہی ساتھ خانہ دلی ہو گیا
 اور جہالت کم اور سوجھ بوجھ تھی۔ میں پڑھ لکھی رہیں۔ زادی ہوں جس کے
 دو عقیدے ہیں۔ ایک کہ کوئی اسکو ہندو سلیقہ سے کیا مطلب سونے کی ہوئی جس کے
 سر پر لکھ دی وہی نگوڑی ہوئی بن گئی۔ خانہاں ایک سے ایک ہوشیار
 ہوئی ہیں۔ سینا پر وہاں سے زور کر رہے ہوں کیا جانتی ہوں گی۔ گھر کی
 خیمیں سان اپ نے سب ہر سکھا دیئے کہ جیسے ہی ہر کوئی اس وقت کے
 مکر سے کسی دینی تھیں۔ افسر کی رہی ہے اس کے بڑے کا رہا ہے۔ جیسے
 ہا ہے جتنا دیکھتے۔ دن ہنس مذاق کھیل کود میں صرف ہوا۔ جیسے
 کی آواز کو کیا کرتیں۔ جو نیا سان آنکھوں کے سامنے آتا جس کی آواز
 ہر دہشت۔ خیال ہی خیال میں رہیں۔ زادی۔ شاہزادی سب کو
 تھیں۔ شکر سے کھی تاک پر نہ تھیں۔ افسر۔ پھر بھی خیر ملاست کرنا۔ (۱) لکھی
 تھیں۔ زہرہ میں بات نہ تھی۔ جیسے ہی افسر میں بہت تھا اور میں
 دلی نوٹ سے کو سون۔ وہ تھی اس لیے جو چیز تھی اس کو خوب کھتی
 جب مجھ میں نہ آتی اور نہ میں جواب دینا تو ترپنا یہ سہو سے جس سے سوتھ

اں جانا اُس سے بچنے کی کوشش کرتی اور کبھی بچیں میں بھی نہ گریہا۔
 جو جی تو کیا کتنا تھا۔ ابھی تھوڑے اٹھا۔ ہر سال میں تھیں جو ہڑیا تھیں کچھ
 تھیں۔ اور پھر خدایت اُس کی ساتھ اس لئے کہ سرور کی اور شوکتاں
 اس کا ہمد کر جی تھیں کہ مجھے بن چڑے نمودار کچھ شوہر کے مذاق کی بنانی چکا
 نہ کیا جاتا ہے۔ اُس ہی حالت ہے کچھ اچھے نہیں۔ اُس کا ہمد کوئی کہیں جو
 اور سرور کی اچھا کی دیکھنے ہی نہیں دیکھا۔ کچھ اچھے نہیں۔ خدا کی ہمد۔ پڑھو
 لئے پڑھو پڑھو تھیں۔ دل کی چوڑی ہے جہاں کہیں ساجا ہے۔ فقیہ
 ہے کہ پڑھا کھا دل ہی ہیں۔ کتنا ہے کچھ نہیں ہوتے وقت۔ اکثر یہ بھی ہوتا ہے
 کہ وہ اُس کے لئے تڑپا۔ تڑپا کچھ کام دیتا ہے اور جو اچھا نہیں ہو سکتی
 جو ہر کمالی اور مرض میں خدمت پیدا کرتی ہیں اُس کے حصول کا اور یہ تھا ہے
 ہے پڑھو ہیں۔ بات کہان۔ ہے یس اور عبوری صہ اپنی تڑپا تھا بھی
 مقصود ہو سبت عظمت ہو بخانی اور اپنی خدوں سبکی تھوڑے میں ہنگام
 اُٹھاتی ہے۔ چاہئے تھا کہ تھیں کچھ میں دونوں کھروں کی خاطر دارحان سے
 سبب غوطہ ہو تھیں اور بیان کا سامان اُن کے لئے بہت کم تھا۔ عبادت
 سکھتیں گرا رہا نہیں ہوا۔ دیکھا سب کچھ اور نہ تھیں ہی مشق رہا مگر کچھ
 اچھا تھیں چاہتی تھیں کہ کس طرح جلدی چھٹکا سائے تو اپنے کچھ جہاں کچھ
 کہ بھی نہ سکتی تھیں۔ کسی کئی بات پڑھو سے تھیں اور اُس پڑھو کے تھیں
 کہ کچھ دل کی جہاں اس لئے۔ لیکن سرور کی کی وجہ سے اس معاملہ میں بھی نہ رہی
 ہی رہی۔ خدا خدا کر کے تھیں ادا تھو۔ اُس کی ادا کیا ان دس بارہ
 ایک کمال میں نمودار کچھ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ دعوت۔ چاہئے مقصود تھا۔
 - - - - -

خاموشی کر کے کتب کی طرف سے دستِ کاٹھا بھی ہے اور باغِ جنِ اُردی بھی۔
 امید ہے کہ آپ ہم لوگوں کی دستِ دعا قبول فرمائیں گی۔ اسی فکرِ سلطنتِ عباس
 کی خاطر ہیں۔ جیسے انیس چھ گنتی تھیں کہ جواب کیا دیں۔ اقرار کریں یا انکار
 لیکن سرورِ دی و دین بھی کام کریں۔ ہم بھی کو گھبراہڑا ہوا دیکھ کر دل اُٹھیں گے
 ہے چنانچہ دعوتِ مکتوب ہے۔ تو گھر کا معاملہ ہے اور بیٹوں کو چارہ چرواہہ
 اسی طرح سے جیسے بچہ کو بھی کھانے کی حیات ہوتی۔

جیسے۔ پہلی دس کی کیا ضرورت تھی کہ ان گناہ دعوتیں کر دیں۔ اب ہم کو بھی
 یہ موقع۔ کوئی دن قالی ہی نہیں جاتا۔

سلطنت۔ خانی جہاں آپ نے ہمارا کتب نہیں دیکھا ہے۔ این در گھروں کے
 چھوٹے ہیں وہ ایک خانہ و عمارت ہے۔ ہم سب وہیں رہتے ہیں۔ وہ کچھ ممکن
 ہے کہ ہنس بگڑ جائیں اور دین نہ جانیں۔ کل بکھر چکے تو آپ بہت غصہ
 ہوا گی۔

جیسے۔ تو خضول کے ٹھکانے ہیں۔ یہ دین اور امت چلنے کو تیار ہوں مگر
 یہ دعوت کیوں۔ لڑکیوں کو لٹھروں پر بھی سے پھانسی پڑے۔

سلطنت۔ خانی جہاں ہمارے کتب کی لڑکیاں سب کھانے پہنچے گھر لوں کی
 ہیں ساہوکار ایک روپیہ آئے تو ان کی اس زمین میں بیج پڑتا ہے۔ وہ گھڑی
 رقم جیت ہی چوٹی ہے۔ عیاذ میں ایک دعوت ہم سب ضرور کرتے ہیں لیکن
 ہمارے سب کے ہاتھوں کی پکائی ہوتی ہے جو بیکین بکائی جاتی ہیں اگر اُٹھیں
 سے ضرورت نہ ہو تو وہی بڑھ گیا۔ اور وہاں وہ شوق پیچھا ہوا۔ یہ خضول غریبی کی
 ہوتی۔ اس سے تو کتب کی ضرورت ہے اب کی صورت میں جو لوگوں کی غرض مستی
 سے آپ آگئی ہیں تو اس سے بڑھ کر کوئی اچھا موقع ملنے کا ہو سکتا ہے

ہر شخص سے اور جدا سے ایک مشرق قائم ہو جائے۔ ذرات ذرات ہر ایک کسی بھی
 چند عقین۔ علوہ کو زمین بجا آجیا اور اس کے لیے اس کے جھوٹا کر دیا۔ جمال
 نہیں کہ اس کے محل جلتے اس سے اس کے کتب خانہ کی کوئی لڑکی ایسی ہی تھی
 کہ جس کی روح اس سے جدا ہوئی ہو اس کی ایک فریضہ کو لے کر دیا کہ کھا تھا
 جب وہ کسی بات میں خند کرتی۔ ہر وہی کو لینی۔ لیکن وہ اس کی طرح نہایت
 سنجیدہ اور کبھی ہر وہی لڑکی تھی۔ وہی ایک طرح اس کے ہاتھ سے چلی۔
 سلطوت پر بھی سلطوت کی وجہ سے کہ وہ اس کے پاس اس کے دل سے ڈرتی ہے
 تھی۔ مگر تھی تو انہیں کی تھی۔ لڑکی کا چلی۔ حیات و زمین میں آتی کہ اس کے تھی
 اور جہاں سے چلے گی کے چلے جائیگی۔ ہر وہی سرور کی کی کیا جمال کہ
 اور ہر وہی۔ ذرات ہر وہی اور وہ ہر وہی۔ یہی وجہ تھی کہ اس سے سید سے
 کھنڈ نہیں ہر وہی عقین۔ اس کی ہر وہی کا ہر وہی تھا کہ ہر وہی لڑکی کو اپنی سرور پر
 لے کے ہے دیا ہر وہی ہر وہی اور انہیں ہر وہی کی ہر وہی کر دیا تھی۔ فریضہ اور
 سلطوت کا چلی اس کا ساتھ تھا۔ اس وجہ سے سلطوت بھی ایسے ہو گیا ہے
 سرور ہر وہی اور علوہ ہر وہی ہر وہی اور گردن ہر وہی۔ سلطوت بھی کبھی بھی
 دیا کرتی عقین گردن کے بیان و کام زیادہ ہوتا۔ سب کچھ اور وہی ہر وہی
 ہر وہی۔ کھا کھا دیا بھی ہوتا اور اسی سلسلہ میں طرح طرح کی باتیں اپنے اور
 ہر وہی کے چہرہ کی بیان کیا تھی۔ سرور کی کی تیز فکر علوہ پر اکثر ہر وہی تھی
 اس کے حرکات سے کھنڈ کی جانے پر حال بہت گہرا۔ وہ اگر ہو سکتی ہے
 تھی کہ اس کے ہر وہی تھی۔ اور اس کی جوانی کی انہی خرابیوں کا۔ فریضہ
 تعلیمات کا اگر ذہنی ہر وہی ہر وہی تو اس کے کھنڈ کے سے ہر وہی ہر وہی
 ان سب کا اچھا خاصہ اثر اس کے لئے سے دل پر چلا۔ غار اور ہر وہی

ابھی اس سے تازہ ہوتی۔ سلطان حسن باپ کی بیٹی حسن اس لیے آج اس میں
 حیدرآبی صاحبزادوں کا آئندہ بیاہر بھی اثر نہ تھا۔ اس وقت کی بڑی پابند حتی صبح آٹھ
 نماز سے غائب ہو کر اپنی بھولیوں کے پاس جاتا۔ اس قلب ناگہم و سہری
 حرکت سب کو سلام کرتا اس کی حالت میں داخل تھا۔ غرض کہ جان بگ کہ
 انسانی تدابیر کا داخل ہے تو یہ شخص کا مکتب خداداد تعلیم و تربیت کے اعتبار سے
 اپنی نظر پر ہی تھا۔ علم۔ پیر۔ فن۔ سلیقہ۔ خدا کا خلق۔ دلوں کی طاقت
 ذہب کی آسوداری۔ اسلامی بھائی دار۔ وہ کہ کسی بات میں جو وہاں نہ ہو سکتی
 جاتی ہو۔ مگر سرور کی فکر پر استیلاں تو بیکار بجاتے اس ایکویلی کو مدد حاصل ہوتی
 کر دیتیں۔ کتنی ہی بھولوں اور سرور شدہ تعلیمات کی مدد داریوں نے ان سے کہا
 اور اسرار بھی کیا کر اس بندہ نے ایک آتے کے سوا کبھی حسی نہ بھری۔ جانی
 یہ مکتب میرا کھلو نہ ہے۔ اپنے بھائیوں کے لئے میں نے قائم کیا ہے۔ چائے انکا
 ہی تعلیم دلوانی ہوں۔ سب یہ سب ہوشیار پہچانیں گی اور اس نے شوکت کو کوئی
 بھولتی نہ دی تو توڑ دوں گی۔ میرے یہ عذاب کون اے کہ اس کوئی سے کالج
 کر دی۔ دہلی کی شوکت کی ادنیٰ ہے کہ اسے وہاں چلتے ہوئے رہتے ہیں۔ بولا چکا
 مدد خود بھی دیتی ہیں اور مجھ سے بھی ملاتی ہیں۔ خیر شوکتی نام بھی اس کا بہت
 بھیس کی دعوت تو کیوں لے کی سکھانے میں سرور میں کھینچے ہوئے۔ فی سرور کو
 بھائی کے خیال سے آٹھ گیارہ ہے چاہتی ہیں کہ سلطان و خلیفہ کی بھائی و خلیفہ کا
 اور تقریبی کوایت خصوصاً کہ جو خصوصاً بھیس چلے کہ ایک خلیفہ حق کا نام ہے
 اپنے شوکت کی خوشامد بھی کوئی بول نہ لاتی میں جانتی ہوں بھی گاہے نہیں ہوا ہے
 کر گیا گھٹان پڑتی اور آٹھ گیارہ خلیفہ تھا یہ ہی حلقہ پڑا ہے۔ یہی کے خلیفہ کا
 ایک روز قبل ہی سے سطر سے سرور پانی کی طرح بیکار سے صورت ہوا ہے۔

نظر کے ذائق اور سلیقہ کی جہاں ہے۔ اصل سیر و سفر کی جگہ ایک کھل کا
 بن کر رہا ہوا ہے۔ اس کی ہر اسنگلی کھلیا گستا بہت سے فکر و نظر میں
 اندک کا اکھاڑا ہوا ہے۔ وہ دو طرح اور نظر میں سبکدوشی کے قتل سے متعلق
 ہے۔ بہت شش قیمت دیکھیں ہی نہیں اور اپنی وہ جگہ کی کریمیاں اور ہنر
 کہیں لگائی نظر سے رکھے ہوئے اور کسی جگہ پھولوں اور گوشے کے ہر طرف
 ہیں کہ آدم آگئے اور مظلومان کی مدد میں تھک چست ہیں برقی مدد میں کے لئے
 جہاں ہر جگہ پر جگہ قدرت خدا نظر آتی ہے۔ اس کے اندر داخل ہوتے تو اسے کہ
 جی نہیں جانتا۔ عورت کی ہلکی ہلکی خوبصورتی دیکھ کر تڑپا کر دیتی ہیں۔ ہاں کہ
 اوپر اور ہر شے کی ہر ایک طرف تو کھپ خانہ ہے اور دوسری جانب کھانچا
 دیکھ کر کہہ۔ اس کو بھی کھانے کا کھانا ہر طرف میں نظر ہے۔ ہر طرف
 ہار کی پیا پیاں ہر طرح کے مصنوعی پیل۔ سب نئی کھپے ہوئے۔ کھنڈ
 اگر کی کار پیرا اور ہر ایک طرف سے دیکھیں۔ جی سیر دیکھیں اور ہر طرف کا
 جہاں ذاتی اور سلیقہ ہے اور بے انتہا قابلِ توجہ۔ کچھ کہہ جاتے ہیں
 کہ وہ دونوں عمر میں خدائے پیدا کی ہیں۔ اور بچا تھا ہے اور اپنی کو رہی
 کا ثبوت۔

جن جانوں میں ہوا تھا کیا سہاوت کھل جاتی تھی۔ جیسا کہ جگہ سے
 سامنے ایس تھا۔ دیکھیں ہر طرف کی طرف تو ہر طرف۔ جی سیر دیکھیں کا ہنر۔
 موسم ہار کی ابتدا تھی۔ ہر جگہ سے ہر طرف میں کھنڈ کا ہر طرف
 کرتی تھی۔ سیر و سفر اور ہنر میں۔ لکھو انیاں کے ساتھ اس پر صبح غلام کی
 آبیاری اور سونے میں سہاگہ کا کام دیتی تھی۔ پھولوں کے گلے ہر
 جگہ۔ جی سیر دیکھیں۔ ہر طرف کی خوبصورتی دیکھیں۔ لکھو کی ہر طرف میں

اور پھول بھی کیا امت واپس آئے تھے۔ غلاموں کے چھوٹنے کی جبارہ اسپرہا
 کی انگلیوں پر چھو ہانکا گرد وہ پیل اٹھاتا اور سیر کرنے والوں کے دامن
 و ہرہہ پر چڑھا جسٹ برہن کی پیش کا نقشہ آگھری کے سامنے کھینچا تھا
 یہاں بھی بڑے بچوں والوں پر خامیائے نصب ہوئے ہر ہر گوشے میں
 چھوٹی چھوٹی بیڑیاں اور کرسیاں بچھائی گئیں خشک قرسیوں پر ٹھکانا
 انگریزی دھند و ستانی دانی کی بو تھیں یہی کچھ عیا کیا گیا۔ بس روز
 اور ناظر بیک کا انتظام تھا۔ ہر چیز انفرادیت تھی۔ وہ چھوٹی مسجید
 اب شام کے کھار بچتے ہیں جو جو رنگین چوٹی گئیں تھیں کچھ قبل از وقت
 ہی آگئی تھیں اور کچھ اب آ رہی ہیں۔ زہرہ بیگم اپنی سیلیوں کے ساتھ
 سٹل سے مارہ بچتے بچتے وہ بھی نمود کے زور و آن آئے ہائیں چل چلیں
 جتنی بقیں بیک کا بھی گک چند نہیں۔ آدمی پر آدمی جاتے ہیں اور وہاں اب
 آگئی ہوں۔۔۔ اور تب آگئی ہوں کورنگ لاپاچار ہے محمود نے جان کی
 دھوئی کے طرف سے نیلی کے ذہن نشین کئے ہیں۔ یہ بھی اصرار ہے کہ
 حضور ہیں ہوں کی قسم کچھ شکریہ کے طور پر کتنا ضرور۔ ہمارا غائی نہیں کیا
 بلکہ جہرہ ہمارا ضرور نکھر رہا ہے وہاں ہے اس موقع کے لئے لباس بھی نیلی کے
 واسطے خاص طور پر تیار ہوا ہے۔ ساڑی بدلنے والے کا تو اب گھر کے ساتھ
 کے ہوتے وہ بھی نہیں آتا۔ ہاں اُن کے خاندانی لباس میں کچھ بدلتی ضرور
 ہیں۔ لیکن بھی ہے۔ حرکت بھی ہے۔ بس اس قدر تغیر کہ جو بیک کی مرضی کے
 تحت نہ ہو۔ پھر بھی بقیں بیک میں بہت کچھ فرق ہے چاہے وہ خود محسوس
 کریں یا نہ کریں۔ ہندو ہندو کر کے وہ گھڑی بھی آگئی کہ اُن کی گاڑی بیکل
 کے چھانک پر لگائی تھی اور چھوٹی ڈی سب خوش خوش خیر خیر کے لئے

ہی ۔ ہاتھ پکڑ کے انہی طرف گھبٹ گیا ۔ اور کھڑا اور نوں باغ میں دیکر محبت سے
 دیکھنے لگی تو بقیس کی آنکھیں خدمتِ خاصہ سے نم پائیں ۔ بٹایا گیا ۔ سچہ ہے
 تھاری بار بچ کرے انہیں نگارے کے ساتھ مل ہی تم میں گودتی پھرتی دیکھ
 کر کیا اہما وقت ہے ۔ اٹھیں ہیں ہر نوں کی طرح بھاگیں ادا ہی ہیں یہ بھی کھٹل
 نہیں کہ اب جاہ کا وقت ہے ۔ ہاتھوں کو کچھ کھلا دیا جا رہے ۔ اور دھن میں گون
 گیا ۔ اس نگارے شہر کا دستور ہی ہے ۔ دیکھو بڑی بڑی گروہاں ہاں ۔ وہ جا چل
 کے غول میں باغ ہر من بڑی پھرتی ہیں کوئی بقیس کھیل ۔ اسے کوئی یہ نشانی
 کوئی چھوٹا کوئی چکر ایک دوسرے کو مار تی ہیں ۔ آپ تم اس سے بڑے چل رہے ہیں
 یا شہر کر تھارے ہالے کی رہے سب رہیں ہونگا جائیں کی اور وہ بڑی
 طرح کھانے کی چیز دی پر ٹوٹے پڑے گی ۔ یہاں کوئی کاغذ کا نوں غول سے
 ہی ہے ۔ خوب کھاؤ خوب گور ۔ اسی کا نام گارڈن ادا ہی را باغ کی موت
 ہے ۔ اس طرح کی باتیں کرتی اور کھاتی چرتی ۔ باں سر دی بیکر ۔ بقیس کا ہاتھ
 اپنے ہاتھ میں لئے چسے ان پر ہونگے ۔ محمد دیکھ کر کہتے ہی چھٹی بڑی سب
 کچھ توڑ پھڑ ہیں اور کچھ سکرانی خرابی خرابی انہیں اور کھانا خراب ہو گیا
 تو کیوں کا غول خرابے بھرتا اور اگر ہم بھاتا سب سے بعد میں جو بھاتا ہر ہر
 جائزہ دیا گیا ۔ چل کھاتے بھی گئے اور ان سے مار بھی کھینچی گئی ۔ سلسلہ
 آخر ہوا تو بھڑاٹ میں اہا چو لڑی ہوئے گی ۔ تو کیوں نے بقیس کو سڑک
 کے آغوش سے آن گھرا اور بلا کھانوں کی غفلت کے بدھری چا کاشن کاشن
 لے گئیں ۔ سطوت اور ترشیدہ اس پر اور ہر ہاتھ پڑائیں اور دڑائی پھرتی
 بقیس نے بھی سی میں بجات دیکھی گئے کھٹنی سے دی کر چکر جواور
 لڑکیاں کرتی ہیں ۔ شکست یہاں تک نہ پہنچی ۔ جیسا ایس دیا بھیجی ہی

عالم چوٹیں۔ ارج کا ایک ایک کونہ دیکھا۔ اوپر اور ہر گوشہ میں بھلا اور خیر
 بھی تھے۔ ان کی طاقت آگنی و آبی و ہوا کی چھوٹی چھوٹی سہک کے بھل بھلائی
 جو کہنے لوق کھسٹ ڈالے چھرب کی سب سر کے کنارے ہو نہیں۔

وہاں ایک جانب سرودی و عزت بھی اپنی چند سیلیوں کے ساتھ حضور
 کا خدمت تھیں۔ سرودی نے لڑکوں کا غول آنے دیکھا تو بہت اطمینان سے
 سر کے کنارے بیٹھ گئیں اور عزت کو بھی بٹھال دیا۔ انہیں بھی کنارے کھائے پکائی
 خیریں دیکھیں۔ گھاس پر باطل لب آب۔ کچھ گلاب کے پھول والی خیریں
 پانی میں ان کو تیرنے لگیں۔ لڑکیاں دوسری طرف تھیں ان میں سے ایک نے
 آگے بھاگ کر حرکت کی کہ ایک کچا مرد وہیں اس مقام پر کہ جان سرودی پر
 برقی ہوئی تھیں چھینک مارا۔ وہ زور سے پانی کی سطح پر چلا اور سرودی کو کچا
 سر و ہوا پانی کی چھوٹیوں سے بھیگ گئی، عزت نے سرودی کی روکھا ہوا
 کھینک لگایا۔ پھر اتر سے اور چہرے سرودی اور عزت اور ان کی ساتھ
 ہوا یہاں تک دو سو سے پر پانی سینکے لگیں۔ اوپر لڑکیوں نے وہی حرکت کی
 چھوٹی چھوٹی تھیں سب کو خیر اور ہو گئیں۔ بقیں ایسی کہاں کی لگا کر
 آئی تھیں کہ وہ لگا جائیں۔ غرض کہ خوب ہی آواز کھٹکے پانی اچھلتا رہا۔

پھر سبوں نے کپڑے ملگا ملگا کر وہیں ٹھنڈی کے بہہ میں اوپر اور ہر جگہ
 حب و حق۔ بے غی و بے غی گئے۔ اس کے بعد ہر سب کی طرف رخ
 کیا گیا۔ اور سب کی سب ہال میں جہاں جگہ بیٹھ گئیں۔ اور مجلس کی کھدائی
 سرودی کی جہاں آگے شروع کر دی گئی بقیں کے لئے اپنی ہر ہر بات
 ان کو یاد دلانی تھی اور تو سب شہزادوں کی بھاری سے غور توں کا یہاں سے
 شہزادوں کہاں دیکھا تھا اور نہ اس کے خیال میں، سب سے شغل ہی

خوبن داریوں کے خاپان خان تھے۔ طرح طرح کے ککر کا شجر رکھتے دیکھ کر
متوجہ ہو گئی اس پر ہی محبت کے ساتھ۔

سرو سی بیگم کی اقتصادی ترقی

جنو اور چچو، آج کی شب بین تم سمجھوں نے ایسا زور ہم چا پا کر مجھ نگوازی
کو میں اپنی جوانی اور بچپن دونوں ساتھ ہی ساتھ یاد آئے۔ سوا پور جاتے ہے کہ
بچپن کے آگے اور پھر شباب گزراں ہوا اتنی ہی جلدی ہے۔ بارش کی
پرکھوت کی طرح گئی۔ لوگوں سے الگ ہی جگہ رہی کہ جو میری بھائی
ہی ہے۔ دن تک سجدہ ہی رہی۔ سب صورت نگاشت تھیں۔ کوئی اچھلتی
پھانسی تھیں۔ لیکن میں اپنی بہن کو کت کو تے ہرے سب سے الگ تھک
ہر ہر گھڑی اور اپنی بین خدا کی قدرت کا غماز رکھ رہی اور غرض جو سی سی
کھانے کی چیزیں گرد و پیش تھیں۔ مگر میری نیت بھری ہوئی تھی۔ کچھ کھوت
غواہش نہ تھی۔ اللہ سے کاموں کی طبع کو لگاتے ہوئے مکن تھی۔ اسی حالت میں
اپنی بھانج کو دگر تہ اور تنہا دیکھ کر ہنسی گئی۔ اُن کو سنت و سامت سے بڑے
چمن میں لے آئی۔ کہوں؟ اس لئے کہ اتنی زور و زلف تھی کہ پانچ طرح بھولاتی
آپ سب جانتی تھی کہ پھر فیاضی کے سر جہاں جیت سی ٹکریں ہیں وہ انکی
گھر (لوگوں کی طرف) اُٹانہ کر کے (اچھے بلاؤں) کہیں ہے۔ اولاد کی انتہائی
ہوئی ہے۔ وہی نہیں ماننا کہ ان کی تعلیم شروع ہوئی۔ ان کو تربیت شروع ہوئی۔ جن کو
چاہیں چلے دوں۔ جو تہ بجا بھی کی اور سمجھنے کے گوی۔ لیکن اُن طرح
کو بارش میں پا کر سمجھوں نے چھوڑ دیا اور غور ہوئے ان کی طرح اور اور غور
مارے گئیں۔ کہ سی بیگم ترقی کی بات تھی کہ وہاں گھر میں ہوا اور اس کی خاطر

شکایت ہے اور پھر کیا ممکن ہے اپنی آنکھوں کا تارہ اور اپنے پیار سے کا پیارا ہو۔
 جو اپنے شہر میں آجی ہو اور جو دنیا ہی محسوس ہو جیسا کہ چھٹے دن کا بی بیوں
 کا فرض تھا میرا ہی تھا۔ چلے آگے سب کا بھی۔ اس لئے کہ انسانیت بھی کوئی
 چیز ہے لوگوں کو تو میں۔ اختیار کسی سزا دیکھوں گی مگر میرا ہون کا آپ کے
 کوئی میل غرضوں آپ سینگ کی اگر پھر دن میں ملین اور ایسی ملین کہ چھٹی
 کا جو شہر ہے۔ خیر آپ اپنے فرض بھولیں۔ میں نہیں بھولی۔ میں بھی آپ ہی کی
 کی ایک ہوں۔ اس لئے آپ اپنی صفائی میں یہ کہہ سکتی ہیں کہ ہم تھے یا نہ تھے
 لیکن چاروی قائم مقام سوج رہی اور بھی ابھی لوگوں کا عقد ہو سکتا ہے کہ
 ہم کھیل کود میں مصروف تھے تو کیا ہوا چاروی دلہ اور بھانڈا تو سوج رہیں۔
 کیا بھولیں۔ غرض میں کیا تو اس کا آپ لوگوں نے سب بھی نہ ہلستے اور میں
 انہی ایلوں سے آہر ہی کافی ہو گئی۔ کوئی تھی برتنے کے ارادے سے مگر مجھ بھی
 آپ لوگوں کی گئی من نے یادوں کو اڑا دیا۔

آپ لوگوں کا فرض تو چھٹے دن آکر دیا یعنی صبح چارویں جلسہ معزز
 ہواں ہیں انکو شش کی سیر کے آئی۔ لیکن اسکا غیاز نہ بچے جگتا ہوا۔
 وہ اس طرح کہ آپ سب کے جھوم میں میں لپی پے خود ہوئی کہ پھر جہاں بگئی ناہ
 بیٹھیں کی بیٹھیں مذہب خداؤں کی صفات کر گئی۔ جہاں اس طرح آئی چیت
 ہوا تو جمل قادی کی سو بھی۔ شوکت کا سہ فیہ منی نہر تک چلی گئی۔ وہاں جو کہ
 میسر ہو اور آپ کی گت ان لوگوں کے ہاتھوں میں وہ آپ بھی جانتی ہیں
 اور میں بھی۔ اس طرح چند گھنٹہ میں میں جہاں بھی ہوئی اور کتب کی ایک
 کھنڈی اور شریر چھو کر لی بھی تھی۔ آپ سب جانتی ہیں کہ زیادہ عمر میں
 بچنے اور شہاب دونوں کی یاد انسان کو بہت ستاتی ہے۔ اور اس کی

اپنی قنار میں ہے کہ کلاش اور ملا پھر ۱۲۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ سنو از ندگی
کی وہ گھڑی نہایت مبارک گھڑی ہے کہ جس میں ان قنار کا خاتمہ بھی
نظر آجاتا ہے۔ اس لیے میں آج کی شام کو نہایت متحرک اور ڈانگہ شام سمجھتی
ہوں۔ کیسے اچھے کی بات ہے کہ چند گھنٹہ کے اندر میں جہان میں نئی اور اچھی
بھی اور ہر کس کے خد ہوں کی دولت، انہیں بی حکم محمود صاحب کے زمانہ کی
دعوتِ خدا کی قائل بنیں جو گردن ہٹا کے ہوتے ہیں۔ میں اب انہی جہان
پہننے کی جھلپت سے آپ سب سے نہایت غوطی کے ساتھ تہارت کرا لے رہی
اور اب آرام سے چلتی ہوں۔

سرور ہی حکم کے بعد شوکت آ رہا اپنی جگہ سے آنکھ زور سے مل رہی۔

شوکت نرائن کی گھڑی اپنی بیگم کا نکلتا ہے

ہر روز روزِ جمعہ ہے ہر شب شنبہ
سواہرینِ افکار کو نہایتیں دل کے

صدیقین محمود حکم اور بیگم اتنا ذاتی خطرات کا نقصان ہے کہ آدمی
دنیا میں آئے تو ایک دنہا جلیں، غم اور اندھیرم زمانہ بھی آجوش ہے۔ اپنی اپنی
جڑی اس سے کہے اور وہ دیکھ بیان کو ہے۔ اس کے شوہر کلان دہر کر گئے
مگر نا بھی کے نہ ہوں تو ان پر اٹل کو ہے۔ دوست احباب مردان میں بھی پہلے
ہوتے ہیں پیچھے کہ عورتوں میں سبیلان وہ ایک دوسرے کی دعا کرتے ہیں۔
غرضی رنج میں شریک ہوتے ہیں۔ غلوں و محبت کے ساتھ۔ محمود احمدی
کرتے ہیں۔ ان کی محبت میں غم غلط ہوتا ہے اور ان کی بارگاہی آنکھوں سے آنکھیں
جیسے تو دل کو مستحق ہے۔ ایسے دوست ملیں بھی ہوتے ہیں گھرا بھی اور خوش

ہیں۔ اور کم و بیش ہر شخص کو نصیب بھی ہوتے ہیں لیکن ہر مطلب کہ
 اور یہی ہے۔ ہر شخص ایسی طرح جانتا ہے کہ اس دنیا میں آنے کے بعد کچھ
 کی صحبتوں سے اسے ساتھ چڑنا ضروری ہے۔ ایک عام اور ایک خاص
 عام انسانوں کے ساتھ معاشرت جو ان کے دفتر حصہ میں کرنا پڑتی ہے
 اس کا حلقہ اہمیت وسیع ہے۔ اور اس میں عام دن معاملات سے
 بظاہر پڑتا ہے جبکہ لائق انسانی زندگی کے ہر ایک چھوٹے بڑے شعبے
 پر اس کے معاملات کیچڑ بھی ہوتے ہیں اور بگے ہوئے ہیں۔ ہر معاملہ کو اپنی
 مرضی کے موافق رد و رد ہونے کے بہت کاوش اور دوسری سے ساتھ
 چلتا ہے۔ انھیں کا اظہار اور دوسری جن کا نام کر رہے جو انسانی صحت
 کی ایک بڑے درجہ تک دشمن کی جاسکتی ہے۔ دن کا بڑا حصہ یہی مرحلہ
 جو ان کو دل و دماغ کو آرام دہ کرنا ہے جو کھانے کے لئے بیٹے کے شب آتی۔ اور صحت
 خاص کی ضرورت ہر شخص کو محسوس ہونے لگی صحبت خاص کہیں اور کس کی
 میں ایسی آپ کو گھماستے دیتی ہوں۔ عیب آدمی کو روزی کے دہندہ دن اور
 دنیاوی کاموں سے فرست دیتی تو یہی شکل سوجھتی ہے۔ اور گھر کرتا ہے۔ اپنے
 عمر میں گھر کا ملک وہ نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ ہوتے ہیں جو وہ طبع کی آرام
 اساتذہ کا لحاظ اس کے لئے کرتے ہیں اور ان کے ساتھ عاقبت میں
 بہت پیش آگیا ہے۔ اس کے انکار میں بھی مقدور بھرا تھا بنائے ہیں
 اور انہیں یہ سہ بھی اس کی مدد کرتے ہیں۔ لیکن وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بیٹا جوان
 ہے۔ اور وہ بڑھے۔ اس کو انہی دو توں میں اور دنیاوی جھگڑوں سے سنبھل
 رکھنا اور انہیں اپنے ذرا نفس انجام دینے کے بعد جو تقویٰ باسب ختم ہونے
 ان شخص مر جاتا باقی ہے۔ لہذا بیٹا جو بھی سن شو کہ جو بچا تھا ان کے گھر

نورِ اہل ہوتی ہے کہ اس کے لئے کوئی سانسِ آسمانی نہ پہنچا جسد و خوار و غوار نہ ہو
 جاسے۔ جو جنتِ اعلیٰ اب میں اُس کا کوئی تاہو۔ عمر کی چٹائی کے ساتھ اُس کا حضور
 دوست ہے۔ اور پھر وہ سال میں اس طرح کی خدمت کرنے والا کہ جیسی پہنچے میں
 مان داپہ کے اقصیٰ انجام داتی ہے۔ خود کہنے تو ایسا شخصِ رفیقِ رزق کے
 لئے زوج سے بہتر اور کوئی ہو سکتا ہے جتنے ہیں کہ حضرت آدمؑ کے جسمِ ہاکی میں جب
 خداوند تعالیٰ نے ریحِ آسمانی اور آپہ پیچھے ہائے انسان ہو گئے تو بھلتا ہریں کا
 سامانِ پتھر اگر ہر طرح کی دلچسپیوں سے آراستہ آپ کا رہنے کے لئے
 ملا۔ کچھ دنوں قدر سے کہ خاطر سے آپ تفریح حاصل کرتے رہے مگر تھاتھے
 سیر و ستانِ آسمانی میں کیا بھاتی۔ مردِ مہذبہ خاطر بآگوستے۔ جب یاد آئے
 ضبطِ خرابا تو کہہ اُنکے کتھا وندا اکیلا ہوں۔ کسی پھر میں رہ سکتی نہیں ہوتی۔
 حالتِ رنج ہونا چاہئے تاہاں کیا تھا۔ وادی طراپو نگر دی انگلیں۔ بھشت کے
 دخترانِ کھنہ میں جنسی خیرد سو رہے تھے جاگے تو ان کے تخت کو اپنے برابر چلنے
 بیٹھے آیا۔ میں میں جنسی کیل نہیں۔ نہ کے پاس سے آراستہ بھشت کو
 گئے۔ خاطر یہاں نے ہ رنگ دیکھے تو نکل کر دیا

میں تو خدمتِ آئینہ خدی میں ہی خدمتِ تو ہاٹھی

جس نگر و جہد ازین میں دیکھم تو دیکھریں

اس مبارک پور نگر کا رزق اسی وقت سے ہوا۔ یعنی ہمارے جو حضرت آدمؑ کو
 اس کی تعلیم دی گئی کہ کوئی عورت کسی مرد کی زوجہ جائز اس وقت تک نہیں ہوتی
 جب تک کہ اُس عورت کا ولی دوسرے سے ایک مجمعِ عام میں دیکھ لے گا۔
 کے ساتھ اپنی ولایت دوسری سخی اس کے شوہر کی جانب منتقل ہو کر رہے
 تو قہرِ سوال یہ تھا کہ بھشت میں مجمعِ عام کہاں سے آیا۔ اور حضرت خوا کا ولی

سری ست کوں تھا۔ بتوا میں اس کے جواب میں کوں گی گذر شتون کی خدا
کے بارغ میں کی دھنی۔ میں تو وہاں صبح دھنی۔ لیکن انہیں سبھو ٹکا ملے ہوگا اور
مہی دیکھل دنگو اوہی بنے ہوں گے۔ وہ بھی سری سخی واپس۔ سو ظاہر ہے کہ جنت
میں ان زوجہ و زوجہ دونوں کا اللہ کے سوا کوئی سری ست ہو سکتا ہے مگر
وہ ہر نفس نفوس علیٰ خیران ہوگا تو کسی دو دونوں دو لگا۔ دامن چان تھے۔ بنی شری
اور اپنی غرضی سے ایک نے دوسرے کو تمام داسہ اور یوں کے ساتھ قبول کیا
لے کر بھی رہا۔ ہم سلطانوں میں اسی قسم کے حقد کا رواج ہے۔ آدمی کی اولاد میں
اللہ کے سب بندے ہیں مگر ہر قومیت و مذہب میں عقیدے کی اہمیت مختلف
طرز و تہذیب سے ظاہر کی گئی ہے۔ چند وہاں میں عورتوں کا حق میں دہن سب
مرد ہو گا ہوتا ہے۔ ان کی جدا گانہ ہستی ہی عباد کے بعد کا نظم نہیں مہتی۔
بچیں تو عہد کے ساتھ اور میں تو عہد کے ساتھ اسی وجہ سے سخی کی رہنمائی
رواج ان کے بیان ایجاد است تھا۔ حسانیوں میں حضرت مریم کی عزت
و عزت و نظر دیگر عورت کو مرد پر اعلیٰ ہے۔ وہ شوہر کا ہر معاملہ میں
بہترین چیز سمجھی جاتی ہے۔ وہ الگ ہوتی ہے اور شوہر خدام جس راہ چاہے
چلے اور میں چلے چاہے شوہر کی ملکیت پر تصرف کرے کوئی روکنے کوئے نہ
ہیں۔ انصاف کیلئے تو دونوں مذہبوں میں افرات و تفریط ہے۔ ان سلطانوں
میں الجہ نہیں۔ یہاں ایک دوسرے کی آزادی سلب نہیں کرتا۔ بی بی کے
میں حقوق ہو گئے ہیں اور شوہر کے بھی جن کی نگاہ خست و دونوں پر لازمی ہے
قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ اگر چاہا تو اسون علیٰ ہذا یعنی مرد و عورت پر
غیر رکھتا ہے۔ اسلئے کہ اگر وہ عورت کے تان نقد، حفاظت و آرام کا ایک
جانب داسہ و داسہ تو دوسری طرف سزا ہے۔ وہی اور خود دوسری کی حالت میں

متنبہ اور شہید کا بھی حق اُسے دیا گیا ہے۔ ہر اگر تہمت سے بھی صورت نہ رہے
یہ نہ کہتے تو طلاق دینے کا بھی وہ بہانہ نکلتا ہے۔ اگرچہ اختیاری طلاق کا یہ طریقہ
ہمارے مذہب میں بھی کسی طرح پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا مگر صورت بھی بالکل درست
ہو پانچویں رکعت گئی۔ شوہر کی روٹوٹھی نہیں اپنی جدا گانہ شخصیت رکھتی ہے۔
بے وقافتی، غلط رویہ اور اسی طرح کی دوسری غلطیوں کو برداشت کرتے کرتے اگر وہ
خاری آجاتے تو کھٹک کی صورت میں طلاق کا اُسے حق دیا گیا ہے۔ ہر محل میں
اور اگلی شوہر پر بید عقد فوراً ہی لازمی ہے اور جو محل بعد طلاق یا اعتسالی
شوہر اگر واجب الادا ہو جاتا ہے۔ دونوں کی وہ خلق ہے۔ اور دونوں ایک وقت
وقت سے وہ وصول کر سکتی ہے۔ اس بیان سے جنوا میرا مطلب ہے کہ شوہر
دروہ دونوں کی شخصیتوں کو ہمارے مذہب نے تسلیم کیا ہے اور دونوں کے حقوق
برابر ہی برابر جانتے ہیں۔ اس کو کچھ فوریہ ہے اور اس کو تو اس طرح
ہمارے بیان ایک سنگ قسم کا معاہدہ ظہر اچھوڑ دے۔ دونوں کو ایک شوہر
کا انیس۔ جلیس اور اٹھ سو راہی جاتا ہے۔ اور دونوں پر اتنا ہی برقرار رکھنے
کے ساتھ ہی کچھ غور کرو اور پانچواں بھی جانکر کرنا ہے۔ غور کرو تین اس وجہ
سے کہتی ہوئی کہ بیان بی بی کے تعلقات میں ہمارے ہماری چہن سروری سے
بچھ رہے۔ بہت کام جو بعض طبیعتوں میں عشق کے وجہ سے بھونپتی ہوتی ہے
رنگ رہتا ہے۔ اور بیان بہت ہوتی۔ وہاں غور کرو کہ کہیں اپنے بیان میں
ہوتی۔ طبیعتوں کا میل دنیا میں خوب چیز ہے کوئی بات دیکھو ان میں مشترک
ہوتی۔ اہل بی بی۔ دونوں ایک دوسرے کے دوست ہو جائیں گے ان
طبیعت سے مشترک کا چھ چلتا ہے اور اس کا اور ایک بہت سے ہوتا ہے۔ ہم طبیعت
تعمید۔ باہمی میل آپ ہر وقت کا ساتھ بیان بی بی میں جسد رہتا ہے اور اس

اور میں نہیں سمجھتا اسی وجہ سے وہی اشکات چاہے کتنا ہی کیوں نہ ہو ایک کو
دوسرے کیساتھ کرنا زیادہ اُس پر ہی چھوڑا ہے۔ وہ بھی بگنے کی بات ہے کہ وہ
عروس سے زیادہ محبت کی سحر کی ہوتی ہے۔ اور اس آدمیوں میں بگنے والا اس بگ
دل بیلے والا اگر گھروالی سے ابھی ترہی تو اپنی بگنی کا سامان اور میں کر رہا
ہے۔ اور کر سکتے پر قادر ہے۔ لیکن اس کو یہ بات نصیب نہیں چارہ چاروی
کے اندر رہتی ہے۔ غرضت ہے موتی کیسے آب و ہمنوں کے کان ہرے کسی سے
بات کہدی تو کہیں خود کھانے کے قابل نہ رہی اُس کی گفتار کا سامان اگر کچھ
ہے تو گھراؤ ہند یا بسینا پر دنا۔ تو کون اسون والی ہوتی تو ان کی گھراشت
یا چڑھنا گھنا۔ بات سلیقہ و قریب موقوف ہے۔ اور بہت کچھ بھونچہ رہت
یہی کہ اس فقر سامان و بستی میں وہ بہت کچھ دوست اسے ہے۔ لیکن اگر کی بات
جس سے کچھ کو شک اور آگہوں کو خند ایک رہتی ہے سب سے پہلے ہی ہے کہ
عزیز اشکات کے باوجود اُٹھنے بیٹھنے اور ہر وقت کی بات چیت سے اس پر اس
ابھی جو قوم کی طرف سے دل سے ہے۔ اس کو چاہئے اور اس سے خالی رہے کی
کو شش کرے۔ اُس سے محبت اور محبت سے محض کیفیت ہے۔ اور جاتی ہے عرو
سوم کی ناک ہوتی ہی ظاہری صورت پر پتہ نظر کرنے پر ہر صورت کو دیکھتے ہیں
اگر صورت ابھی ہے اور صورت بری تو طبیعت کا گناؤں پر ہضم ہوگا۔ اور اگر نہیں
سیرت ہے اور میں صورت نہیں تو یہ ضروری ہے کہ پچھلے چلنی بی بی اسطیغی بہل
تو جوں جوں زمانہ گزرتا جاتے گا سیرت کی خوبی نگاہ سے ملے گی اور وہی کافی
کھوٹی نہ تو اسے دیکھیں قوم کے دل پر حکومت کرنے لگی۔ جہاں صورت و سیرت
دونوں میں اُس کا کیا گھنا۔ اور گھندی ہو تو اور اخلاص ہو تو وہ کو اپنا گھر شکر
طاعت دے گا۔

بنو ابراہیم سب کو اس سے بھری خوش صورت دیکھ کر حیرت و
 حیرت و ہمارے وطن کا رشتہ قائم ہونے کے بعد وہ کوئی ایسی صورت ہے کہ جس میں
 لڑائی کو ایک دوسرے کی محبت پر ہی کی خوشی حاصل ہو۔ میرے خیال میں وہ صورت
 صورت محبت ہے اور محبت کی حالت یہ ہے کہ محبت کچھ اپنی، ختمیہ ہی ہے۔ ہر ایک سے
 بڑھتی اور گھٹانے سے گھٹتی ہے۔ کچھ خوبیاں خوب ہیں جن کو اور انھیں جو شک
 ہو جو ان کی خدایت مست اور آسان نہ ہو ہے۔ میں کتنی ہوں کہ وہ صورتیں خدایت
 اور خوش نصیب ہیں جو اپنے خوب روی پر جان و دل سے خدا ہیں اور خود بھی
 ان کی محبوب ہیں۔ یہ کہنے کی بات ہے کہ خدایت محبت بھی راگ ان نہیں ملے
 اگر ایک دوسرے سے محبت کہتا تو دوسرے کے ساتھ پہلے کا محبت کہتا تو ایسی
 اور کتنی ہے۔ اس کے بعد وہ صورتیں خوش قسمت ہیں جن میں ہر ایک ہر ایک و طبعیت کفایت
 ہونے کے اعلاعت شعاری کا مار ہے۔ دل سے یہ جھکر خوشی کا طبع و فرما ہوا
 ہونا کہ ہر ایک خوشی اس کی خوشی سے جدا ہوتے ہے۔ اور ہر ایک زندگی کا طبع
 اس کی زندگی سے ہے۔ اور خود خود اپنی خوشی کی صورت میں انجام پائے گا
 جس میں خوشی خوشی بھی شامل ہوگی۔ پھر اس میں رہتی ہوئے گی اور خوشی سے
 طبیعت کی انھیں جاسے گی۔ انھیں کئی خود ذوق پیدا ہوگا اور ذوق سے اس کی
 خیال پڑے گی جو فرما کہ محبت کا رنگ اختیار کرنے گی۔ میرے خیال میں یہ خوش
 اس کی خواہش ہے کہ اس کا دل خدا اور ہر دوری و شمار ہے۔ محبت بڑھانے اور
 حقیقی کیفیت پیدا کرنے کے لئے گھوڑا گھوڑا گھوڑا اور طرح طرح ٹوٹے
 کیے جاتے ہیں۔ دھن کے دھن باپ اور بہن داسے بھی خوش ہوتے ہیں جب یہ
 کتنے ہیں کہ وہ خدا دھن کے کچھ حیران ہے۔ جانوں میں تو وہ ان کا دھن
 میں خدایت ہے کہ وہ خدای کے بعد ہی نہیں دیکھتا چاہتے کہ وہ خدا اپنے ہی پکا

سے ملے ہیں۔ اُن کے ہواں کی شکل یہ کہ کچھ زندہ ہو زندہ کی غلام۔ اور وہی بیکار کو
 سلام۔ اور طبیعت انسان کی ہر جگہ کیسا ہے۔ فرق نہ کرید اگر خدا کی کوئی چیز ہو
 تو تعلیم و تربیت اگر شریفوں میں نہ ہو تو ان کے بھی وہی گندے خیالات ہونا
 روزی نہیں۔ جو رزقوں کے ہوتے ہیں۔ ہر چیز اعتدال کی بھی ہونا کرتی ہے۔ یہاں
 ملنی کے لئے اور ملتی ہواں کے لئے تو بیکار ہی گئے ہیں۔ زندگی بھر جی ملنا
 ساتھ ہے۔ لیکن اول ماں باپ۔ بھائی بہن ہیں۔ اس کے بعد بی بی۔ بھتیجے
 دھن کا کام ہے کہ شوہر کو خوش رکھنے کے لئے اس کے اعزاز کا بھی پاس و
 لحاظ کرے۔ اور اگر شوہر میں شادی کے بعد والدین کے ادب و احترام میں کمی
 دیکھے تو اسے بھائی اور وہی کرنے پر والدین اور والدہ کی کیسا تھوہور کوئے
 جو اس کا جبریت ایک اطاعت خواہ فرزند کے حق ہے۔ اس سے فائدہ
 ظاہری یہ ہے کہ ہوش سر ہے اور ساس کی بھی بھوری ہو جائے گی۔ صورت ہو
 داور ہر دو عزیز بچے کی خواہش ہر دل میں ہوتی ہے۔ وہاں کوئی ایسا ہے جو
 یہ نہیں چاہتا کہ ہر حرم جائیں اور لوگ ہمارے لئے آنکھیں پھاڑیں۔ مخلوق
 ہی طبیعت غلات طبیعت مل کر کے میں ضرور ہے۔ مگر دیکھئے تو اس میں راحت
 کتنی چڑی ہے۔ نکلید۔ کیوں ہے؟ اس کا بھی راز میں آپ کو بتاؤں۔ دلی ہوں

عجب قاطع کی بات ہے کہ ماں باپ کسی طبقہ کے کیوں نہ ہوں اور ماں باپ
 دل سے خوشی خوشی سمجھتے ہوئے ہیں۔ دھن دیکھ بھال کر صورت شکل دانی
 بچے کے لئے تلاش کرتے ہیں۔ بچے صاحب بیٹا مانگا یا لایا۔ تو جو ان سے آگیا
 بھی دیکھتا ہے دل بھی۔ یہ باور دھن کو ڈھنگ۔ شعور سلیقہ کی لئے کی تو آخر
 کہان تک نہ پائیگا بس یہ چاہتا غضب ہے۔ اس کے معمولات میں تہہ و بالا

فرق کیا۔ چند ہفتہ کسی دیکھنے والے میں ہو گئی۔ سلی علی کے ساتھ لیا۔
 بس، اٹھا اٹھا۔ ماں باپ کاٹا کر چلے گئے۔ اُس سے کہیں گے اگر تمہاری بی بی کا
 سے اٹھا اٹھا۔ ضرور کریں گے۔ "اُن سے ہے۔" دن رات سلی سلجوں کے پاس
 گھسا رہا ہے۔ کام کاج میں ہی نہیں لگتا۔ ابھی شادی ہو کر تو ابھی شکر پہنچا
 علی ہو گئی آتی۔ اپنی غلطی ہے اُس کا کیا قصور؟ ایک طرف ماں باپ ہیں دلی
 زبان سے شکایتیں کر رہے ہیں اور دوسری طرف بہنیں اور بھائی ہیں کمال پر
 شروع کر لی ہیں۔ گزرتی سب پر ہی ہے مگر دوسرے کی کرتی ہے اپنی نہیں
 اس لئے عیب ہے۔ مردار ہیں، نہیں دیکھیں گے کہ تھا سدا لھا بھی تو اپنے
 اپنے گھر میں اسی طرح کھاتے تھے۔ یہ عام ہی ایسا ہے جس میں کئی بڑے
 ہیں۔ آخر آپ لوگوں نے بھی زہر فرور کیا کہ بھوتے ساس شسترے بھارے
 اندر میں کیوں ناراض رہتی ہیں۔ میں آپ کو وجہ بتاتی ہوں۔ چلا۔ ان باپ کی
 آنکھوں کا تارہ اور دل کی چین چمک رہا ہے۔ اُس کی خوشی سے خوشی ہوتی ہے اور
 اُس کے رنج سے رنجیدہ اور کیوں نہ ہوں اپنا خون بکھڑے۔ ان باپ کے لیے
 بھائی ہیں کا نہیں چاہتا ہے۔ خون کا لگاؤ ایک دم جھڑکے دوسرے۔ وہ بھی ہی چلا
 ہیں کہ بھائی چارے چارے۔ ہماری مرضی اور چارے ملے۔ لیکن جان
 کی قیمت ہی دوسری ہے ایک دل ہر جگہ بگاڑا ہوا۔ ایک دماغ اُس میں ہے جو
 نقش کلک پہنچا لہذا کا معاملہ ٹھہرا۔ نئی خوشی دوسری اُس سے ہی نکلتے
 تو کہاں رہے۔ ان باپ بھائی ہیں تو اپنے ہی ہیں۔ اُس سے یہ ہوا۔ آنکھوں
 بکھرے۔ بھائی جنوں کا ساتھ بچنے سے رہا۔ اُن کی محبت ویسے بھلے کی چیز ہے
 لی لی نہیں ملی اوس سے اب تیا سا جھڑکے اور اُس کی محبت میں کیا ملے
 اور نئی طرح کا اسکو اچھا ہے۔ پھر خیر دلاری کیے بکھڑے۔ غصہ تو کہاں

جھوٹا ہے۔ آری ایک چار اپنا راستہ ٹھیک کر لے۔ تو اس طرح کے اس کے
 اس ٹھیک کر لے۔ جتنی چیزیں وہ چاہو۔ تعلیم میں تیار رکھا ہو۔ اور اسے اپنی چاہی
 اتنی ہمت ملی کی نہ ہوتی تھی۔ کیوں اپنا ہمت کی۔ پھر پھر اس کی پرستش اس
 کی ہو۔ گونا گویا بھی کھارے ٹھیک ہوتے۔ خیال کرو گونا گویا چڑیا ۱۰ پیسے کی چیز
 رتی بھری جان اس کی اتنی خاطر داری کیوں ہوتی ہے۔ جسے اس کے لئے کہ
 انہی ہے۔ اور آپ خرید کر لائے ہیں۔ دیکھتے ہیں دیکھتے ہیں۔ اور اس کا بھانا
 دل کو بھانا ہے۔ وہ میں تو وہ میں ہے۔ حور کا بچہ۔ حسین خوبصورت لکڑی
 بھولی بھائی۔ ہنستے تو دلہن بھلیاں کرتے۔ اور بائیں کرے تو چھوٹ بھڑکی
 جتا رہا ہوتا۔ آپ سے کہتے دیکھا جائے؟ ہاں سارے خزانے پسند۔ عین
 است و ہزار دیکھائی۔ گونا گویا دلہن کی شامت آجاتی ہے۔ پوری اس کی سب
 ضرورتیں اپنی شفیق کے مطابق خاطر خواہ کرتے ہیں۔ گونا گویا پوری جی
 سے کچھ بیٹے کی دلہن ہیں اور کچھ سہیلانہ کے خوف سے اس سو فیصد
 تعلیم و تربیت بہت کام آتی ہے۔ مان آپ جیٹا اگر ہائی ہوتے تو روز کی
 ٹھیک تعلیم دیتی ہے۔ اور بااثر علم کی یہ خاطر خواہ ہوتا ہے۔ میان ہرے ناز و
 گوشت کرانے کے گھر میں دیکھتے ہیں جہاں آرام کم اور تکلیف زیادہ پیش و
 عشرت سب خاک میں ٹھاتی ہے۔

بیٹو۔ اور منہ نہ دیا ہی مانگی جاؤ تو یہ بھی طرح کچھ لوگ نئے لوگوں سے
 جسے نہ تم اور جو نہ تم سے واقف سابقہ ہے۔ غصہ غضب پکے ہی میں چھڑا
 گھر۔ مگر خیر تھیں تو سسرال میں بھی گئی تھی۔ مگر وہ۔ ساسن سسرے کے دل
 میں گھس۔ تھوڑے سے محبت کرو اگر تیری میں تو انکا احترام ٹھیک رکھو۔ دلہن کی
 اطاعت و فرمانبرداری میں کوئی دقیقہ نہ رہتا۔ اگر ان کو رات کے تھوڑے

کو دیکھ کر تو مانوس ہی میں تنہا سی بھڑکی ہے۔ کچھ دنوں تک صلیب منور ہو گئی
 پھر تم ہی تم ہو۔ سانس سسوسے سب تھا دھڑم بھڑکی گئے۔ تھا رہی بات
 باہر چلی۔ دو لٹا خوش۔ دو لٹا کی پیشین جانسی۔ دو لٹا کے ماں باپ تنگ رہی تے
 زیادہ اور کیا ہا ہے۔ مانا کہ گھوڑی تم ایک خاص ترامل کا کھڑا پتلی تھیں جو سب
 خیریت گھرانوں میں پسند کیا جاتا ہے۔ اور تھا۔ دو لٹا اس پر اٹھ رہا ہے
 کہ تم کو ہم بنا کر رکھے۔ سارے چلتے۔ تم کو اس سے امتحان نہیں کرنا چاہئے۔
 تھا رات سب تھیں مگر چاہتے کہ دو لٹا کے دکھانے کو بناؤ سنگھار کرو۔ وہ گھو
 ایک خاص سنگھار کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اس کی مرضی مانو۔ اور موقع ملے
 اپنے اچھو پر لگاؤ۔ ایسا دیکھ کر پختہ ہو گئی۔ میں گھوڑی بوڑھی ہوئی۔ جو کہ
 رہی ہوں عقل و تجربہ کی باتیں ہیں۔ انھوں کھنٹ میں بانہ ہو ایک سنگھار
 دلت کان پڑی بات کام کرتی ہے اگر اس پر عمل کرو گئی تو پھر ہی وہ دلتا
 تمہارے ساتھ ہوتا ہے

دو دن دو عید ہے چڑھ گیا ہوا

سونا ہون پاتا گھوڑی خانہ میں ڈال کے

میں اب میں تقریر ختم کرتی ہوں۔ میان الہی کے انکسار پر سوئی ہو گئی
 سب اچھا لکھیں مگر انھوں نے اپنی بلا سے سہرا لیا۔ مجھ سے جو غم ہے ا
 وہ میں ملے ہوا کر دیا۔ لیکن غم۔ مجھے اس کا اور اک ہے کہ جیسا یہی ہوا ہے
 دیکھا نہیں ہوا۔ اگر اب لوگ کھٹائی ہوں تو مجھے مدد کیجئے گا۔
 فرحت آرا بیگم کے ہفتے ہی تقریریں بیگم اسکول کی جانب سے سب
 کا شکریہ ادا کرنے کھڑی ہیں۔

محمد بیگم صاحب اور بزرگ بیگم آج کی رات آپ سب کے ہونگی

بدولت ایسی دلچسپ رہی کہ عام مرد و عورت بھی کھائے کو انھیں سے انھیں لذائذ میں
اور سینے کو اعلیٰ سے اعلیٰ نصیبیں۔ ہمارا اسکول اس وقت نوٹ بکسٹ چاہا
ہے۔ سب خوش سب بخار۔ دلوں میں خلوص خدا کا دار۔ سچھی۔ دوا داری کا
خیال۔ بزرگوں میں خردوں کی محبت اور خردوں میں بزرگوں کا احترام۔ کوئی ٹکڑ
کوئی غم نہیں۔ بکسٹ آجکا کراچی بنا خد۔ اور سب باتیں کس کی وجہ سے
اکٹھا ہوئے۔ چارویں چھٹی عمر بچہ کی جوتے۔ عین لڑکیوں کی طرف سے ہر
کمال دہائی چھٹی اور سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور ہر بچہ ہر
کتاب کی طرف سے مددگار بن کر مل کر ہوں جو میری جان صحت انجمن صاحبہ
چشمت غنکر چھی صاحبہ کو بھار علی جن کو آہ سب کا شکریہ ادا کر کے
رہی بچہ چھی مائی ہوں۔

قریبیہ بچہ نے اپنی فکر تقریر نمونہ کرنے کے بعد سرور بی بی کی مذمت میں
ایک خط لکھا اور اعلیٰ عورت میں سے ہر طرف سے سرتاپا جڑی اعلیٰ لکھا کہ میں کی
اور سرور بی بی بچہ نے خود اٹھ کر گوروں کے گھر میں چھا دیا۔ لڑکیوں نے
اس کو قدر فرما کر سرتاپا کے دور تک لے جتے۔ سب بچاری چھٹی کے
شکریہ ادا کرنے کی باری آئی۔ عمرہ نے خود لکھ کر بکسٹ لکھا کہ ایک چھوٹی تقریر لکھ کر
رہا دی تھی۔ بار بار بڑا بھی تھا۔ فرقہ بھی بنا دیا تھا۔ لیکن میری چھٹی لکھائی
تھا خوب برا ہے عمر بڑھی کھنٹی۔ وہ بھی جب خادی ہوئی لیکن اور بچے سے
کی مفتی بچہ سے خدی بکسٹ میں نہیں ہے کہ اب بچہ ہی بنا فرمیں اور
کہ جس سے بچہ بچہ ہو گئی چھٹی بکسٹ ہی خدی کا نام لکھا اپنی کرسی سے
آٹھ لکھ رہی ہوں۔ مگر کس طرف سے یہ آٹھ بکسٹ لکھ رہی ہوں نہ نام
کا بچہ ہوا ہوا نہ زبان۔ انھیں بچہ کر رہیں اور حق بچہ کی کو مستحق بنیں

"سیری بزرگ جنگلات۔ مجھ (چیز، لہجہ) میں ناچنا (نئی) چالیں لکے
 سکوت کے بعد آپ کی اسی اسی طرح۔۔۔ انسانی کا (ساکت) کس
 زبان سے شکر ادا کروں۔ نہ کا جیت (سکوت) نہ بات۔ بیلاک آپ سب کی
 صحبت بہت قابل قدر ہے۔ میں لوگوں کو جانور بھی (ساکت) اگر کچھ
 روز آپ کی خدمت میں (سکوت) رہوں تو یقین ہے۔ اون۔ اون۔ اون۔
 اور آواز بجائی۔ آپ تو آپ ہیں میں اس حالت میں نہیں کہ میں لوگوں کی
 بھی..... سیری (انہیں) جو تیرا تک میری کر سکوں۔ (پھول گئی ہر ایک
 سکوت) میں کہاں نصرت کے ساتھ چلیں۔ رقم کتاب خانہ کے نذر کرتی ہوں۔
 آمید ہے کہ منتظر ملک صاحبہ قبول فرما کر مجھے منظور کریں گی (میل جولائی ہے)
 اس کے بعد سطوت آزاد یکم نے سب جنگلات اور زمین محمد دکن صاحبہ کا شکر
 ادا کیا اور جلسہ برخواست ہوا۔ تجویز بہت خوش حسین کوڑی صوم سوری
 نے اٹھا دیا جس کے لئے تعریف بھی کردی۔"

سرو ری۔ وہاں قہقہے سے اچھا بیاں کیا۔ شاباش۔ ایک نرا اکوڑا خیلو
نظر آئی۔ لیکن پھر ناہٹ گئیں۔ کیا ہوا؟ میں کھربھی پر ہوتا ہے۔ میں
گھوڑی پر بھی ہوتا ہوں۔ کبھی جاتی ہوں۔ تم تو ابھی کی گھنٹی چوس رہے
ہو۔ گھوڑی شکایت بیاں کیا جو کہ گھوڑا بھی جانتا ہے۔ کہ کر۔ اس کے
بکھرے دانتوں پر نہی تپ کی صحبت رہی تو شاہ نرہ گادی بھاگتا۔

سروہی - دی کیوں نہیں۔ آدمی ہی بڑی بڑی گفتگو کرتے ہیں حیات
جڑے پر، تے پڑ جاتی ہے۔ دو چار درختہ رشتہ تو کی جھپٹ جاتے ہیں۔ بات ہی
تو سی ہے۔ ان گھٹاپ کی گفتگو کو دیکھو کیوں جو حشر تو ہی جاتی ہیں۔ دو چار
کاغذ پر لکھ لیتی ہیں اسی پر خط و نامہ لکھتی ہیں۔ ہستی میں ہستی ہی بڑا جھگڑا ہے۔

بقیہ طمان کی خدائیں ایک نہیں ہیں پتکتیں۔ پھر کچھ کہتی ہیں شکستے اور تفریق

کا یہ تا ہے۔

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

کہ ہم تم دو تون لوگ دو سرے چٹار دیں دلاگتے ہوتے تاساں بھلائی
 میرا کی بیوی اسے جان کس پر ملو دیں دے دلاگتے تاساں تو بھلائی
 عالم میں ہیں نہیں بخت میں اپنے میان کو ساتھ نہ گاہ لیان بھلائی
 ایک شام میں نہ باقی ہوں یہی ہمارے بھلائی ہر جہاں کہ تم ہوں
 ساتھ ہر کر اور نہ ہم بھلائی ساتھ ہو کو بھلائی

بقیہ... اے ہے نیز کیا آپ سے کہیں اور میں گڑی عادت بن گئی
ات ہے۔ شکر کہ دوسرے، تا شام تک رہی ہیں۔ جسوں کہ سرور میں بجا بھی
لو چار ہی ہوگی۔ خیال آتا تھا کہ بیٹھی کو نہیں۔

خود گشت، پہلی چم بھی آئے ہیں۔ اسے چھ سہری کوئی بات ہے۔ دوسری چم بھی
کو اکیلے بیان کے کیونکہ یہی ہے اس کا حال ہے کہ کھانا مارا نہ گئی ہوگا۔ یا بعض وقت
ایسی ہی فرخا دیا جاتی ہے۔ دوسرے خواں چنا چکا مسان کیسے ہیں جو بھی ہر ایک کی قسم
لوگوں کا سب انتظار کر رہی ہیں۔ اس سے فریاد گشت ہو تو ہر چم ہوتے۔ اپنے
جاکر سونہیں۔

سرور دی۔ خواتین قرآن مجید کی ہادی ہوں جن کا یہ ہے ایک صفت کھینچنے
 کے لئے اپنی آنکھوں سے اور چھل نہیں ہونے والی ہیں یہاں سے ہی انہیں محروم
 نہیں تو قرآن کا بار کھینچ کر میں نہیں ہوں۔ بارخ میچو نا چھل کھینچاؤ ان کے
 قریب بیٹھ کر اپنا قرآن غور و بھر پڑھیں گی۔ اور قرآن سے دیکھا نہیں جاتا۔ پہلی صفحہ
 زمانہ ہونچکا جب تمام قرآن پڑھ لیا۔ دوسری طرف کو دیکھو یہاں کی انہی جہاتی
 انکا رنگ وہاں میری نظر نہیں کھپا جاتا ہے۔ ان کے قلب کیسے ڈکھ رہے ہیں۔ جہاں
 بات ہے۔ جب دیکھو سر پہ سناٹا۔ قرآن کھاتے پر ہونچ جائیں۔ جیسے اوردھان
 کو دیکھیں۔ چارہ اوردھان قرآن صراط۔ قرآن کو آخر خود آئے گی کہ کسی ضرورت علی

پلو، جی پلو، پھر دیکھا ہائے گارن کی موت کوئی کہیں ہے۔ ایک بے گامی
 لڑکیاں ہارموم، پیا تو بچا نہیں گی، کچھ گاؤں کی سب سے شرمکرت کرنا ہے۔ اس
 بچے سے سو رہا کوئی اپنی شخصہ نہیں، میں ڈاکٹر سے کہنا ہے کچھ جیتی ہوں کہ
 میان دوسرا گھر رکھو، اپنے دھند سے گھر، دیکھ آج دوسرے کے بس میں ہیں
 اور ان میں تو بھول ہی گئی تھی وہ اور ان کے دوست اجاب آج بھی تو بھول
 کے مہمان ہیں، ان لوگوں کو کھانا گیا یا بھی نہیں۔

حکومت۔ تو چار ہی چ کچھ مہمان آئے سنائی جلی جالی ہیں۔ دوسرے کو بولنے
 کا موقع ہی نہیں رہتا۔ ان۔ ان میں کب کبھی ہوں کہ میں جوشی نہیں ہوتی
 مگر میں تم کو دوسری جگہ دل لگائے کب روٹی۔ تم کو کسے بھول جائے ہیں، پر
 مجھے تم ہی بھاتی ہو، کوئی دیکھ بیٹے جیسی کے بھول پڑہم جیسی کسوٹی کی جڑ
 دیکھتے آج، دیکھ لکھا نا غلط ہو رہا ہے تم پلو، تو پلو کی مشورہ ہے۔ دیکھ
 دوسرے جگہ نکال رہی ہے، مجھے آنکھیں دکھائی ہے، آگلی ہوئی تو مزہ لگائی۔
 بی سروس، نہ معلوم کس غلط میں ڈکھیں کہ تم کت آ رہا ہو گی، انہیں شکر
 اور بھلی گئیں۔ انہیں اور ساتھ ہوئیں اور کھانے کے کہہ میں اپنی جا بھی کے
 پہلو میں ایک طرف حکومت کرنا، دوسری طرف خود چھ لگیں۔ دسترخوان بہت
 شکست سے بچا گیا تھا، اور عام وہ چیزیں جو دوسرے فراہم ہو سکتی تھیں وہ
 نہیں۔ اگر جی دہندہ دستخالی، دھن لکھائے عین بھی اور جیسے بھی باغراط
 تھے، سب مہمانوں نے خوب کھائے اور افریقوں کے بل باندھ دیے۔

دسترخوان پر پھر سوسہ کی بڑی میزیاں شریعہ میں، جیسی اور خستہ کاری
 محض عین جہر تک۔ پڑی، سیکو بنا لگا، دیکھ لکھائے ایک آواز تو دہشت
 تھا۔ پھر شریعہ اور بندہ ہے، ایسا ایسا آکر باندھ لگا، پڑی کو باغراط

ہیں۔ ناخوش، بیکار، غریب، غلط، اور میں بھی۔ اور دل ہی دل میں دعا مانگتی ہیں کہ اپنے یہ نظریہ بڑے۔ یہ مذہب کبھی کی دھمیں جب تک کہ سکول میں ہیں۔ اور ہی چکر چکر دشمنوں، شر پر بھی نہیں۔ اور نظریہ بھی۔ لیکن تھم کے ایک اندر میں نے اجماعی کی رہا۔ انکی اور انکی تعلیم کی بنیاد کے کہیں کا نہ کیا۔ دل بہا رہے ہیں۔ اب گرمی نام کو نہیں۔ اپنے ساتھ سے بھر کتنی ہیں۔ سیلوں کی پیدائش زندگی اور خوف خدا پھر ایسا نظریہ میں سا یا ہے کہ اپنی ہستی کی خواہش میں ملتی۔ یہی سبب ہے کہ بڑے جیسوں نے کتنی ہیں اور وہ وہاں کر رہے ہیں۔ ہمت نہیں دیتی۔ پھر اس کھلا سروری سے جو سب کو ایک ہی ماضی ماضی ہے شوکت کو چھوڑ دو۔ تو سب اس کے خیال میں اٹلی لڑکائی ہیں۔ لیکن کہ انہیں حق کیا ہے۔

ایک گھنٹہ کے قریب، دسترخوان پر اور نو اکھاٹ کی خواہش میں صوبہ ہوا۔ پھر اکھاڑا اور کتب کے بڑے کتبے داخل ہوا۔ یہاں لڑکوں کے اور وہ چار نو اور شاہجہاں لڑکوں کے جنکو جگر کچھ گانے سے ذوق تھا گئے۔ انہوں نے لڑکائی کے صوبہ وعت کے اعلیٰ و خوں اکھاٹ سے ملے۔ ایک راجہ کا تھا۔ اس کے کا عام بہت نکتہ آتا۔ وہ بچے بچے جلسہ و خواست ہوا۔ وہ عربی، انگریزی، ہندی، انگریزی، اسکول کی ہر ساری میں لگائی جانے لگیں اور انکی ایک ایک کر کے نصیحت ہوئے۔ انکی۔ انکی کی طبیعت کا اندازہ سروری سے شوکت، وہ توئی کو تھا۔ اس نے جو اور ان کے ساتھ رہا۔ وہ توئی لڑکوں کے بھر پور میں لگائی پر سو رہے۔ انکی مگر ان کی بات اور انکی زندگی میں بارگاہ ہو جیت، ایک بات تھی خوش آئین تو نہ تھیں۔ لیکن خوش لگیں جیت۔ اس طرح وہ ایک اور سروری کی طبیعت میں اگر ملے۔ اس میں ہوتا۔ تو پھر ملے۔ ان میں کی اور پھر وہ کو اپنی اہمیت سے شوکت کا ساتھ داتی نہ رہے گا۔

باب (۲۰)

وَمَقَامُ الْحَاجِّ قَرِيبٌ مِّنْ قَرْبَتِي

پیشابہ: اعلیٰ درجہ میں قدم رکھنا تھا
سنگ یاد وطن آئی تھی چہرہ چائیکو

مقامِ حجاز کے دارِ پائشیں چوبیس تھے، جسم اندر چرخِ یادِ حرمِ سدا کہتے ہوئے جہاز
چرا پاؤں بند سے سوار ہو گئے، نہ کہتے تو تھے، احباب کے جبرست میں، سبھوں سے
لوگ لوگ کر کے سنا تو میں کیا، اوشندہ لفظ بھی کیا، مگر پشی خوشی کیا، مجال تھی کہ
جوانی کے خیال سے تھکن چہرہ پر آئی، وہ تھکیں، تم بہشت میں جاؤ، ام کلثوم کی
خلوت و سرور ہی سے رخصتی کے وقت رہا۔ بہت کلثوم عزا کو اگرچہ بہت دیکھ چکا
تھی، لیکن اس کا دل بچھا ہی جاتا تھا، مگر کون سے پشی خوشی رخصت ہوتی، تشریف
اور خلوت سے دیر تک تھی، یہی کہنہ کی لڑکیوں سے سنا تھا، اس کو کہتے تھے
یوں دسکر بہت تھی چہرہ پر غلغلہ، یہ زبان سے وہ جی ہوا، کبھی تھی، "اے"
پچھے وقت بھی ہوا، تھوڑے ہندوستانی دستور کے مطابق سلام کیا، سلام علیکم جو
اس کا قوی دستور تھا، اس سے اجتناب کیا، اجنبی بکلیں کو بھی تعین کہ میں
طوطی چشم ہے، سنگ دل ہے، اس سے بھلا کی محبت جالور دن تک کو بھلائی
ہے، اس کا دل پتھر ہے، تشریف و خلوت کی آنکھوں سے گنگا جناور رہی ہے
لیکن، مگر کچھ پشیمیں چہرہ کو کبھی سرگوشیاں ہوتی تھیں، ان شاہد کو کٹا
اور سرور کی گونج خیال نہ ہوا، اس لئے کہ سنگت وہ بھی تعین اور شاہد بھی لیکن

عظیم کے حرکات و سکنات پر نظر تھی وہ لوگ بھی گامی ہوتا تھا کہ ان میں سے کون
 کو لے جانے والی تھیں، قریشیوں و مطوت بھی ساتھ ہوئیں گا یا ان میں سے کون
 برساتی میں لگی ہوئی۔ پھر انہیں گھنٹیں اس لئے کہ کھٹم کے ساتھ ہزار گز افادہ سے
 منع کیا اور جلدی سے نمودار کر گاڑی میں بیٹھ گئی، ایک طرف انہیں کھٹم کے ساتھ
 پھر خطہ میں لیا اور برہنہ کی گلاب پہنچ لی، ہم کھٹم و طوائف سے باعزت کرتے
 اور ان کی خدمت کو دے دیتے تھے، انہیں ان کے گھٹم کے ساتھ لے کر نکلتے تھے
 و طوائف کے ساتھ طوائف تھیں، انہیں ان کے گھٹم کے ساتھ لے کر نکلتے تھے
 بار خاں کے ساتھ جڑا ہے، خدمت لیا، ان طوائف و خواتین پر تھے، چند خواتین
 کے بعد طوائف کے اور ساتھی حرب بھی جو ایک درجن سے کم نہ تھے، ان کے
 ان سب کا گھٹم تیسرے درجہ کا تھا، ان طوائف بھی انہیں کے ساتھ بیٹھے تھے
 اگر خاں کے لوگ خدائی، دوسرے درجہ کے تھیں گھٹم پہنچتے تھے، ان کے
 تھے، ان کے حوالہ کئے۔ انہوں کو کھٹم کے ساتھ لے کر نکلتے تھے، ان کے
 اور ان کی خدمت کیا کیا ہو کھٹم میں، ان کی خدمت کیا کیا ہو کھٹم میں
 ان کے گھٹم کے ساتھ لے کر نکلتے تھے، ان کے گھٹم کے ساتھ لے کر نکلتے تھے
 لیکن اس کے سب سے پہلے خدمت سے لے کر، جب جا رہے تھے، ان کی پہلی
 کھٹمی ہوئی تھی، ان کے اور درجہ کے لوگ کھٹم کے ساتھ تھے، ان کے ساتھ
 چار پہلی، خدا کا خط، درجہ کی اگر ضرورت ہے تو ان کا انتظام مصری سرکار سے
 میں لے کر دیتے، یہ خط سیر لے کر لو اس کے گھٹم کے پاس پہنچنا ہوتا تھا، ان کے
 تھیں، یہ گھٹم ان کے ساتھ تھے، ان کے گھٹم کے ساتھ تھے، ان کے گھٹم کے ساتھ
 انہیں ان کے گھٹم کے ساتھ لے کر نکلتے تھے، ان کے گھٹم کے ساتھ لے کر نکلتے تھے
 رخصت ہونے پر سے، خط کی حالت انہیں بھی تھی، یہاں تک کہ ان میں سے کون

کو ہر اٹھ گھنٹے کے بعد اس قلعہ کی گچھیاں بند و گنبن نقاب لگائے گئے تھے۔
 کوہ پرنے کے ایک چھوٹے کچھسی قلعے اور اس کے آس پاس کی چھڑی بندھی تھی۔
 دوسری گھنٹی ہوئی۔ انگریز ستاق میں باہر نکلتے تھے اندر میں آتے۔ لوگوں کو
 اعلیٰ دیکھا اور کلثوم کی پیشانی پر ہسود بکری اسی کر سی پر بٹھا دیا۔ اندھا جانکا مسکرا
 لوگوں کا ہاتھ پکڑے جو دے دے دے دے جو اس چوٹے قلعے کے قاصد
 سے مصالحو کیا۔ سلام علیک کیا۔ میٹھی سے کٹنی پرانے جہانے بیٹی دی
 اور ہر روز وہاں رہا۔

جب تک جہان میں نہیں پہنچ گیا کلثوم کی حالت غیر رہی۔ بھار بھی آیا۔
 جہان کی بیماری بھی ہوئی۔ زبان بھی کی گرتی تھی۔ آخر طبیعت مرض بظاہر
 آئی۔ اور ابھی ہوئی حد سے غلو اس نے دونوں رنگوں کو بھی گھے اور کھنڈ
 اور سوت کو بھی۔ جب چاند بھٹ سید میں نگر انداز ہوا ہے تو ہر وہی
 عربی تھی۔ وہی بھرتی اور وہی حال کی تھک رہے تھے کہ یہ لوگ غیر خوبلی تھاہر
 پہنچ گئے۔ قاصد کے ایک ہوش میں قیام کیا اور اس کے ساتھ قاصد و سرا
 میں مقیم ہوئے۔ وہی روز میں قاصد کو اس کا چنگ لگ گیا کہ مارا کھنڈ گزشتہ
 پر قلعہ کی جانب سے مصر کے راستے عام ندی کی حکومت کے اصل حکمران ہیں۔
 ان کی ہمدردی مظاہرہ و اعوان کے ساتھ ہے۔ سلطان نورج کی براہ صبر جانے کی
 مخالفت کی۔ حکم اسرا کر عازنیں جاتے ہیں تو یہ تبدیل پاس جلتے ہیں۔
 مصری جہان آبادان کی راہ میں بھی رہائے اٹھائے رہتے ہیں۔ ان کے کان چنگ
 اپنے دھاکے ساتھ ایک ہفتہ تھاہر میں آرام کرتے رہے۔ یعنی اور غنی حلی کو شہر
 سلطنت کی سیر کرائی۔ آدھی قلعہ سال چار فیروز سے بارہ اشرفی پر گئی۔ چھوٹے
 چھوٹے کلثوم کی قابلیت اور حسن کا ہر ان میں جا بجا چرچا ہوا۔ کچھ میں چلے آئے

اُن کے خیرباد بھی رہ گئے۔ یہ تمام نسبت آنے لگے۔ ہندوستان مختلف مصری کباب کھانا
جسے سنگتی پٹ یاہ کے طاری۔ مصری فوج اسی انگریزی عذیب کے دلدادہ کہیں
شہر کے لئے ہوش میں رہیں آئے گی۔ مگر وہاں وہاں اسی کسان کلشوم سرور
پاؤن تک برتھ میں لپٹی بٹنی رہیں۔ انھوں نے حریف قباہیج و عمارات سے
کام لیا۔ کلشوم ہے اگر کسی پچلے لئے اسی کرنا چاہیں تو ام کلشوم نے جواب دیا۔
تیارا ہندوستان میں بی ہے۔ جاو بجا شرم کرتی ہے۔ غریبوں سے بے شکوگی
پچلے رات گزشتہ۔

غریب نوروز کے ہندو ہے تھے۔ عموماً اس سے بھی غافل رہ گئے کہ
ہندوستان سے اُن کو کون سی مرض لگائی ہے۔ ایک ہفت کے اندر انھوں نے
چار اونٹ اپنے سفر پر بار بھاری کے لئے ضروری سامان کے خرچہ سے۔
ڈاکٹر شکاری کی حمایت سے ہندوستان بھاری وغیرہ بھی لٹ کر اور اُن کے ساتھیوں
کوہ آسانی مصری حکام نے دیکھنے زیادہ روک روک اور ہاتھ میں دھرت
اور بھی نہیں ہوئی کہ اسی زمانہ میں مصری حال انھوں کی ایک جماعت ترکی دلیوں
کے لئے ہماری تھی۔ عورتیں اور انھوں نے خود یہ آسانی اس میں نرسوں کی شہادت
سے لئے گئے اور اُن کے ساتھی بھی یہی جماعت ہیں کہ اُس اور کچھ حال میں گئے
جنازہ قاپورہ پہنچنے کے ہندو ہیں۔ روزانہ قافلہ طرابلس کی سمت روانہ ہو گیا۔
ریگستان کو سون پانی اور سایہ کا پتہ نہیں۔ چار یا پانچ ڈھوار گزار انگریز سٹیشن
کسی شام حال نہ ہوئی اور ہلال انھوں نے داخل نہ ہوئے تو انھوں نے
اُن کے ہزار ہی ہمارے۔ لاکھ عرب سسٹن کے منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے
ام کلشوم بھائی جانشین۔ دو ایک مدت تک انھیں۔ گیتا توں کی خاک چھان
پکی تھیں۔ اُن پر اس گرم تھکاب اب ہوا کا اثر کم ہوا مگر کلشوم پر تو بہت ہی گہری

اس کا گلاب سا چہرہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتا تھا۔ رنگت بین باریکی آگئی مسلسل سفر اور ٹکڑوں نے جیت کچھ کر دیا اور کچھ وقت دریا کی سواہری خلی جتنی آسمانی ممکن تھی بھی تو مہیا تھی۔ مہری ڈاکٹر فرانس کے حسن و قابلیت کا شعر و نظم پکے تھے۔ اس وجہ سے ان میں کام ایک این دو عورتوں کا خاصہ وصیت کے ساتھ جیت خیال کرتا۔ اور بھی اس کا نظریں اسلام کے نام پر جان دینے والی ادھیٹر دیکھو یہی عورتیں فرسوں کی خدمت انجام دینے کے لئے رضا کار بن کر آئی تھیں مسلمان رہبستی بھی مہیا تھا۔ مگر پھر بھی مصوبت، مطرت کا ڈوم ایسی ہو گئی کہ شکست آوا اور سرور دی نیت اور کچھ بگڑتی تو محفل سے جھانکیں جہاں کہیں ریگستان میں غلٹنای لہاتے وہاں کھپ جہاں لاہور کے سرور پڑتے اور پھر میں مرد سب کسی نہ کسی صورت میں تعزیر کا سامان کرنے سے سب کچھ مہر پڑا کا ایک گارو بھی بیسین سب رضا کار ہی تھے بھڑک بھڑک جھانک دانت کرتا ہو کر ہر وقت وہ لڑتی تو اندھ میں جوتی رہتی۔ اور کھیل و کوب بھی۔ لیکن اس میں سے کیا ہو سکتا ہے مطر حقیقت میں سفر کا نمونہ ہے۔ اکثر نور تین اور دیا ہوئے۔ اور اطلاق کہیں لینے پاتا تھا۔ اس لئے جیسے بھی اور اچھے بھی ہوئے۔ جیتہ پھر سے اس پر کھلی دوا درشل رہی آخر کار سے

برکار کے مہر بہت گروہ

گروہ بہت گروہ

اور جیت بھی شاید حسین یا چہرہ کے دل و تیر سسٹرن تو مقبول۔ لکھو، پہل شام
ایک نہ نہ پانچ گئے۔ اور اب بھی ہو گئے۔

انہی حکمت و ملی بھی کیا چیز تھا۔ دیکھو دعا کچھ مصروف رہتے خالی جیت
اور۔ سری سے بعض سفارش سے حاصل ہو چکا ہو چکا جس کے حصول

میں اپنے اہل سنت و جماعت سے بھی روکار میں جان جو کم کر رہی تھی ہے اور سرکار
پسندیدہ باؤن ٹکسٹا کہتے ہیں دینی اور دنیوی دونوں مطالبہ ضروری ہے جسے تو
غازی کہلاتے ہیں۔ بعد ہر نئے لوگوں کے سرکار گھوڑ پر چڑھا۔ دور سے اٹھایا انھیں
گھبراہٹ اور گھوڑی دوڑ رہے ہیں اسلام کے ہم پر جان دے چکا تھا۔ کیسا سوچو
کیسا خوبصورت کیسا کریم النفس۔ بیٹائی پر تلوار کا زخم ہے جو قیامت کے وقت
آفتاب کی طرح جلنے لگا۔ اور موت کو کیا کہنا۔ خداید کہیں مرنے میں شدید
صورت کرتے ہیں۔ نوائے اہل سنت قیامت تک قدر الہی کے رہیں گے۔ تاریخ
میں کارنامے لکھے جائیں گے اور آئندہ نسلوں کے لئے چراغ ہدایت بنکر رہے
قشور بنی رہیں گے۔

غور صانع اور اُن کے روحانی سفر جس منزل مقصود کے لئے ہنرمند ہوا
وہی دعا گوئی ہے۔ یعنی سے وہی کشمکش کشمکش لایا اور صورت سطر اسٹیج
برداشت کرانی کشمکش کو جنگ و جدوجہد غرض نصیب ہے اہل سنت اہل حق کی گتیں
چھوڑ کر حیات اصلی کی تلاش میں۔ تو اپنا خدا داد حسن اور مہیا آرام سب سے
کوہی ہے خدا ترستہ اور اوروں میں برکت اور نصیری بہت میں مشکل ہے۔

غور اس میں منزل مقصود کا پتہ لگانا کوئی آسان کام نہیں۔ سب سے پہلے
اور پہلا ہی راستہ یہ ہے کہ سادہ رہنا ہے۔ کو سادہ آبادی کا جذبہ نہیں۔ اگرچہ
خال کسی حالت میں کچھ جھوٹے نظریات لگے تو وہ بھی آج کل اہل حق کی طرف
ملکی ہے۔ وہ ان چست ہوئے ہیں۔ مجاہدین کا قافلہ اور ہلالِ امر کی راہ
جماعت جائے کہ تو خدا ترستہ و ذوقِ باطن میں جا رہی تھی۔ ہر ہر نفسِ فانی
شیرِ خدا ہوا چلے براد خدا کہیں جلد میدانِ جنگ نظر آئے کہ وہ بھی کچھ ہیں
داخل ہو کر دیکھ دیکھ کی بات کہنے کا موقع ملے گا۔ اگر اس کی توجہ دہائی

حق اور عدل۔ ایک سو اسی کے حکاموں نے سب سے پیشتر اور اس کے بعد
 مجاہدین نے گورنری کی اور ان کے خلیفہ کچھوانی جہاز بھی دو میں کے نزدیک
 آئے۔ ان کے لئے تھرا ہے۔ بس ایک دم سے شروع کیا۔ کوٹھانی کپ
 آگیا۔ ایک سو اسی میں وہاں پہلے جاتے ہیں۔ پھر کیا تھا ایک رتی سو گز
 اور عیال کی سائروں کے رک رہے ہیں اور انکی فراموشی میں لگے اور
 اور لے گئے۔ دل اور بڑھ گیا۔ پانچویں پہلے کی حالت جو تھکاوت کی
 بدلت جیت کچھ مقرر ہوئی تھی اور سرور آئی اور لے سریت جئے۔ ایک دن گنا
 اور دن گندے۔ نیندیں گندے۔ لیکن اب مایوسی نہیں۔ طرابلس کی شمالی
 سرحد اور سندھ کا کنارہ۔ اسی جہازات کا بشیرین چروانی میں اور
 کے ساتھ انھیں لیا کرنا دیکھنی رہتا ہے۔ سپاہی بھی ہیں اور کثیر تعداد میں اور
 سب صورت۔ ہر اس کی نسبت سے سامان جنگ بھی دافر چوگا۔ اسے لہو
 گورنری ہونے لگی۔ عرب و ترک سپاہی اور کھنیں آئے۔ تو یوں کے ہاتھ
 اس پر کھٹے ہوئے ہیں۔ اور کھنیں اور کھنیں دو ساتے ساحل پر مکی قلعہ تو
 ہے مگر نہ اس پر کھنیں ہی لہرا رہا ہے اور وہاں سے کچھ جواب ہی ملتا ہے
 قلعہ تو شاہ ترکی سپہ سالار نشانہ کھٹنے خالی کر دیا اور انہوں نے ملک میں چلے
 گئے اس پر مقامی صورت قلعہ کی دیار میں اور بھی ہیں وہ گئی ہیں۔ شہر جب
 گویاں کھٹ کر گر جاتا ہے تب بھی شکاری پر نظر احتیاط دو چار کاروں میں
 اس پر خالی کر دیتا ہے محض اس خیال سے کہ کہیں ایسا ہو کہ وہ قریب
 جاتے اور وہ وہاں کا بادشاہ قرا کر جیت جیتے اور مرے مرتے اسکو بھی
 ذخیرہ کر دے۔ یہی حال جنرل کھٹ کا بھی ہے اور قلعہ کی دیوار میں پر تو چلتا
 چانداری ہو رہی ہے۔ اور وہ بہرین زارت کی تندی سے کھٹ کے ہاتھوں پر

ہو اپنی جہاز بیم کے گولے بکھار رہی ہیں۔ یہ وہ خیالات تھے جو کانٹے والوں کے دلوں میں جا گڑے تھے۔ اور وہ بڑا بڑا سفر کوئے ہوتے جا رہے تھے غاصبہ تھا کہ ان کا ہر سان حال کوئی بھی نہ تھا نہ جہاز اس کے ہی ان سے کاٹھن چوتے تھے اور نہ وہ اپنی بڑی بڑی انکو اس قابل سمجھتا تھا۔

جلال احمد کا ڈاکٹر انچائیج ڈاکٹر حضرت بگڑا لوگ تھے یہ کا دہا ہی ہے کہ ان سے یوں سرگرم نکال رہے۔

ڈاکٹر اعلیٰ بڑے بہادر مظلوم ہوتے ہیں دیکھ خانی تھو پر کس خوبی سے گولہ باری کر رہی ہیں وہ روز کے بعد اس جنگ کی شکست سے یورپ کے غاصب بھرتے ہوتے ہوں گے اور وہ زمین و آسمان کے غاصبانے کسین گئے اور ان کے بین قاتلین پڑھیں جائیں گی۔ ہم لوگ تو بسنی جلال احمد کے ہیں۔ اگر وہ تھو نے تو دور دردم ہا تھو غنیمت لیں۔

احمد بگڑا۔ (دوسرا تو جہاز ڈاکٹر) اور شہر خاسب تو ہے میں جاتا ہوں اور رضا کاروں کا ایک دستہ لیا کر تا ہوں۔

ڈاکٹر احمد بگڑا کے جاتے ہی بڑی مستعدی کے ساتھ ہیں میں جہازوں کے کمانڈے لیا کر ہونے اور سب فوجی افسروں کی ماتحتی میں جا رہے ہیں۔ دستہ محمد صالح بھی اپنے ہمراہی مجاہدین کو لے چکے موجود ہیں۔ اور موتمن کے لشکر سب بڑھتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ راہ سے یہ راہ نہیں ہوئے ہیں۔ اور وہ ہے کہ بگڑا ہی سے تحصیل لگا اعلیٰ جہاز انکسین لیا جائیں تو دور دردم ہو جائیں۔ ڈاکٹر حضرت بگڑا اور میں ہا تھو میں گئے ہمارے خون ٹھوڑی اور ڈار ہے ہیں۔

حضرت بگڑا۔ (احمد بگڑا سے) ڈاکٹر دیکھو اعلیٰ سپاہی غالباً دوسری

نہاد میں جہان سے آخر گریہوں کے ارادے سے بڑھ رہے ہیں۔ تو دوسری بات یہ ہے کہ
 انہی کی تیسری بات ہے۔ ایک سو پہلے میں نے جاتے ہیں۔ جوانی جہانات
 ہم کے گھر کے بڑی بھرتی سے نکلنا کی صحت میں گرا رہے ہیں (غور
 سے دیکھو) وہاں کچھ بکریاں چرائی نظر آتی ہیں۔ ایک بڑی بھی عورت بھی
 کچھ کے وقت کے لیے کس اطمینان سے بیٹھی ہے۔ بکریوں کا کھانا اسی کا چھوٹا
 دیکھو! دیکھو!! وہ ایک بکری کو لے کر آئی ہے۔ اس کا ہاتھ کس تندہ گروہ
 سے ہے۔ بڑھاپا اب نظر نہیں آتی۔ خوج بھی اسی طرح جا رہی ہے۔ غالباً
 اٹھارویں دہائی اچھا سوچہ قائم کر دی گئے۔ کھو۔ ڈاکٹر کیا ارادے ہیں
 نکلنا کچھ دور نہیں۔ راستہ آدھ میل پشاورا ہوگا۔ قیصر کی عداوت
 بہت زیادہ ہے۔

عقلمند صالح۔ (مغربی ہی کھڑے ہوئے تھے)۔ ڈاکٹر! کم میں فقہ تعلیمتہ۔
 غلبہ فتنہ کیز قادیان اللہ۔ ہم کو اجازت دیجئے۔ واقعہ ہم ضرور غور کرنے کا
 پورا وقت! اللہ! اللہ! کہہ رہے ہیں سنی ہو جاتا ہے۔ ہمارا سامع
 دشمن کی پہلی فتنہ کو نہ سمجھتا تھا۔

چند دن میں آٹھ کیز کے نصیب بلند ہوئے۔ اور میں مجاہدین کے جہا
 جہات میں کرنے کے عقلمند صالح نے اپنے ہر جہان کی صحت و بصورت میں
 خیمہ کی دس سرگرمی کے صالح آگے گئے اور اس باغی سنت بعد فقہا جو ہم
 اسی طرح کی باغی میں اسی تیزی سے روانہ ہوئے۔

حریت ایک کی باندہ و خیالی دور ہونی تو انہوں نے بھی باغی باغی
 سنت کے وقت سے میں میں مجاہدین کی نکلنا روانہ کرنا شروع کر دیں۔
 ایک کی کائنات اپنے ہاتھ میں لی اور ایک کی ایک ایک کو دی۔

میں بدشعرت کر دی۔ تو پان کے منہ کھلے ہوتے تھے اور مسلسل چانداری ہو رہی تھی۔ سپاہی بدشعرباب پھر چانداری پر پھٹے گئے اور جو سو روپے ٹھکان میں جبراً کاٹیوائے قائم کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ چند نفر چانداری کی بدولت کاٹھنڈی ام کلثوم اور کلثوم کے لئے لڑائی دیکھنے کا پہلا موقعہ ملی تا باغیضال میں دو عورتوں کے ساتھ ایک ہی مرد تھے۔ اس تو پانے کا رشتی زاد سرحدی وہ تو عیسائی گریزی میں ملے چند دستان کی لکڑیاں ہوا ہوا میں ہوش بھیلے تھے بدعاس چوٹلی عرب کا خون گنگ و ریشہ میں دوڑا تھا سمیت بھی تھی اور غیرت قوی بھی اس لئے اٹھارہ بیٹائی زبان سے کیوں ہوا چہرہ کا رنگ بدلتا ہوا تھا۔

موصال اور ہر ایک ساتھیوں کو لیکر گئے نہیں کہ اس لئے وہ چار ہلال امریکی لڑکوں کو اس پر آمادہ کیا کہ چھوڑا اتنی کا کاٹھنڈی کیوں نہ وہ عانت اور ام کلثوم کا نہیں دیکھتے ہو سکتا تھا۔ فوٹو چار چہرہ عورتیں قدم قدم پر اس سے تو عمل نہیں کر سکتی تھیں اور یہی تھی اور ایک چھوٹی سی چاڑی پر چڑھا کر مردوں کی کھینچ دیکھنے لگیں۔ جب موصال اٹھا تو وہی دستہ میں آدھنٹ کلثوم کھڑی ہو جاتی رہی دھڑکنے لگا۔ بچے بچے دعائیں باپ کی دعا سننے کی دعا سننے اور وہ سب وہ سب خام ہوتے تو سجدہ میں گر جاتی۔ خدا کا شکر ادا کرتی۔ اور ساتھی عورتیں بات بات پر بھی کرتی تھیں۔ خود ام کلثوم بدستیں قہقہہ لگاتیں۔ چانداری کی چاڑی کی دو دھڑکیں۔ اٹھارہ میں کی ایک بیٹی تھی اس لئے انداز ہی بھی بہت تھی اس کے زادات پناہ ضروری تھا۔ لیکن وہ بند ہی خدا کی بدہشتی تھی اور نہ بولتی بولتی اسے چست۔ کبھی چھوٹا بانی بھی کھڑی ہو جاتی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بچہ کاٹھنڈی پر چاڑی پر اپنی فوٹوں کے قریب ہی چوڑی دھڑکے لگے۔ اٹھاوی چاڑی کاٹھنڈی اس کے ہاتھ تھے۔ نشانہ کیوں لگتا تھا اسے فصل سے وہ سب محفوظ رہیں گا۔

لڑائی ختم ہوئی۔ جہاد میں لوٹے۔ اور اداہر چھوڑیں کسب کو لیں۔ محمد صالح
 اپنی جھولہ داری میں کھسے ہی تھے کہ کلثوم دودا کر پلٹ گئی لڑائی میں نے کچھ سنا
 جنگ کا قاتل غارت کیا۔ تمہیں اپنی جان کی ہوا نہیں سبب دشمنوں کی فتح میں تھے
 تھے۔ میرا دل اٹھنے لگتا تھا کہیں کوئی زخم تو نصیب ادا نہیں آیا ہے (اپنے
 آپ سے جس طرح کا ظہار فرماتے ہیں) کیا جہاد میں ہی تمہیں ہر سوز کھٹک لڑتے
 ہیں۔ میں تو کبھی کبھی کہ اب تم سے قیامت میں ملاقات ہوگی مگر افسوس بڑا دم
 کیا۔ (نصیب نصیب سو بھر لاتی ہے) الی الی! ایتنا تو لڑائی میں خیال رکھا کرو کہ
 دوسے میں عورتیں تمہارے ساتھ ہیں۔ یا افسوس اگر تم مسعود ہو گئے تو ہم دونوں
 کا کیا افسوس ہوگا؟

محمد صالح۔ بڑی توری لڑائی ہو گئی ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے معنی یہ ہیں کہ تم
 جان کا ہوش نہ رہے مارے اور مرے کے لئے میں آکا ہوں۔ خیر خیال چھوٹا
 بتائے دیتا ہے۔ تیری بات کی مجھ پر دانیس دوزی کمری عویں ہے۔ جیسے سحر
 وہ بھی جانتے ہیں۔ اس میں اٹھ تو رہا ہوتا تھا کہ مجھے کوئی بھی چھوڑا دن۔ گروٹے ہوئے
 ایک دہشت گردی۔ افسوس کا غارت گاہ میں ہے میری روح تیری ممانعت کرے گی
 کاش تو جہادستانی بیگمات میں درہی ہوئی ایک بات ظہین عرب کی جاہل لڑکی
 ہوئی۔

کلثوم۔ (اسلام ٹیکسٹ) ظہیر میں ہے تو میں ہی سن۔ آج سے کتاب کوئی ایسا مال
 میری زبان سے نہ سنیں گے۔ ہندوستان میں عید ملی ہیں تو کیا ہوا عربی خون
 میری۔ گوشت میں بھی ہے۔ جان دینا میں ہی جانتی ہوں۔ نہ ہر کھا کر نہیں کھوار
 کھا کر اور گوشت کا قتل نہ ہوگا۔ افسوس میری جہاد میں کے لکھنا جہاد میں میں
 جانیں گے۔ میں دشمن۔ دشمنیں جہاد میں اور نہ جہاد سے قتل نہ لگائے ہیں۔

ہوئے کافر میں خود آپ کی حفاظت کریں گی۔

فیصلیہ صلح۔ انگریزوں پر رگڑ مچنے منہ سے کی حفاظت کرنا ہے۔ بے وقت آئے کوئی مرنے نہیں دیر کے لئے کرنا چاہیے۔ اس عزم کی تعمیل ہی ہے اور سلطانوں کا یہی فیہود۔ جن دنیا میں بہت ہوا۔ ساٹھ سال کی عمر پہنچ لیگ۔ ایک دن مرنا سب کو ہے۔ اگر فیصلہ ہوں تو سب ان انگریز کی گستاخا تہی ہادی ہا کوئی۔۔۔

ہندوستانیوں کی صحبت کا تجربہ بہت کم افرانگیا ہے۔ مختصری وجہ سے ہندو
میراکسا مانتیں اور انہی میں تم پرچائیں تو آج جیسے بہت سیٹری جوتی تم کیوں
مانتیں جاو کے نام سے تم نے ہی میرا ساتھ دیا پھر میں کہتا ہوں کہ۔ آج کل کو
کہ کہہ سکتا ہوں کہ یہی تو حلقہ چڑھا جا ہے۔ میں آخر کوں کھنوم لگا کی جی ہے
وہی میری زندگی میں اور یہ ہے بعد اس کی عزت اور کی حفاظت کرینگا۔ پھر بھی
وہ نہیں مانا۔ آج جتنی دوسروں کے لیے بچ گئے تھے۔ انہی اور مانیا کو خیر باد کہہ
پھر بھی لڑائی میرا خیال میرے ساتھ۔ آج کیا ہے ہندوستانی کی آب و ہوا
اور ہندوستانیوں کی عبت کا افرانگ ہے۔ میں جی جی ہے تو یہ بات نہ ہوتی۔ مگر
کارکر نہ ہوتا۔

کاشمیر : یہ سچ بت کر بات جس وقت کرتے ہیں کہ یہ بات کو اجاب اور
 ان میں کہتی ہیں کہ ان کو تو فیصلہ کیا چاہئے کہ ان کو تو کیا چاہئے۔ کچھ پر بھی کہتی
 ہے آپ اپنے دلیں میں ہوتے تو کیا کہتے ہوتے تو ہوتے تو اس کی باتوں
 سے آپ واقف ہوتے اور اس سے اس کو آپ چاہتے ہوتے کہ ہوتی تو اس کو
 حاصل ہے۔ اکثر سنا ہے کہ آپ نے اس کو اس میں بھی لیا تھا کہ آپ
 پر۔ آپ پر بھی لیا تھا کہ آپ نے اس کو لیا تھا کہ آپ کو اکثر دیا تھا
 تو ان میں آپ کے سارے تھیں کہ آپ نے لیا تھا کہ آپ نے لیا تھا کہ

ہیں۔ اب آپ بارہا شیخ عرب نہیں رہے بلکہ ایک رئیس اور مددگار عرب
 ہیں۔ کچھ پنجرہ درود و دعا کی جو عبارت سادی اور سچی قدامت و کرم کی ہے
 وہ اب آپ کے دستِ طوافِ ہفتوں کی مینوں میں دیکھی جاتی تھی طرح
 کے سالن کیا ہے۔ پڑھتے۔ پڑھتے۔ اب ہی آپ کھاتے ہیں کھیتیں اگر کھانا
 چڑا لیا ہوا تو آپ ناگ بیوں چڑا دیتے ہیں۔ غصہ میں اُٹھ جاتے ہیں۔ یہاں
 کا بھی یہی حال ہے۔ سونے کپڑا کا کرتا تو چند اب آپ میں استعمال کرتے
 آپ کے جس نفیس عباؤں کرکوں۔ ترکی کو تو ان کیٹوں اور ہندوستانی
 کے پانچاؤں سے بھرے ہیں۔ لاسو سے یا عیسے روز آپ تبدیل لباس
 کرتے ہیں۔ مٹی نہ انعام خیاات میں بھی آپ کے میں کافی انعام ہوتی
 ہوں۔ پہلے آپ قندیر پر بھر دے کرتے تھے۔ جہول ہیں۔ اچھا ہوتا تھا۔
 کو داتے تھے۔ اب آپ عیسے کی آگے کئے ہوتے ہیں اور قندیر کو بیگے۔ نہ کھاتے
 داتا دارے کچھ ہیں۔ حیرت میں آپ ہوتے تو کیا جادو کے لئے آپ اشتیاق
 کرتے۔ غصہ اور ڈاکا بھونکا کھنڈہ و تلوار لیگا کر کھڑے ہوتے والدہ میں
 ہوتیں اور میں میں شہوت کا خیال چڑا اور نہ آبرو کا۔ وقت پر چڑھتی آجاتا۔
 رخصتا بھٹتا۔ آخر ہر آپ کا عمل ہوتا۔ اور مٹی آپ نے لے لی ہیں میں چالے
 سکے۔ یہ بیوں عیسے کی گین۔ کیوں؟ اب میں نے کہ آپ اب وہ نہیں ہیں جو
 پہلے تھے۔ میں۔ بلکہ میں اپنی ہوس مٹی۔ انہیں کے عادات و اطوار آپ نے
 جہول میں دیکھے اور وہ عیسے کی خاصیت مر رہی۔ آپ لکھتے کہ یہ میدان جنگ
 میں ہم جاسے گی۔ یہ بات مر جائے گی۔ میں یہاں کب لے رہی تھی۔ چونکہ
 مر رہی کوئی خدا نہیں کہتی۔ یہ میرا ایمان ہے۔ جو کائنات میں خدا ہی لکھا ہے۔
 ابھی تو ہندوستان میں کوئی نہ لکھا تھا۔ میں لکھی تھی۔ اب لکھا ہے آپ نے لکھے

مشرور۔ مال کا دسوچنے لگی ہوں۔ اور اس میں شاید کوئی ہرج بھی نہیں۔ اصل
 اس پر اسلئے خدائے دی بھی ہے۔ سچے آج آپ کی تلوار کے تھامے دیکھے اس کی
 نکاح دیکھی۔ عربی پہنہ افغان ہے۔ مگر کاغذ لدا انہیں ہوئی۔ میں تو جانتی ہوں کہ
 عجمان کوئی اور تلوار بھی۔ مہر آدمی اپنے ہوش میں نہیں۔ جہا۔ میں کو کشتہ کی کہ
 خون سوار ہو گیا۔ وہی ہوتا ہو گا۔ بار بار ہی میں آتا تھا کہ خود بھی فسرک ہو جائے
 تھا۔ ہوتی تو یہی کر لیں پڑھتی۔ ہم سب دن چلتی تھا۔ مصری بکریاں بھی متوسط
 انھیں گھر لے دیا۔ اپنے میں فسر سے باہر کم ٹھکی چن اور جیل و عشرت کی
 زندگی بسر کرتی ہیں۔ انکا بھی یہی عالم تھا۔ بڑی بوڑھی ایک ماں تھیں جو
 سب کو روکے ہوئے تھیں۔ خود نو دھانا پانی تھیں تو اپنی۔ میں کوں نہیں سختی
 کہ ہندوستانی عورتوں کی کپڑی چلتی ہیں ڈاڑھی۔ ناہندہ شان کی آپ وہی نکاح
 کو دس نہیں آتی بڑا دل جانتی ہے۔ سب کشتہ کی باتیں ہیں۔ مصری و سن
 بارہ دن رہے۔ بعضی دانت۔ بعضی متوسط انھیں خاندانوں کی عورتوں کو دیکھا
 ان کے حضرت خاتمہ دیکھے۔ سلطان فاکش و ذرا مال دیکھا۔ کھار پیتا۔ کچھو۔ لباس
 سبھی دیکھ لیا۔ ہندوستانی عورتوں کو بات کہان نصیب امیر دن کو چھوڑ دیکھا
 سچ والا طبقہ تو کچھ ہی نہیں۔ عورتوں سے ہاتھ ہے۔ چہر سب سے بڑی بات
 آزادی عورتوں اور مردوں کا میل جول میان قریب قریب و بیابانی چھوڑتا
 عجمانی ملکوں میں ہوتا ہو گا۔ زندگی کا پیش جو میان دونوں کو ہندو ملک کوک
 نصیب ہے۔ وہ ہندوستان کی جا رہی ہے۔ میں جہاں نرم و نازم کی بہت تھی
 رہتی ہے۔ کہان میرا پھر چہر میان و بیابانی اپنی خوشی سے غریب کے نام چلوان
 دیکھ کر گیا۔ سہتی ہیں تو ہندوستان واسے اور ہندوستان و بیابان کیوں ہیں بھلی
 کو میں کی دوا ہے نہ ہی اور مرد میں ہیں و نہیا کہ لہی بی بی کچھ چھوڑیں گھر

سے اہم تھے نہیں دیتا۔ عورتیں گھبر کی نظر نہ تھیں۔ جانی اس سورت میں جتنی چیزیں
 کہ عورتیں نظر نہ دیتے۔ کوئی بدل کا سوا ان بند کر کے۔ راستہ میں ہے کہ عورتیں
 کی سادگی۔ سند و ستان میں قیام کی وجہ سے باطل نشر و پھیلے گئی۔ ابھی نہیں
 چڑھا قانون اگر وہاں چھوٹی وہاں۔ چنانچہ اس کی بھی یہی حالت ہوئی۔ لڑکیاں
 سرور بھر کر اظراب عطا ہو کر کہہ لیا جو کتنا افساد تھا۔ شوکت مرزا نے سرور
 بیک فریڈلینڈ کے خطوط لکھے ابھی نظر میں ہیں۔ یہی چوٹی ہیں۔ افسانہ اظراب
 سورت کے۔ رختوں کے ٹکڑے سے دور و طرف سایہ میں ان عجیب و غریب
 ہو گئی۔ دنیا نام اسی کا ہے۔ (میں ہوجاتی ہے)

نحوہ صالح۔ رول میں کتنی تو سچ ہے، تو بڑی قانونی ہو گئی ہے۔ علم کے ساتھ
 جیسے خدا نے کچھ دھنل بھی دی ہے۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا کہ گھبر جو بڑے گی
 جیل بھجوتے گی۔ افسد کا شکر ہے۔ مگر میں تھرا مرزا ابھی نہیں ہاتھ دے رہی ہے
 کہ تو پہلے وہ بھولے آئندہ جو اسکو منظور ہو۔

اٹھائی تھم ہو چکی۔ تھادی کے سرون پر سیکورڈن کی جہی سے ملتی
 ہوائی جہازات خدا ہے جن اور تک تک کر کوئے چھلکے ہیں۔ جو سونگیا
 قدم کے فاصلہ سے اوپر اور ہر گزرتے ہیں۔ ہر دلو میں دھنس کر چھٹنے ہیں جسکی ہر
 سے گرد و فبا کی کوئی حد نہیں۔ چل بھا۔ سفر شروع کرنے کی اطلاع ہے۔
 سامان اور ملوں پر نہ لے لگا دم کی دم میں تھاکہ طیارہ ہو گیا اور تھادی چلنے
 بھرتے نظر آتے۔ ہوائی جہاز بدستور ویرنگ خدا کے شایانہ اس خیال میں
 کہ تھادی میں ہیں کوئے برساتے رہے۔ خدا کا خدا چھٹے شامل ہوا اس کا
 ہال بیٹا نہیں جاتا۔ کئی میں میں قطع مسافت کر چکے تو بھر چو ائی جہازات
 ان کے ساتھ ہوتے۔ پورے بار گھنٹہ تھا تب کیا۔ مگر جوتھ۔

و پہلی داگی ہوئی پریشانی کا رگڑ رگڑیوں کی اٹھاپیہ والوں نے اسے اسے جاننا
 جنگ میں دھکلائی ہے کہ ان تک رہ کار آمد ثابت ہو اور اس کا فیصلہ پھر
 جنگ کر سکتے ہیں مگر ظاہری طور پر اسے قائم کیا سکتی ہے یہ ہے کہ فہم کے
 فہم میں جو چیزیں اور فائدہ اور فوج کا ہوتا ہے اس سے خوب لگا رہا جاسکتا ہے۔ دشمن کا
 سبک دہی اور اسے اور عمارات کو صدمہ پہنچانے میں بھی جانا یہ بکار آمد ہو گا
 فوج اس سے تیار نہیں ہو سکتی۔ البتہ یہ نشان دہی کیا سکتی ہے۔ یہ فوج میں جانتے
 ہیں اٹھا رہا سکتا ہے مگر ایک ہی جانب ہوئی عمارات کا کام کرنے ہوں
 جیسا کہ جنگ عمارتیں ہیں یا فوج ہو۔ ترکوں کے پاس بھی اگر چاہا رہو گے تو اٹھاپیہ
 والوں کو زیات نصیب دھڑکتے ہوئے فوج اٹھانے سے نہیں ہیں ایک دوسری جنگ
 قائم ہو جاتی۔ فہم
 بھائی میں اب خفا کی کمی ہے کہ قریب سے پہنچتے ہیں۔ وہ ان جانتا چاہتے اور
 لیکن چاہتے کہ فوجی افسران نے اپنے ملک کی حفاظت میں کیا کیا ہے
 اور کیا کیا کر رہے ہیں۔



باب (۲۱)

حک کی کیپ

مذاہب انگریز کا سپہ سالار جنرل سلاطین فرمان کے روست بطل حریت
 خلعت کر کے انور ہے یہ حسین ذو القمص بلا کا پھر یہ غضب کا ہر جگہ آنی
 کا یہ کہ اگر فرشتہ رحمت است کہیں تو با کھل بجا ہے یوں تو نشانہ ہے کا ہر جگہ
 اور ان کے مددگار لائی نہ اور چاروہ ہے بھی ہادگا رنگ میں اور جتنا ترکہ ہیں
 ہستیوں پر ملا کر نہ با علی بہا دور است ہے لیکن تازی انور ہے کی شان ہی
 بہا گاہ ہے آچہ نوایں ہمد و ارادہ آہنا داری صحن وقت پر معلوم نہیں کن کن
 سببوتوں سے اس شخص کے اپنے تئیں اس سرزمین میں ہو چکا ہے
 آہ اس رگشان میں ایسی آواز ہے گویا کہ سورہ اسرا قبل چھو گئی ہے
 اسلامی کی روح کہ جس کا کہیں چہ نہ تھا اب ہر جگہ نفس کہ رنگ و پہن میں
 خون کے ساتھ دور کر رہی ہے ترکہ و عوہ میں پاک و دوسرے کے خلافت
 تھے اور ہمیشہ فدا داری ہی ہا ملوہ ہتھے تھے باب قمر و فکر ہو رہی ہیں کھانا
 پیتا سونا شہاد و تاجین بھی ساتھ ساتھ ہے ایک بار وہ ایک نیت
 اور ایک دار گزشتہ کوئی چیز کہ کہہ سے ہے اور وہیں کوئی دیکھا ہے
 یہی کہ اٹھا ہوا وہیں کہ اپنی سرزمین سے آہل و عوام کے نکال دیں خدا
 انہ کہہ کر تھکتے

خداوند کے لئے ہر شے قربان کر دینا اور اس کے لئے ہر شے قربان کر دینا

جہاں کن پیر کے قریب قریب سے گئے ہوئے ہیں۔ بعض بعض مقامی عمارات
 بھی اس میں دیکھی ہیں۔ ایک چھوٹی عمارت میں خود انیسویں صدی کے اسٹائن
 اور دیگر انیسویں کے عمارت کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ کوئی فرنیچر۔ سامان
 صرف معمولی دست کے دو تخت کرسیوں نہیں کھانا۔ پینا۔ سونا۔ دھڑ۔ ٹیلیفون
 ڈیالکسٹ بھی کچھ تو ہے۔ یہیں سے اعلیٰ حالات ٹیلیفون کے ذریعہ سے جکا
 سلسلہ تمام عمارت پر قائم ہے۔ یا کبھی کبھی بیٹا میران کی معرفت جاتے
 ہیں۔ اور انہیں ملو اور ہوتا ہے۔ سوڑ سوڑ دنگی ہے۔ جس کے ذریعہ
 انسانی قوت بال امر کے اکثر۔ اور جہاں میں اور ہر سے اُدھر آتے جاتے ہیں۔
 اس کا سامان لگا لگا ہوتا رہتا ہے۔ صبح سے شام تک انسانی مصروفیتوں کا
 وہی عالم ہے۔ اور کام کاج اسی پھرتی سے ہوتے رہتے ہیں کہ جس طرح کسی
 بڑے آباد اور بارونٹی شہر میں ہوتے ہوں گے۔ بازار خاص قریب سے دیکھنے
 کے قابل ہے ہر چیز با فراط موجود ہے۔ ۱۲۔ غلہ۔ گوشت۔ مرغ۔ آلو۔ اٹھنے
 بھی کچھ ملتے ہیں۔ اور کچھ ایسے گراں نہیں بکری کا گوشت ایسے سے دھما
 آٹھ آنہ سیر ہر وقت لے لیجئے اور اٹھنے بھی آٹھ آنے دہیں۔ البتہ وہاں
 جو دوسرے مقامات پر سوا آٹھ آنی روٹی کے حساب سے ملتی ہیں وہاں وہاں
 کے حساب سے آتی ہیں۔

جب کہ اس حالت میں انسانی سوا اس کے کہ خدا کی رحمت کھی جائے
 اور کیا خیال کیا جاسکتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی قریب حالت ہوتی ہے کہ وہاں
 اور دیگر ضروریات زندگی کی کیفیت ہے کہ جانتا اور جانتے۔ انبار گاہوں میں
 انسانی قوت سے جو قیمت میں حساب ہے۔ ان کو جو ہر میں بازار دہی میں ان کو کام
 کھڑے کر دیتے ہیں۔ انیس سے انیس بیڑے۔ ان کی تہہ نہیں۔ یہ خود

جنگ کو شروع کرنے کے سولہ ملحق تھے۔ فن منصوری کے شاہزادوں کو صیانت حاصل
 کی تصاویر بھی اکثر ت کے ساتھ دستیاب ہو سکتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ کوئی
 اطالوی انسپیکٹر سپاہی ایسا نہیں کہ جس کو حسن پرستی کا لہکا نہ ہو
 میدان جنگ میں ہم تو آرمینا رومن سے مسلح رہتا ہے اور رومی تقویت
 کے لئے قلب کے مقابلہ میں رومی کی فوجیں بھی کبھی تو اس کے سامنے نہیں
 یا قازمی میدان جنگ کو ہانے اپنی نگہیں ان کی طرفوں کے بال بال انھیں بدل
 تا اور کوئی نشانہ اپنے ساتھ ضرور لجاتے تھے اور اسی کے بل پر وہ وہ ہمارے ان
 دکھاتے تھے کہ باید و شاید ان کے کارناموں سے صفحات صحیح رنگے سے
 ہیں۔ اطالیہ والے اس حائر میں ان سلیبی شیرازی کی نقیصہ کو ضرور کرتے ہیں
 لیکن دل کے پکے ہیں ہمارے کمان سے انھیں سلیبی غازیوں کا ایک ایک ذرا
 سکڑاؤں پر بھاری ہوتا تھا اور ان کا عالم ہے کہ ان کے میگزینوں کا ہزاروں
 ایک ایک اونی ہادی حرب بھاری ہو جاتا ہے۔ جو میں افادت وہ از گجاست کا
 قبول شخصیکہ ہنم اور چلائی۔ ان سلاخیں پر پتوں ایکابہت ہے۔ ترک ہونے
 کی نظروں میں کھینکتے ہیں۔ دہریت کا ہزاروں طرفوں دور دور ہے۔ غریب نظریں
 میں داخل ہے۔ چھڑی انھیں ہون کے ساتھ گولوں میں دوڑتا ہے۔ حیوانی ہون
 میں رہیں۔ مسلمان کیوں ہیں جو ایک دوسرا خیال ہے کہ جو بھی حیوانی غریب
 میں جا گزرتا ہے۔ اور اسی کے ہونے پر پتوں کی ہونی سکومت میں دست انداز
 کرنے میں نہیں ہے۔ جڑی جڑی سلاخیں کاٹ دیکھتی ہیں۔ سنوئی مدد بھی روک دیتا
 اور سامان جنگ سے رنجی ہیں۔ اس پر بھی غضب ہے کہ جب اپنے ہتھو کو چٹا
 دیکھتے ہیں تو دماغت کرتے اور مسلح کولے کو طیارہ چمکتے ہیں۔ ساحلہ مسلح ہو
 ہوتا ہے اس میں بھی ترکس ہی گھاتے ہیں۔ رہتے ہیں۔ دتا دتا دخرچے جنگ

ہائے ہیں اور نہ نیک ہی ہوتی ہیں۔ اس اندھیرے کا کوئی ٹھکانا ہے کہ مستحق سہارا
ہیں ایک ہی ہی طرف ہیں کو ہیں ہے رہا توں کو جس سے میں سے دشمنانہ نصیب چا
تکلیف چریہ کیا اور کل دو حصہ میں ریل و خار میں تو ترک ایک دن سرزمین
یاد و پست سے تپید ہر جا میں گے۔ اور ثانی بقدر ضاعت بھی کا ہیکو ہے گے۔ انش
ان کی حد فرماتے۔

غرض کہ وہ کی باز اور بہت ایک پتہ میں ہی ہوتی ہے صبح سے شام تک ہر
غریب فرد سخت جاری رہتی ہے اور ہر طرح کا سامان آکر چاہے۔

باز اور کچھ ٹھپے اور غریب کی رسید و عیال اور ان کو دیکھنے وہاں بھی

عجیب عجیب نظر ہے۔ ہر ہر جا دیکھنا مشغول ہیں مصروف ہے کوئی تفرق

یا چاہی۔ ہاتھ تو کوئی بند و قرن اور کلورون کے صفات کو کہیں نہ خاک ہے

اور کوئی تفرق یا نہی کر ہاتھ کی ہر ایک حالت ہے کہ ضرورت ہر طرح

فہم کرتے رہتے ہیں۔ ہر ایک خیال خلق نہیں ہوتا کہ توں میں جو ضائع ہو چکا

ہیں آگاہی کسی کے گھاتے گی۔ صبح سے شام تک ہر چہ ہوتا ہے اس خط

میں گرے خیر کی گئی کہ ضروری کوئی خودی ہمارے آکر انہ دن ملک میں گھسے گا

بکھی ہے تو پھر پچھتے ہر ایک مقابلے کے لئے چلا۔ ہر جگہ ہے ترکی اسروں کے

روکے نہیں۔ کتو۔ روزہ ہر جا ہرین کے قتلے گئے ہیں اور انور ہے نے انظام

یہ رکھا ہے کہ ایک ہفتہ یا اس روز ان کو غریب نہایت کی گھبراہٹ ہو اور ہر طرح حیرت

سے واقف کر دیتے ہیں۔ پھر ہر ایک پر وہ پکی کسی کا عدد تو ج کے سہاویہ

سے قابض ہیں کہ نہیں ہوتے۔ فرق اگر ہوتا ہے تو یہی کہ اس کے وضع نہیں ہوتا

تو وہ کہ پھر کے ارادے سے آگے ہیں نمودار کی تھا یا انہی کہانے کی تو ان

اشوق و ہر دلی کہ باخدا ہر سے رہا نہ کہ۔ تہو نہیں ہوتا یا نہ کہ۔ گروہ کی تہو

ہیں۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں ایک ہفتہ یا دس روز کی دین میں صبر کی مشق ہر سے
مرد سے وقت کا زیادتی ہے۔

ہلالِ امر کے ڈاکٹرین اور جماد اور دین کا ایک فرج کے جنی حصہ میں ہے
مرد کی ایک مختصر عمارت، انوارات وقت سے ملتا آگئی ہے۔ عمارت و مٹھری
ہے۔ اسی کے سلسلہ میں متعدد فرج بھی ہے جو ہے۔ یہ ہیں زیادہ تر ڈاکٹر و
جماد اور ہفتہ ہیں، مریض اگر زیادہ ہو گئے تو ان کو بھی مجھوں میں سمجھ دیا جائیگا
وہ عمارت کے اندر ایک کٹارہ کو مٹھری میں ہے۔ اعلیٰ منزل پر چلنا اور
مرتبہ میں جو اوقات مفردہ پر اپنے فرج لکھ لیا کرتی ہیں اعلیٰ حالی ہیں۔
جستہ پر ایک ہلالِ امر کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق کو اور اعلیٰ سے
اور اسے گونوں کی زندگی میں مگر اعلیٰ ہی ہوائی بیخود عمارت لگتی ہے۔ اس
عمارت پر بھی ہم گر چکا ہے۔ وہ تو کئے افسوس نے بڑی صبر کی نصیحت بھی نہیں
ہوا۔ ایک مرتبہ عمارت کے ایک عالی گوشہ کو نصیحت سے سوجھ بھانجنا ضرور
تھا اس کیسب میں مولیٰ سے زیادہ چل چل ہے۔ جس کے نصیب ہو رہا ہے
ہیں۔ اور اعلیٰ حق صورت میں تھا۔ نہ ہی معلوم ہو تا ہے کہ انور یعنی زیادہ آگے
یا کوئی دوسری ہلالِ امر کی عمارت ہے۔ افسوس یہ کہ وہ سائنس ڈاکٹر و صاحب
انجینئر مصر، ہلالِ امر کسی سے کم نہ ہو۔ وہ انجینئر ہے۔ جو نہ ہو مصر
کا غلبہ۔ جو انجینئر اپنی جماعت کے ان قیاس کے لئے بیگم گئے ہیں اور انجینئر
انجینئر انور میں غلبہ سے گئے ہوں گے۔ کچھ پر تصویرش صورت میں بھی نظر آ رہی
ہیں۔ ان کے ساتھ اسباب کے کبیر بڑے ہیں۔ چٹال کی ایک سیٹی ڈاکٹر و
خدا کوئی ترکو خدائی ہے انھیں اپنے ساتھ لایا ہی ہے۔ ان کو کچھ بھی ہے۔
ہلالِ امین و نور سے ہے۔ وہ تو ہی ہر دور رہا ہے۔ یہی ہلالِ امر

بال اللہ کی تیار اور عورتوں میں انکا نام بھی تو درج کر دیتا ہے۔ انکو صالح اللہ
 نہیں رکھائی پڑتے۔ لیکن وہ کیوں ہوئے گئے۔ وہ تو بھابی ہیں۔ فوجی بارگ ہیں
 عورت کے لئے ہوں گے اور انھیں اب تو اوروں سے ملنا پڑ جائے گی۔ اس کے بعد
 جوار کی اجازت ملے گی۔ ہر روز کام قاعدہ قرار دیتے ہیں ہوتا ہے۔ سونے کی
 گھر جاتی ہیں۔ یہ کچھ تو بندھنوں کا رکھی ہیں اور پھر کھراؤ یہ لٹھیں عورتوں پر جو
 خدا کے سوا کسی کے سامنے سراجاوت بنائے ہی نہیں۔ پھر بھی انور کے کی
 سچ ہے کہ طرابلس میں کھستکی پہلی ہے۔ اس قدر یہ شخص ہر دلعزیز ہیں
 ہے کہ جس کی حد و غایت ہی نہیں تو طرابلس ملک تو لوگوں کے کھڈا اور کیا تھا
 انور کے کا نام زبان پر آجاتا چاہئے۔ تعظیماً سر جاک جاتے ہیں۔ انٹیک کی دی
 ہوئی عورت ہے۔ جسے چاہے عزت فرماتے۔

ابن سادات درود یا زائیت

ماہ بخشد خدا بخشد خدا

انہوں کی بات ہے کہ انور کے بھی اس وقت انور کے کی اس سرزمین میں اجماع
 کر رہا ہے۔ ایک طرف جدل و قتال امتحانی کا۔ باقی سے ہے۔ اسے اور دوسرے
 جانب باشندگان طرابلس کی بھلائی و فکر ہے۔ یکے دونوں سکول عورتوں کی تعمیر
 کے لئے اس مقصد سے جن کھل گئے ہیں مسندت۔ حضرت وزیر امت کی تعلیم
 علوہ ہوتی ہے۔ سکھیں کے لئے ایک بڑے۔ اسکا ابھی سال ہی میں امتحان
 ہوا ہے۔ باقی کا ذخیرہ امت کم تھا۔ اس کے لئے ترکی اور انگریزی کا ایک فکر
 آگیا ہے۔ جو زمین کو کچھ بھاگتا اور اس کا انتخاب کر کے کوئین گنہ داتا ہے۔
 اس لئے اب شہر میں کی اب کی نہیں۔ باغیچہ کھسپ میں بھی آتا ہے اور زمینیں
 بھی زراعت کی غرض سے سفید ہوتی ہیں۔ سچ ہے انور کے سبب نورنگ

خود تھوڑا اور ان اعلیٰوں کے ہندوانہ طرز الیس مغرب کو منہم کرنے کے لئے ورنہ
 ہوتے تو اس کے ان بھرنے، غازی، نور سے لے لگی ایک اعتبار کے سنگھار
 سے یہ ان مقامات میں کیا کہ اعلیٰ تو برائے ہم طرز الیس عربوں کے دشمن ہیں
 ایسے مفید جنگ کنگو نصیب ہو سکتی ہے جانی و مالی نقصان اس میں کچھ بھی ہو
 بان مغرب عرب اس کی بدولت مائل ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ہر سال ان بدولت
 کی اسیرانہ غلہ اس کے لئے مخصوص ہے وہ عربوں کے بھرنے والے اور عربوں کے
 نمونہ میں بافرادہ سجدہ ہے۔ اگر یہ جنگ بھڑتی تو کاسیکو انہیں خواب میں
 بھی نظر آئے اگر سیکو دن ہر سہاگنی جاری رہے تو عربوں کے لئے سہاگنی
 جسے الی سے تعبیر کریں گے۔ جملہ دشمن الی عربوں کی حالت ہے۔ ہر شخص
 اسی کے مقابلہ میں جہاد کرنا ہے۔ سچے میں بہت مستندی کے ساتھ کہ وہ ہیں
 صلح کے شعلے نہیں اُٹتی ہیں کہ انہیں کہ جانب سے مسلح قبائل ہوتی
 ہے۔ دول پرپ بھی انہی کی حالت دیکھتے ہوئے داخلہ پر آتا ہے۔ کہا
 مانا کہ کہ اب عالی کو بھی منظور ہے مگر عرب اور ان کو سرفنا شیروا سلوی
 کسی ایسی فکر کہ کوشتا ہی گویا نہیں کرتے اور نہ غازی یا نور بے کاغذ ہے
 وہ تو عربوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور ان کی جہالت کو بے کھنڈ ہے۔
 اس سے بہتر کوئی سوچ ہو سکتا ہے۔ ایک کرشمہ دکھانا معاملہ ہے۔ جنوں انہیں
 چھڑی اور رو رو۔ جنوں نقصان نہیں۔ اگر وہ چار چار دوسری باتوں میں غیب ہے
 تو کیا حشاکہ جس کی آئینگی جائیگا حضور ساری بان دنگو کر دوسرے شہادت
 کا درجہ ہے۔ سیدھے جسے میں داخل ہو سکتے حساب کتاب پھر مالی نقص
 خاطر خواہ۔ سا ان جنگ مزور ہوا۔ سونے کی گھڑیاں، سونے کی پیچھا کات
 انگوٹھیاں۔ قیمتی پوشاکیں، چھڑیاں، غرض کہ کوئی ایسی چیز ہے کہ جو نصبت

یہ نہیں آتی۔ کہہ کیا ہے ایک غمزدار اور ہے۔ باز اسی دن دنیا بھر کی
وہ بھی کوئی دین کے سول میں دقت چلتے لے گئے۔
تو ہی کا واقعہ ہے کہ تمام مذاہب کے پیغمبر صوفیوں نے اور عرب و عجم میں کے
ایک مسجد میں جمع ہوئے تھے۔ یہ ایک مشورہ ہے۔ وہ ہے۔ انور ہے نے تقریر کی
جو کہ کیا محتاج گفتگو کے صلح ہلا کر ہے۔ ہا یا اگر سلطان اعظم صلح کر
جی میں تو بھی عربوں کے لئے وہ معاہدہ قابل یا بندی نہ ہو گا۔ مسجد کے
قبلہ رو ہو کر کہیں کہا میں کہ جب تک ہم میں کا ایک ہی زندہ ہے تو ہم ہر حال
پر اس کا حق ملائی پر ابرہہ کی کہیں کے وہاں تک کہ اٹھایا۔ اس کے ہمارے
سرحدیوں سے بالکل دور نہ ہو جائیں۔ وہ جو شہنشاہ اور اسی شہر کی کھڑا
کی پناہ۔ غیور اور مددگاروں میں ہی جیسے غمزدار کے بعد ہر دین غل غور
ہمارا کان پڑے بات نہیں ملتی رہتی غل ہر شخص جو شیطان کرتا تھا۔
کہیں کہا تھا۔

مصری ہلال دھڑکی جماعت آئی۔ (اکثر عورت تک اپنے ہمراہوں کے
ساتھ غازی انور کے سے پھر عجم میں کی داری آئی تھو صلح بھی باکاب
ہوئے۔ چند دستاویز عجم دیکھے۔ کہیں سے۔ طاہر ان کے تقریر کیا کہ کھڑے
چند صلح کر کے اسلامی فوج کی امداد کے لئے ہیں بہت تھکا۔ انہوں نے کہ اکثر
ششاق کے خط کے ساتھ وہ رقم مشرقیوں کی خدمت سے پیش کی۔ انہوں نے
لے نہایت خوشی کے ساتھ قبول کی اور فوراً اسے وہاں میں داخل کر دی
وہ تک خط صلح سے باتیں کرتے۔ یہ چند محتاجی طاہر ان کے ساتھ
اس جنگ کے داری میں پہلے اور بعد میں انہوں نے انہوں نے انہوں نے
اولیٰ پناہ اور پناہ سے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انکھ کا علاوہ اس وقت کھلا اور پورا معلوموں کے لیے دیکھا انتظام کیا۔ کھٹوم اور
ہم کھٹوم کے مشعلین خاص میں خاص سفارش تھی۔ اس لیے وہ دونوں صورتیں چال
اور کے کپ میں مخصوص انکھات کو ساتھ بھیجی گئیں۔ خود کو کھٹوم اور
کے رسالہ ہادی گارٹین داخل کر لئے گئے۔
کھٹوم اور ہم کھٹوم کو سفارت کے بالائی حصہ میں ایک غنودہ اور چار
کوہ طہت سفارت کے لئے ایک مجلس ہے جو عربی خوب نامی ہے اور فرصت
کے اوقات میں وہاں جبرکہ واقعات ہیں دونوں سے بیان کرتی ہے۔ وہیں
سنگ تیرہ دونوں مجلس سفر کیوہ جسے تیار رازی کوئی نہیں ہائیں اس
تمام مجلس کے ساتھ ہوا کھٹنے اور مجاہدین کے کپ کی حالت دیکھنے جا یا
گرتی تھیں۔ کھٹوم اور بھی قواعد سے قانع ہو کر روزنامہ کو ایک سفر و کج
لجاء کرتے تھے اور وہ ایک گھنٹہ بی بی۔ اور بی بی سے باتیں کرنے کے لیے
جاتے۔ قواعد سیکر رہتے تھے اپنی شہابی کا ثبوت دے بھی سکتے تھے۔ ہم بھی
چاری نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک کسی جنگ میں شرکت کی سفارت نہیں ملی
تھی۔

اس دورانی میں جنرل بریکوٹ کی فوج اور تقریباً دو سو مجاہدین سے
ایک بھڑپ پھر ہو گئی۔ چھ گھنٹہ کی لڑائی تھی۔ ناز صبح کے بعد شروع
ہوئی اور بارہ بجے ختم ہو گئی۔ میدان سب معمول ترکمانی کے ہاتھ
ہا تھا۔ اٹالوی فوج اعداد تک میں سورج قائم کرنے تو لوگوں کے
ساتھ میں جڑی تھی۔ لیکن مجاہدین نے جاننا زاد طر کر کے بھر پور ساحل
تک ہٹا دیا۔ اٹالوی نقصان کا کوئی حساب نہیں۔ البتہ عرب دس گیسٹ
اور کچھ ایسے ہی دشمن۔ دشمنوں کی آمدت ہلال امر کے ہسپتال میں ہوئی

وہ کے لئے چل رہی ہیں پیدا ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر اور فرسین بھی دوڑ دھوپ میں مصروف تھیں دشمنوں سے گویا یہاں لڑائی نہیں لگے دیکھتے تھے سر پہ نئی چھتا پہاڑیوں پر اور ان کی ضرورت تھی تو اس مرتبہ کلثوم اور ام کلثوم کو بھی کام دیا گیا۔ یہی سکھائی تھیں۔ ڈاکٹر بگھنے لگے کہ سب دوستانی عورتیں ہیں مذہب کی حمایت میں گل کھڑی ہوئی ہیں۔ اس کام کو کیا جانیں۔ لیکن سب کے سب ہیں دونوں کی ہوشیاری اور چالاکہ سنی سے رنگ ہو گئے۔ آری ہوشوں کے وقت بے کے لئے ہر چیز سے موجود ہیں۔ دشمنوں کے دھوکے میں بھی پڑا۔ یہی دور وی۔ کلثوم خاسکر بیت پھر چلی اور ہوشیار ثابت ہوئی۔ بلی اور جھوٹ اگر چھٹل کے کرب و بے مینی سے اسیلی ہو جاتی تو خود بھی شایع ہو شکاری و سولت سے درست کر دیتی۔ فرشتہ راست بنی ہوئی وقت سے ہر بہت کے قریب جا ہے اس کی نگرانی میں ہر دانا ہر چوکی جاتی اور جس چیز کی ضرورت دیکھی یا بگھتی فوراً مہیا کر دیتی۔ انھیں کی دو تین راتیں بیاہ نکلیت کی جھاڑیں۔ خواب آور دوائیں اسید و صحت دیکھائی ہیں مسلمانوں میں شراب لاہولے کی وجہ سے کسی قدر احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر بھی انہوں نے میرا کے قربات کا جزو خاص نہ بنی ہے اور اسی کی نفلت میں بیجا ہے بڑے رہتے ہیں۔ دشمنوں میں احوال شروع ہوا اور نکلیت میں کی ہوئی پھر گاہ جب تک انکو نہیں بندھتا پھر دوسروں کی شب بیداری قائم رہتی ہے اور دو گھنٹوں کے بعد اگر دیکھ جاتا نرسوں کا فرض ہے۔

کلثوم اور ام کلثوم دونوں نے کام بہت اچھا کیا۔ ڈاکٹر بہت خوش تھا اور جو پورے ڈاکٹروں کی حالت کے بارے میں فائزہ اور بے کو بہ حیثیت سرعہ عجیبی مہی اس میں اپن دونوں کی خاسکر بیت کمر لوبہ کی مہی تھی۔

انھوں نے کوہِ اشترانی میں اس کی کارگاہوں کی خبریں تو بہت فوش
 ہونے لگی تھیں۔ اور انھوں نے جوئے نہیں سوائے تھے۔ اپنے اصحاب کے جلسے میں
 بیٹھتے تو یہی کہتے: "اللہ! اکثر خلاق صاحبِ بڑا ہر شخص ہے۔ اسی کی
 جوئیوں کا فیض ہے کہ ہم کلثوم اور کلثوم ایسا ہوشیار و ہوشیار ہو گیا۔ اور ہمارا
 مس ہے اور ہم اس کا کلمہ اور چہرہ اس سے جنت میں حاکمات ہو گئی ہیں۔ اور
 جنتی تو اپنا فرض غرض کے ساتھ ادا کر رہی ہیں۔ جو سر میں ان کی عمرانی میں تھے
 اپنے ہونے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ ہر جنگ کے قابل ہو جائیں گے۔
 مگر خود انھوں نے کوہِ اشترانی میں اپنے کے بعد لڑائی میں شرکت کا سوا
 نہیں دیا۔ اور وہ ان کے ساتھ تھے۔ ان کے میں گھر رہا ہوں۔ کچھ بھی ہمارا
 کرنے کی اجازت دیکھا۔ مگر سوا ہی تو اس کا آستے کا ہرین کی تو لیا
 انھوں نے ان کی طرح اس ناگ میں چھٹی ہیں کہ انھوں نے فوج آگے بڑھتے تو
 ان پر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ ان کے ایک ایک کے بعد ہر دس بارہ روز
 تک سکوت رہتا ہے۔ جنوں کی تھیک تانی مر جاتی ہے۔ تو یہی ہے کہ ان کی
 کیا کرتے ہیں۔ اور ہرانی جہازوں سے انھوں نے ایک ایک میں آتا ہے۔
 ہیں۔ لوگوں کو غور کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی اختیارات و احکامات کی وجہ
 ہمارے طرف ہوتی ہے۔ جس میں چاہیں۔ مگر ان کو حریف نہ ہوں۔ کھانا جانا ہے
 کہ ہم انھارے دوست ہیں۔ اور ترک انھارے دشمن چاہا بار خاں
 بڑا عادل ہے۔ وہ تم کو انھارے دشمنوں کے خبر سے خبردار کر تھیں کہ ان
 سرزمین کا حاکم بنائے گا۔ اور انہی فوج واپس آئے ہوں۔ ہر ایک
 ہم انھارے دستگیری وعدے کے لئے ہر وقت مستعد ہیں گے۔ وہ ہیں۔ انھوں
 کہڑے۔ جو ان کو ہم سے ملے گئے ہیں۔ ان کے ہر دین میں رہنا چاہتے ہیں

کھا پئے اور چھ دن دشمنوں کو محال باہر کر دیا۔ ہمارے قہار سے کوئی لڑائی نہیں
 تھا۔ وقت سے اگر کوئی عیب قید ہو جاتا تو اس کے ساتھ ہی اچھا ہوتا
 کرتے۔ روز اور من کو کے اس کو چنگا کرتے اور پھر اس سے ہر طرح کی خبروں
 پر پھٹے۔ یہ بھی بڑے چالاک ہوتے ہیں خوب جو فی بھی نہیں بنا کر ملاوی
 افسر دن کو شیشے میں اُتار کے تاکہ جلدی قید سے نجات ملے۔ اور چلتے
 وقت انتشار دن کا پشتارہ لاکر رخصت ہوتے ہے تاکہ کوئی سبکی نہ دے
 میں قہار پیش کرتے۔

اسی قسم کا ایک دلچسپ واقعہ ہے جو اخبار "اعظم" قاہرہ کے نامہ نگار
 میٹر طرابلس نے اپنے اخبار میں بھیجا ہے۔ اسے اور میں گاؤں میں سو تو یہ بیان کیا
 کافی اندر بھی نہیں۔ یہی بھی ہر مل قبیلہ الحارثہ کا ایک چاہنے والا ہوا۔ سفر
 کے قسب کے سفر کو میں شریک تھا۔ وہاں چہ ہو گیا۔ شبیوں اور شہید دن میں کی
 تلاش ہوئی مگر بے سود۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ جبری اور بہاد قرقھانی اٹلائی
 سو رہے ہیں گھس گیا ہوا اور وہیں شہادت پائی۔

سفر میں یہی دشمنی کو دیکھتے ہیں کہ غازی انور یک کلبہ تمام لے جاتے
 آپ قہار سے تشریف لائے ہیں۔ یہیں اتم کلبہ آگیا مرنے اور پھر زندہ
 ہو گئے۔ آپ یہ وہ سوالات سے جو چاروں طرف سے ہونے لگے۔ آپ ان کا
 جواب سنئے۔ "مجانو اسو کہ کی رات سلا کرتے ہوئے میں دشمنوں کے گھر
 میں گھس گیا۔ قی تھا پھر دن لڑا اور اپنی تیغ خوار انگلیوں کے جوہر دکھاتا
 رہا لیکن کوئی مددگی ہے۔ قی تھا غازی سمندر میں کب تک حیرتا گریوں
 یہ دشمنوں کے رکھ لیا۔ اسنے اور جیلو پھلتی ہوئے یہ دم ہو کر گرا اور پھر
 جگھے پیش نہیں مراد تھا۔ دشمن قید کر لے گئے۔ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے

کہ اپنی عادت کے خلاف اطاعتی میری تیار داری میں پوری تندرستی کو بری
 میں کھپ ہو گا کہ معاملہ کیا ہے اور میں کیوں زندہ چھوڑا گیا۔ تھوڑی دیر کے
 بعد ہی میری صبرت رملے ہوئی اور میں اس فوج کے سامنے کھڑا ہوا۔ جوش میں اس
 جوشی لڑنا کام کر رہا تھا۔ اطاعتی کمانڈر کو اطلاع دی گئی اور وہ میرے
 پاس آیا اور عرضی کیمپ کی قوت اسلحہ خانہ، دوا خانہ اور تمام فوجی سہولتوں
 کے حالات کے متعلق مجھ سے مسلسل سوالات پوچھنے لگے۔ سوالات کا جواب
 کیمپ و جہزت کے پیدا کردہ دلی جذبات تھے جو الفاظ کے ذریعہ سمجھنا
 ہوسکتے تھے۔ میری چرب زبانی جانتے ہی ہو۔ میں نے جب یہ کیفیت دیکھی
 تو وہ تھکے زمین و آسمان کے واسطے کہ باوجود غایب۔ کمانڈر صاحب
 کے رہے سے اس میں بھی غفلت ہو گئی۔ درحقیقت سب کچھ کمانڈر صاحب
 سیرا تو خیال ہے کہ اس کی قوت شگونی ہی تھوڑی دیر کے لئے سبھل ہو گئی
 تھی۔ پھر اس نے کوٹہ کی بیابان سے بہت سی تصویریں نکالیں۔ داخل کے
 جنوں کی طرح ٹاکر میرے سامنے ڈال دیں اور کئے لگا کر اس میں سے نور
 کی تصویر نکالو۔ میں نے نکال دیا پھر اس نے وہ سب تصویریں نکال دیں
 اور وہی پہلی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے پھر نور کے کاغذ اور تصویر
 سے غلطی کر کے پیش کر دیا۔ تاہم میں ٹیکر پر نگاہ دیکھتا رہا مگر وہ چوتھا
 تھا کہ غلطی موصوف کا وہ ملاحظہ تراجم اور اس کی صورت اس کے لئے
 ایک ایسی نعمت ہے جس سے وہ کبھی میری نہیں ہو سکتا۔

پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ کچھ آخر کار عروج اور اترنے
 جہانی خط کوئی دو گون کے درمیان صداقت کا پتہ ہے۔ اگر چاہتے ہیں۔
 اب تک ترکوں نے تم کو کیا دیا۔ طرح طرح کے مظالم کا اظہار تم کو بنایا

وہتا غلام بن کر رکھا اور پھر خود غرضاء طریقے پر اچھا کام تم سے نکالا کھانا
انکا ساتھ چھوڑ دو۔ ہم تمہارے بچے دوست ہیں۔ تم کو خود مختار.....
اور علم و دولت سے..... مالا مال کر دیں گے۔ اگر چارے کئے پر نہ چلے تو
بچتا آگے۔ میں یہ کہہ رہا تھا لیکن اس شرط سے کہ عرب قیدیوں کو بھلا بھلا کر
جنگ کرنے سے باز رکھو۔

میں نے جواب دیا اگر میرے اسکان میں چین عرب لوگ سوا فوج سکی
کے کسی کا کتا نہیں ملتے میں تاکہ بھلاؤں کیا ہوتا ہے۔ ان اس کا دھبہ
البتہ کرتا ہوں کہ میرا قبیلہ جس کا میں سردار ہوں میرے بھلا بھلا
سے ظہر خدا رہا ہوا ہے۔ اور آخر میں ساتھ اس کا دیکھا جو غالب ہے
میرے اس پتلے خنجر لے کر میں اپنے قبیلہ کا سردار ہوں اٹھائی کتا
پر بہت اڑ گیا وہ بھلا کہ بلا سے ایک قبیلہ تو ترکوں سے اس طرح چڑھا
جو چلنے لگا رہا رہا اور کھن اس طرح راہ را سب پر لگیں گے۔ نور ہی تو
اگلی سنے نہیں گئی اور ایک اٹھائی تو ہی تھی تہ ذرہ در وہی نکلا کر بچے
دی اور ہریت سے اختراعات جو ضایت تو فقط عربی زبان میں کئے چلے
تھے عربوں میں تفسیر کرنے کے لئے ہرے حوائے کئے میں سب سے دے کر ام
صاحب کو سلام کو کہہ دل ہی دل میں ہنسا ہوا کہ خوب ہے دونوں بھلا۔
پتلا خنجر بھی اٹھا کر اس کا ہرہ میں چھپا ہے جس کا حضور سب ذیل ہے
سلے براہانِ دینی ا حائل وہ ہے جو سردوں سے عزت پر ہے۔
ہا وہ سلطان وہ ہے جو ہر حال میں قرآن مجید پر عمل کرتے ہیں۔
ہا وہ شاہ ہے کہ اپنے ہاتھوں اپنے نہیں ہلاکت میں ڈالو۔ نہ زخم
وہ سوائے کہ تم میں اچھا وہ شخص ہے کہ جب وہ اپنی خطا کو معلوم

و کرے تو نصرت راستہ سے لوٹ جائے۔ تم نے جانے لگاؤں
 و جانوروں سے مطالبہ کیا۔ حالانکہ وہ تمہارے لئے ظالم اور جابر تھے
 و سے ہزار درہم بستر ہیں۔ تم نے ترکوان کے جنگلے سے اپنے تئیں
 و ملتیں ہلاکت پکڑ لیا اور دوستوں کو دشمن سمجھا کیا تم نہیں جانتے
 کہ جب کل کو لڑائی ختم ہو جائے گی۔ تو وہ تمہیں چھوڑ کر چلے جائے
 و اور تم کو بھی اس طرح ہیچ و احمق بنائے گا کہ جس طرح اکبر اعظم اور تھوس
 و کوچہ بکے ہیں۔ اب یہی فیصلہ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
 و قول کے حصہ اسی بنو کہ آدھے راستہ سے لوٹ جانا بھی دلیل ہے
 و جنگی دھمکنائی ہے ۹

اس اشارہ کے آخر میں ہادیٰ قصص کے تحت بھی ہے جو قیامت اپنے نیچے
 میں ممتاز ہوں گے۔ روپے اور ضرورت بڑی بلائیں ہیں جب کہ وہ کچھ
 میں آدمی پڑھا تھبت تو پھر وہ ہب اور ملت اس کی نظردن میں کھانت تئیں
 رکھتے وہ عمر تئیں اس سے سزا دہولی ہیں کہ جو کسی طرح شاہان انسانیت
 تئیں جو تئیں۔ قرآن وحدیث کو بھی وہ سولہ تھ اپنے استدلال میں پیش
 کرتا ہے ذرا استغوث کرتا ہے در سوال سے ڈرتا ہے یہی حالت طرائس
 العرب کے اُن قوم فردوش عربان کی بھی ہے جو اس وقت اٹھارہ دہائیوں کے
 ساتھ تھئے ہیں اور اپنے جانیوں سے برسرِ پیکار ہیں۔ خدا اُن پر رحم کرے
 و اور راہ راست پر لے۔



باب (۲۲)

حکومتی اور غیر حکومتی کی پیمائش کا ایک منظر

۱۲۱ ای دوسرے مذہب و ملت و قومیت و نجات کے میل و ملاپ، انسانی
 و یکسانی، اخوت و محبت، جسم و روح، اتحاد و مقصد و مطالب، دنیا میں جیسے جیسے
 ہیں مخلوق انسانی پر ان کی حکومت ہے جسم و روح دونوں ان کے زیرِ اثر
 رہتے ہیں اور دونوں کا رشتہ ان کی بدولت، تاہم جن چیزوں سے ظہور پذیر ہوتا
 ہیں کہ جو صدیوں کے انقلابات بھی حل کر سکتے ہیں سکے ہمارے ان کے
 صفحہات ان سے، رنگے جاتے ہیں اور شاعرانہ کی مذہبی و دنیوی بلند پروازیوں
 ان سے توجیب پاتی ہیں۔ وہ بیوں کے پار بیوں کے مقابلے میں کیا کیا سکھ
 لے دار کا طوق اطاعت کس طرح گردن سے نکل چکا۔ غلطی بھر بھل عرب
 سرزمینِ تھانہ سے لڑا سے غریب بلند گئے ہوتے کیونکر گئے اور دوس سال کی
 غلطی بدلت ہیں کہ کن لڑو نوں کو حق سلطنت سے اور اگر توہم لڑے گناہی
 میں گرا اور کس عنوان سے ظلم و ستم جوہر جفا کا خاکہ کیا اور انصاف کا اظہار
 کیا یا۔ قرون کے ظلم اور ستم کی سیدہ فرانسس بیوں نے ہولناکی کی آہنی دھند
 کی دہائی میں کس طرح خون کی ندیاں بہا کر شاہی ظالم اور اہل دار کو غلط
 غلط کی طرح صفحہ عالم سے محو کیا۔ اور بیوں ایسے ہی واقعات ہیں سے
 ہزار ہا بھری پڑی ہیں۔ انہیں جذبات کے ادنیٰ گھر گئے ہیں۔ ان میں ظالم و
 اور جان پیدا ہوتا اور کیا ستم کا آئنا دونوں پر برابر ہیں سلطنتیں تباہ و برباد ہو جاتی

ہیں۔ شہر کے شہر ان دھند میں ڈھانے ہیں۔ ہزاروں دھند کے کھانوں کی کھانوں
میں ہوتا ہے اور بڑے بڑے ٹائیڈنگ راجی سورہ اور چار اپنے اپنے سپاہیاں کرتے
دنیا کو دکھا کر چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ یہ قدرت کے انداز ہیں اور قادر مطلق
کی اور ان میں کائنات کا تصور طول و عرض عالم میں کہیں نہ کہیں چوتھائی رہتا ہے
آج ایشیا ہے تو کل یورپ کی داری آئے گی۔ ہر سون افریقہ بھی منظر میں
کرے گا اور فرسوں امریکہ دکھا دے گا اور کھائے

ہر ایک سامعہ ہر ایک ملاحظہ

اگر کوئی بیشتر احوال عالم کو

اہل عالم جو ہزاروں کے دھند ہیں مگر جہاد نہیں یورپ کی طبیعت و
عذیب سے آراستہ دھند ہیں لیکن دلچسپی خود غرض میں ہیں توجہ و
عاطفہ نہا عشق و سرور میں طرائف کے لئے ہنگامہ ساز ہیں۔ ترکوں کی طبیعت
اور دکھانے میں آواز کوئی رہا۔ کوئی سبب و سبب جو جو ترکی میں نہیں دکھانے میں ہے
میں تک گہری کا سورہ ہے اسی میں کوئی کوئی گہرا ہے عورت میں
تک ہر تہہ کرنا چاہتے تھے۔ چالی تا دھند میں کہیں دیکھا ہوا خاکہ سوز میں
خاکہ کشیاں ہے۔ یہاں میں برسات ہے اب بھی اسی خال میں میں جگتے ہیں کہ
ترکوں میں اختلافی قابلیت نہیں اسی لئے سرسری و شاندار ہیں مقرر ہے۔

چاہے ہاتھ آئے تو سورہ اور دھند کی دولت اس پر لگائیں اور طرہ و طبع اعلیٰ میں
ہمیں چکے کر گھوڑا لیل۔ فہر و جبر کے ساتھ ہے جو آج بستی ہے کل دیتے
مقرر ہوئی۔ جان اس وقت گھوڑا پڑتا ہے کل میں عالمی شان اور سرنگ
کشیدہ عمارتیں تھیں دنیا میں آتش کشاں پہاڑ بھی ہیں اور بیت نہا سندھ
ایک زمین کی صورت و حیثیت بدل کر اور سرور و شہر بنا دیتے ہیں اور سرور کو

و آب کو پتے میں بیکواریں کیا پڑا دیں شعور و کلکھی طہر چھا دیں تیا ست نگ ہوتا
 دیکھا۔ تاکہ سبز پری طراپس صدیوں قبل سبز و زار تھی اقسام انسان کی اجناس
 پیدا کرتی اور دنیا کی بازار میں بیچتی تھی۔ لیکن اب تو دھشت زار گشت ہے
 کہیں کہیں کلابی زراعت قطعات مشورہ نظر آتے ہیں۔ پھر بھی بہت کم ہیں۔ آج
 روپیہ لگانا معدنیات کی تلاش کرنا تو جس جہاد اور اس میں ڈھونڈنا۔ کوہ کا
 و کاہر اور دنیا کا مصداق ہو گا۔ وہی تسلیم کر لیا جائے کہ نباتات معدنیات
 غریب آباد ہو سکتے ہیں تو بھی غیر کی حکمت ہے۔ آپ تجلہ کرنے والے کون ؟
 کیا یہ انسانی نہیں۔ اور خلقت بچا نہیں۔ اعلیٰ کمرہ میں تھیں۔ انوس صدائوس
 کس کے سامنے رو جاوے اور کس سے کہا جائے ظالمین یوروپ میں بھی ایک
 نگین ڈوبے ہوئے ہیں۔ انصاف انسانیت کا مکے چھوٹے ہیں چار دانگ عالم
 میں منظور تو اسی اور دوسری کافر وہ ہے مگر کچھ دے دے دیکھتے ہیں کہ وہوں کے
 اندر پھل ہی پھل ہے حضرت جیٹھی کی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی
 ہیں۔ اپنی قومیت و مذہب کا جہان معاملہ آیا۔ پھر نصیب اندھا کر دیا ہے۔
 اعلیٰ دہانوں کی نگاہیں سب چھاتے تھے۔ یہ بھی بات تھی کہ طراپس افریقہ
 اُس کی نظروں میں ہے چاہے وہ تھا کہ اس نژاد کا نہ روش سے آتے بازار کھتے
 بزرگی کا گھر کھاتے چور کی ہتھ نہ دیتے لیکن نہیں اور جہاد را دیتے رہے ۔
 تو کون کی جائداد بار کا مال ہے جس سے بن پڑے بیروے اور چلتا ہے ؟
 یہ نسلی رہا اور اسی چلتا ہے۔ میں روس گیل سے وہ اسی مکر میں خالی جی حملی
 ہو گیا ہوتا کر دے سلیسیری سے مکر ہوگ دیا آگ بھی تو تھیں ہیں جب میں نہ
 شب کوئی چہ تا کہ غلٹا نہ غلط لکھوے آب وہ ہے تھیں۔ وقت سو تو دیکھنے والے
 ہی حال ہی نعل ہیں کھاتے کوئی مشورہ کون دے۔ اتاری کی بندوبست

پہن گئی۔ سندرہ دین میں جیوشن آلات حرب سے مسلح بیڑہ منڈلا رہا ہے۔ عہد
نواہد دانی فوج، تجرہ کار، جرنیلوں کی ہاتھی میں ساحل طرابلس پر اتاری ہے
مگر شعی جہز ترکوں اور سرکات عربوں کے مقابلہ میں ایک نہیں ملتی۔ ایک تقریباً
کایوش الشیعی اس کا حال کیا ہے جیسے ہو یہ ان میں نہیں آسکتا۔ لیکن شعی
نکستہ ہے۔ شعی نوہاد آخر وادے میں کیا جا تا ہے۔ سننے اور کان دہر کر سنے
انہی نے جب بیڑہ جہازات ساحل جزیرہ گولہ باری کی بہت سے جہازوں میں
کیا تھا۔ میدان قتالی صحت صحت الشیعی ایک عثمانی جنگی جہاز محفوظ نظر
آئی۔ آسانی فکارتھا۔ محاصرہ میں لیا گیا۔ اس کے بعد اطالوی اسیر واپس لے
مصورہ کی کوئی نام بھی آتا۔ اب ہمارے بیچہ غضب سے ٹھکان مشکل ہے۔ صاحب
ہ ہر گاہ کہ تھیں۔ کہہ دو وہ تھیں۔ چاہے عداوت کر دو۔ نہ تو پتہ کے وہ ہائے تھر
کمل جانیں گے۔ اور شہر دونوں میں موت کے گھاٹ ادا کر دے چاہئے؟

لیکن پہنچے عالم اس واقعہ کو شہر حداثہ میں کھلے گی کہ دونوں اٹھ کے
اطالیہ دانی ہر سپاہی و اسیر لے اطالوی مرہبہ ستون کی خلاصی سے صحت دکھار
کر دیا اور توحید اسلامی و شرف عثمانی کے آگے اپنی جانوں کی کچھ پروا نہ کی
مگر سپاہی شروع ہوئی اور موت کا بازار گرم ہو۔ نہ انہوں نے اللہ کی تباہی کی
آخری گھڑیاں میں جہان کے ایک اسیر فرادے کے اپنے وطن عزیز آغا اور
خاندان دانیوں کے تمام جو آخری پیام تھا وہ حسب ذیل تھا۔

وطن عزیز اور خاندان محبوب کے نام۔

آج میں مر رہا ہوں اور میری زندگی کی آخری ساعتیں میں سلام نہیں
کرتا اپنی اس وصیت کو تم بھی کر سکو گے یا نہیں۔ لیکن میرے قلب میں موشکا
ہو اس نہیں۔ مظهر جونسے کے بھائی وہ وطن ہے اور ہر عبادت کے شہر تک نہیں

ہونے کی جگہ خادانِ درخشاں کیون؟ اس کے کہیں اسے جو محبوب اور دلت
خون کے شرف و حریت کی راہ میں مر جائیں؟

آٹھویں صوفیوں کے درخت لکھنے کی اپنی حالت پر اسے دل و دماغ کا قیاس
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم موت کی گلی سے گذر کر ان کی نقوی اور لہجہ کو غلطہ کرینگے
اور انسانیت کی اس اتمائی ذات و وحدت پر بعضی ہوجائیں گے مگر یہ جلتا پکنا
چہ کہ جس میں وہ جگا ہیں۔ مگر وہ طوفانِ انسانی کے جذبات سے محروم ہیں تو کیا
انھوں نے تنہا کے سطوح اور نقوی و درختوں میں بھی انسانیّت کی صورت سے
دلہا پر نہیں کٹی؟ یہ خوب چار اہلِ سنہ کے اپنی میں مگر کوہِ ہجرت کا اور گنگا
فلستہ جہان کے خنوں کے ساتھ موت گنگا کی سورج میں چھپ جائیں گی۔

جاری کر سکتے ہیں بڑی بڑی پھیلنے کے پتے ہیں جو گی و امریکان صحرائی کے
سورج میں، خشکی پر پئے والے آب بھی ہم کو نہ لکھیں گے اور نہ ہی کا کوئی کو ہم کو
نصیب ہوگا۔ لیکن ہمارے ہم وطن ہیں۔ سمندر اور سمندر پر فست وائے کات جات
وہ تو اپنا نہ دیکھا ہے۔ مگر ہمارے خوب ہیں سکون ہے۔ ہم کو نہیں ہے کہ
ہم انسانیت کا جہیز فرمیں اور اگر ہے ہیں جاری روح اپنے خدا کی ولیم
سے شرمندہ نہیں جو اس دلت انھوں نے انھوں کے گروں اور جہاز کے خنوں پر
ہماری لکھی ہوئی اس مشہور کو دیکھ رہا ہے؟

انگٹائی کی بھٹی ہے اس کے اس کا اندیشہ ہے کہ چاند بھد ہمارے وطن
معلوم نہیں کیا یہ غلط خبریں مشہور کریں۔ اسی غلط و آخری پیغام ہیں دیکھ
چھوڑا جاتا ہے کہ شاید چاند ہمارے وطن محبوب جنگ کی طرح ہو چکا ہے اور چاند
خون ہو غصوں کو معلوم ہو جائے کہ دنیا کی کس و غریبی اور زندگی کی کسی دلائی
نے ہکڑی غلٹ مقدس کا عنوان کا لکھنے سے باز نہیں کیا۔ ہم نے عزت کی

سوت کو زلت کی زندگی پر ترجیح دی اور اٹھ چلا کہ کہنے آیا اور جدا وا اور غصہ اسے
کو اپنے زمرے میں داخل ہونے کے لئے پائے کا بیج ہے۔

جیسی بھلا گھر میں ان اور دشمنوں کے گیسے میری باتیں دیکھا اور میں بہت
چینا اور اس کی خبر دیکھی کہ میری زندگی کے آخری ساعات میں بابت کم
لے جاتی رہ گئے ہیں۔ اور اوج و انوار اے اے لخت محبوب اور اے وطن ملکوت
و مقدس۔ الفراق! الفراق! اے خالقان عزیز! اور اے خاک مجبور! اے

ان میری عزیز ادا اور میرے شہسہ میری وہ بیت ہے کہ ملک تیری قربت
و تھیلہ میں غفلت محبت بچے خاص اسلامی قربت دی جانتا کہ تو جان سکے کہ
دنیا نے نہ نہات کی کیا اور تیری قربت میں کیشتے ہیں اور بچے اس کی فریب چرکے
کہ تو اٹھا میں اپنی جان کو قربان کوئے۔ اسلامی روح سوخت کر سکے ہیں پھر
ملک کو اختیار چہ گا کہ جس زبان کو چاہے بچے سکھاتے اور جس طرح چاہے بچے
تھیلہ سے۔

کچھ کے سوا دوسرا میرا بیختم نہیں اور نہ دنیا سے کوئی اور آرزو تو فتح
..... ہے۔ شہسہ شہسہ اور بے غلغلہ وطن پرستی
جس قوم میں ہر وہ شے کے لئے نہیں۔ اے غلغلہ افروز اے غلغلہ افروز اسلامی غلغلہ
و غفلت کے خمیہ اے غلغلہ افروز اے غلغلہ افروز۔ تو نے کیا کیا کہ میں عروہا ہوں
اگر موت فرستے ہے تو میری زندگی کہاں؟ اگر میری موت ہے تو ایسی موت
پر ہم نہیں کڑا رہے۔ مسلمانوں کی زندگی کہاں کہاں گئی ہے؟ مقدس میں جو
کے لئے ہے بصیرت دینا کہ اس خاک ہے تو بدل نہ ہو کہ ہم تیرے لئے تھیلہ
کے تھیلے ہے تھیلہ میں بتائیں گے۔ اگر میری بیت کو مجھوں کی چار غلغلہ
نہ ہوتی تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ہاں ہی انھیں آسودگان کی چار میں تھیلہ میں چار غلغلہ

عمار کی لڑائی گنبد میں اور مقبروں میں سو فیروزوں کی نشانیاں بٹھائیں گی مگر
 خیر کی مسند پر بیٹھ والی راش کو دیکھنا بھی نہ سمجھو گی ہے
 ہرگز تھوڑا سا گلہ دل نہ ہوتا ہے
 نہت ہوتے ہر جہیز عالم دروہما

یہ تو ایک ترک سپاہی کی طرح ہستی ہے۔ آپ عربی زبان کی آہیں اور نواں
دیکھتے ہیں کہ ایک مثال ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

مسلمانوں میں قرآن اولیٰین کے فرائض ایسے تاریخی واقعات ہیں کہ جو تو
عورتوں نے بھی مردوں کے درمیان بدوش جنگ کی ہے۔ ایک فوج جو غرض تھا کہ
جس کا اثر مسلمان مردوں، عورتوں، بچوں اور جوان کمینوں کو سرحد تک پہنچا
تھا۔ وہ بجلی کا کڑا تھا۔ صورت باری عرب کی زمین میں نے ساری تاریخی جہود
برس سے آج تک کے یہی تاریخ نے اب تک بدو امت کی جنگوں کی تاریخ میں پیش کی
تھی۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ عرب میں وہی جنگ۔ عربی فوج ہے۔ عربی زمین
کے خاندان کے خاندان آکھوں کو انہیں یہی ملی ہوئی ہیں کہ ان کے ہونے، ہجرت
کو عرب دشمنی اور ان کی غیرت کا وہ ہے۔ وہ سب خدا کے نام پر لڑ رہے ہیں جو انہوں
کو چھوڑا تھا۔ ان کی قابلیت، صلاحیت نہیں رکھتے تو انہیں تو انہیں خدا اور ان کی خدمت
پہلے ہر کے خدا خدا تو ان میں کرتی ہیں۔ باسیدان جنگ کے اندر گویوں اور گویوں
کے بیٹوں میں شکستہ لگے ہوئے ہیں۔ اب سپاہیوں کو بانی چاہتے ہیں۔ خدا کی
ہو جاتی ہیں، بہتر لگتے ہیں۔ کہ جو دونوں کام انجام دیتی ہیں اور موت تو تھوڑے
مرد باسیدان میں جنگی کرتی ہیں۔

میں قبائل کے سب سے زیادہ کٹر فریقین جھلیاں اور جیوں ایک مہمور اور ممتاز
قبیلہ البرصہ بھی تھا۔ جو کثرت آبادی و وسعت کے لحاظ سے اندر دین طرابلس

میں اچھا صلہ اثر کرتا تھا شیخ عبد القادر اس قبیل کا سردار تھا جسکو لوگ "مہداد" عبداد کے نام سے پکارتے تھے جو عظیم نشانِ خدمات و سیر و محاربت میں اس قبیل کے
 آہنی نے انجام دئے ہیں اس کی تفصیل کہنے کے ایک مہداد کا ذکر آپ کی ضرورت
 ہے مگر مختصر ہے اور اس پر سب کی آنسو نکلا بھی اتفاق ہے کہ اگر اچھا کی
 جنگ میں عبد اللہ نے اپنے عیان کام دئے ہیں تو ان کے جالو و خاندان و قوم
 بھاری کا ساتھ دیتے تو بعد کی کامیابیوں پر گڑھا میں پڑ سکتیں۔ اس واسطے کہ
 لدائی نے اپنے قبیلہ کو بھی آباد اور گرد و نواح کے قبائل کو بھی آباد و آباد کیا تھا
 جس طرح اپنے ملک میں تھا ترکی انیسویں کے حوالہ کر دیا اس پر طرہٴ خشک و سرخ
 عرب بھاری کی طرح اپنے اور اپنے اہل و عیال کی کھلے پتے کا پتہ بھی پیش کر لیں
 پر نہیں ڈالو صحت اٹھا کر دیا وہ خدایں خاندان کے لوگ ایک ایک کر کے ختم
 ہو چکے ہیں۔ تعلقات کی تمام کڑیاں ٹوٹ چکی ہیں اب فوجی ہی تھا نامہ و ان میں خود
 زندہ ہیں اور اور میں ایک گیارہ برس کی لڑکی۔ غافلہ نامی۔ دو لوگوں سرکشت
 مہدادی سرکرہ میں جاتے ہیں۔ ایک تلوار پر ہے اور دوسرا حکیم و کر پر ہے۔ غافلہ
 مہدادی ہیں۔ وہ آپ کو بھی کا حل لڑائی کے دوران میں معلوم ہوا ہے اس کی
 گواہی کا۔ جب جنگ سے ملت ملتی ہے جس کا موقع اکثر آتا رہتا ہے تو حالت
 دوسری ہو جاتی ہے۔ پھر بھی غافلہ پھل اٹھ کر کے ہسپتال میں انجمن کی خدمت
 کرتی رہتی ہے۔ سرگرم رنگ کی وہ ملدا رہ ہے۔ چارہ خون کی لالی پر لڑائی کی
 دونوں پر یکساں اس کی جان نثار ہے۔ شہید کا خون دس میں پھل اٹھ کر کاٹ
 اٹھ رہی آستہ دینا ہی مر خوب ہے۔

خاندان میں چاندی چندی عربی کی کھنوم اور لالہ کا ایک دن سا شاہی کا
 دھڑان اور وہ چہ لیکن معلوم نہیں کیا طرہٴ مناسبت ہے کہ روز بروز رنگ بڑھتا

ہی جاتے ہیں ایک کو دوسرے کے بے درگچے ہیں نہیں۔ اب سنا لے ہی اسی کروڑ
اٹھائی ہے جس میں کلشوم اور ام کلشوم دونوں میں ہیں۔ کھانا پینا، انفرادیت
سبھی ساتھ ہے۔ ام کلشوم غافلگی اور بھری کھاتی۔ ان جنوں اور بھائیوں
کی شہادت اور غلامی کی دہشتناکی سنتی اور روتی ہیں مگر غافلہ سنتی
اور نیچے ہڑاتی ہے اور پوٹری ام کلشوم کراہت قرآنی مصری لہجہ میں کر
کھاتی اور بھاتی بچتی ہے۔ اس کی تقریر بلاک دلیڈر ہوتی ہے اور غلامی
بے نجاتی کا دیرا نقشہ پہنچتی ہے کہ بے اختیار زبان سے بھان اٹھ کر نکلتی ہے
ام کلشوم (اک سدا) کیوں؟ غافلہ تم کو تو پنا بھرا کا گھر اور پچھا جاتی
ہیں بت پاوانے چوں گے۔

غافلہ۔ (ہنسر) میں ہی تو اسیراٹھ جانے میں جلدی کر رہی ہوں مگر گڑھی
میں ہی ہوتی جاتی ہے۔ معلوم نہیں کب میرا دمٹ آئے گا۔ سب جنت میں جہنم
کہتے ہیں گے اور شاید مجھے پاؤں بھی کہتے ہوں بعض دمٹ اس خیال میں گھر
اسوٹھ لے جوں۔

ام کلشوم۔ تم کو اپنے باپ کی تھائی کا خیال نہیں، اگر تم بھی سید ہو گئیں
تو وہ کچھ تھائی سچا ہیں گے کون جانتا ہے کہ وہ کب تک زندہ رہیں۔
شاید ان کی نسبت میں شہادت نہ ہو اور وہ لڑائی کی سب ستمیان ہو سیں
لے جائیں۔

غافلہ۔ (پن جاوہرچی متفقہ ماحول میں مصری لہجہ میں بچتی ہے) میں تھاپ
دونوں اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ ان کو کھانا پینا نہیں چاہیے اسے دنیا کی
محبت کا عجیبہ جلتے یا خدا کا گھر، آخر کی راہ میں میرے باپ نے اس عالم
کی سب چیزوں کو قربان کر دیا۔ وہ مجھے ہی کہتے اور بھاتے رہتے ہیں کہ

نکستہ میں ہی اب اور ان کی اور اور میں باقی رہ گئی ہوں میری جان تو میں اور لگے سے
 طاری خدا رہا ہے۔ وہ شکست کئے ہیں اور میں بھی خوش رہا ہوں۔
 کو اس کا یقین ہے کہ شہادت پہلے سے حصہ میں ہی ہے اور یہ لڑائی جاسے کل غلغلہ
 کو اس دنیا میں ختم کر دے گی یہ جہنم قدم چھوڑ دے گی۔ یہی اللہ کا ارادہ ہے
 کوئی تنگی نہیں ملتی جب تک اس کے لئے سب کچھ ہے چیزیں ترانہ ذکر دیکھیں
 ہر طرف اللہ ہے۔ ہاں میری نگاہ سے ہر طرف ہیں لیکن میرے پاس شیخ محمد ناصر
 نے مجھے خوب بھلا دیا ہے۔ اب مجھے اس دنیا میں کسی چیز کی بجا نہیں اور نہ کسی
 بات کا شوق رہی ہے۔

کشتوم۔ میرے دل۔ کو سب اپنی ہے۔ اب کی طاقت اور حکم علیہ جو ہم کو بھی بلایا
 جنگ میں ہے ہننا تھا۔ اچھا ہم بھی جانشین کے دشمنوں کو پانی پلائیں گے۔ تمام
 ہو جائیں گے۔ آخر انہی کی جگہ کو کوں۔

ام کشتوم۔ ہم دونوں کے ساتھ میں بھی چلوں گی۔ میری بی بی ہوتی۔ خوب دنیا کھائی
 اب میرے لئے لڑنے کے سوا کوئی اور کیا رہا ہے۔ اسے ہے۔ یہ بھی ہی نہیں۔ اللہ عز و
 جلہ کے کہ اور غنوں کی صفوں میں میری جہرے ہر شوق شہادت میں میں گوئی
 میری یہ بات بھی بخفی جنگ کے ہاں تو ان مجھ سے نہ ہوگا۔

فاطمہ۔ ہاں۔ ہاں۔ تم دونوں ضرور چلو۔ اللہ سے شوق میں اٹھ کھڑی ہوتی ہے
 کشتوم سے مجھے محبت ہو گئی ہے۔ شاید جنت میں ہمارا اکٹھا ساتھ ہو جائے۔ کیا کوں
 بار بار یہی کہتا ہے کہ ایک گھوڑا میں بھی لے لوں اور غنوں میں گسار کر شہادت
 جہرے سرتی ہوں کہ جان بچھڑی پر گئے دشمنوں کو پانی پاتی ہوں۔ یہی بڑی شکر
 ہے۔ نہیں کوئی اور۔ نہ ہو۔ بندہ تو سب چاہتا ہے کہ میں بھی جاتی ہوں۔

کشتوم۔ تو چہ کہیں کہیں میری مراد لباس پہن کر لوں اور تم دونوں ہاں پلاؤ۔

ماتن پر بھی جوی وہ بیروزہ خود، ہوا جاتی نہیں عین جاتی جویں۔
 قاطع۔ جو عین لڑائی تو ہی مگر سرورہ طاعتی طرز کے سے غیر کر۔ ان کا کلمہ ہے
 کہ جو عین شہادت عین مریضوں کی خدمت کریں۔ یا انہیوں کو دانی پڑھیں وہ کچھ
 ہیں کہ پہاڑ کے لئے تو اوروں کی چیز ہے، اور اگر خود انوں کو اجازت دیکھا جی
 تو وہ مائل خراب کو رہیں گی۔

کلاٹوم۔ جو، ی چھپے ہی سہی۔ چھپے انکی ساتھ ضرور ہے چھپا۔
 قاطع۔ انکا راز کھڑے۔ تم اپنے والد سے بھی اجازت لے لو۔
 کلاٹوم۔ باتیں ہم لوں گی، والدہ کو خط لکھ کر ہی چکیں وہ بھی اٹھا کر نہیں گے۔
 آنکھ پر ہر طرف سے ہوا لگا۔

اسی دن انکے محل سے بھی حکمران آیا ہے تو یہ کلاٹوم کے کسی ایسے ارادے
 بہت غلط تھے، چند دن سے انکے اور شرفاء ہندوستان کی صحبت کا اثر بہت تھا
 پر وہ کے بھی زبردست تھے۔ اسبواسٹے کلاٹوم کو، جیسی ہی میں چھوڑنا چاہتا تھا
 تھے۔ لیکن اب انکے حال وہ خود مصالح نہیں تھے۔ طراپاس میں آئے کے بعد ہندوستان
 ننگ اور کیا بیکل ہو گئی پورے بدوی ہیں گئے۔ جو طراپاس و خدایہ سستی
 لوگوں میں خون کے ساتھ اور ڈر رہے تھے۔ خدایہ کی وہیں ہے۔ شہرانی کی پرورد
 بنام کلاٹوم۔ خدا اپنے چند بھائی آپ جاننا چھٹی ہے۔ یہ وہی نشان ہوئے دیا آخر
 کوں یہ ابھی انکا عقول ہے جس کو ام کاٹا، یا رکھنا ہو کہ مانتے کی وہاں ہل
 چھپے ہیں کچھ کلاٹوم نے اپنے ارادہ کو آپ کے ساتھ لکھا ہے کہ تو وہ چھپے
 آپ نہیں ہو سکتے تھے کہ خدا تعالیٰ بہت ہی بہت ہے کہ انکی بات
 نہیں لکھی زیادہ اسکو میری ہماری باتیں نہیں اپنے ہمارے عین اور شوہر ان کے
 دوش بدوش کھڑے ہو کر لڑی ہیں قید چکیں تو بھی اپنی محنت کھانچیں۔

سروسی ہر دھندل

ہنہ بچا کر کلثوم سروسی و شوکت کی محبت داد کر کے ہمدردی دینی
 جب بچہ طبیعت بھلی تو سب بچے ہر کو کو کے گیس میں بند تھے اور جا کر پھر اپنی
 جگہ پر آت رہی کہ وہیں وہ لاکھی پھر نہ سکے ان کے صفا خدا کو کے صبح ہونے آگے پہنچی ہو
 لکھنی کا سامان و نقل و نقل تھا۔ شوکت محل۔ بادشاہ منزل۔ کتب خانہ۔ انجمن خط
 ایک دھوک کر کے آنکھوں کے سامنے آتا۔ کبھی تو پشیم اور کبھی سطوت۔ کبھی
 اسکول کی دوسری سہیلیاں کھیلتی۔ پڑھتی چھپیں کرتی دیکھاتی دیکھتی اور
 پھر ادھل چو جائیں۔ شوکت کو بھی دیکھا۔ سروسی بھی نظر آئیں۔ ان کے وہی
 حالت کے تھا دیکھتے اور ان کا وہی مذاق۔ وہ ان سے کچھ باتیں بھی ہوتیں
 باتوں میں لکھی بھی تھی سلسلہ کا شری تھا کہ ظالم نے الصلوہ آخر میں کلثوم
 و محبوب لکھیں چپکے سے کان میں کہا آگے کھل گئی تھیں۔ سب ہی ہانپنے
 لگے۔ سب ضرورت سے غافل ہو کر تازہ میں مشغول تھے کچھ دنوں کے بعد
 کچھ دن بعد ہونے لگے۔ خواہاں تیرہ مہری میں لکھی تھی۔ ان میں فروغ علی اور
 ہمدردی پر انصاف۔ کلثوم ہی اپنی ماہر ہمدردی کا غافل تھی سے لڑائی کر کے
 تازہ میں ضرورت ہو گئی۔ نیند لکھی نہیں دینی تھی اس کے مجھوت تیرہ بار۔ وہ
 تھے پھر بھی ٹھنڈی ہی ہو ان کے جاننے کے مکان کو بہت کچھ دور کر دیا۔ غافل تھی
 سے غافل ہو کر کلثوم تو ہمدردی غافل تھی ظالم کو ساتھ لیکر چلی۔ اور ام کلثوم
 سے چ۔ ظالم کو سنے کا بندوبست کیا ان دنوں میں کے ساتھ تازہ لکھی۔ ان کے علم
 سے ماہر سے حالت کھپتی تھی۔ سارا میں ان کی اپنی جیوں۔ شہزاد کی لکھاتی لکھتی
 حلقہ۔ لکھی۔ ان کے گھنٹوں میں البتہ ان کو کام کرنا پڑتا تھا۔ وہ اس ترتیب
 سے کر رہی تھیں تو ان کے کام میں اور ان جہاں میں توڑتی تھیں رہے۔ ظالم غافل

حق اور علیٰ صبر و استقامت کی ایک ہی شے۔ وہ آزاد و حق کا کام کرتے تو وہ وہ وہ اور لوگ سے
تو وہ وہ وہ کوئی خاص خدمت دلان یا رات کی پاس سے مطلق یعنی بہتے فرشتے
حق یعنی کا ہیکل و تختی۔ زندگی اسلام کی خدمت کے لئے دھن کر لگی تھی۔ اس لئے
جب سکون کا زمانہ ہو تا تب بھی اس کے لئے شہیدوں کا کام تھے۔ کلثوم اور
آم کلثوم سے تعارض کے بعد اس کے اکثر گھستے ایسے بھی ہوئے گئے تھے کہ
جن میں وہ وہ وہوں کے پاس بچھڑ کر دیوں اپنے خاندان اور اپنے قیام
کے حالات بیان کیا کرتی تھی۔

کم دوش اور چھ گھنٹہ کے بعد وہ وہ وہ اپنی فراہم انجام دیکھ کر کہیں
ہاں وہ وہ وہی تھی۔ ملوہ اٹھتے اور ایک ٹوکھا تاقہ ہوا۔ ایک ایک پڑا ہوا کی
ہیں جنہوں اور جو حق میں خاد سے نوٹ کی اس سے فراہم ہوتی تھی کہ کلثوم
فرشتوں اور جنوں کی ضرورت نہیں دیکھنے چلیں۔ اور فاطمہ کلثوم گھر میں
باتوں کا سہ سہ طرح ہوا۔ اپنی کے تذکرہ تھے اور شہادت اور دوسری
کی تعریفیں بہت بہت کے بعد کیا جانے کیا خیال کیا کہ کلثوم وہ بھی آتی ہوں۔
کمر آٹھ گھنٹہ کو گھڑی کا ٹکڑا دوسرے کمر میں تھا اسے کھولا اور دوسری کا چہرہ
مرد اسے لباس کا ایک چھوٹا سا ڈبہ دیا کیا۔ سر پر حمار رکھا۔ بال اندر گھسے
بکھر باہر چلنے کے۔ دراصل سر پر اٹا کر کی تھی جن خور و لکھائی اور چندویں
کی جانب خانہ سے آئے ان کو کے باہر تھی یا جنہیں صورت دیکھی۔ خود اپنے
نہ جان سکی۔ خوش ہوتی دوسرے وہ وہ وہ سے نہ آتی ہوتی تھی وہ ہر گز کرتی
اس کمر میں داخل ہوتی جس میں ایک مجلس سے تھی ہوتی گوشت و کھانسی دیکھے
جس میں ہا جن کر رہی تھی۔ یہی گھر گھر آٹھ گھڑی ہوتی۔ تم کو نہ وہ کہان
فرشتوں کے زمانہ میں جو اجازت گھسے بہت تھی وہ وہ وہ شہادتیں

نورانی مکتے پر آپ سکرپٹ کے ساتھ مردانہ لہجہ دیکھیں یہ طاقت گہرا مہارانی
چشمیں میں بکتے ہیں گہرا رنے کی بات نہیں کتب پکھلی میں گیا کہ تم نیک جنوں
کو اپنی صورت دکھادیں۔ اشد کی باتیں جو شہید ہونے میں دوسرے نہیں کیا
نیک زندہ رہتے ہیں اور اسی کی خواہش صحت سے انہیں محدود ہے۔ غلامی
مٹی مٹی میں۔ تم تو کوں کو دل تو ذکر اسلام کی خدمت میں مستعد بنا چاہئے
ہر ذوق بھان تھا کہ ہے

فاطمہ۔ اس شہید بھائی میں تم سب سے کب تک آٹو لگی؟ میں بیان گہرا
ری ہوں۔ آپ اس دنیا میں رہنا نہیں چاہتی۔

مفتوحی شہید۔ اشد عالم، لیب ہے۔ اللہ بھائی قزوین و جنت
نکاحی مشورہ دیتا ہے جو ہے کتے جھٹاتا چاہئے اور ہر جان میں اشد
کی مرضی پر شاگرد بنا چاہئے۔

ام کلثوم بھائی ہے اور اجنبی مراد کو دیکھ کر تعجب ہو رہا ال الی ہے
ام کلثوم۔ رگہز ہست کے لہجے میں تم کوں ہو اور یہ بات کہوں آئے۔
مفتوحی شہید۔ (شکر کر کے) اشد غافل ہیں؟ آجہاں؟ والد کسی سے
بیان نکرتا۔

دیکھا در غم غم کی لہجہ میں بھائی کے ساتھ کروں میں جو بی کلثوم
کو غری میں چاہی اور ہائی ایک دوست سے کہہ کر کہہ کرے اتنا ناخوش کر دے



باب (۲۳)

بلیس بیگم

عمود کی شان کی کوہ رات ماہ کا زمانہ گذر چکا ہے اس موصوع میں دیگر نہ بھولیں گے
 اگر وہ بھی تاشن لیکن ایک ہی صوبہ کے قیام کے بعد رات کے اصرار سے مولوی کا
 حق صاحب کے پھر چھوڑا اور نہ کیوں سمجھے مثنیٰ کو خدا کا شہرہ کوئی عظمت تو
 حق باتوں پہلے سے اچھا بدلتی ہیں اور پہلے سے اچھا کھاتیں جیست نہ رات
 سے بھی لڑی پہنی تھیں رات تو اپنی زبان سے کاہلو کو کہیں پھر بھی سرائی شل
 ہے کہ اللہ کو آگے سے نہیں دیکھا مثل سے تو یہاں ہے سوچا تاشن تودہ کثرت
 سے ہر ہر آئی کے لئے کھڑے ہیں لیکن ہاتھ کا سامان بھی مان پاپ بھائی
 بہارچ اما اسیلین سٹا نیاں اور سب کے راتے ہر شکر کوئی چھوڑا کر رہا
 اند کا ایسا دھماکہ جس کے لئے کچھ نہ کچھ چھوڑیں آئیں نہ ہوں بلیس کا خرافا شل
 انا سوچ نہ تھا مگر شوکت دیروری کے ہاتھ کھٹے ہوئے تھے اگر ایک کہیں
 تو وہ دس ملگے تھیں کئی کہوں میں کھٹے تھے تھمت پھر سے ہونے تھے جب کہہ کر تھیں
 یہ سامان پہلا باگیا ہے تو ابھی خاصی ایک دوکان گئی پہنی تھی میں میں ۱۱ فی
 اعلیٰ ہر قسم کا سامان تھا سو وہ سو کا نہیں خدا چھوڑا نہ بلا سے تو وہ ہزار اور ہزار
 سے کم کی کثرت کا زہر کا مولوی صاحب اور انکی بی بی دیکھنے کو بھاگی
 بہت ہر جی کہ آخر اس طرح روپہ برباد کر کے کا کو شاترہ جی سے بھی کہا کہ
 دانا سے بھی محمود سو اس کے اور کیا جواب دیتے کہ کچھ تو خبر بھی نہیں کہ

مردوں نے کیا حکم کرنا شروع کیا ہے میری خود کو اگر اس نے بھائی تو میں جاکر
 دیکھ لوں گا خدا نے جب دیا ہے تو آخر کیوں نہ صورت کیا ہے « دوسری طرف
 زہرہ بیکر تو بھائی کا گھر بڑی جیانی میں آئی تھیں۔ سواری صاحب پڑوان کی کٹہر
 تھے اور اسے غمزدہ دیکھ کر پہلی بار کھڑا ہوئے تھے۔ اچھا ہر دو ایک کے ہونے کے
 ساتھ کرنا تھا مگر وہ بچہ کاتھن رکھا رہا۔ کریشیہ کے کتب خانہ کا سا دہاس
 بچی تھیں۔ ٹیکٹ چوڑی دانتوں پر کھاسہ چلی چلی داری کی اور اپنی دلی سوز
 دلائی زہرہ بیکر ان کے سر پر تھا۔ کاتھن نے بیکر کے غصے اور باتوں کو
 سہلے کر کے دھڑلہ انداز میں سنا۔ لیکن اس سادگی پر بیکر دن بھر سوچتا تھا
 زہرہ بیکر کی حالت اور جانتا تھا کہ بھائی کی فحش چار بیٹوں کے بعد چوٹن کی کیا ہو
 ہی نہیں دیا گا اور اسے ہر کام میں رکھ کر رکھا جائے گا۔ بیچ کر کے اور کھانا پکھا
 کھا دے گا۔ ہر سولہ گھر کی چوٹی کے بعد کوئی نہ کوئی سوزن کاری کا کام پکڑے گا
 ان آپ بڑے بھائی نے بھائی کو کام کو نہ جاننا اور غولری پر اسے بھیک کر
 دیکھ کر اس کے کام کا کرنا۔ اس کے بعد کوئی کتب پڑھنا یا کھانا کھانا کھانا
 سواری صاحب چھوٹی بیٹی کے ساتھ اور بیکر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر
 کاٹھن پکھا چڑھ کر کھانا اس لئے ان میں لڑائی کہ تھا ہی چوٹن چوٹے سو کر کھانا
 ہر دن چھٹک کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر
 ان لڑائی تھی اس کا ہر بڑا بڑا کوئی نوکے دانت تھا۔ ایسے ایسے باتوں میں
 بھاری غمزدہ تھی بیان کی آدمی کو خیال سب باتوں پر غم تھا۔ ان کی مرضی
 ہر بات میں اچھے کی بدلتی تھی۔ کھانے کھانے کھانے کھانے کھانے کھانے کھانے
 سے بھر گئی وہ بارہ گھر سے ہلنے میں لگیں۔ بہت محنت سے کھانے کھانے کھانے
 چاندی دانت تو چھ سونے میں نے بھی لایا ہے۔ دانت کو دیکھا بھی نہیں ایسی

کو کسی جلدی ہے، لیکن ایک ملنے والے اسای تھے خواہ اس جالے کی نشان
 بچے تھے۔ وہاں سے غریبوں آئیں۔ سپاہی کوئی دل چاہتا تھا کہ لڑ کر بچے جائیں۔
 گھوڑے نڈاری کی بھی سیدھی خیال، چٹا کڑا کا بالائینی کی سے جو وہاں ڈاکٹر
 ڈاکٹر ان گھوڑے میں سرور ہیں۔ مولوی صاحب کی بی بی اور بیویوں میں رہا کچھ
 تھکے تھے کہ ہیں گی۔ ہمارے کی معرفت کھلوا رہی ہیں۔ ساس سے غیر لکڑی غول کو بست
 ہوئے۔ پر اس کی حالی نہ بھری کہ غول جو کھیتی جائیں۔ وہاں سے ہر اس کی کھلا
 کہ وہاں سے کازمانہ بہ سبب ہے تو اگر وہی میں بھجودینا۔ اپنا گھر ہے دھڑک رہا
 لڑا رہا ہے گا۔ ہمارے بھی اس کا بھی دکھایا اور وہاں کی نام کی مصلحت بھائی لیکن
 کون نہ تھا۔ کچھ کہتے ہیں کہ اس کے کوئی بات ہے وہی میں کھلے
 کہ ہمارے معاملہ اور ہمارے ہر خوشی سے ہمارے کے بعد ہیں انہیں اور ہمارے
 وہاں سے ساتھ کرنے پر ان کو کچھ تھکے تھا۔ بہت مولوی صاحب کھلے رہتے کے
 خیال سے یہ چاہتے تھے کہ سال باوجود سال ہیں اور وہاں تو ہر گن ذہان سب
 درست ہو جائیں۔ بی بی سے یہی کہا بھی ہے وہ کسی طرح راستی نہیں ہوتی نہیں
 ہمارے گھر کی خوشنود اور اس سے ہر طرح کی سٹھ ہو گیا۔

وہاں سے میں وہی نہیں ہاں کا وہ تھا اور بی بی ہے۔ جس سے سستہ دن والی رہتی
 ہیں۔ وہی میں ہو گئی ہیں اگر وہ چھوڑا تھا وہی میں جان سے گئی تھی کہ بی بی
 کہ معلوم نہیں کیا اس کا رہنے ہے کچھ گھوڑی چلے وہاں زیادہ آرام سے گھر رہتے
 سب میری اور کچھ سال کریں گی۔ یہاں نہ بات کہان، محمود کہتے ہیں کہ خدا سے
 ہی خیال سے تو میں نہ کہتا ہی ہوں۔ میں جان ہوں کہ عورتوں کے لئے نہ بہت
 نازک ہو رہے۔ آرام کا بھی میں نے پورا بندوبست کر دیا ہے۔ یہاں وہی پلٹا تھا
 آئی ہیں اور اپنے ساتھ دم کو بھائی ہے ہر طرح کے مشکلات میں تھا۔ وہی میں ہیں

میں کس بچہ منور تھیں کہ جاتی ہیں اس کی وجہ معلوم ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ
 میں کہیں سے ہو سکتی ہے۔ وہ ان گھڑی جلد ہی وہی جگہ پر پہنچ جاتی ہیں۔ ان کے
 اپنے نہیں۔ وہ وہاں ہی رہتے ہیں۔ ان کے لئے بھی میں ہر ایک خط و کتابت کرتا ہوں مگر
 غصہ اٹھ کر دین کی توہین میں کا وہ نہ کر رہا ہوں کہ خود جا کر آؤ یا توں جوڑ دیکھا اور
 لے آؤ گا۔ مگر وہ ایک نہیں رہتی ہیں اب ان کے ساتھ منور آگیا ہے کہ یہاں سے
 اب بھی نہیں آکر وہ کسی بات پر اڑ جائے ہیں تو وہ دلیر چہرہ کے غاموش ہو جاتی ہیں
 اور پھر سو توہ حمل سے اسی بات کو چھوڑتی ہیں میں نے کب سے ان کے سامنے میں کی جاتی
 ہوئی ہے اور انہوں نے ہی کیا ہے میری بی بی کا اسرار۔ اب البتہ اس خاص بات میں
 کہ وہ اس گروہ میں چر بھی تک اپنی مندر پر قائم ہیں۔ سروسری و شوکت و دلوری سے
 تر کر رہے ہیں۔ وہ گھڑی منی ہیں کہ اگر جان انجام میں اشد و دلی دکھائے کہ وہ
 ہو تو کیا پوچھنا ہم سب کوئی و فیصد و من کے آرام کا اٹھائیں۔ کہیں گے لیکن
 اگر ان کا ہمارا اپنے گھر ہی جانے کا ہے تو جانے دو کیا معنی اٹھتے ہیں۔ ان آپ کے
 پاس ادا ہو کہ بہت اچھا رہتی ہے۔ تم کو کہو گے تو ہم لوگ بھی دس چندہ روز
 اس زمانہ میں رہ جائیں گے۔ اگر بھی بڑا فائدہ ہے۔ ان کے دیکھ کر بھی وہاں ہیں۔
 انہیں اچھوت کہہ کر لوگوں کی بددعا ہو رہی ہے لیکن غور بھی تک آکر بیٹھنے پر آمادہ
 نہیں ہوتی ہیں۔ وہ دلش تو کیا ہوا پھر بھی گھر کا طبع شادی کے بعد انہیں نہیں
 کی صحبت میں کہنے لگتے ہیں جب طبیعت اوجاٹ ہوئی زمانہ میں آتے تھے اور وہ
 ہر گز باتیں نہ کرتی تھیں۔ شریعہ کر رہی۔ خام کو نہ ہرہ پلینے لکھنے سے قانع ہو کر
 آ جاتی ہیں۔ کتب میں بھی بھلا وہ کہیں تو دوسری بات ہے۔ مگر اور لڑکیوں
 کی طرح انہیں کے مستقل طور پر رہنے کی کب طرح اجازت نہیں دی۔ صحیح جانا
 اور نظام کو دیکھنا۔ پڑھائی کا وہاں ہو چکا ہے۔ ان کی دیکھ رہے ہیں اور

سلطنت کی ہے اس وجہ سے ہماری سات میزبانی کا سبب بن گئی ہے۔ میں کو جب
خوش رہائی ہے تو بعض بعض باتوں میں بھائی ہے۔ ترجمہ ہوتا ہے کہ کبھی نہ
پڑھائی ہے اور کبھی اپنی ہوتی ہیں بات بھائی ہے۔ محمود علی سے بہت خوش ہیں
اور دل ہی دل میں کٹر کہتے ہیں کہ نہ ہو۔ تجس ہوتی تو کیا کتنا تھا۔ لیکن کڑی کا خط
اس کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ جوڑا ہی ملتا ہے جو قدرتی کرہ ہوتا ہے تاکہ انسان
کو شعل کیسے ہر ایک جانتے ہیں مٹی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہوتے ہیں قسمت کا ہی علاج
سنگھار اور اسے میں نے اپنی روبرو ان میں دیکھتے ہیں کہ کسی کام میں جو ہوتا ہے وہ انہی کی
کرہ پڑ جاتی ہے تو کسی طرح خاص طور پر سمجھاتے ہیں کہ مٹی بہت لمبے اندر کے
ہندے اس دنیا میں نہیں ہیں کہ علم افضل۔ نعم و فرست ہیں اپنا جواب آپ ہی
ہیں۔ مگر جان فوٹو کو علاج ہیں دنیا کا انکی فکر میں کوئی ہیں وہ انسان ہیں اور ہر اختیار
کو گونگ۔ سانی بھی ہے۔ وہ انہیں فتح بھی ہو گیا تھا چاہتے ہیں لیکن نہیں
ہو گیا سکتے اندر کی مرضی اور اس کی دین ہے۔ خوبصورت کو خوبصورت اور بد
کو خوبصورت نیک کو بد مزاج اور بد مزاج کو نیک بنی تھے دیکھی ہے۔ پھر میں تو
خدا کی طبیعت ہے۔ میں بھی اسی قسمت کے چکر میں چکر گھسیان کاشتے ہیں۔ نمر
کئی نہ ہو اسکول سے بہت خوش خوش آئی ہیں اور یہ بھی وہ ملی ہوئی ہیں کے
پاس پہنچیں۔

بانیس۔ دوی! دوی! خیر تو ہے۔ کیا تم بہت خوش معلوم ہوتی ہو کچھ نام
اسکول میں مل گیا کیا؟
ترجمہ۔ باجی ہمارے اسکول میں انکی جگہ کو جلسہ ہو گا۔ سر دوی بگم صاحب
آج حکم دے گئی ہیں انکی سب کو خوشی ہے میں بھی خوش ہوں۔
بانیس۔ ہنس! میں کچھ خوش نہیں ہوں بڑی کبکیر کر رہا ہوں ہے۔ ابھی رات

مگر رہائی ہے۔ اپنی آرم میں غفل پڑتا ہے اور وہ بھی نہیں دیتا کہ تھوڑی سی جگہ
اور بڑی جگہ غمزدگی کی دلی خاطر کرتی ہیں کہ انکار کرتے ہیں نہیں پڑتا۔
محمود۔ (مجھ قریب ہی آرام کر سی پر پڑے کتاب دیکھ رہے تھے) نہیں نہیں
غزوہ جہاد ایک رات دلی جلیکا اور پھر ان لوگوں کی صحبت کس کو خیر
ہوتی ہے۔ حاضر و بس میں اس میں تو غمزدگی میں زمین کا سان کاڑی
پراختیارت پاتا ہوں۔

بلخیس۔ آتے ہیں جہاد کی جگہ میں۔ عداوت کی نوک میں رہوں گی۔
محمود۔ تم کو اختیار ہے جہاد یا نہ جہاد میں کسی معاملہ میں تم کو جہاد نہیں کرتا
ہاں اس غزوہ میں جہاد میں اس کا شاید کچھ حق ہے۔
زہرہ۔ رات کاٹنے ہوئے (دو لہجہ بھائی دیکھنے ہم نے آپ کے لئے دو مال
بنائے ہیں۔ چھ ہون گرا کچھ پسند آجائیں تو بات ہے (دو لہجہ بھائی ہے اور
رو مال لاتی ہے)

محمود۔ (اشرف بھائی۔ ایک ایک کر کے دیکھتے ہیں) بہت خالص تہنہ
تو انعام کے قابل ہم کیلے (دھنکر) اور۔ آخر غمزدگی میں آپ نے دیکھتے
کیا کیا ہے؟ (گٹ کی ٹاٹ ٹاٹ باغی تہنہ بہت جلد قری کی۔ آپ
کیا بنا رہی ہیں۔)

زہرہ۔ ایک اعلیٰ ریشہ کوٹ طیارہ کر رہی ہوں۔

محمود۔ وہ کس کے لئے؟

زہرہ۔ وہ بھی آپ ہی کے لئے ہے۔ بابا بھائی صاحب اس قسم کے کپڑے
پہنتے نہیں۔ جہاد کے لئے ریشہ بلی اور سوئی و دوڑوں طیارہ کی طیارہ کی ہیں
محمود۔ اور اپنی جہاد بھی کئے۔ یہ کس لئے (دو مال بنائے ریشہ کوٹ طیارہ

کہ میری ہوا ان کے لئے اگر کوئی چیز ہوگی تو خطا نہ ہو جائیگی۔
 بلقیس کہ تو یہی ہے کہ مجھ بھی کے لئے ایسی دینیں لیاں گی ہیں۔
 محمود۔ میرا مطلب تم سے تھا۔ زہرہ میری بیگمائی میں ہے۔ تم اس کی بیگمائی
 ہی تو ہو۔
 بلقیس۔ خوب میری ماں جانی میں میں کہ نہ ہوتی اور تم سب کہہ چکے
 وہ نہیں کہنے کہ میری ہی بدولت پہنوں کو چاہا۔ اس میں ملتی اور چھائی میں رہنے
 ہوئے۔
 محمود۔ تمہاری بدولت کیوں رہی ہو؟ اگر وہ کیا تھا ماتم مجھے لینے بیٹی آئی تھیں
 آپ کے لئے کی تلاش تھی۔ پھر دستے تم لگے گا بار میں پہلے ہیں۔ پھر وہ ہو گا
 رشتہ زیادہ قریب کا ہے۔ چاہے تم ملو۔ ان زہرہ تم نے اپنی ہانگی کے لئے
 کچھ نہیں بنایا۔
 زہرہ۔ تو راہ اور صاف ہوئے تو ایک ٹیکٹ طیارہ کر دین کی ضرورت ہی کس
 اور ہے؟ آپ کے لئے وہ مال ہی اس کے لئے کافی تھی کہ کہیں آپ
 ہنس نہ لائیں۔
 محمود۔ نہیں زہرہ ہم بہت خوش ہوئے۔ ایک دین میں وہ مال چکا اور بناد
 ہم اب تمہارے ہی بناتے ہوئے وہ مال نہ کہیں گے۔ وہی ہی سے غلطی کر
 کل ہم وہ جوڈ لگو چکے تھے۔ تم نے کوئی شہنشاہ کیا۔ ذرا سٹاکا تو بلقیس
 نے لگو چکا کہ بیان کو دیتے
 محمود۔ (زہرہ سے) دیکھو! ان میں سے تمہاری بیٹی کے لئے کون پسند کرتی ہو
 زہرہ۔ (دونوں چڑا دھیمی لگیں) واضح کہ دونوں کی یکساں ہے نہیں نہیں
 مجھ کو ہی سائق ہے ایک دین ظم جزا ہے اور ایک میں طاقت۔ یہی آپ

نظر کی جزائی ہند کی ہوگی۔

بلقیس۔ نہیں میں تو اوتے کا جڑا ہوا بچہ نہ کرتی ہوں۔

عمود۔ اچھا تم دہلی سے (اپنی ہند کا گلو بند چنوا صند بڑا تم اپنی ہند کا ہم گئی کہ کچھ معلوم ہوئے ہوں۔) بلقیس ہنس کر چن بیٹی ہوں۔ (لیکن زہرو چلتی ہے)

عمود۔ (زہر سے آواز دیکر زہرو زہرو!) کیسے بد قوت نظر کی ہے میری بیوی سے اٹھ رہی ہے۔ اچھا تم دہلی میں ماموں جان کو آج ہی گھر لگا رہی ہے اس اس حق کو کھانا اور زہرو سنی پہناؤ۔ اگر نہ لے گی تو لچھے بہت رنج ہوگا۔

بلقیس۔ زہرو کو کار زہرو (دیکر آواز کو کونسی بات ہے۔) دہلی خوش ہے وہ ایک چیز دے رہی ہے تم کو یوں نہیں لیتیں۔ وہ صنف کی چیزیں اور تم لینے کی بھرپور اٹھا رہی کیا۔

زہرو (دلی ہے) دہلی بھائی آپ عاشق بنا رہے ہیں۔ لڑکیاں ایسے نر دہلی کید میں نہیں بیٹھتی۔

عمود۔ توئی گرتی ہیں سلوت اور کر شجہ کو دیکھو وہ بیٹن ہیں دھین تھامے منب میں کتنی ہی ایسی بھیاں ہوگی کہ میں کے گلے میں اکاٹ ڈالوں تو تم زہرو دیکھ۔

زہرو۔ ہاں ہے کیوں نہیں۔ لیکن دہلی بھائی ہر گے دہر رہے۔ عمود۔ تو یہ بیٹی ہے اگر نہیں (دیکھ کر ہاتھ پکڑ لیتے ہیں) میں مر رہا (اس وقت گھر بند ہوتا تھا)۔ (بلقیس سے) اسے گلو بند پہناؤ۔

زہرو۔ تماری بیوی دہلی گئی۔ (دو لوگ ہاتھ عمود پکڑتے ہیں) بلقیس نے سر سے اوڑھتی ہٹا کر گلو بند پہنا دیا اور اپنے قریب کر رہی بیٹھا لیا۔ عمود۔ ہاں اب باتیں کرو گھاسے۔ بکوں میں کب جلسہ ہوگا۔ اور کہا کیا

سا ان میں۔ کون تحریر کو سنگاری چاہتا ہے کہ یہی ہے۔

ترجمہ۔ اسے ہے پر سون ہی تہہ ملان تو اسے سب جانتی ہیں کہ کیا ہونے
ہیں وہی چاہئے ہے۔ اسٹی پھر اسکا کھانا۔ انکی سنتی ہیں کہ سب کھانا کرکے
ہی پھاڑیں گی۔ کام کاج کرنے والیاں ان میں نہیں جو تگی پر کسی دیکھیں
انکو ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ہوگی۔ سرور ہی پیکر صاحب ہر طرح کی جال
کرتوں کی چارہ روزہ ہوتا ہے چلے بسکی آپ کو کھانا ان میں دانی کے پڑا۔ پس
پکھنے کا جو ٹھیں البتہ مندا تار بن گئی۔ ہم کہہ رہے تھے کہ ہادی دانی کی پہلی
ہیں۔ اگر وہ سے آتی ہیں سرور ہی پیکر صاحب سے اجازت دور دور۔ پکھا۔
وہ مزید پہچان میں گئی۔ آپ بھی کھائے کھاؤں گے اور سرور ہی دانت بھٹی
آپ کی تھوڑا خیال غور کرتا۔ اس پیکر صاحب کہیں۔ انھیں سے ہر اس ہے وہ
سرور ہی پیکر پر ٹال رہی ہیں کوئی بھی کرے وہ دن خوب بیان کرلی ہیں ہر
سب نصرت آگاہ ہے۔

محمود۔ مگر تمھاری بائی کو کو کوئی نصرت نہیں آتا۔ وہ تو ارد گھرا رہی ہیں۔
ترجمہ۔ نصرت نصرت میں ہے آپ کو چھوڑتی اور جاتی ہیں بھلا کوئی بھی
وہ نہیں ایسا ہے کہ ہر بھی باتوں سے گھر اسے اسکی اپنی باتیں آتی ہیں۔
شکر اذاتی رہتا ہے۔ تاں میں۔ جیسی۔ پیٹ سنتیں۔ جس ہر طرح کے میل
ہوتے ہیں۔ جس کامی چاہے کھیلے جو کامی چاہے نہ کھیلے بلکہ ہی جنت
ہے۔ سچ کہوں۔ سرور ہی وہاں بہت لگتا ہے جو پنج میں شکر کسی سلی معلوم
ہوتی ہے ہر ہر طرح کے بھول انگریزی بھی ہندوستانی بھی ہمارے اطراف
کھلے ہوئے۔ جیسی جیسی خوشبو آتی ہے تو ڈی میریت کسی ہی نہ حال
کیوں نہ ہو وہاں خوش ہو جاتی ہے۔ بھگے تو بھبھو تو نہ ہے تڑپ رہا

اسطوت ہوا کہ نگار ان علی بن ابی طالب کو فرستادہ ہوا کہ تم میرا چاہا ہو
میرا ہرگز کہ کت غلام میرا لکھتا گیا۔

[illegible]

محمود۔ تو اُسے آتی کون پر پر محلول جان سنا ان دیکھتی ہوتا ہے گھبراہٹ
اگر وہیں کیا دہرا ہے۔ ان باپ جانی ضرور ہیں ان سب کی محبت ہے شک کرنے
کھانے سے ہے انکی تو ان بھی نہیں تم ہیں اور میں جانی ضرور ہیں ہر اگر کہہ
دارا کہے۔

جنتیں، جن کو کسی کو اس کی نیکی و کمالات کرنا چاہئے، دل میں کبھی نہیں دیکھ سکتے۔
ظاہر و باطنی کربے۔

محمود - اچھی بات ہے۔ یہاں سے وہاں پر جیب خاں کے سونے چھوڑی
نظارہ دہی کرنے لگی۔

بغیر کسی بھی شہر کی طرف سے توڑ پھولی ہو۔ میں تو اس کی بھی مددھی۔ بات کھ
دیکھ کر کسی بھی شہر کی طرف سے توڑ پھولی ہو۔ میں تو اس کی بھی مددھی۔ بات کھ

غرض کہ اس طرح کی باتیں سب تک ہوتی رہیں۔ کھانا ہوا سو سو پتے چلاؤ
وہ بی اور گند گئے۔ بھجواؤ اور پارٹی کا دن، زہرہ و جمیرات ہی سے اسکول
میں آئے۔ بائیں خاتم کو حسب معمول باغ میں لٹکا کر سناٹی رہی ہر طرح کے
طبعی گوارہ سے۔ کھجی رہی۔ بڑی کو بھی اور چھوٹی کو بھی بغیر کسی بھی چیز
بے شکافانہ شریک رہیں۔ اب چل کی سی شرم و خیرت نہ تھی۔ پارٹی ختم

ہوئی تو جس کی شہری۔ کتب کا بیڑا لکھو کھا کچ بھرا تھا۔ آج اس طلب صدر
جانی کیناں، علویان نے قصور قصور میں اسکول کی ترقیوں کا ذکر کیا۔ تعلیم و تربیت
دونوں چلو رکھو گئے۔ سرور ہی بیکر صاحب کی جانفشانیوں اور تقابلات کی
داوری۔ اس کے بعد شوکت آرا بیگم کی قصور و قسور ہوئی جو جھنڈا زمینی میں
نقل کجاتی ہے۔

بچے اور بچکات۔ آج جس کے بعد میں آپ سب کے ساتھ قصور کوئے
کھڑی ہوئی ہوں۔ اب پہلی کی سی طبیعت میں آنگلی نہیں اور ذرا بان میں
توت خیاالات ہیں۔ پہلے میں عورت ذات مشرور ہونے لگی آ رہی ہے۔ آگندہ
خالی کی دماغ میں حکومت ہے۔ غور سے بھی تو نہیں سوچا ہے کہ حضور کو کیا
ہو اور تم لوگوں کی زندگی اور ان کا راتوں میں کیونکر بچا ہے۔ پہلی شہری
بیکر صاحب کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری ہے۔ مگر یہ سب جانیں ہیں نہ گئے
یا میرا غرور اور اہمیت نہ ہو تو انہیں کو کا لیا ہی دینا چاہیے۔ عذر دہری رہ گئے۔

شکلات کھنگوڑی عورتوں کے ذرا نفس بہت ہے۔ اور ذرا صدایان اکثر ہر فرسٹ
اور ذرا سدا سلی سے گلے بٹ کچا ہے تو کتا ہیں کی کتا بھی سیاہ ہوا میں اور طلب
نا کام ہے۔ والدین کے ساتھ ہوا کے فراموش کیا ہیں۔ ہوتا ہوا کے حقوق
وہ ہیں ہر کون کون سے ہیں۔ ان حضور میں ہوا۔ کچھ جاسوں میں تقریب میں
ہو چکی ہیں میں خیال کرتی ہوں کہ آج کا بھٹ بھی۔ ہی سلسلہ کی ایک سکڑی ہو کر کھا
ہے۔ وہ کیا ہو ہیں انہیں بھی چلتے دیتی ہیں۔ ان کی عواہد کے سے قبل ہوں
کی مٹھی پر چلتی ہے۔ اپنی سلسلہ پیران کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے۔ جاس کی
سحر کا اچھا فی حصہ دیا ہوا اور۔ دوسرا اور اس وقت شیعہ ہوا صاحب وہ مالیرین
کے سانچے عافیت سے ٹکڑے ہو چکے۔ دم محبت میں گر کر رہی اور اس کی

اطاعت کا بار نہ اسی کے سر پر انجسرتے دور کو دور و دور کا شکل نہیں حصہ
بجنا چاہتے دور اس وقت شروع ہوتا ہے جب غیرت دور اسی مان بٹنے والی ہوتی
ہے اور اس کا سلسلہ مرتے دم تک قائم رہتا ہے جہلی ذمہ دار بان اس وقت
سے شروع ہوتی ہیں ہے دور اسی کی جان غضب میں ہو جاتی ہے ایک
طرف تو دلہا کی ناز و نیاز بان اور اس کے حقوق کا لحاظ اور دوسری طرف
نئے صانع کا رکھ رکھاؤ میں کی نزاکت مزاحی اس نیامت کی ہوتی ہے کفرا
کی شکل ایک نہ اسی بے اختیار ہو گئی وقت وقت سے غذا نہ چھٹی دور و دور
سبھا کر آتے ہیں ان کے کوئی چیز نہیں کھالی ذمہ کسان تک پہنچے اسے تو
پس حق سے اور ہند سے ہند چھکا ہے چھینکیں دور و دور چھل آتی ہیں
بجے خواب ہو رہے ہیں اکثر بلاتے جاتے ہیں اکثر نیاں آتی ہیں دور و دور
کی طرح بیا بجا رہے ہیں گئے مہان باغی ہوئی کی کل ہے کہ درست ہی
نہیں ہوتی موسم یہ لاؤ اور انگریز ہو اہلی دور و دور سے نہ جانوں میں چھپی
اور اگر یہ سن میں کرم اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نہیں ہے احتیاطیوں اور موسمی
تعمیرات کا شمار ہر ہلکے ہیں دور و دور باندا اور ہلکے ہوئے بان باپ کے دلوں کو
دور و دور سے گئے

اس وقت میری بہنوئی ہوتا تھا جی ہمت کچھ لگی وہاں میں برگر سٹور میں بیٹھ
 ہوں۔ اس پر غور کیا کرتے جہاں علم و عمل کا سوچ نہیں چکنا چاہا تو کیا اس کا
 سے بڑی ہی نہیں چھوٹی ڈاکٹر بنی سنا شہرہ جاتی ہیں کھڑا ان مصیبتوں میں نہلا
 دیکھی گئی ہوں۔ تو وہ کیا بہ خاندان کی بی بی تو کیا اس میں کبھی ہیں کہ
 بھگے گئے۔ انا بھی ہوا اور کھلائی بھی سو سے تو پالتے ہیں بڑا سچ اور جاکے تو
 گھر چوکی گرو میں آچکا ہے۔ وہ۔ کا خانا اور جانا کہہ سکتوں چند سے جاکا

مہجور نہ جائے۔ صبح شام کی پادری پورا بدن میں لگتے نہ پاسے عزت و حرمت و جبر و است
گرم کرتے اور گرم ٹوپ بدن اور سر کو ڈال گئے ہوتے ہے اس کا ٹھکانا نہیں کہ آگ کو
پکلی اور قوی خدا دیجاتے گئے کہ تو آتے شور و چلک اور خوب گلا خشک دیجاتا
ہے لیکن اس کی کافی نظر آتی تو نہیں جوتی یا بھی طرح اس کا پریش نہیں ہوتا
جب آتے موقوفہ شک ہے موقوفی چھوٹی چیزیں جس کی وہ عاری ہو رہی ہے۔ چچا
چچا کر کھا ہی رہی ہے۔ غیر کب ہوئی ہے جب کبھی جان ہی آتی ہے جینے
کے نام پر نہ جاتے ہیں۔

وہ ساری طرح انگریزوں کو دیکھتے۔ اس پر بدن یا غریب طرز یا عیور کا
جدا لگا ہے۔ وہ اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتے۔ ان کے بچے گلہ نہ جاتے
ہوئے کیے مندست ہوتے ہیں۔ گاؤں سے خان کی سرکاری چوٹی تکلیف ہے
صحت شخص نظر پڑی اور جی چاہا کہ کچھ سے لگاؤ۔ تین مہینہ کا کچھ ہوا چھ
صحت کا شام کو شش کی سرنگ پر آئی کی باتیں گائی پر بھلے یا ٹکے پڑا
ہوا کھاتی پھرتی ہیں پھر کوئی بھی نہ مل سکے۔ جو صبح شام کے عیور میں جال
ہے کہ فرق پڑ جائے۔ دلت دلت سے انکی تک لجاتی ہے ہر وقت وہ دھن دھن
ٹھونٹا نہیں دھن دھن پلے پلے پاتا۔ یا بیوت جاتے گا جو عیور کر لیا گیا ہے وہ کچھ
وہ دھکا بھی رہی حال ہے حکمت سے کمالی بہت خالی نہ ہوگی اگر ہی پورا پورا ہے بارنگ
کوئی بھی موسم کیوں نہ ہو۔ چھ خانے کا حضور۔ خدا کام ہو تاکہ اور شوقی گئی ہے
اور نہ کوئی بیماری ہوئی ہے چھانے بیان کہنے ہوں تو جانوں پر کان نہ ہوں
کیا عیوروں جنگیں چلی رہیں تو بھی کچھ کب نہیں مزاج کا دل دل نہیں اور نہ عیور
ہوا وہی ہے۔ تھیں دلوں کا فرق ہے چھانے ملک کی جنگات بھی اگر
کھوں کو پید ہونے کے دوسرے ہی بدن سے خطرے کی علامت ڈالیں تو ساری

اور جو کسی ایک شکایت دہرائی ہو تو میریوں ایسے مسلمانوں کے گھر نہ ہی جیں
 اگر تو یہی معاشرت اختیار کر لی گئی ہے۔ ان کو بچوں کے بارے میں کوئی خاص
 تعلیم نہیں دیں لیکن قائد انوں کو سستی کرتی ہوں اور میرا دوست علی انہیں
 غریب نہ اور میں سے ہے کہ جو اس تصویر صدی میں ہی کبھی تھری ہوئی
 ہوں اپنی وضع اس میں شک نہیں کہ بہت اچھی چیز ہے۔ ہمارے اجداد بہت
 کھرا اور پڑھا لکھے جا رہے تھے انکی اقبالی مندی کا زمانہ مصلوبی تھا
 نہ تھا کہ اب پھر دوبارہ ہے بھی ہم حاکم تھے اب حکومت میں وضع قطع ہوئی
 ان ضرورت کئے ہیں لیکن عادات و اطوار ہمارے وہ نہیں اور نہ اس کا کوئی کوثر
 ہی ہمارے ساتھ ہے۔ ایسی حالت میں عقل کا تقاضا یہ ہے کہ اس زمانہ کے
 اقبالی مندی میں جو بات کچھ اچھی نظر آئے آتے ہم اختیار کریں اور اپنی عادات
 اس طریقہ درست کو میں میں اور سروسوی وہ دونوں سمجھتے ہندوستانی مسلمان ہیں
 اپنے ہلکے طریقوں پر قائم نہیں بلکہ گھر کے فقیر نہیں جو بات دوسری قوموں کی
 طبیعت کو بجائی ہے اسکو ضرورت ہے سمجھتے ہیں۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اتنی غریبوں کی
 اور عیالوں اس کتب میں رکھائی دینی ہیں کون انہیں کہہ سکتا ہے کہ وہ برائے ہم
 مسلمان ہیں۔ ان عربوں کو کچھ کھیں کو دے دیں لیکن مجال نہیں کہ پانچوں دولت
 کی غازی یا صبح کی عادت ان سے ناخوش ہوئے تاکہ کام کرنے کے لئے ہمیشہ وہیں
 لگی اور برائی سے کوسوں بھاگیں گی۔ تو یہ کیا بہ عادت ہی بن سب کی برائی
 گئی ہے کوئی خاص خصوصیت اس کتب میں نہیں بعض اخلاق مذہب کے
 مطابق بن سب کے درست کئے گئے ہیں۔ درود۔ صحبت۔ طہارت۔ پاسداری
 اپنے پرانے کالم بھی کچھ تو ان میں ہے کسی میں کم اور کسی میں زیادہ غیر
 اس سب کو اس کا مطلب ہے کہ جو باتیں اپنے کالم کی دوسری قوموں میں

نظر کرکے انہیں اختیار کہہ لینے میں ہرگز تامل کو دخل نہ دینا چاہئے۔ بچوں کی پڑائی
 و پڑاغت بھی ایک حمایت عقل و سرمداری عورت کے لئے رکھی گئی ہے اس کا
 کام یہ ہے کہ اپنے گھرانے کے طریقہ نکاح و سرمدی کے طریقے سے متاثر نہ ہو کر
 اگر وہ بہتر پڑھائی اور سنی کے لئے نظر آئیں تو ان کو لے لینے میں پس و پیش نہ کرے
 اختراع نیک ہر دو گناں کی باطلہ۔ وہ عقیدہ مان کا حکام نہ دھونا چاہئے کہ بچے کو ان کا
 کھانا پھر چھوڑ دے۔ اس کا فرض ہے کہ بچہ کی ہر ہر ضرورت پر نظر رکھے۔ حفاظت
 کی پابندی کا لحاظ خدا میں تندرستی قائم رکھنے کے لئے ضروری چیز ہے باغ
 میں مانی کو دیکھوئے پورے کی کشتی راستہ کرتا ہے۔ صبح اٹھ کر پہلے ہی دیکھتا
 ہے کہ کہیں کھانا تو نہیں ہے۔ دلت سفر پر پانی دیتا ہے۔ پھر چلا اور وہ پ
 کے اٹھا اسے مستفید ہونے کے لئے انکی حالت پر اسے چھوڑتا ہے۔ جڑ میں
 اگر پانی نہ ہو تو پورے کی دھوبت آفتاب کی شعاعوں کے تدار ہو جاتا اور وہ
 خشک ہو جاتا ہیں۔ پانی خالص میں موجود ہے۔ وہ جڑ کو غذا چھوٹا ہے اور اس کا
 اس کی تازگی کو بڑی گری سے اڑا کر رہتا ہے۔ تراویٹ کوئی دیکھی اس کا سلسلہ
 دن بھر قائم رہتا ہے۔ اس دھبے قوت تائید میں برابر فکر کیا جاتی ہے اور
 ٹاڈاگ اور گورور دھبے برابر پڑتا چلا جاتا ہے۔ مانی پانی میں دھبے اور یہ بھی
 دیکھتا رہتا ہے کہ جڑ میں کوئی روگ تو نہیں لگا کوئی کڑواؤ نہیں پیدا ہو گیا۔
 اس کے لئے بھی تدبیریں کرتا رہتا ہے۔ اس طرح مانی اپنے خوشنمون کی مانی ہے
 جو اس کا واقعہ اسے ہر گاہ دنا کو نہیں ہو سکتا چاہے کھانا ہی روچے کیوں۔ صورت
 کو اسے اور سونے ہی سے اسے کیوں نہ لاد دے۔ مانی کا رنگ یہ ظہر
 تو مانی کی طریت سے لعلت قابل ممانی نہیں ہو سکتی۔ خدا نے جو سرمداری اور سنی
 کے سفر والی ہے اس میں کبھی بھی پیدا کر دی ہے۔ مانی ہر کام چھوڑ کر کھانسی

بہداشت کرتی ہیں۔ دلی کو دلی اور سات کورسات نہیں ہاتھیں اور پھر غرض یہی
ہی ہے کہ کسی غلطی کا باعث جان بوجھ کر وہ نہیں پر تن جمالت سے بچا رہا
بجور میں کیا کریں وہ بھی تعلیم و تربیت اگر چہ ترقی رہی تو مٹنے مٹنے سے ہی
جاسکے گی۔

لڑکھانہ بچنے کی بات ہے کہ گری سر دی ہو، اپنی افسانہ کی زندگی
کے لئے کتنی ضروری چیزیں ہیں ہم جو انی درجہ پہلے ہیں۔ ان خدا کی نعمتوں سے
فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پھر پانچ سو برس کے کیا تصور کیا ہے کہ وہ ان چیزوں سے
محروم رہیں۔ صبح و شام کی نعمت ہی جو انہیں ہم اس عمارت کے وسیع پائے
میں دوڑا رہا ہے کہ کھائی پھرتی ہو سو سو آدھے سو تھی ہو تو کتنی جسم چھائی
اور روح میں تازگی ہوتی ہے اس تازگی اور اسی چھائی کی چھوٹو بھی ضرورت
ہے۔ ہاں جائز دلی میں انکی بیانی نزاکت کے خیال سے یہ ضروری ہے کہ سر
پای و پاؤں انی لباسوں سے محفوظ رکھو۔ تانہ ہوا جلا کھینے تاکہ ہاتھ
کے راسٹوں سے جانے دو وہ اچانک کرے گی اور اسی تندہ یعنی قائم کیجیگی
ہاں وہ گئے تو شروع کریں کی برائے بھلائی ان کا کیا کتنا خوشنودی ہے
اسی طرح پانی صفائی کے لئے کتنا ضروری ہے۔ حمام کے بعد گری ہوا نہ جان
ہی کھیا خوش ہو رہا ہے۔ کوئی غفلت ہی ہے کہ تھا راجی غرض ہوا رہا تھا
تہہ۔ اسے ہی اور ان کی بھی حمام ضرور تو نکالا تھا اس کروان اس کا خیال ہے
کہ انرا طاقہ پڑا نہ ہونے پائے کیونکہ حمام سے مغالہ میں وہ تازگی نہ ہوا
ہو گئے ہیں۔ ہوشیاری سے غلام ہوگی تو چھ نہ بچا۔ جو کلا اور نہ کھلی اور غلام
صحبت سے محفوظ رہیگی۔ اگر کلا تو نہ رہا پھر وہ کے سر میں نہ بھلائی
رہتی ہے۔

نہا کر چھوڑ دیں۔ سون کی باتیں کیا کرتی تھیں۔ تانیا اگر دینی مذہب کے ارکان
جو تھیں۔ قرآن شریف کے تھے۔ کہا تھیں کی جگہ کہتیں۔ محبت۔ ہمدردی۔ سخاوت
بننا چاہیے۔ ایک ایک کر کے سچی بھائی۔ سچیں ہیں۔ سب باتوں کو بہت غور سے
سنتی اور جو کچھ میں داتا گشتی پر بھتی اور سنتے سنتے سو جاتی تھی پھر ان لوگوں
کچھ دیکھ کر سچ کا پتہ نہ دے۔ مغرب کے بعد کھانا کھا کر ان کے چنگ پتہ سے
جا کر لیٹ جاتی اور اس کی خوشی پر جاتی کہ وہی باتیں شروع ہوتی اس وقت کی
راتی دلتی باتیں کچھ یاد ہے جب انکا آخری عہدے اور اپنا بھینا اور تانیا
تو جہوں تھیں میں دلتی ہوں۔ اسے مان رہا تھا کہ پتہ بھی کیا ہے۔ پتہ
شور ہے۔ غور سے وہاں دیکھی تھیں۔ جولڈت کچھ وہاں ملتی تھی وہ
آج تک نہیں بھولی ہوں انہیں کہ اب اس دنیا میں وہ نہ ملے گی۔
بنو! ان سب باتوں کا نتیجہ کیا ہے۔ یہی کہ میں باغی ہی برس کی عمر
بڑی وقار شہور ہو گئی۔ اچھا تھا اور کمال پر شاہ تھا۔ وہ توں کچھ بہت
چاہتے تھے۔ اچھا تھا کچھ روزہ دہائی دیکھی پر خیال کر گھر بھاڑا کرتے۔
اور ہر روزی باتیں کیا کرتے۔ میں اس کی بھائی آج ایک ایک کر کے سب
وہ رانی سرور ہی محبت بہت کچھ ملتی تھی۔ اس کو جو سوت کے دیکھنے
چین تہا تھا۔ باتیں تھے تانیا پر بہت ہی اچھا تھا۔ گایا بھی کہی۔ روزہ کھانے
نہ سوتے۔ اس کے پاس جا کر تھیں۔ وہ ان کی باتیں سے شوق سے کھانا کرتی
تھیں۔

میں باپ کی میں بھولتی تھی میں نے اچھا کچھ بہت مانوس تھے
جب میں نے اپنے زمانہ کی میں بھول کر ان میں سے کہ بہت تپ وہ میں دنیا کی
باتیں کھانا کھانا۔ اس میں میں نے کہنے تھے کہ میں اپنی باتیں کھانا کھانا

نور ہو جاتا تھا۔ سرور ہی میں جانی جاتی تھیں۔ عوام کے عروج و زوال کی تاریخ
 لڑائیوں کے واقعات اور غاصبوں کے حالات یہ سب میں نے اگلی زبان سے
 انگیزہ دین کی طرز سے اس وقت اور اس طرز سے سب انھوں نے مجھے جلائے جہاں
 جو بھی باتیں انھیں علوم میں بھی لکھا تھا اور لکھ کر لکھتے کیا۔ اس گیارہ برس
 کی عمر کی لڑکی کا مال ہوئی ہے۔ لیکن یہ لڑکی کئی برس سے مریم میں بھی بہرہ
 سلوات بہت وسیع تھے نسبت میں میری کہ انھیں بہت سی لکھی تھیں اس سے
 ہر طرح کی عقل کی ضرورت کم عمری ہی میں تھی۔ میں نے بھی انھیں وقت سے لگے
 ان ہی غیبت میں آنا اور خیالی اور یہ کہ کہ خدا کی مخلوق میں سہرا بھی ہو کہ
 جو وہ ذل انسان داخل ہو لگے ہی قدرت نے انسان کی ہے یہی حکومت تھی
 مجھے کام لینا پڑتا ہے انھیں کی بدولت آئی۔ لیکن ان کے ذہن کی کمزوری کا نشانہ یہاں
 بہت بھر پور تھا کہ ہر سال میں، متبادل کہنے، ان کے ذہن کی کمزوری
 کی خاطر چھوڑ دیا گیا۔

نفس بہت گریں رہا ہے کہ سادہ ذہن والوں کی پچھلے سے تربیت کا
 ایک ذہن خود ہوں۔ میرے ذہن میں جو باتیں کہتی ہیں کہ انسان کی عقل
 مرعوب کرنا میں کا جہنی کام ہے۔ وہی اسے خوش قسمت۔ کلاسیک۔ سادہ
 جری۔ عالم و فاضل۔ سخی۔ کچا بندہ۔ خود و سوائے سے لڑنے والا۔ انھیں
 بھروسہ کرنا۔ باہمت اور خوش تخی بناسکتی ہے۔ اور یہی اسے یہ نصیب
 ناکام۔ ناکارہ۔ وہی و الطبع اور ذلیل اور غلامانہ۔

میں گاتی ہوں کہ میرے میں رہنے کے لئے ان لڑائیوں کے کام کے ساتھ چلے
 میں خوب سمجھا تھا اور انھیں غایب۔ کچھ طرز تھا کہ ہم وہاں میں بھی
 کے ساتھ کرتی ہوں۔ انھیں کام میں رہا ہے کہ وہاں میں بھی۔

ابن اصفہار نے شرکت آراء کی گمانے اپنی تقریر ختم کر دی اس کے بعد وہ ایک تقریر پر
 اسی موضوع پر اور جو بعد میں کاغذ کرنا اس وقت پر ضروری نہیں معلوم ہوتا
 جلسہ پر غائب ہو اٹھائے دانے کے یہ سناں نکلیں اپنے اپنے گھروں کو خوش
 خوش سدھاریں۔ بغیر کسی جھڑپی ہی گئی ہوئی تھی۔ وہ بھی شرکت و شریک
 سے رجعت ہو کر بارہ بجتے پہنچے اپنی نو گدی پر چڑ پڑ گئیں۔

—————

جیسی صورت دی ہے وہی کی گئی اور جنگ اور محاربت کی ہے جس میں ہوتی
 ان کی گروہ بندی ہوتی جاتی ہوتی جو ان کی ہمدردی، شجاعت، تربیت، ہدایت کی بنیاد پر
 ہوتی کی تھیں۔ اصل میں غلبہ ہم ہی تھے چنے کی ہی طبیعت ہوتی تو گویا ہوتا
 تھیں انہوں کی صحبت کا طویل ہے کہ اب ایسی طبیعتیں ناکارہ نہیں ہوتیں گے کہ
 باغی ہو جائیں اور انہیں عمل کرنے کی بھی کو مشغول کرتی ہوں۔

محمود و سلاطین کہ انہیں ایک و دیگر کے کی تمیز نہ کو آئی۔ میری بی بی جگر تم کے کچھ
 کھو جائیں۔ اور نہ شاہراہ پہنچتا ہی ہو۔ لیکن کالیام میں تم کو رہا سس کا
 کیون نہ؟

بلقیس: تمہاری بیکو پہنچائی تو میں کہی دیتی۔ ان اپنے بچے کی عمارتوں کی
 بدولت تمہاری طرف سے گری ضرور باب ایک ایک کر کے ان سب کو چھوڑتی
 جاتی ہوں۔ انہیں تم کو بھی ہر روز کر کے تو زندگی سواست ہے۔ (فری فری ٹانگتا
 میں آنسو بھرائے ہیں)

محمود: تم میری ہر توجہ تمہارا ہوں۔ میری چاہیہ سے اجادل بیوہ کرو محبت
 بھی مجھے تمہارے ساتھ روز بروز بڑھتی جاتی ہے محض تمہاری ہی وجہ سے میں
 لڑائی پر نہیں گیا۔ مجھ کی طرف کو چاہا ہوں۔ لیکن تمہارا خیال نہیں جانے دیتا۔
 بلقیس: آہ سوچ کر گریا میری زندگی جیت گئی ہے۔ جیسے میں دنیا میں نہ رہا
 توجہ جان چاہتا تھا نا۔ کچھ دنوں سے اندھیری اندھیل لگتا چاہتا ہے۔ آنسو لگتی
 جاتی ہے کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ موت سے پروت باغیہ اس کے کھڑی
 رہتی ہے خواب بھی کچھ ایسے ہی جیسا کہ بلقیس ہوں لاگو طبیعت کو بھائی کو
 گروہ میں ملے نہیں نکلتا۔

محمود: یہ سب خیالوں کے داخل ہونے کا گروہ۔ تمہاری وجہ سے حالت کا اتنا خراب ہو

اس میں ملک نہیں کہ وہ مذہبوں کے لئے بیتِ خراباں ہو رہا ہے۔ نئے سرے
زندگی ہوتی ہے مگر تو افسوس کا مقام بھی بھی کے گھر ہوتے ہیں۔ سرورِ با بکر
تو پیداؤش کا سلسلہ ہی بند ہو جائے۔ دنیا ختم ہو تو ہاست آجائے۔ اسبوانے
تو میں چاہا چہ چہ کہ تھا ارقیہ یعنی ی میں سب سے اور چھوڑ دینا ہوا ہوا
پاک کے ڈاکٹر ہیں اور اس غلبہ شایستہ تو ہیں جو کچھ دارالکونان کی عمرانی میں
وہ دت مگر وہی تو بگے اطمینان دے گا۔

ہندو عہد کا سلسلہ کام ختم نہ ہونے پایا تھا کہ ہمارا انگلی اور ہاتھ لپٹتا
کوئی میں مصروف ہے۔ ماما خیرگی اس دور سے ہوا میں ہر ہی غیبی داتا غریب
رہی اور ہر اور ہر کی ہونے لگیں۔ نہ ہوا دت کو اسکول ہی میں روک لی گئی
اس سے بھی دونوں ہمشہ کوٹ ہے۔ نہ ختم ہوا اور اٹھا تو پھر ہی بدلتا
پھر رہا۔

مگھو۔ تم اٹھا اٹھتے ہو اب کچھ ہو گیا۔ اس سے میں جو طرہ تو نہیں کہتا۔
بجلیوں۔ وہ دیکھا ہے کہ سب ہی فتح کے لئے تھا رہی ہے۔ اس سے اور چلتی
اطمینان لگی کرنا چاہتے ہیں مگر اچھے و بھڑے اٹھا رہتے کر دیا۔ ہاتھ ہی
آجائیں تو بگے بہت بگے آجائیں۔ میں جو جانی پھر بھی نہیں کہتی جو تھادی مریض
نصف میں خد گھاسے پورے۔ ایک بچی اور اٹھوں کے علاوہ وہ خطا آگے
میں سے ایک۔ سولوی صاحب کا اور دو۔ زبان کی شہی کارائی کے علم۔ سولوی
صاحب کا خط جو وہ ان کے نام تھا اس کا مشنوی تھا۔ اپنی سولہ آندہ سے
برائے ماسوں کا کتا تھا اور تو کتنی بلیوں سلسا کو وطن جو تھا جانا ان کی
بیت و نشان ہے۔ گھر سے کئی قدم پر اہر نہیں نکلا یعنی کا اٹھا اور وہ اس سفر
کیسے کریں اور بگے کہیں گے۔ اس عزیزان۔ وہی دت ایک اور ستر کئے

کرم و مزاج ہونا۔ انہیں وہ شے کی دھیری ضرور پائے کہ کون دیکھو گا۔
بیر نہیں کرتا۔ اچانک سے ہاتھ گرنا ہوں۔ مسودہ کی کاغذی آڈر راہ تھیں لپکتے
لہذا گرنا ہوں۔ جو زیادہ صحت چمکا دیں سے لپٹا۔

ہاں کے خط میں جی اور داماد دونوں کا طلب تھے۔ داماد سے غلط فہمی کہ
بلقیس کو چہرہ بچا جائے اور بیٹی کی سوجھ بھال سے یہ غلط فہمی بھائی تھا۔
عمود کا خط بلقیس نے اور بلقیس کا خط عمود نے دیکھا۔ دونوں ساکت ہو گئے
تھوڑی دیر کے بعد عمود نے صبر سکوت توڑی۔

عمود۔ جاہل آدمیوں سے ایک در نہیں پہتا۔ لاکھ بھلاؤ لاکھ بھلائیوں کی
روان مرقد کی لاکھ سی ٹانگ گھر بھر چلا آؤ گوں۔ سناٹا تھا۔ میرے پاس
تھے کیا ہیں۔ وہ سینہ فہم سے کہنے کی چیز نہیں۔ پھر اگر دامادی کا رشتہ کہتے
ہیں تو غلط فہمیاں بیکر رہیں۔ اپنا کامائیں اپنا خوراک کریں۔ اس پر بھی راضی
ہوں مگر مصالحت تو دیکھیں۔ آگرہ علی شہر میں ہر اکڑ شکاری دوس طلب
آؤ وہاں نہیں ہر آدمی خوراک کر رہی تو بھی اس کا عہد قرینہ سے مصالحت
کرنے والا نہ ہوگا۔

بلقیس۔ (راجہ اب مزاج شناس ایک حد تک ہو گئی تھی خاموشی ہی
مصالحت کی تھی۔ دیر کے ہی ہوئی تھی) (جاؤ۔ اکثر صاحب کے بیان پر
دیر دل بھلاؤ۔ میری جانب سے وہ چینان رکھو کر آئی ہیں جو تمہاری مرضی
پر ہے۔)

عمود۔ (دشمنوں کو کر، انہیں بات سے متعلق بھائی دھمکے ہوئے ہیں
شورہ کہہ دیا۔) (کہوں وہ ایک کیا کہنے ہیں وہ تو ان کی لپٹا لپٹا ہو رہا۔)

عمود۔ (بہت سے آہر پہنچا۔) (ہیں، یہ نہیں سمجھتا۔) (ہیں وہ خوراک مانگتا۔)

انکو غلامی کی کوٹھی پہنچے وہاں سلوک سنو کہ اسی ہاتھ کے طلب کے
مردوں کو بیکر سوڑے سوڑے ہو گئے یہی جی جو بیکر جانکے بیکت سے چلے نکلے
فرات کر دیو بیکت سے اسی غلامی غلامی زبانی زبانی کہہ کر اسی نام آگئے یہی ہاتھ
جو ہاتھ پاکہ رو کی تہمتی ہو کوئی کوئے گلا گئے کہیں نہیں ہاتھ ہی سرور کی گلا دیں
کون غلامی غلامی ہوئے کہ وہاں سے ایک ساتھ پٹ لینے گئے گلا گئے ہوئے
اور چلے گئے۔

غلامی۔ اسی اور بھائی اور لون کا نیکر۔

سرور سی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

غلامی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

غلامی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

غلامی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

غلامی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

غلامی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

غلامی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

غلامی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

غلامی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

غلامی۔ اسی بھوڑا ہو۔ اسی بھوڑا کہنے تو بھی میں بے طرح غلامی ہو کر
اور نام کر دی ہو چلا۔ یہ خط اخین کے اور اس کے ہیں۔

شکوہ است۔ حضرت تو اسی میں غمی کہ مجھ نہیں چاہتا۔ ہم دھم دھم رہے۔ گنگا
 منہ لے کر گھسرت تو منیاں بڑھتے۔ تلخ گالے جھٹے۔ اہل سروری اپنا حق نہیں
 مگر ان باپ کی استادہ بھی نہیں دیتی۔ اور اندھائی نہ کیا جانے۔ تلخی کی سسرال
 میں کچھ آئیں۔ دھوکے مگر کھا تاکتے۔ کھانے پہ پڑے کیا کہیں گے ہمارے
 ان ڈاکو سلون کو کیا جانے۔ ہندوستان میں آئی کر سلاخوں نے اپنی ملی
 پیدا کر دی۔

سرور کی۔ تو اس دھوکہ پر بھی بھگتی اپنا حق ضرور لے گی۔ مجھ چاہتے ہیں
 بن ہوا اگر وہ ہیں۔

غمور۔ اچھی آپ تو ذرا ال میں تالی ہیں۔ حق دھستے کمر اٹھاتے۔ سہیلی
 لے چکے گوندہ کٹے کٹے کوئی طوندہ دیکھ لے کر نا کیا چاہتے کئے تو جتے ہمارے کامات
 جواب دہ دی کہ اگر آج ہوا کہ اس میں اگر ہوا تو اس کا۔ انہیں کہا جاتی
 میں کر دیں گی۔ انہیں کا شکریہ کہنے اتنی عار نہیں تو ک ایک کہے سب چھوٹ گئیں
 سرور کی۔ اس کا تو میں طوندہ نہ دے گی۔ درمیں دل پہ ہر کر کے زبان سے آت
 نکلیں۔ پھر بھی بیخ ہو تا سرور کی ہے۔ پھر بھی کو اور ہر میں اب کو گزرا ہوا
 تو ایک مناسب نہیں۔ وہ دونوں چلے عمری توں آئی توں کل خبریں کے اتنا
 عمارت کے پھر انہیں اتاری تو میں ہیں۔ چلی جوت دکھ تویری شب دکھوں
 تھا وہ ہی ساتھ کا تھا ہے۔ کیوں تو لو شوکت اچھوٹا کشتی ہوا۔

شوکت۔ تم اور جو جو۔ ہمیشہ بڑھتی گئی بات کہتی ہو۔ جسم اندھ کے کڑھو کہ
 انہوں کا رخ ہو گیا جاؤ گا۔ آپ طوبیاں نہ گئے لے جان اہل غریب کے ہونے
 اسودہ صلوات تھا۔ اگر خدا خواست ضرورت ہوئی تو کہاں سے جیرواں نہیں ہوا
 نہیں مل سکتی۔ علامہ برہنہ آپ میرے بزرگ ہیں۔ میں اس میں کچھ ہوتا نہیں

عربی کو کہ ایسی نہیں ہیں۔ دنیا میں مرد و عورت بھی ناراستہ ہیں عورتیں
 ان سے بیکاروں پر چڑھ کر تے اور تادم ہوتے ہیں زبان بگھٹیا کسی کہ بس کی نہیں
 بیویوں قصاصات اس کی بدولت ہوتے ہیں بچہ بھی بڑے ہوتے ہیں۔ اسی کے
 باخون بھگتے چکے ہیں۔ اور لٹے ہیں اور اسی کے باخون لڑا بھان ہوتی
 ہیں۔ تاقتل کی خیال دہتی ہے مگر قہمیری اسے ہر جگہ لے تو مار کھینک
 بھی بات کی دیکھیں وہ جہاں دینوں کی اور خود کشتی کرونگی۔ سہرے ہون کا
 وبال تھا ہے اور بڑا گا۔

محمود میں خدا کا گواہ کر کے کتا ہوں کہ میں ہندوستان میں ہوں تو کیا ہوا ایک
 سیری جہاں بجا دہی کے ساتھ ہے کئی دن اور کئی رات ایسی نہیں ہوتی کہ میں
 میں طراش جاتے کا ارادہ کرتا ہوں۔ اجنڈا جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے ہمارا
 قصہ یہ تھا کہ غازی کے بھائی نوراً چلا ہوا تھا۔ خدا رستہ میں سے گزرتی تھی
 جہاں نے اور پست پست ہر ایک ارادہ میں موڑ نہ نکلتے جان نہ کو چلا
 ہو جاتے۔ خدا کا فکر ہے کہ اور اعتبار سے آپ لوگوں نے ایک جگہ اسے
 آدمی بنایا ہے مگر آپ بھی خیالات میں وہ غلطی نہیں اور نہ آسکتی ہے۔
 جہاں لوگوں میں ہے۔ خدائی اگر جانے کا ارادہ کرتے یا بار خدا میں ایسے بچے ہوتے
 تو نہ جہاں بھی دیکھیں ارادہ آپ ہی۔ خود طیارہ چو جائیں تو جب نہ تھا سیری بلکہ
 جہاں ہے وہ ان فراخ کو نہیں جانتی کہ ہر ایک سلطان کے ہ اعتبار و خوش
 و صورت سلطانوں یا ذہب اسلام کے ساتھ ہیں ایسی حالت میں کوئی جانکار
 میرے لئے بجز اس کے نہ تھا کہ پہچا کر چلا جائی اس قصہ میں شہیت کی ہر
 تقریب و علاء حلی صورت میں اکل ہوئی۔ مجھے چاہئے نہ تھا کہ جہاں میں آ
 کر بیٹھا۔ ارادہ میں چوں و چرا کیا سنی فکر ہی ہندوستان کا ہے

ہائی کا عدول نہیں ہو رہا ہے جو یہ ہے۔ اس کو جرنی کہتے ہیں چلے میرا رونا
 کیا تھا اور آپ کیلئے ہے۔ مجھ کو آپ سے ٹکا ہوا ہے دیتا ہوں۔ ایک ہفتے کے بعد
 چھپے کہ آپ سب کی رہت ہے بلقیس کو اگر وہ چاروں گا۔ دولت بھی آجندہ
 ماہ میں ہوگی اس وقت تک قیام کر رہا تھا۔ اس کے بعد جہاں کی اطلاع کے
 طرابلس چلتا ہوا تھا۔ اور حیدرآباد میں خیال میں رہی کہ بیٹی ہی میں ہوں
 اور بی بی بھی رہا ہوا تھا۔ اس کے بعد بیٹی میں آپ لوگ بلا بیگم کا۔ بی بی
 جلد ہی وہاں آجائے گا (ہنس کر) اس کا بچہ بیٹی سے کہ میں ابھی مر رہا ہوں
 (باخود ہو کر) خدا کے لئے خدمت اسلام سے بچے باز نہ کئے۔ اور بی بی میں عرض
 کرتا ہوں اس میں سرور و فرح نہیں ہے آپ مجھ سے بہت کئی ہیں۔ بعد ازاں
 کیا میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے تان رہی ہوں۔ آپ کی انہی کی بات بچے
 آگوار ہوئی۔

شوکت۔ تو تم اس کا وعدہ کر کے ہو کہ یہ تک دولت سے فراغت نہیں
 نہیں جاؤ گے۔ ادا اگر اسی دریا میں صلح ہو گئی تو۔

محمود۔ تو میری قسمت۔ ہر کسی آئندہ سو فیصد کا منتظر رہوں گا۔ جو سوچو وہ حالات
 دیکھتے ہوئے اور نہیں معلوم ہوتا۔ آپ آپ لوگ ماضی ہوں۔

سرور سی۔ تو کچھ ہوتی نہیں ہے۔ اس کا جیسے آگیا کہ میرے قرات
 کا اثر تم نے نہیں دیا۔ ہر بھی میرا ضمیر تو مجھے ضرور ہی طاقت کرے گا۔ میں
 سمجھتی تھی کہ میں ہی اس سفر کی پائی ہوئی

محمود۔ آپ واقف آپ کی زبردستی ہے۔ قسم کا تو واقف رہیے۔ آپ کو ضرور
 کہے۔ وہ کہیں گی تو میں رک ضرور دھاؤں گا۔ مگر دنیا میری نظروں میں محدود ہو گئی
 خدا کے لئے اصرار نہ کیجئے جو واقعی بات حق میں نے عرض کر دی۔ میرے مہاب

کو بھی اس کی خبر نہیں۔ جو کہ میں نے عرض کیا ہے اس پر ضرور کیجئے گا فحش
اس گفتگو کو ختم کیجئے۔

عمود اس گفت و شنود کے بعد مردانہ میں سے تو وہاں اکثر مشتاقی کو
پڑھا ہوا پایا۔ ان کے پاس سبھی کی تذکرہ ہوتا رہا اور ان کا بھی یہی دستور چل
جو عشق و سرور کی کا تھا۔ اکثر مشتاقی نے اس کا بھی اطمینان دلایا کہ
اکثر ان کو استغفروت ہوتی اور وہ ہزار کام چھوڑ کر سو سس غلب آگرو
چلے جاتے ہیں۔ اس غلب نہیں ملے کر کے ابھی سے ساتھ کر رہا نہیں گی اور
وہاں دلاوت کے بعد بغیر غلب کے ساتھ عظیم رہیں گی۔ یہ رائے لڑکا اطمینان
بخش تھی اس وجہ سے عمود کی پریشانیاں جو اپنی بی بی کی تنہائی کے حصول
تھیں رنج ہرین۔ انہوں نے عام خط انھوں نے لے آ کر میں لکھوایا اور خوش
خوشی مگر کہتے۔ بیان بی بی جس تھا ایک کراہ کر میں پر چڑی اپنے خیالات
میں مستغرق تھیں یہاں کو دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گئیں چہرہ تھک کے آثار نمایان
تھے۔ طبیعت آزاد ہی ہند علی جوہر میں کہتے تھے سو پہلے کے کر بیٹھو عادی
اس کی چورہی تھیں باب زمانہ کے قریب و فرار اور دنیا کے رگو رگو آگے
ایک جدا کا سبق اخلاص طور پر دیا تھا میں نے شریعت سے آخر تک سوائے
بھی دیکھ کے اور کوئی کچھ نہیں دیکھا تھا۔ یہ سب کو دیکھ کر دل میں یہ خیال
پھلا کہ دوسری قسم کی محبت ہے۔ یہ محبت ہے جس میں جس وقت بھی میں جاتا
تھیں تو کبھی میرے پاس نہ آتا۔ یہ محبت ہے جس میں میں جاتا تو وہ نہیں آتا۔ یہ
محبت ہے جس میں میں جاتا تو وہ نہیں آتا۔ یہ محبت ہے جس میں میں جاتا تو وہ نہیں آتا۔
یہ محبت ہے جس میں میں جاتا تو وہ نہیں آتا۔ یہ محبت ہے جس میں میں جاتا تو وہ نہیں آتا۔
یہ محبت ہے جس میں میں جاتا تو وہ نہیں آتا۔ یہ محبت ہے جس میں میں جاتا تو وہ نہیں آتا۔

اور ہر طبیعت خود بہ ہوتی۔

بلقیس (دیکھیں آواز سے) ڈاکٹر صاحب کے یہاں ہوا کہ وہ کیا گفتگوں۔
 محمود۔ (ہنس کر) وہ بیان ملی ملی سب اسی کا خورہ دیتے ہیں کہ اگر وہ
 پھر نچا آؤں میرا خیال کرتی نہیں کرتا تھا اس سب کہے خشتان نے تو یہ ملک
 کہا کہ خدا کا امت اگر ضرورت ہوتی تو وہ خود سب کام چھوڑ کر بائیں گے سب غلب
 کو ابھی سے ساتھ کرنے پر آمادہ ہیں گو تھا، یہ کیا راستہ ہے۔

بلقیس۔ تم لوگ اس معاملہ کو ایسا ڈراما کرنا اور جیسا کہ مجھ سے ہوا تو میں بھی
 نہ دے لگی ہوں۔ اچھا وہ ساتھ رہیں تم کو بھی الطوفان، دیکھا کہ بتی ہیں وہ جا لگی سے
 کیوں نہیں اصرار کرتے تھا، مگر وہ ان سوچ رہی ہے اگر وہ چکر بھین گئے تو ہر
 ایک دامن کو اس پر اصرار نہ ہو گا کہ بچاؤں کے چاہیں ہو۔

محمود۔ خوب سوچا یا۔ مجھے تو ان حالات میں داخل مجھ ہی جبین ہے۔
 ان سے خورہ اصرار کرنا تھا اور جبین ہے کہ وہ بھی ہائیں مگر وہ لوگ جبین
 پر چھو نہیں گئے۔ ابھی سے تو اپنا گھر بار چھوڑ کر بائیں کی نہیں۔
 بلقیس۔ اصرار تو ابھی سے چلے گا کہ چھوڑیں راستہ قرار پائے۔

ایک ہی روز کے بعد محمود سامان سفر درست کرتے ہیں اور بلقیس خشتان
 خریدنے میں مصروف ہوتی ہیں۔ سامان اپنی دکانوں نے عزت و سروری سے آگاہ
 پہنچنے کے لئے اصرار کیا بہت رو وقصہ کے بعد یہ سٹاپا کر سب غلب ساتھ بائیں
 مکان دہشت کر آئیں۔ بلقیس شوہر ہی کے خرید کر وہ مکان میں آگاہ جانے کے
 دو چار روز بعد آکھ جائیں۔ جب ملازمت کا زمانہ داخل قریب آجائے سب
 سب غلب ان لوگوں کو تیار رہی اور وہ وہاں چھوٹی جائیں خشتان و بادشاہ سن
 کے کہ وہ راستے پسند آئی اپنی آرام کا خیال ہر شخص کو متفق ہو رہا ہے۔ پھر گھر

عمود کا منہ خاندان کا کارکن اور دور۔

میں قلمباز کا ذکر کے حکم سے مل جا کر آراستہ ہونے میں کسی کسی سے کچھ
آواز ہونے سے ملے تو اپنے تئیں ان خاندانوں کا ایکسٹرنل بھیجی تھیں اور ان کے
بھی انہی خاندانوں کے اس واقعہ کے دور ہی میں روز بعد کہ ان عمود سے اپنی ایسی
سالی کے باران طوفان کے ساتھ میری کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تھے آئے



باب (۲۵)

قدشہ کا میلدن جنگ

دل کی لگی بری ہوتی ہے کسی بات پر بھی ہو تو بھان اٹھ کر کاٹنا خیال
 کا جم جاتا ہے قیامت ہو چاہے اسی کی رہیں اسی کا خاکہ ہر وقت کہنے کو ہی چاہتا
 اور اسی میں لگی بھی ہوتی ہے سڑبہ دولت انسان کے لئے بڑی چیز ہے ہیں
 بھان کے نام پر اس طرح لوگوں پران ہوتے ہیں اور ان میں دنیا کی لذتوں اور
 نعمتوں پر لٹ لٹے ہیں کہ کچھ دنوں کا غوت سے چڑھاتی ہو چاہے مرنے
 کے بعد کیا ہو چاہے اور اس عالم کو سب دھجھوٹتی ہے تو اس عالم میں اسے
 راحت ہوتی ہے یا تکلیف اس کا حال اندر ہی جانتے ہیں۔ پھر بھی پچھنے سے
 جو خیال دل میں جم چاہے اس پر یقین ایسا یقین نہیں ہو تا کہ اس کو کوئی
 دلیل و حجت سے روک سکے۔ کوئی بات بھی دہرے دھڑی سے دلی ہی میں
 کسی نے کر دی اور اسی سے اپنے یقین کی تائید نظر آئی تو بھر وہ ذہن میں دم
 جاتی ہے اور اس کے ادھر اور ہر لئے جتنے دلائل سے لڑا کوئے ہوئے لگتے ہیں
 کفوم نے جیسے بدلا شہید مودنی غلام تو میر تقی میر اپنے دہندہ زہی سنا کرتی
 تھی اُسے یقین کہوں نہ تا مگر نہیں ہم کفوم بھی ہی بگھتی ہیں کہ اس مکان میں
 کسی شہید کی مدح ضرور ملتی ہے۔ اس واقعہ کے قصور ہی میں ہو گا کہ ہر
 سچی ہوتی کھڑی رہیں پھر چاہے اس درست ہوئے تو کفوم کی بکار پڑی
 رہتی رہیں ہر وہ لباس اٹھا کر پھر اپنی وضع میں ہو گئی تھی اس کی پہچان

ہو اسے اس میں آئی جی میں آکر اعلیٰ واقعہ گذارے پھر صوم میں کیا سوچا
 چہ چوری اور خود بھی تصور میرے جگر خستہ و کا خستہ میں سے بھی اور فاصلے
 میں ہی گھر کشاکی گشتی بھی ہر کے اندر تمام گھس میں خیر خستہ و گشتی کر پستل
 کے کسی بلائی کرو میں کسی شہید کی روح رہتی ہے جسے فاصلے میں دیکھا اور
 تم کلثوم نے بھی وہ فری لباس میں جنگ کے لئے طیارے میں صوم چوہا ہے
 کو ان کل میں کوئی بڑی لڑائی نہیں لڑی ہے اور وہ مجاہدین کو خبر دینے میں
 صوم چکی کے سامنے ظاہر ہونے لگے جتنے سنا انہی زبانیں والوں اور اساتذہ کرام
 ہر میں اس پر کچھ نہ کچھ گنگ چڑھا اور ک فاصلے سے اعلیٰ کوئے آئے اور
 اصلیت سکر چلے جاتے چھاری خاطر سواہن کا جواب دیتے دیتے خشکی
 چھری چھری اس سے کہنا ہی بڑا پہلے تو کلثوم یہ سہی تھی کہ غرضی اور میں
 اصلیت ظاہر کر کے میں کا اعلان کر دین گی کیوں چاہا کہ تھکوا چکی اور کو
 سفر میں میں نظر آکر ساکت ہی ہے نہیں تو اس کے اور وہ ظاہر چوہا میں گے
 اور کلثوم صوم شاہد اور سب سے کھر اس کی زباں اور مگرانی کر ان میں اور چوہا کی
 چلو اور میں

اس چوہے کوئے صوم و فرسے مجاہدین کو جو دین میں جنت سے پہلے بیٹھے
 مگر گئے تھے اس کی سید لائی کہ حشر جب چلے والی ہے اور وہ زباں
 سندی سے اعلیٰ میں کی نقل و حرکت کی ڈال میں رہتے گے۔ وہی میں دانا کل
 سے گزرتے ہیں گے فاصلے صبح کے وقت کسی ضرورت سے کہیں کی طرف میں تھی
 اور وہ میں سے خوش خوشی دلائی ہوئی آئی اور کلثوم و ام کلثوم سے کہنے لگی کہ وہ
 بندی کر جاتی ہے آج میں لڑائی ہو گی اعلیٰ میں اپنی خستہ وانی سے ٹھکر آئے
 کو بڑھو میں ایک تھکاتان میں سوچو تمام کر میں گے۔ میں مجاہدین میں

پچھلے خبر لی تھی ہے اور انہوں نے یہاں کو گھونڈ کر کے رکھا ہے کہ ماری ہوئی
 کی لذت سے آگے حمل آئے اور ہر نوٹ ڈال دیا ہے چنگی ماری ہوئی نہ آگے
 ہوئی جہاں ان کے سروں کی مخالفت کی طرح سے خفا میں مٹا رہی ہیں۔
 مگر ابھی تک گوار کی بارش نہیں شروع کی ہے۔ شاید کچھ ہوں گے کہ
 مسلمانوں کو خبر نہیں ہے۔

ام کلثوم۔ تو میرا ب کیا ہو گا۔ تم تو اپنا ملکیرہ بیچنا کر چلی ہو گی عاقبت ناکی
 ہم گھوڑا بن گیا کریں۔

کلثوم۔ میں تو آج جاؤ گی نہیں کہ سر میں درد سا ہوتا ہے۔ فاطمہ تم یہاں کو
 ساتھ لے جاؤ۔ آج اپنا منہ بیچیں گے۔ ان کی درہی سے رکھ چل کر گئی
 اور تم بھی میری بہن اٹھا خیال رکھنا کیا اکوٹن سیرا سر پہٹا ہوا ہے نہیں تو
 یہی سب کے آگے پہلی آنکھوں میں سو بھرا کے ہیں۔

ام کلثوم۔ تو تم کی کون اور کی دل ہاں ہو جائے گا۔ دوسرے کہ تو تم بھی
 برقعہ پہن کر کسی گھونڈ پہنچی آتا۔

کلثوم۔ ہاں۔ اچھا ہے۔ اب کا ایک گھونڈ جان اصطلح میں۔ چلائی ہے

اپنی باتیں کہے کلثوم تو انہیں بد کر کے اپنے خیال میں مسرتی ایک
 چنگ پر جا رہی۔ فاطمہ اور کلثوم لڑائی میں شرکت کی طیارہ بان کر کے گئیں۔

دو گھنٹہ غفلت گزرتے ہوئے گئے۔ سپاہی سامان کی بدستی میں مصروف
 ہی تھے کہ دفعتاً عیاری کے لئے جھگڑا اور لوگ اوپر سے اوپر دوڑنے لگے

اور دم زدن میں سوار ہو پکارا تھا اور قہار قبیل کرتے نظر آئے تھے ام کلثوم
 اور فاطمہ بھی ٹھٹھیں ام کلثوم برقعہ میں لپٹی ہوئی تھیں اور فاطمہ ایک چادر

سر سے اوڑھے ہوئے اور اپنا ملکیرہ کا تھپتھپاتے ہوئے ساتھ تھیں

محمود صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوئے خوش خوش آئے تھے اور
خدا حافظ ان کے سچے سچے اکابر تھا جی کو لقاؤ میں بند دیکھتے تھے اور
نہایت کر دی تھی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو اس کو بڑھ کر اور بڑے کے پاس
جلی جاؤ ان کو دیدن ان کا رعبہ لے کر ہر طرح کا سامان کر دیں گے اور کھائی
غیر ہر پر ہندوستان بھی اس میں رہے۔ باقی کرتے تھے اور اطمینان کلاں
عالم تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ کھجور لے آئی بغیر کو جا رہی تھی نہ انکھوں میں نمی
اور نہ کھجور اور اس کی اندر نمی آ رہی تھی نہ ماہی پر تھے اور بقیہ بھی کھجور
میں نہ آتا تھا ہے۔ بیٹا کسی نوک جلیسن اور اندر کی زمین نہیں کی
ملک ہے۔ کلثوم پر اثر ضرور تھا ہندوستان کی کاہنہ آباد ہوا میں ملی اور
دین و تون کی صحبت میں لگی رہی پھر بھی غریب کا خون کوئی چیز ہے۔
پاک مارنے خیالات پر قائم رہا یا انکھوں سے ہر سے باپ کو رخصت کیا اور گھر
بیت دیکھا تھوڑا سا جگہ کو گئے ہر سے ہر ادھر کا ہوائی جہازوں نے گولہ باری
غریب کر دی تھی گرا بھی تاک ہندو تون اور توپوں کی سامو غرائش آواز میں
نہیں تالی عین کہ وہ اپنے بستر سے اٹھی برقعہ چٹا اور باپ کا گھوڑا اچھل
سے کسی کر پہنچا لی پشت کے۔ دلاڑ پہلا کر کھڑا کیا خادس کو جاہت کی کہ
تم اس پہاڑی پر جہاز جہان نام کلثوم اور عالم کی جہن میں بھی گھوڑا باریا
آتی ہوں۔ راستہ دیکھا جاتا ہے اگر میں اتفاق سے تم کو ملوں سے نہ
آن ملوں تو گھبراتا نہیں۔ جہان بھے دیکھا سو کھڑا آئی دیکھنے کا شے گا میں
شہر جاؤ گی باپ کی خبر لینا میرا بھی فرض ہے اور مان کا بھی سیکو انعام داتا
ہے کہیں سے بھی کیوں نہ ہو اسٹریٹ لٹو لٹو ہاں ہر جگہ ہے و شرق جہان میں

کو بھی تھا۔ یہ حکم ہاتھی ایک تلوار لٹائی چاروں طرف بکھیرا اور ہونٹوں کی کھنکھن کو ٹھہری میں گھنٹیں مردانہ اس زریب پہن کر۔ حملہ کے لیے سیاہ کاکھیں اٹکی ہوئی بہت جلدی معلوم ہوتی تھیں کہ اسے تلوار لٹائی ہفت پر حدود قتلگانی ملیچھ کی جوڑی لی۔ کار تو سون کی پٹی لگے میں پہلی اس خان سے اچھا لکھ کوٹھے سے اتریں اور گھوڑے کی پیچھے پر چھلک کر نینر و نیچا اور ایک طرف سے سرحت کے ساتھ پہنچی جو زمین۔

اٹھایوں کے سوار افسان کی خبر لگانے آگے بڑھے ہوئے ہیں پھول فوج مٹی کھدی ہوئی خند توں میں چہ چٹکنی ہے تار لگاتے جا رہے ہیں جو آئی جہاز نقصانے آسمان سے گئے پر سا رہے ہیں۔ جہازی تو بھی بھی گرج رہی ہیں مگر ترکی فوج کا ابھی چہ نہیں۔ اسے لوار وہ چند توں کی بار، اچلی سلسلے کی چھاڑی پر ترکی توپ خانہ بھی ہے اس کے بھی ہیم افند کی توپ بھی۔ قارہ انداز میں خند توں میں گولہ تار رہے ہیں۔ وہ گولہ پانا اور چھاپا کی سلاخی حلقہ رہے ہیں۔ اٹھایوی توپ خانہ نے بھی جواب دینا شروع کیا تو پھر پکا پھٹا جنگ اور توں چاہے سے لگا تار گولہ باری ہوتی رہی جو اسی جہازوں کے بھی اٹھایوں کی تک میں سیکڑوں گولے چھاڑیوں اور سید افون میں پرستار لے خشا توپ بھاگ کر کی توپ خانہ جو خند توں میں جہاز گولہ باری کر رہا تھا سہلے سکت کیا جائے گروہ ایسے موٹہ و محل سے قارہ کیا گیا تاکہ کوئی توجہ نہ کرے جہازی نقصانے آسمان میں پوکھو گئے ایک جہاز کو ترکوں نے اپنی توپ کا نشانہ بنا کر گرا بھی دیا اس لئے جان کییں اور خیوں سے بھاہ میں کی ٹکران دینے تار چار گھر نظر آجائے اور آتش بازی شروع کر دیں وہ ہر ترکی توپ خانہ تو ہچکچہ حشر قائم کئے ہی ہوئے تھا بھاہ میں کی فوج نے بھی اسی کی چھلان میں

تیزی کے ساتھ بڑھا شروع کر دیا دگوبوں کا خون ہے اور دگوبوں کی ایلہ کی پردہ
 طاقوی سوچے غلوہ جڑ سے پوسے ہیں اور انہیں یہ کہنا کہ شیر تھپیں ہاتھ
 بڑھتے چلے جاتے ہیں سوٹ کا بازو اور ان کی گرم ہے یہ نگرادہ مرا نگر اسف۔
 دشمنوں کی پانہ کا جواب خود مراد اگلی سے دے رہے ہیں گوئے اور مرے ہیں
 تو دے اور گراٹے ہیں آفتاب سرور پھر ہے طازت بڑھی ہوئی سپاہیوں
 کی آنکھیں سرخ ہیں ست و سہوت کبھی اس ٹیکری کی آؤ پجڑی اور کبھی
 اس ٹیکری کی۔ فارنگی اوسٹے اطاقوی سپاہی تاکہ سلجھنے کی کرسٹش ہے
 ہیں گراٹک نہیں ہیں پڑتی ترکی تو ہیں یہی سہی عا اس گم گئے ہوسے ہیں
 جو جن بھاہریں قریب آتے جاتے ہیں ان میں بدیشانی اور بدحواسی پہنچی
 جاتی ہے۔ نہ غنہ توں کی مخالفت کام دینی نظر آتی ہے اور بعض نیچے
 انسرؤں کے بڑا دے اشرار کٹر کی خارا فکات صدائیں ہے جھارے ڈالتی
 ہیں۔ اسے کو۔ وہ انسرؤں میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔
 ایک اسے یہ عرب بھوت ہیں۔ ہر طرف سے اُسٹے چلے آتے ہیں۔
 اب سوچ محفوظ نہیں۔

دوسرا ارد میں لگا کر اگر کچھ دن اور غمر گئے تو پھر سب فوج کٹ جاتے گی ایسی
 میں وہ بھی ہی سب ہے نہیں تو اگر زندہ بھی نہ گئے تو کورٹ مارشل میں جواب
 دیتے نہ ہیں پٹہ گا۔ یہ تو فی جنگ کے بھی خلوت ہے ہر شہیاد کی دوسرا اگلی سے
 ہسپاتی ہونا چاہئے۔

لیجئے وہ جھنڈیاں پٹے لگیں غاروں کی خاروں میں انکلمات دیکھ
 گئے اور خند تھیں خالی ہونے لگیں۔ فوج پوری تریب کے ساتھ گوبوں اور
 گوبوں کی ند سے بچی نکل رہی ہے۔ ساحلی جہازوں نے گولہ باری میں اور

سرکاری کر دی ہے اور جو انی جہاز بھی ترکی فرج کو نقصان چہ پہلے اور سراسر
 کر کے کی پوری کو کشف میں کر رہی ہیں۔ مگر جہاز میں بڑھتی ہی جڑو آئی چون سوئے نا
 تروا نہ بکولی نہیں تو کئے میدان میں بگڑے کی طرح متھے اور پٹے۔ سوار پیادہ
 فرج کے آگے ہیں جہاں دشمنوں کی آڑ میں آگے تھراؤ ہو گیا۔ اسے وہ دیکھنے
 اٹھانے سمجھتے ہیں سوار اور پیادہ فرج مرنے لگی تھاکوں پر حمل آور ہوئی تھیں
 چہرے اور تلواریں اپنا کام نہایت صفائی سے کر رہی ہیں۔ اٹھاری فرج لکھی
 مقاموں پر ترکوں اور عربوں سے سختی ہوئی ہے۔ وہاں ہی اور شہادت تو
 عربوں کا حصہ اپنی ہے اور پھر دست بچست جگہ میں لیکن ناکہ میدان اٹھاری
 بھی اسوقت چمکے ہیں موت سوز و پھر کھیل رہی ہے عربوں اور ترکوں کا۔
 اسلحہ ہے کہ کچھ بڑے ترکوں ایک ایک سنوسی عرب اسوقت ہزاروں پر چھاری
 ہے۔ اور ہوا دیکھنے وہ ایک عرب کس دہری کے ساتھ ایک اٹھاری فوجی
 جماعت میں تین تنہا کھس گیا ہے۔ آنکھیں سرخ ہیں اور تلوار رنگین گھوڑا
 ہے کہ ہوا سے ڈانٹ کر رہا ہے۔ کیوں نہ ہو شہید مراد کو کھانا ہی ہے وہ بھی اپنی
 تاج پون سے کام لے رہا ہے۔ وہ قیام جہاز کا چلتا ہے۔ اور سوار کاتر جہاں
 اشرع ظاہری نرا ہے۔ ہمارے جو تو ایسا ہو۔ آہا۔ کیوں نہ ہو تو جہاں سے دوست کو
 صانع میں سرنگھیل رہے جگہ جہتے میدان میں آئے ہیں اور خدا نکر ہے آج
 جہلی ہی لڑائی میں شہید ہوتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں اسے دیکھنے وہ ایک
 اٹھاری سوار نے چنچہ سر کیا وہ اسے میرے شیر خوب خلی دیا تلوار اٹھتی
 ہے اور غنیمت کا سر خوشندان میں لپکے آگے مگر کچھ چلتے ہیں کئی سواروں کا
 گھوڑا ہے لیکن ان کے ٹھکر کا ٹھکر گرنا چاہتے ہیں۔ اسے تو وہ ایک دوسرا
 عرب گھوڑا سرنگھیل چھوڑے گا صانع کی مدد کو آ رہا ہے۔ وہ تلوار اشرع کبڑ

اُس نے بلند کیا اور طبع چار گونی گھوڑے کے گلی اور دو سو سوار زمین پر لڑتے رہے۔ محض صبح کو سو گھوڑا ایک اٹھویں لے اور چار ایک سو پچیس گھوڑے کے وار ان پر چڑھتے ہیں۔ ہر ایک گھوڑے چبھتے ہیں اسے لپکتے وہ دوسرا عرب آگے چلے سرزد سے دھال سے اُٹھکا ہوا ہے سر سے آنکھیں کھلی نظر آتی ہیں نہایت چھری سے دایکین بائیں ہل کر رہا ہے اسی نو عمر سلیم پر تائب مگر ظالماں سوار ہے وہ دونوں باٹھوں سے کام لے رہا ہے اس کے گلے اُس قیاس سے کے ہیں کہ طاہری سوار چھ ہر وہ جھکتا ہے یا تو زخمی ہوتے ہیں اور یا بھاگتے ہیں محض صبح کی پشت پر ہے اور اگر اس فرقت نکالنا چاہتا ہے۔ ہاتھ آراہ گئے گئے فرشتہ رحمت ثابت ہوا جنوں کو مار گرایا میدان خالی کیا۔

محض صبح۔ اسے بیٹے کوئی ہر میں خسارت کا جام پینا چاہتا تھا۔ جانے لے جئے دیا۔

سوار۔ کچھ خدمت سلیم ہی ڈکری لپکا اس کے کیا ہے کہ پہلی ہی جگہ میں سر کھینچے کچھ کر کے جنت میں چلے۔ آپ میں دیکھنا ہوں کہ زخمی ہونگے ہیں یا راستے آجے تو میں آپ کو نکال لے چلوں۔

محض صبح۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ زخمی ہوں یا نہ ہو۔

سوار۔ خود سا اور میرے گلیے پانی میں ڈال جا تا ہے میرے ساتھ چلے آئیے۔

محض صبح۔ زخمی بہت ہو چکے تھے کچھ سکت باقی باقی سوار کے ساتھ ہوئے اور پھر کاشے پر سے اب اُس ختم پر چڑھتے جہاں دست بدست لڑائی کی جگہ تھی

ظنی میرے دھان لاشوں سے چٹاچٹا عذاب اور طاہری سب ایک مقام پر

یا تو مردہ پڑے تھے اور یا جانی توڑے تھے۔ اس جہانک مقرر کو دیکھ کر

ماطر کی بھی سی جان سنگھڑا کا ندھے پر ہے اور وہ زمین پر دم توڑنے والی

یہ نجات دہن لڑائی پھر یہی ہے۔ اس مرتبہ نشانہیں ہم کلثوم بھی برقرار مل سادھ
 وین اور دینی ثواب کا کام کر رہی ہیں کیونکہ غافل نے اپنے سر کیا ہے گھوڑوں کی
 پچھلے نے ان دونوں نیک بندوں کو ہوشیار کیا نیک تو کھیلنا شروع کر دے تھی
 اٹھنی اور دوسری سوہی شہیدہ کا دل نے غلط غریبہ زبان سے نکالی تھا
 کہ وہ سوار گمانوں میں غائب ہو گیا۔

میدان صاف ہو گیا تھا، طاری حدود نقصان کے ساتھ جہادوں کی
 چٹان میں کٹر بل قسمت کا عربوں کو ایک چھوڑ کر پھاہ پکے تھے مجاہدین تاق
 اور جوق اپنے اپنے انسرز کی سربراہی میں چڑھ کے میدان سے لڑتے ہوئے
 واپس ہو رہے تھے۔ ہر شخص جہاں سے خود بے انتہا خوش تھا جیکے اعوا غریبہ
 ہوئے تھے وہ بھی جہاں سے اس کے کہ چند دستاویزوں کی طرح صحت قائم بچھلے
 طارہی و فرجان ایک دوسرے سے جھگڑ رہے تھے۔ بالکل چٹا ٹھکانہ
 چلے پروا۔ تحفہ کیا گیا نو روخبر کی جماعت تھا ہر ہین میں جو آج دن تک لڑنے سے
 رہا صورت دو سو کام آئے۔ اسی قدر نہ تھی جی ہوتے ہوں گے ہر شہر
 غریبہ دکھا دو ایک گھنٹہ کے بعد میدان جنگ میں کی زمین میں دفن بنوا دیا گیا
 روئے دلوں میں اگر کوئی تھا تو چار پنجابا رہتاری انور ہے اسی کی آنکھوں
 سے آنسو سونچوں کی لڑائی بکھر گئے اور مرخو انوں پر شمار ہوئے تھے کیوں
 محض اس وجہ سے کہ وہ اپنے تئیں اس جنگ میں کا اوسلہ اور خدو کا سٹھ جہاد
 سمجھتے تھے۔ حق پر تو تھے ہی مگر اٹھ کر کی پے نیازی انجام کے خیال سے اٹھا کر
 اوسلہ دہائی تھے نیک بھون مرکب ہاتھ بھی ہے سکی وہ ہے جیسے روح
 میدان انجمن اتحاد و ترقی اگر کہا جیسے نیچا نہیں۔ لہذا ان کو ان کا کم کر رہی ہی
 میں سرخشا بنا دیکھائی مرتبہ اور دست طافہ شاہ کے جیسے کہ خلیفہ بدلتی

تخلی کا باعث ہوا اور اختلافِ تہذیبی میں ایک جنگِ مسلحہ قائم کی کہ اب ہزاروں
افریقہ میں غریب کائنات اور جہل و ابلہ کی بلند پروازیوں و گستاخانہ جہل و ابلہ
نور کجیا ہوا تھا کہ ملکِ اطالیہ میں ہزاروں سال چھوٹا کر کے معلوم تھا کہ وہاں
کلاچہ ہوا ہے کی بدولت ہر ایک کو کلاچہ ہوا ہے اور اس کے مرنے کے لئے ہمارا ہوا ہے
خدا کی طاعت سے وہ نجات آئے کوئی بگاڑ ہے اب وہی انور ہے ہیں کہ سید
سنو سی شیخ الشیوخ: اور کی صحبت میں بہتے نیاں کے سلطان ہو گئے ہیں
غرات کی بھاری ہیں اور جعفر و جعفر کا اگر خود دیکھا ہو تو انور کو دیکھئے
سیدان جنگ میں جہانِ اسلام کوئی ہوئی وہاں سب سے تم ان کو کوئی
نظر آئے گا تو یہ گریو لڈا: اسی سبب ہیں نیز ان اور ملو: ان سے سیم
آئے ہی ہوئے ہیں۔ مگر جب صفوں سے نکلے ہیں تو یہ ان سے چھپتے ہیں خدا پرست
اسے کوئی مار سکتے۔

کوئی بلائی سب رسولِ مسلمانوں کوئی پتھر ہوئی تھوڑا سا نیا ہی (جنگ)
میں ہر ایک ہو سکتے تھے۔ ان کے پاس یہ خدا کی طرف سے تھے اور ہر ایک
بارک اختران ہزاروں کی تعداد میں بلند ہوئے ان کی صفیں سیدانِ عباسی
میں: ابھی کے وقت ام کلثوم نے خود بخود دیا دیا: ان کی جہاں: ان کو دیکھئے
اگر غیبتی تھے ہر گھوڑہ پر کوسہ: ان چٹان کی دیوار اب صفوں کی کے
سودہ ہوتے: غالبی ساتھ ساتھ تھیں ان کے دل میں خج ہوا: ان کے
کے حقوق میں ضابطہ: دھیرے دھیرے سے ترسے: ان کے
گوشت کے بارش پر ان کا گھوڑہ: با جہت: خود انہوں کی صفوں میں
یلتا کر کے ہوئے ہاتھ اور ایک چھوٹا سا گھوڑہ: ان کے
بچے غازی انور ہے تھے: دیر ہی رہا: ان کے: بھی تو ہوئے کے

ترہی نے ہی اس کو کھانا کھلایا۔
 اے کھلم کھلا دشمن! تو مجھ پر اس طرح کی ہتھیاری سازش کر رہا ہے جس سے میں نے
 قاتل کی طرح کی بات ہو کر رہی ہے۔ میں نے انہیں لڑائی میں جیتوں
 کو ہر چلے شہید ہو چکے ہیں۔ حال کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کیا کوئی کھلم
 تم دشمنی کے خلاف ہے تو میں نے جیتوں کو اپنی جگہ آرام کھلم کھلم
 دیا ہے۔ میرے ساتھ رہو تو تم کو میری آنکھیں ابھرتی ہیں۔

کشمکش - اس میں بڑی ہمت، جوش و جذبہ سرور میں کیا ہے گا اٹھا کر سر اٹھا، حاصل ہو گا، حق کی طرف اشارہ کر کے (اس کو بھی میں نے نصیحت کر دیا تھا، وہ غریب، دارین، عورت کے، بھونڈائی، بھڑائی، آخر غلط کر گھوٹ، تب تو مجھے رنگ برنگتے ہوا۔

عقلمند صالح۔ اچھا ہوا تو دکانی سہاں جگہ کو دیکھ کر سمجھا جاتی مگر میرا حسن
بیچک کوئی فرشتہ یا حبیبی تھا۔ چلی کی طرح ادھر سے اور ہر کوئی مانتا تھا اور
کوئی سرج، سہرا لڑ نہیں کرتا تھا۔ افسر مئی کیا کیا جاوے ان اس کے دکھائی
جس میں تو غصہ اور کڑواہٹ۔

— *Chrysomelidae* (100%)

کھٹوم : ہر گھر سوچے میں ہو کر مسلمانوں کی اتحادی قوت سے اور مسیحی جنگوں
میں کامیابی کا سہارا ملے گا۔ یہی فقرہ ہے جو شروع سے جان دے چکا ہے اور
اسی کو رہت سے دیکھا جا سکتا ہے۔ مسافر خاں ہے اور جتنی چاہا اگھر اس کی پیشانی
قافی اور اس کی باقی مسلمان اگر اس خیال پر رنج ہو جائیں تو اس کو شکست
ہو رہی ہے۔

تکرمیل: نئی نگرانی اور نئی برکت سے تو باطل کی کوئی ہے۔ اذن

ہی ہوا میں رہا۔ اسی ساقی سے کہنے لگا اچھا صبح ہو چکا ہے اور جو آنکھوں کے غازی گوشہ کے قریبی حکمت سے سو اور انہوں کے داخل کر دے گئے۔
 دھڑکے گئے مریں پئی ہوئی۔ پئی اور پئی کی دھڑکے خیمہ گھری سے دھڑکے
 روز بھارا گئے کے بعد اگلے پہلے ہو گئے تب پھر وہی روز کی تورا ادا ہے۔ اور
 دوسری جنگ کا انتظار۔

فاطمہ دن بدن اپنی سبلی کلثوم اور ان کی ماں ہم کلثوم سے مانوس ہوئی جاتی
 ہے۔ اس کو خیر اور ان کے پیچھے ہے اور نا اگر خیر اس کے۔



اور سبھیوں سے بھرتی ہوئی ہیں جو ان کی شوق سے صحبت باطل و بے سر نہیں تو
 ان کو کمال خدمت صحبت میں۔ ان کو بھی اپنے گھر اکثر آتی ہیں وہ بھی کبھی بات
 کو روکھی پاتی ہیں۔ سو دن غلام ہے کہ اگر کلب میں داخل ہو گئے ہیں۔
 آجین کے اور وہ وہاں پہنچا تھا وہاں کہ برقی گود والی کرتا لوگا۔ تو کوئی طور
 عروہوں کے واقعات بہ دوری، اور تہیت سدا کی بڑھتا ہے اور مزہ بڑھتا ہے
 اور جانتے نہیں وہیں بھی ماہر و سخی باقی۔ ایسی انگریزوں کا جانتے تو ہیں جو ان
 انگریزی اور ان کی تو بھی آواز ملنے کے لئے سڑکوں پر جاتے۔ یا اگر ان کی ہنگام
 آواز بھی لگا ہو گئے ہیں حال ان کی کلر گیتان میں کالہ ہے۔ اور ڈرامہ کی
 آگلیں دیکھ کر کہ ہیں اور ہر گز ٹھوڑا مسوگت ہو رہی ہیں کہ کبھی کا ان کا
 ہنگامی رنگ خوب کھینچا ہے کہ جو پہنچتی ہیں اور جہاں بھی ہنگامی ساکت
 رہتے ہیں اور سوچ کر کہ ہیں ان کے صورت فراموش ہو جاتی ہیں اور شوق جنگ
 ہوا میں ہوتا ہے جو کب کی نسبت ہو۔ نکاس ہے وہ ایک مرتبہ ڈاکٹر ملحق کا
 عندہ تھا اپنے چوڑے کاٹھنوں میں شاگر کھینچا شوکت آتا کہ ان کے ہاتھی
 اور سردی سے پہاڑ کے غار سے آگے تھنوں جھوٹ ایسی ٹانٹ
 پڑی کہ ہزاراں کو۔ یا تو یہ پہاڑ کے غار سے آگے تھنوں جھوٹ ایسی ٹانٹ
 ہے کہ سر میں اور ہاتھ پاؤں پہاڑ کے غار سے آگے تھنوں جھوٹ ایسی ٹانٹ
 اور کان سے گزرتا ہے۔ ان کے ہاتھ پاؤں اور سر میں تو اس کے طرح ہے اور
 چاروں کی انداز میں پہاڑ میں اور پہاڑ کے کسی دوست اخلاقی
 کے نام پیش اور بھی ہو سکتا ہے۔ اور ان کی ہنگامی کے ساتھ
 گزرتا ہے۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں اور سر میں تو اس کے طرح ہے اور
 پہاڑ میں پہاڑ کے ہاتھ پاؤں اور سر میں تو اس کے طرح ہے اور

ظہر آپ ہی تھا۔ وہ بھاری بھاری چوٹی تھیں کہ اگر وہی چوٹی ہی حالت ہوگی
میں گھر میں تھیں ہریں اس میں چٹا کٹے۔ لاکھوں تھا خوب سناں سحر احمد
کی کسراں میں بھی سواری اس صاحب خاں سے صفائی ہوتی تھی گھر گھر
غلام روزہ کا کام ہوتا اس پر سے تھیں کہ اپنے کے کہتے وہ نہیں ہوتے
تھے۔ اس قلب جاتی روز تھیں ان کی سواری کی سواری سے غلام بھی نہیں
ہوتا تھا۔ لڑکے بھی ہوتے تھے۔ سواری اس صاحب خاں کے لڑکے
صاحبزادہ سواری نہیں ہوتے تھے۔ سبھی سبھی گھر خاصہ میں ہو جاتے۔ اس پر
سے اس گھر سے کسی خاصہ کی کہ صفائی بھی اس صاحب کا اچھا نہیں تھا مگر
اس وقت کے طرز آواز نہ تھا۔ وہ گھر گھر آواز دے۔ تھیں۔ قلم سے

اس کی قیادت آواز دے۔ تھیں۔ قلم سے اس کی قیادت آواز دے۔ تھیں۔ قلم سے
اس صاحب خاں کے صاحب خاں کے صاحب خاں کے صاحب خاں کے صاحب خاں کے
کیا غلام گھر گھر آواز دے۔ تھیں۔ قلم سے اس کی قیادت آواز دے۔ تھیں۔ قلم سے
کے کہتے وہ نہیں ہوتے تھے۔ سبھی سبھی گھر خاصہ میں ہو جاتے۔ اس پر
کے لڑکے بھی ہوتے تھے۔ سواری اس صاحب کا اچھا نہیں تھا مگر

عسکری قیادت آواز دے۔ تھیں۔ قلم سے اس کی قیادت آواز دے۔ تھیں۔ قلم سے
دش جو تھیں اس میں جاتی وہ تھیں۔ قلم سے اس کی قیادت آواز دے۔ تھیں۔ قلم سے
کیونکر چھوڑ سکتا ہے۔

اس صاحب خاں کے صاحب خاں کے صاحب خاں کے صاحب خاں کے صاحب خاں کے
تو بھائی ان میں جاتی وہ تھیں۔ قلم سے اس کی قیادت آواز دے۔ تھیں۔ قلم سے
انہی سے ہے۔

اس صاحب خاں کے صاحب خاں کے صاحب خاں کے صاحب خاں کے صاحب خاں کے

کسی عورت کا نام لیا ہی نہ ہو دیار تھا اس نے باہر ہی بہت انتظام کر لیا اور وقت
وقت سے سہون کو کھانا کھلا دیا۔

عمود بہت زیادہ پریشان تھے، اچھے اچھے ڈاکٹروں کو لگا کر صبح کر دیا تھا
اور ہمارے لئے دیکھا رہے تھے غیب سے طرح پریشانی میں گزری صبح ہوتے
پھر عمو نے غیر ملکانی دکانسز آکر کھانسی کی بہت دوا لے لی تاکہ حالت بہت
آگے نہ گزری کہ اس غیب دہان سے بہت خون نکلتا۔

عمود - (دیکھ کر ہنسنے لگی کہ ارشاد فرمایا کوئی امید اتنی نہیں رہی
فرس - یہ تو نہیں کہہ سکتی مگر بڑی بھیم صاحب اور مس غیب دونوں
تجارت خطرناک حالت سمجھتی ہیں بات سے پورے طور پر جانتی ہیں تو اب تک
پرسس ہی نہیں آئی، کیا شاید ایک سو چار سے آئے ہیں۔

عمود - ہاں ایک سو چار بھر کر، ان کی مرضی چاہے کہ غلط ہو گا وہ ہو گا۔

اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں گئے وہ گشت کے بعد وہاں سے نکلے گا وہی
کی طبیاری کا حکم دے گئے تھے وہاں سے کڑی قہر لگے تھے خانہ دہان کو تاکہ
بچہ جائیں کہیں اور گاڑی لگنے کا حکم دیا اس طے باہر نکلے کہ وہاں نے
آپ بچا کہ حضور کہاں لے چلیں جواب دیا کہ اس سبیل میں چند منٹ میں آپ پیش
آؤا کہے کہ وہاں کو چاہئے کہ سب بچا دہان میں چھپ جائیں جب جاتا اور پھر
خاتم کوئے آتا میں عمو اور اس بچا کو لے کر چلی جائیوں گی گاڑی کا وقت تو یہ
تھا ایک سو تری دودھ گوش نکٹ لیکر نہر سواری چلے کہان چائیں گے ہر کا
علم خدا کو ہے۔

باب (۲۷)

اگر مشتاق اگر وہین

مشتاق۔ بادشاہ حسن آپ آئہ تو آجی گیا اپنی بی بی و سالی سے کہہ دو کہ
 اپنی بی بی پر ہوا میں ہوا میں لاکھ خاکستہ چون گر پھر بھی اٹھاسا اٹھاسا لاکھ اپنی ہیں
 کہ تھیں ہوا جانتے اور کوئی تھیں پھٹ گئی تو پھر کیا ست ہے۔ غلط دوست اور
 ہندو ہے۔

بادشاہ حسن۔ اکی آپ ہی کیوں نہیں کہہ دیتے ہیں ایک ہی لڑکا ہی ہے
 کہیں جانتے ہے۔

مشتاق۔ میں اچھا دیکھ رہا ہوں وہ نہ قسم سے کیوں کہتا آخر کب تک پڑے
 رچو گے ریل سے اترے گے یا نہیں۔

بادشاہ حسن۔ اہی دولت سے انہیں گے۔ کیوں نہ اٹھیں نہ اور اٹھنے تاک میں
 رہ کر رہا ہے۔

بادشاہ حسن اس دور سے پہلے کہ پاس کے۔ چہرہ میں کا اور چوٹی اور
 مل سرور ہی دیکھنے سنی۔ انگلی نہ دانی تھی کہ کہہ کر چہرہ نکالو دیکھا کہ؟ اگر اور
 ان کے شور میں کھلب کھلب ہو رہی ہے کا اسی پادری روز رو کر ہی گئی تھی اس کے
 ایک کمرہ میں سو رہا ان دونوں کے کوئی تیسرا نہ تھا۔ اور دوسرے کمرہ میں دونوں
 تین تیسری عالم اور دو عالم تین۔

سرور سی۔ وہی میں کہی جان کہ وہ ہے کیا۔ کیا کچھ پتے گئے ہوں؟ تو جہا

کے پاس بڑھ چلا ہے یہ میں کہیں پاؤں کو نہ پاؤں۔ صاحب، کچھ تیرے ہی لئے
 آج دو دن کو کون ضرورت کیلئے بڑے دیکھو خاکے بنے ہیں گالی گلوچ کی نوبت آگئی
 ہے جوتی بیزار کر دو۔ بڑی محبت، بڑا میل میں میں تو ملو ہوتا ہے۔

اگر۔۔۔ میں آپ ہی کے لئے رہتا ہوں بگے پیرے ڈالتا ہے۔ میں نے تو اتنی بات
 کہی تھی کہ یہی اگر وہ قریب ہے تو ازان میں کہہ دو کہ اپنے سامان سے جو کس
 چیز میں لگا ہے ڈالتے پھر اس در سے کہہ لے بھی میں دیا۔ اور تو فلاں بگے
 گندہ ہیں دیتا۔ سچ ہے جس کی بڑیا اور اس کا علاج سکھو گندہ خیال کو کھلو
 کہ میری پرانی وہ ہو رہی ہے جواز یعنی سال نہیں تو میں اسے پس کر رکھتا
 ہوں۔ مال ہی کیا ہے وہ ہمارے ان کا آدمی۔

میرورسی۔ تو کہنے کہ ہم آپ کی وہ تین افکار اظہر طبیعت، بہت بڑی بات ہے
 اسے کہو سرت کے رہتی ہو ہے زبان جانسی وہ میں مل گئی ہے یہاں صاحب
 میں تمہاری تو آواز دہرائی تو وہاں سیدھا بنال کہ پھر پھر پھر کہتے آئیں نہ کر کے اور
 اس مرد کو کیا کہوں۔ تو ہمیشہ کا جالگو ہے۔

بادشاہ حسن۔ تو میں نے کیا کیا، اپنے ہنوتی کو نہیں کہیں کہ تم لوگوں کو نہیں گئی
 ہی سمجھا۔ کوئی بھلنے کی بات ہے کہ سامان در سے ہے۔ تم نہیں جانتیں کہ
 ہماری سال صاحب نہیں جانتیں وہ ایک پھر تو میں لکھاتے لکھاتے کا پانی
 ہے بہتے اگر بڑی دن کے ساتھ نہیں رہیں کہ وہ دن کے اس نہیں ہیں۔
 بڑے بڑے مردوں کے تو وہ کائنات کا لٹی لائی۔

شوکت۔ خدا کی شان ہے بادشاہ حسن صاحب چندی امر جنت کر کے ان کے
 کے سامنے ہماری چھوٹی ہیں کے سامنے جیسا ہم دیکھتے دھوئے اور کسی کو
 میں تم کو نہ دی چوتی تو تمہاری کاغذی ٹاؤ آج پہلی عن کہے چلتی چلتی

کیسے تھے۔ سراسر میں پکڑ داری کیسے ہوئے یا گلشن میں گوہر چان کیسا تھا
بھرتے بھرتے۔ اگر نونوں میں بھی ہماری جوتیوں کے صدمہ قدیم دسویں ہوا دوسرا
سلطنت میں جوتیوں سے لکڑی بھاری بدلتے تھے۔

بادشاہ حسن بڑے کھلم کھلا صاحب کو کیوں کہتی ہو۔ یہ ہماری بھاگانی
ہے کہ تم دونوں بھگتوں پر پڑی اور دو۔ دو۔

سروور کی دہلی کی پورے امیری پر تو بھگتوں نے کہا بات کرنی دہلی
شوکت کو کب دیکھا تھا میں نے نہیں کرتے تھے۔ رسونی کا من کی ہے جب
ہاتھ پی پی پی پی۔ کتنے ہی اب کی پی پی کے تو دہلی اور پڑ پڑ گئے۔

بادشاہ حسن اچھا بے سنیس آگیا۔ اچھا سا مان دیکھو۔
و اگر کٹر چپھا موہ چلے ہی اتنا کہہ دیا ہو تا تو اس کی فہمیت کیوں آتی۔
بادشاہ حسن۔ یہی طبیعت صاحبزادی دہلی میں سے ہی خوش ہو گیا۔ تم

ہاں ہم تو جیتے ہی اسے دہلی کے رہے ہی۔
و اگر کٹر۔ جہاں وقت نہیں دے۔ سو چھوٹی ہے۔ یہی تو ہماری دوستی بن گئی
بادشاہ حسن۔ وہ تو ہماری سے کہہ رہا ہے۔ کہہ رہا ہے۔

عشق۔ یہ دیکھ کر ہے۔ یہ کھلی ہوئی ہوئی ہے۔ اچھا صاحبزادی دہلی۔ جوں کو کھلا
دیکھ رہا ہے۔ وہ نہیں جانتی۔

خدا کا کہ کاوی۔ فی۔ وہی۔ شہر۔ کہہ کر سو گیا۔ نہیں وہ بہ کے
بڑا بڑا گائی گئیں۔ اور یہاں تک کہ یہی نہیں۔ یہاں سے کہہ کر۔ وہی کا کاوی بنی
و اگر کٹر۔ کٹر صاحب سے کہہ کر۔ وہی کا کاوی بنی۔ وہی کا کاوی بنی۔ وہی کا کاوی بنی۔
و اگر کٹر۔ کٹر صاحب سے کہہ کر۔ وہی کا کاوی بنی۔ وہی کا کاوی بنی۔ وہی کا کاوی بنی۔

کئی یہاں ہوئے کوئی امید نہ تھی سب ڈاکٹر تھیں بشر کی جی تھیں بلکہ صاحب کو غلطی کے
 اوہ سے ہوتے ہیں کبھی جتن ہوتے ہر شخص میں نہیں آتین اعلیٰ میں ہر کم کرے لہذا
 سرکار کو ترجیح سے نگاہ ہوتے ہیں کچھ سے انتہائی کسا تھا کہ جلد آجاو کھا سب ہر کچھ
 خیال رکھنا میں کچھ کہہ رہا ہوں ضرور کہ وہ میں اسٹیشن آگے لپٹے جا رہے ہیں خاص
 ٹکسٹ آئیں گے۔

بادشاہ حسن۔ اس وقت ہر کم کی کیا حالت تھی۔
 رزاق۔ راجہ راجہ اچھا کر کے سب تو یہی کہتے ہیں کہ ڈاکٹر دن نے جواب
 دے دیا۔

مشاق نے ہر کوئی سوال نہیں کیا سب سے غلطی اتنی ہی تھیں ہے
 کہ ذاتی سوادیان کا اثر ان پر کچھ نہیں ہے۔ اسباب لگ گیا بادشاہ حسن نے جب
 پکا جانتے تب وہ گاڑی پر آکر بیٹھے اور رزاق کو جاہلیت کی کہ کسی وقت اگر ذری
 اور اخلاص کے پاس گاڑی روک لینا چاہتے ہی منت کے بعد پچھل حکم اس نے کی
 ڈاکٹر صاحب فوراً اتر کر دوا خانہ میں گئے وہیں وہ تین گھنٹے اور آٹھ ساٹھ
 دو این دیکھ کر حیران کر کے گاڑی میں بیٹھے اور پھر وہاں ہوتے خدا خدا کر کے
 غصہ کی کو غلطی آئی مرد و عورتیں دو تین سولوی حسن صاحب بھی سر پر ہندو
 رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو دیکھتے ہی بے اختیار چوکر دوڑنے لگے۔
 ڈاکٹر مشاق۔ (خفا پر) کہہ کر) جنتاب جانتا ہے وہ جبر و کار بزرگ ہیں کہ وہ
 دفر ماتے انہوں بڑی قدرت ہے طاقت دیکھ رہے ہیں کہ کچھ وہ انہیں
 استہزی میں گاڑی روک کر حیران کرالیں۔ نہ یہ وہ ہو جاتا تو میں بھی ہر پختہ کو
 دیکھ لیتا۔

محمد الحسن۔ ہنس رہے ہیں بھی جانتا ہوں گردل کی گئی کو کیا کردار میری بالی

آپ کا طور پرانے پر آمادہ رہا اور یہاں آپ جو مسئلہ کھڑی ہوئی میں جانتا ہوں کہ آپ کو ان سے بہت محبت ہے کہ ظاہر رہی میں کوئی چیز ہے اپنے گھر میں یا کوئی چیز کے ساتھ آپ ایسا ہی سلوک کرتی ہوں۔

سرور دی: کس مردی کا کچھ ہے وہ کون کس کا سماں ہے تو اس سے بہت احترام کرتی ہوں مگر اپنے کے پاس بیٹھے آنکھیں پائی کر رہے ہیں پریشانی، رنج و ملال کوئی چیز ہی نہیں ہر وقت بھیر غانی سے کام ہے چھو چھاپ بیگے رہو نہیں تو یہاں فانی دونوں کو کان بچھڑ کے کھل دیتا گی۔

بھیس جو آنکھوں کو ملے ہر ایک کو کہہ رہی تھیں سرور دی کی ملا فی سکر شکر اور میں ڈاکٹر جو دیکھا اسی عورت سے ہے اور یہاں سرور دی سے کہتے جاتے تھے کچھ اور مٹھیں چوتے آدھ گھنٹہ ہو چکا تھا ایک خود ایک دوسری اور چار گھنٹہ کی ان کے بعد اس گھپ سے کہا کہ بعض دیکھو

مس فلپ: اگال میرت ہے (آپ نے کہا ہی کیا بہت اچھی بعض چل رہی ہے۔

ڈاکٹر: تو اب میں باہر چاٹا ہوں۔ آدھ گھنٹہ کے بعد میں عرق دیتی رہو اور خدا کی قسم کہ کا عاشق دیکھو اگر سوجا میں تو کچھ دانییں اب اس کو علی دہم کی نیند آئے گی۔ (سرور دی سے) میں دیکھ کے خاق نہیں ہے نہیں کہ خیر ہو گئی کے ساتھ آپ کو خیر مند ہو تا ہے گا۔

سرور دی: (خوشگفتہ سے) میں نے تو کچھ سٹری جاتے دیا ہے اور میرے پاس اس وقت غائب ہیں کہ چھاپ ہی نہیں دیتا تھا۔

ڈاکٹر: سٹھ فانی سرور دی کا اٹھ پڑا کر ایک اگر علی دہم دیتے ہیں دیکھتے ہوئے ہیں سرور دی: بجاؤ انہیں جانتا تھا کہ بہت بھیر ہو گئے ہوں۔

تواری کا گھر خاصہ سردی اپنی طبیعت سے مجبور اس باعث پہر کی قہین
 طبع طبع کے بہتے خیالات دلیہیں کہنے سمجھی جاتی قہین نہیں تو اکثر شائق
 ان کے نزدیک کس کیفیت کی ہوتی تھے خود اکثر صاحب کو اپنی تشخص پر
 مجبور تھا اس کی قوی امید وہ اکا فوری اثر دیکھتے ہوئے بلکہ کئی
 کہ اگر نہ کو مشغول رہے تو سر کرانہ پختہ مرض کا احتیاج ہوا جانتے گا ایسی
 سے چوڑے نہیں ملتے تھے۔ خود دنیا میں ایسی چیز ہے کہ جس کے پہلے آتش
 مرتبہ اور پھر پیشہ اگرہ کے نکھارنے علاج میں عموماً کی پیگیری سے ہوتی
 بھی تھی اکثر مراد میں یا عورت۔ اگر نہ ہوں یا ہندوستانی آؤتے ہوئے
 تھے اور اس چار پانچ روز کے عرصہ میں بھی بے تواریک کر کے پایا ہی
 مشورہ سے زور آزمائی کی جس غلبہ میں کچھ ایسی واپسی اکثر نہ قہین دلائے
 کی ادنی آگری پاتے ہوئے اور پھر تجربہ کار مرید کی طبیعت سے بھی بدلتی
 ان کو کوسو میں نافرست حسد اپنی کامیابی کا قہین تھا ان کی بھی پہلی رفت
 نہ تھی جو صورت اختیار کی مرض کے روز آگیا یا یہ سب حالتیں دیکھتے ہوئے
 اکثر مشقیں اگر بہت علاج پر بھی نہیں ملتے تو کچھ جانتیں نام ہر دو قہینیت
 اگرہ میں بھی ہوا جانتے گے اور ان کی طہرت کے مجاہدے گزرا جانتے گے ان سب
 طرب اور جذبات کا ایوان تھا کہ فی سرور ہی حالت پریشانی میں آتی پوری
 طہرت کے سکین۔

مرید کے چہرہ پر سکواہٹ آتی تھی اس مرتبہ سمجھتے تھے دیکھا اور قہین
 ہوتے زہرہ تو بہت سے بیبی کا کاغذ آیا تھا ان کی بھی یہی ہوتی تھی اور ان کا
 کہتے تھے۔ عیاد و تجربہ سے کہنے روٹی جاتی تو اکثر دوسری کاغذاتی بھی
 ایک ایک لفظ کر کے آہر دیا کچھ تھے ایمان بلند دل سے لگی ہوتی تھی

۱۔ آپ اور اس کے بھائی بھائی بھائی میں کو اگر تیرے پھر یہاں کے ملنے ہے کہ ہر وقت
جوش میں نہ رہتے۔ آپ اور ہر وقت میں اشتیاق اور جذبہ و اشتیاق ہوگی۔
تھوڑی سی دیر اور اگر صاحب ہو جائے اس کے لیے غلطی نہ کرے میں اٹھائے
وہ معلوم ہو چکا تھا کہ مراد کو نہیں آتی ہے۔ ۱۰ سالہ حسن میں کہہ دے کہ ہر وقت
خوشی کے لیے ہم لوگ چند منٹ آرام کر لیں تو پھر حاضر ہوتے ہیں اور اسی گھر میں
چلے گئے جہاں ڈاکٹر خشتی اپنے خیمات میں شغریں پٹے ہوئے تھے۔
یاد شاہ حسن۔ اسے یاد آ کر فرما کہ حکمران نظر کرتے ہو کہ اساطیر ہے مراد کجاست
مطربانہ تو نہیں۔

ڈاکٹر۔ نہیں اسے تو نہیں ہے۔ مجھے امید تھی ہے کہ انشاء اللہ صحت پہنچے گی
نہ اگر اور کر کے کی دوا ہے جو کچھ تو پھر کل اساطیر تازک ہے اور اساطیر میں غلطی
ہو جاتی ہے۔ طبعاً ان جو اپنے لیے خود کی طرف سے سخت پریشانی ہے میں کھتا
ہوں کہ وہ اساطیر میں اپنی اپنی کیا ہے اسے اساطیر سے اساطیر ہے اور اساطیر ہے
جس میں انگوٹھے خشتی جاتی ہے کہ نہیں کھتا اساطیر کی حالت حمایت پر ہی
چیز ہے کوئی غلطی میرے نام نہیں چھوڑا۔ مذاق سے دریافت کروں شاید
کچھ اسے معلوم ہو۔ (خشتی کھاتے ہیں خود اساطیر میں ہے) (اسے اساطیر میں
کو پڑھا۔)

مذاق۔ اساطیر ہو کر اساطیر میں ہے اساطیر کی ضرورت ہے اساطیر میں۔
ڈاکٹر۔ کوئی چیز نہیں چاہتے چاہیے اس کے لیے اساطیر میں ہے اساطیر میں۔
اساطیر میں۔
مذاق۔ مجھے تو کوئی شہ نہیں۔ ڈاکٹر۔ اساطیر میں ہے اساطیر میں۔
اساطیر میں ہے اساطیر میں اساطیر میں اساطیر میں اساطیر میں۔

ہوئی۔

مذاقی چند منٹ کے بعد ایک سرسبز خطہ اور ایک بڑا علاقہ جس پر بھی بھونکی
صریحی ٹیکر کر رہی تھی داخل ہوا اور ڈاکٹر کے سامنے چھوٹی سی سیڑھی ٹیکر ٹیکر علم
کھڑا ہو گیا۔

ڈاکٹر اچھا آب جاؤ اور ہر چیز کا احاطہ کر لیا اگر کی ہو تو جیت کر
یہ ہم قہر ہے بعد کہ جانیں گے کہ تمہارے سرکار کس نام کے ہیں

مذاقی سلام کر کے چلا گیا اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے نام کا خط پڑھا اور پھر
بادشاہ حسن کی طرف سے کہ ٹیکر ڈاکٹر کا کہ میرا خیال بخیا کہ شاد۔ ٹیکر نے بڑی خوشی
کی۔ حضور خدا سب ذیل خلاق

”بھائی جان! تجوس بیکر نہیں تم بہت عرصہ سے یہاں کے گئے تھے رخصت
ہو رہی تھی اگر وہ سب ڈاکٹر نامی جس پر بیکر سول سرجن نے مجھ سے یہاں تک
کہدیا کہ وہ گھنٹہ سے زیادہ نہیں چل سکتی ہیں بہت مضطرب ہیں۔ تم کی دوسری

کسی کا اختیار نہیں ہے۔ ان عورت سے ابھارتا ٹیکر چھوٹی۔ یہ ہیں بہت گلاب
کا اندازہ کرتا ہوں کہ بہت ہے، ایسی نہیں کہ ٹیکر کئی کر رہی دنیا کی بے لبتی کا

تعلق بہت سے سامنے ہے۔ ”آج وہ کل چار ہی باری ہے۔ ”آکے۔ ایک ہی پہلے
لکھتے ہیں میں پیش آتا ہے۔ اس کے اعلیٰ پای کو بے گڑ سے۔ ”دھڑکی چر پاؤں میں

بڑی تھی کٹ رہی ہے۔ میں اپنی شکل آسانی کوئے فرا جس کے میدان جنگ
میں جانا ہوں۔ براہ کاش جاؤ گا میں نے اتنا سچا چاہتا ہے کہ بھائی اور اپنی بیوی

میں سرور ہی ٹیکر ایک نظر ڈال دیتا آپ سے گئے میں اتنا بار شاہ حسن سے
جستجو ہے۔ سب کچھ آپ سرور پھر کچھ سے لکھتا لیکن آپ جانے یہ سب

تعلقات و تعلق ہے۔ اور انہیں یہ نام دیتے ہیں کہ اگر غلام تک آپ کے

انتظار میں تھرتھاتی تو پھر زباں کو نکالتا ہے سیدک میں گے بغیر کی ہوا ڈال کر
 ایک طرف سو گوار رکھے گی موت کے اسرے دنیا سے کنارہ کش ہو رہا ہوں گویا
 اس کی کردار نگارہ خدا کی شعیبہ پر گرا رہی زندگی حاصل کروں اگر وہ
 آگیا ہے تو کلاسیلی چو کی نہیں تو پھر آپ سب سے آں لوٹا اور جتنے زندگی آپ
 کے ساتھ بسر کروں گھٹا جی زندگی میں اس کے تعلقات و کھٹے صہیت سیر
 ہو گئی ہفت بیض بہت غصہ ہے چند۔ آپ دھرو اصل کی نہ تین اتھاسے
 ہوتے ہیں۔ اس کے سیری اضرادی حالت کو قابل مائی بھیں گے میں
 دیشا و ست آپ کو تار روٹا۔ در پھر کلاں سے نکل کر نکلا۔ آپ جانتے کہ ہنگام
 کوئی بھی ہو کبھی سے غلی نہیں ہوتا۔ دیکھنے والو کا قلب بہت تھیں پتا ہو
 تو پھر نکلا۔ آرا کھنکھ کا گیا پھنا۔ بہتر رنگ بہتر چیز ہے خیال سے دیکھ
 کد سے ہوتے ہیں معلوم نہیں تجھس غریب کا دل کیا کشادہ گا لکھی مکر پرش کرنا
 یہ بھی چلا۔

میں کلاں میں تھک کر نکلا۔ آپ حضور حضور آئی سو۔ یہ ایک ہوئی جا میں گے
 کرا پنکھارہ ڈالنے کے ہر انتہام آپ سنا سہ کھنکھ کا کھنکھ کا بگے گویا
 وایت کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ پاک میں بھی نہ آئی ہزار۔ یہ ایک بہت چکریک
 آپ کو پڑی دھنکی۔ سہ۔ غافل میں لکھی۔ میں نے کہا میں نہت شام کھنکھ
 میں جیتے گا۔ میں تھی کو میں نہت۔ غافل میں پاتا میں پاتا میں سو ہو وہ مناسب
 ہر سو میں ہو رہی نہت۔ میں تھی کو میں نہت۔ غافل میں پاتا میں پاتا میں سو ہو وہ مناسب
 تو پھر نہت۔ میں تھی کو میں نہت۔ غافل میں پاتا میں پاتا میں سو ہو وہ مناسب

میں تھی کو میں نہت۔ غافل میں پاتا میں پاتا میں سو ہو وہ مناسب
 میں تھی کو میں نہت۔ غافل میں پاتا میں پاتا میں سو ہو وہ مناسب

ڈر نہ تھا، میرا خط سہا بھی رہی کو دکھا دیا اور کہنا سنا سات کرو چاہے کھو بہت
بہت پیا کرے، پس بھائی عمر جانا ہے بادشاہ حسن سے دل بچاؤ۔

سیر کی خوب چنے چھل جت قرار ہے
باغبان چلتے ہی گلشن تر آکا بار ہے

در محمودیہ

بادشاہ حسن دینی اس خاک کو بکریں مخلوق ہوئی دل میں آتے کہ خوشیاں
کو تو چھ جاؤں اور بچاؤں، میرا کوئی کام جان کر ہے نہیں، گئے ہاضمہ خیل
کی بھی سیر ہو جانتے گی۔

مشتاق اگر مجھے معلوم ہو گا کہ پشاور میں مل ہی جائیں گے تو میں تم سے کتنا
دیکھ کر کو بھیج کر کیا کروں میں مشتاق کہ ابھی سنا دے دینا جون اس کا ان کے
پاس پہناتے ضروری ہے شاید اسے جہان صبح دھام کا فرق ہے اور آئی کھینچ
جہ پتہ لگانے کا نہ بھی ملے تو کا بل چلا جائے گا اور وہ اس سے ملا رہیں۔
وہ ان کو اگر مشتاق نے اس وقت چلا محمود کو اس حضرات کا خط لکھا
تو نے بہت جلد کی سیر اور خطار کر لیتے خدا بھیجی بائیں مجھے ہند نہیں فقیر
یہ سیر خطار وں سیر کی خصوص صبح علی پوشی دور ہوئی گئے اسید ہے
کہ اگر خطار خدا ہے تو میں انہوں نے چھل کر لے جاؤ گا، میرا خط پشاور میں ہے تو
وہ اس چلے گا، جہاد کے لئے آگے ہویں، وہ کہ کر گھبرا کر کیوں بنوں اس جان
تجسسی پر کہ کر دلاؤ، اس کا خیال ہے کہ جہان ملی اور معصوم مجھ خدا
کہ ہے، وہ ایک آفاق بھائی تم سے بہت کرنے والا، ان کو خدا ہی دم
کے خیال سے، وہ کہہ رہا ہے، جہان ہے کہ وہ تھیں کوں کہیں نہ جہاد
کھانے کا تھا، ہی جن و بھائی کہ تھا ہی فراری کی شہر جون اور وہ ابھی پانچ

ان سب ہی سے مرید کی حالت کوک ہفت تک خدشہ میں رہتی کسی بائیس بات کی
 شش گن بھی آنکھ ملتا تھا کہ جس سے وہ ہوا جائیکہ خود شہر دار شاہ حسن موم بھی
 قتل و غارتجہ کر آبدیدہ ہو گئے۔ وہ تو پیش اور سے تم کو راہیں لانے کے لئے طیارہ
 لیکن بچے ٹوٹ پڑے کہ تم ایک روز تلے زبان و زبان نہ ٹھہر گئے اور یہ دوسری
 بیکار ہو گی اور سے ہم سب کی ہر وقت دعا رہتی کہ تم کو ٹھہر و خوشی ملے وہ اس لئے
 اور تو ان تم میں دنیا میں ہی اور خدا آباد ہو۔

رواق ملک کا جان شکر بچہ کا عازم تھا ہر جگہ محمود کے ساتھ، باہر وہ
 خشتان کا حکم داتے ہی طیارہ ہو گیا اور جو کچھ وہیہ جیسے اس کی غول میں تھا۔
 خشتان کے خاں مان میں بخش کے سپرد کر کے اتاری کی ٹرین سے پیش اور
 براہ رلی روانہ ہو گیا۔ آپ دیکھا ہے کہ بیان محمود اُسے ملتے بھی ہیں یا
 نہیں اور ملتے ہیں تو کب اور کس جگہ۔

—————

(PA)

۱۰۰

جئے میب روئی قوت کی گم گھاتا
اسک وار دین آئی عش جو فنا کیو

عزاد و گھر کے لیے ایسی دھیرائی، غصہ و ہراس، پریشانی دے اٹھتا ہے۔
 بیوی و سسرالی، دوست و دشمن، دلی ایس چیزیں ہیں کہ جگا یا نہیں سے
 ایک کا بھی غلبہ قیامت اُحد ہے۔ گھر کتنی، نسب ان کے اچھے کرے
 خدا حجاب ان کی بدولت ہوا اور اگر وہ ان کی اجازت سے، سرائی اعلیٰ
 سب سے آئے، وہیں ان کے باعث ہے، وہاں ان کی خاطر گشت ہے۔
 اس دنیا پر جو ضعیف چھری، غفلت، غیبت، ہمت اور کافور شہنائی ہے، وہ
 تو ناخدا ہوا چاہے اختیار، ات تو ہا چاہے مگر ظالم و ستم، ان کو انہیں دیکھ
 دولت دیا ہے، خدا کی زمین ہا سکی، عمارت سے گارہ ہو جائے۔ برقیہ
 قبضہ میں ہو، ہوا پر مگر دلی کرے، سند میرے پر فرمان آجائیں، چھری تو ایک
 اصل ترین، قیامت کا محتاج ہے، جیو کئی ہے، نہ سکتی ہے اور دلی بھڑکے
 پاک کو سکتا ہے، زندگی، تو قدرت نہیں پاسکتا، سرت سیرے بس کی نہیں
 تو اسی بھر چھ گلی کا ناچ، غباری ہے تو ہوا یا بھڑکے اور میرے گئے، دعوت
 کہ نہیں ہی جاتا، تو ہا چاہے کہ مگر کیا ہے، بعض اپنی بیوی کا چھے برآمد
 اور اس سے ظلم، غصہ کا نہا، گھر، نہیں چھریوں کا نام ہے، اور ہی دے، جو اس

ڈاکٹر کی ہمدردی اور صبری کو طبری میں مرقی ٹھٹھتے پھرتے ہیں بعض اہل علم خیال
 شخصیت پر نظر گئے ہیں لاکھ تو ہم نہیں نکالا تو ہی ہے دیکھو تا بڑے بڑے نامی
 گروائی کو بھیج دے تھے یکو دو دن دو بجے ٹھیس میں لے سکے مخرج پچا نامی نہ تھا صلیح
 کیا خاک اثر کرتا ہر غصت کیو مگر شائیں اپنے دل کو سمجھا یا گور ہضبت کی ہنہا
 اور ہراس خیال پر اٹھائیں کامل کہ خود ہرست میں ہی کہو یا وہ ضیعت و شکار
 تعلیمات غدا ہی سے دہائی ہی ہو جی و اٹھت گھرا بار چھوڑ کر بھاگا کہ دل دلی رہی ہے
 میں بھی ساتھ کیوں نہ چلون خود کئی حرم ہے اپنے ہاتھ سے ڈکڑا لگا ہوا ہر گھر
 مرچا و خا خدا کی رو کا ہر دو حائل رہیگا ہم خربا و ہم قرب اب ان گنہم عاجز ہو کر
 لے آئے وہ پند کیا اور اس نگر میں چٹنے کہ بچیس بیگم کو گورنگ ہر چاکر لطیف
 مگر معلوم نہ تھا کہ سائیں کے سوسپیل صبح کو مایوسی ہے تو خاتم کو بھی مایوسی
 اس سے بدل جانے لگی رہی ہو کر بھی رہا ڈاکٹر شائق خود کی کوئی بھی کام
 کر ہی نہ لائیں چپا سے پڑا ہے اور اس کا پہلا ہی نسخہ مزاج کو لے دیکھ جانے
 دو اغان میں بیٹھ کر کھاتا کھیر کا کام کر رہا ہے زانے گھڑی گھڑی کی خبر
 آتی ہیں اور سب بل نوش کن و اٹھت ان بخش خود اگر چند گھنٹہ اور صبر سے کام
 لیتے تو اس بے سرو سامان سے بھاگنے کی نوبت کا پیکر آتی وہ چار دن اور
 ٹھہر جانے دل کو اٹھت ان بھی ہو جاتا اور قریب سے جانتے گور وہ رسے تھک مات
 ہر کچھ ہونے والا ہوتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے کرتی کوئی طاقت ہے لیکن بیچ میں
 بدنام حضرت انسان ہوتے ہیں ظاہری طور پر اپنے افعال کے قیاد و سب اور
 جانے لگے ہیں اس وجہ سے کوئی چوک ہو فی ٹھٹھا انہیں کا دیا یا لیا اب آئے
 پیکر کھنڈ ہے کہ اس انتظار ہی حالت میں گور ای کہ رنگ لاتی ہے اور ہر
 گولے کو فسی دات اس میں فی جی ہے اس وقت کہ میں سے ڈاکٹر باہر ہے

اسٹیشن پر یہ مقدم عمل رہت ہیں چہرہ زرد ہے آنکھوں میں سرخ نور سے ملتی
ہو گئی ہے کہ تو سونے میں اور نہ کچھ کھا یا پلا ہے دیکھنے آپ دلا کر گھر جا رہے ہیں
خدا کی خشنی کو روکا تو غیبت ہی بد روئی کے اور جواب کسی دوسرے مقام پر
مانگیں گے۔ تار کھا گریہ کو خشنی کے نام کا نہیں صوبہ دار سید اسلام اللہ خان
کے نام سے پڑاؤ نکال رہے حضرات کہتے کہ میں آ رہا ہوں اسٹیشن پر غلام
اور سہری کابل کی روانگی کا ضروری بندوبست کرو دو دوسرے روز پہنچے پڑاؤ
میں پہنچ گئے صوبہ دار صاحب اور پڑاؤ پرستہ رہنے کے آدمی اسٹیشن پر پہنچے
ہستے اور چون ہی صوبہ دار نے غلام کی روانگی پر ہتھ پڑے

صوبہ دار۔ غلام۔ غلام۔ تم کو رستوں کے بعد دیکھا۔ افریقہ کی جنگ میں تم پہلے
تھے اور میں چارم تم میں کوئی فرق نہیں مجھ میں ضرور تم سے ہے اور تم دیکھتے ہو گے
تم سے ملکر بہت ہی خوش ہوا۔

غلام۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھ کو بار کھا ادا کر دیا ہے ہی نوراً آستے کیا کہوں
میں، ایشان بہت ہوں نہیں تو چند روز آنکھ کھلا اب فرمائیے کہ میری روانگی
کابل کا بھی بندوبست ہے۔

صوبہ دار تو کیا آپ جلد پہنچیں گے اچھا تو ہے کل صبح تک ایک
قافلہ جا رہا ہے اب بھی ساتھ ہو جائے اچھا کہیں گے اتنے دنوں کے بعد ملاقات
ہوئی ہے میں نہیں ابھی چھوڑنا بھی ہوں ہرگز تو جانے نہ دیں گا۔

غلام۔ غلام علی سے گھر پریشان ہو گئی میرا سارا دل آپ نے کابل بھیج دیا ہو گا
صوبہ دار۔ تمہارے کہیں میں ایک ہفتہ ہو کہ اب بٹنگ کر کر منزل کے پاس کابل
پہنچ چکا ہوں وہاں نہیں سر ہر میں گئے۔

غلام۔ آپ نے بڑی حکمت کی۔

غرض کہ صوبہ دار اسلام بخش خان اور محمود باغیوں کو ملے ہوئے گا اسی پر سواہر سے
 انکی کوئی دستگیری سے دور تھی۔ اور وہ گنڈہ پن رسالت طے ہوئی اس صوبہ دار
 پنجاہ ریٹائرڈ اور بکے سرور ساداتی سے رو انکی کا حال محمود نے صوبہ دار سے
 مفصل بیان کیا اور چھاپے سے بہت ہمدردی کو ملے رہے۔

صوبہ دار۔ مگر محمود تم کو اس حال میں مریضہ کو چھوڑ کر آنا نہیں چاہئے تھا
 نہ اطمینان ہو لیتا آپ روادہ کرتے۔

محمود۔ (زور غلظت سے) صوبہ دار صاحب اطمینان تو ہو ہی گیا
 تھا میں تو میں کیوں آتا رہی صورتیں تھیں طمانیت کی چونکہ وہ بہت اچھے
 معلوم ہی ہے کہ دنیا کی کوئی قوت مریضہ کو کھائیں سکتی پھر یہ کیوں تھیں
 اوقات کرتا۔

صوبہ دار۔ (غش ہو کر) جو نا اعلیٰ جبر کچھ چل نہیں سکتی کہ جبک سانس تھک
 اس خوب کمی کہ دنیا کی کوئی قوت کھائیں سکتی اگر مان دنیا کی قوت کھا تی
 ہی کب ہے حاکم حقیقی اور مٹانی مطلق خدا ہے مرنے بھی ہوتے ہیں تھا سے
 ہی بیان کے مطابق آئی تو اس سانس اکھڑی تھی اور نہ بعض ہی نہ ختم تھی
 پھر وہ ہی کیوں؟ اکثر کتے کتے کتے دیتے طیبوں کا علاج کرتے سانس
 صاف ہے انسان کا کام صحت تصور کرتا ہے اور خدا کا کام صحت دینا
 دنیا کی کوئی طاقت ایک معمولی سے بھار کو بھی دھڑکنوں کر سکتی دماغ چھوٹا
 مرض کھینچا ناگہان اظہر ہے دو اٹن قرض کی بنیڈا نا اس سے اثر
 ہوتا ہی صواب اللہ ہے مجھے قوی تھیں ہے گوشت کا کام اظہر اظہار کہ
 بخاری ملی ہی کو صحت ہو اور پھر وہ ایک معمولی سا لکھ کسی ڈاکٹر یا حکم
 کا کیر کا کام دیکھئے گا اور وہ اچھی ہو جائیں گی تم سے آج تکایت عید

اور بھی چلے، تھے جن نے ہی سیکڑوں قمیصیں اور واسٹے رکڑ رکھیں، سکا اپنی فریخ
بھرا ہوا ہنٹون بولے، بی قہر، بھٹکل، باغلی ہوئے میری ملی ملی کے مطلق ہیں اگر
نہ چھن جائے تو بچے (اوپر ہونے والے) پہنچا انھیں میں دیکھا، اللہ دیکھئے تو
ورم تاخر یہ وہ علم تھا کہ نہنگی ہی اور لانا تو آپ سے ملے گا۔

صوبہ دار۔ میر جون کے بچے اس سے مطلب نہیں۔ لیکن میں یہ چہرہ کو دکھا
کر کہا آپ نے بہت برا۔

عمود۔ میری سی اضطرابی حالت آپ کی جوتی تو آپ بھی حضرت ہی کرتے۔
صوبہ دار۔ اچھا اللہ دیکر فریحت تو دریافت کیجئے۔

عمود۔ ہائی۔

تار کا قارم آیا اور ساک درخت پر ٹکڑے لٹکے، اس حضور کا کھانا پینا اور
آیا کل روانہ ہوا اور حکام پیش کی غوریت لور اسلام ہونا چاہئے، آج وقت صوبہ دار
مسلم نے تار دیکھا، اور عمود کی خاطر عداوت میں مصروف ہوئے شام کو کچا
تار بھی آگیا کھانا تھا کچا تھے چھل گئے ناقابل معافی غلطی کی مرید ہوئے اور مطلق
ہے آپ بیوقوف نہیں حالت بہت بہتر ہے بہت چھل گئی بن پڑے تو وہ اس کا
چہرہ دکھاتا؟

صوبہ دار صاحب اگر غریبی آتی جانتے تھے کہ تار کا حضور کو کہہ لیتے۔ عداوت
اور شروع کیا کہ تار اور اس جاؤ میں چرگز نہ جانے اور کچا ہونے کا نہیں جوتی میں
غفلت پیش آئی کہ وہ خود بھی طرا میں کلا رہا کہ کچے تھے اور وہ سوئے ہی نہ
تھا کہ وہ نہ چوتے، وہاں تھا انسان ایک جھٹک خود غرض واقع ہوا ہے ایسے
طریقہ ایک ہدم ایک ہم تو اندر چھپا کر چھلے، تو کیا کتا ایک زمانہ گذرا کہ
عمود کے ساتھ وراثت کی نشست تھی وہ غرض یہ وہاں جگہ میں لڑتے

اور حضورؐ سے کہہ چکے ایک دوسرے سے براہِ راء احمدی کو تو عمرو کی خدمت بہت دور اور وہیں مشکل بالآخر صوبہ درصاحب کے سپاویہ اور جہاز پر غالب آیا اور وہ غاموش چور ہے اب تک عمرو کو معلوم تھا کہ خود بدست ہی غلام میں قتل سے ملے گا۔ اس کے بعد وہی کہنے لگے کہ تم نہیں جانتے تو میں ہی چلا ہوں غلامی تھا کہ ان کا جہان تک ہیں جب تک گا تھا اسے احمد سے ہر طوائف کا نہیں تو تھا کہ ساتھ خود بھی شہید ہوں گا۔

عمرو، جلد میرے لئے آپ اپنا گھوڑا وارڈ بھجوزیں، آپ کو موت دے دے سرحد پر قلاب کمانے کے حاصل ہونے سے ہیں غلام اس کے آپ صاحب جاننا اور جہاز میں ایک ایک دالے دیے سے خدا کا فی ہے وہ کیجئے کہ آپ کو یہاں کا اجر گھر بیٹھے لیا جائے صوبہ دار۔ وہ بیان عمرو صاحب آپ اتنی دالیں اور چھوڑ دے گا کہ چھوٹے گھوڑا اس کمپری میں کہتے ہوئے جائیں اور میں پکاس برس کا بڑا گھر تھا ان میرا خود کا املاک وہاں بھی مانتا رہتا ہوں ان سے بی بی بچوں دلا میں شہید ہوا تو کوئی سزا تھا ہے آپ اپنی کہنے آپ کے سر دیا بھوکے حقوق دینے کی پرستش خدا کے جان تک ہوگی۔

عمرو، تو حضرت آپ میری ریم سے چاہتے ہیں چہ تو ہوں نہیں چاہیں سال کے قریب میری بھی عمر آگئی اپنی حفاظت میں خواہ کر دے تھا اور بے موت ہرگز نہیں مرد نکلا میرا آدمی آکا ہو گا اور سے کیجئے۔

صوبہ دار۔ ایک۔ آپ ہی سن تو نہ سنی خوش ہے۔ آپ ہی تو سلطان میں حضرت میں کہہ گا چکا ہو گا اگر آپ کا اختلاف ہو گا سال میں میرا چکا کل بند دے گا جاتا ہے آپ کو تو شہید قرار دیا گیا کہ میں ہر گاہ ہر حال کہہ۔ ان کو ان اور طوائف آپ نہیں جانتے ابھی بات ہے ایک سے دے بیٹے یوں تو یہاں سے کا بل تک

سب سے ہمراہی مل جائیں گے۔ پھر بھی تم اور ہی نہیں ہو۔
 غلام کو صوبہ دار اسلام آباد نے محمود کی دہم دہائی دعوت کی۔
 سب سے دو سال پیشاور دعوت سے سب سے محمود کا تعارف ہی کرایا بعض بعض
 لوگوں نے دوسرے روز اپنے چان دھوکر لکھنؤ سفر کیے اپنی عیوب کی ظہر کی
 دوسرے دن صبح ہی سے سفر کی تیاری تھی قافلہ عز کے ہی روانہ ہو جانے والا
 تھا مگر پھر بھی دیر ہو گئی اور دس بجے سے پہلے یہ لوگ نہ جانے قافلہ میں مل
 تیس آ رہی تھے۔ کچھ افغانی اور کچھ پشاور سی دس بارہ بجاد باقی مسافر لکھنؤ
 گھوڑوں اور اونٹن پر تھے اور بعض پا پڑا ہوصوبہ دار پھر اسلام آباد خان آباد
 کپتان محمود عرب گھوڑوں پر تھے جو خاص کر اپنے کھیت کے دیکھ کر خود صوبہ دار
 صاحب نے بارہ بارہ سو کو خرچ سے تھے۔ سفر قیامت سب دیکھ رہا تھا اگر محمود
 دگر نہ نہ ہوتے اگرچہ اپنے غلیب خطبات کو انھوں نے سب کچھ دیا لیا تھا کچھ اپنی
 کوشش سے اور کچھ لاکھ شش کی اطمینان دہی سے۔ پھر بھی لکھنؤ اوقات
 خاموشی بعض اس کا چہرہ دیکھ کر ہمارا انھوں نے بجا ہوا اس وقت آگاہ میں ہے
 پشاور سے کابل تک سفر باقی روز میں ختم ہوا۔ یعنی لوگ حکومت اور پشاور
 خان میں پانچویں روز آگئے راستہ میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا اگرچہ جیل
 یوں ہو بعض بعض مقامات پر شہزادہ یوں اور دکان نیلویں کی لکھنؤ یوں آباد
 نہاد نظر آئیں مگر جب انھیں اپنے جا سوسوں سے اس کا چہرہ چنگا کہ پہلو کا
 غریب ہے کابل کی طرف سے طرابلس جانیں گے تو ہر دم چنگے کسانے چنے
 کی چھین۔ روضہ دہلی کے اور خیانت خوشامد و امراء سے دیکھنے کیوں
 نہ ہو راہ خدا میں سرکشے جا رہے ہیں۔ ہنگام خلا خاطر تو واضح کھر جی تو کوئی
 کرے روایتی کے ساتھ ہی روز در اسطاعت امیر افغانستان میں چوہے لکھی

میں سرائے چلے سب کے سب شہرے ہر ہر صاحب کی خدمت میں کچان کچان
 نہ صوبہ دار اسلم خط لکھ کر دیوانی کے بعد بلا دین ایک شاہی محل میں اٹھ گئے
 جہاں سب کی عزت و وجہ کا ہنگامہ ہوئی اور بیت آدم سے رکے گئے۔

عمود کی اسیر صاحب سے ملاقات بیت خوب ہوئی ہمارا بار بڑے
 مطالعے کا ذریعہ ہے اور شہر کو خوشی ملی ہوئی ہوا اپنی بڑی روئی
 میں تھا۔ فارسی اس میں بھی ہوا تھا کہ وہاں شہر کا میل چاہے
 اسیر صاحب کا پہلا سال جو ہوا وہ تھا۔

اسیر صاحب کو کون ہوا کہ ان کا بہت چہرہ

عمود۔ ہندو خدا ہون اور وہ خدا میں مرے جاتا ہوں۔

اسیر صاحب۔ انا خدا ہوں اور میں مرے جاتا ہوں۔

عمود۔ میں ہی ہے۔ ہندو کا جو بھی ہے کو بہتر تر پر چھوڑا تو چون کہ
 آپ کو خدا ہے۔

اسیر صاحب۔ غلط ہو گئے ہیں، دنیا میں نہیں ہوت کو نہنگی پر سیو

سے فرنگی دی ہندوستان کے لوگ بہار نہیں ہو گئے۔ انا خدا ہوں اور میں

عمود۔ میری جائیداد کا شائع ایک ہزار روپے ہے اور پاس ہزار روپے

ایک چنگ ہیں اور میں ہزار ایک میں ہیں ہندوستان میں۔ میں آملی

کا شخص دو لکھ لکھا ہوا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان کی آب

ہوا اتنی تری نہیں جتنی کہ کوہستانی مقامات کی جوتی ہے۔ تاہم شجاعت و

مردانگی کا تعلق قلب سے ہے جہاں سے نہیں ہندو کا خیال تو بھی ہے

اور ابھی جنگ دس و چار ہزار میں اس کا قبضہ بھی ہو چکا ہے

اسیر صاحب۔ سرخ گئے ہیں کہ لکھنا۔ ہندو کا تو عمل کہ ان کو نہایت ہے

محمود۔ روزِ مملکت طریش خسروانِ داغند برغانوں کے لئے توں کھلی ہوئی رہے
ہے کہ ترک سلطان چین اور اطلالی جیسائی ہر حق بلو روپ و انقیاسے توں ملے
ہے ظاہر ہے کہ اس کی ہمدردی یوروپ و انوں کے ساتھ ہوگی نہ کہ ایشیائی
قوم کے ساتھ۔

امیر صاحب۔ انصاف تو اس کا تقاضا نہیں اطلالیوں کی جانب سے
داخلت بجا ہوئی ہے سلطانین یوروپ کو حق کی طرف اشارہ کرتا چاہئے تھا۔
محمود۔ انصاف آج تو وہ چیزیں ہیں کہ جکار و سیاست میں برکت عام کی
مضمرہ اقداس پائنتے ہیں کہ کھانے کے اور رات بولنے میں اور دکھانے کے اور
سی خفیہ ہے کہ مجاہدین کے لئے روک ٹوک نہیں۔

امیر صاحب۔ سرکہباب سے ترکی فرما کیوں نہیں گندے پانی؟
محمود۔ بھری فریاد واری کا اعلان ہو چکا ہے۔

امیر صاحب۔ مگر وہ مملکت تو ترکوں کی سیاست میں ہے اس قدر توان کا
حق اتنی ہے کہ تو میں بجا سکیں۔
محمود۔ تھک سہرا۔ برطانیہ کا ہے۔ دارا پور کی مصلحت اسی کی تقاضا ہے
کہ نہ گزرے دیں۔

امیر صاحب۔ سلطانین یوروپ میں بڑی ہمدردی ہے۔
محمود۔ انوسس ہے کہ سلطان سلطنتوں میں نہیں ایک دوسرے کی
مدد نہیں کرتے امارت افغانستان بھی خاموش ہے۔

امیر صاحب۔ (ازہرہ) کیونکہ اور کچھ سکوت کے بعد) ختم انیہار دیکھو
کہ نہ دھام۔

شہر۔ خدا تو لیتے نیگ دھڑلا بندہ نصرت مشوم۔

امیر صاحب - فی امان واطمئن

اس سخی غیر گھٹکے کے بعد عمرو اپنی فرد گلاہ پڑا ہے اور دوسرے سخی رہنما نے
کوٹج ہو گیا۔ سو کجاہرین افغانستان سے بھی عمرو دھوب دار اسلامہ مشغول
کی محنت میں پڑے۔ افغانی جماعت میں عمرو اور اس کے زوارہ تھے۔

انسانی طبائع کی اتنا قدرت نے عجیب ترکیب سے رکھی ہے خوشی ہو یا
غم اور نہی میں اجتہاد کی خوش غصب کا ہوتا ہے مگر نہ سوئسکی برسی کا اہل
ہے آگاہ اور گیا۔ اگر چند سے قائم رہے تو دنیا کے کام کاج بہت ہو جائیں گا تو
خدا کی ہر گلا اسے پانچ دل کے ٹھوٹے ٹھوٹے کر کے ہمیشہ کے لئے
موت کی خیمہ سے طبیعت شوگر ہوئی اور رنگ بدلا دیں گئے۔ یہ ہیں
اور عمرو کی طبیعت اعتدالی حالت اختیار کرتی جاتی ہے شہابی کی بیماری
اور طبیعت اب سوہاں۔ یہ ہے وہ بیکے مرے سمیٹنے کی پڑا! کسی کسی
وقت خیال آجائے تو وہ سوچ کر دل کو اٹھوانا دے دیتے ہیں کہ خشتاق -

حکومت آراء و سرور ہی سوچا ہی ہیں میں نہیں تو وہ صحت کے لئے جان
لڑا دیں گے وہ پیرہن کی کمی نہیں پھر اور کیا چاہئے اگر اتنی ہی کمی ہے تو
مہجوری ہے۔ نہیں تو لوٹ پوٹ کے ابھی ہو جائیں گی۔ کھائے بھی ہیں چیتے
بھی چاقی جو بند ہیں انہی نفاق بھی جاتا ہے قافلہ دن بھر اور رات کے اس
بے تک سفر کرتا ہے۔ اور اس کے بعد چار چار جاسکتے ہیں کھائے پکے توجہ
ہوتی ہیں جنگل میں مشکل رہتا ہے شکار بھی ہو سکتا ہے۔ وہ وہ چلتے تو میں اور لیکن
بھی۔ مجاہدین اپنا اپنا شہادت کر رہے ہیں۔ ہندو قتلوار میں عیسائی گولہ
بارود بھی تو بار بار سی کے اوتھوں پر لدا ہوا ہے سواری کے لئے گاڑیاں
میں تھیں اور گھوڑے بھی ایک چھوٹی سی یا قاصدہ فروج ہے جس میں نوپ خانا

یہی ہے۔ سوار دن کا دس سالہ بھی ہندو پیدل بھی بڑے مڑن کا سفر چور ہوتا ہے سب
 بچے اور بیروٹ کے سپاہی جن اسید قریب رہے کہ میدان جنگ میں وہ مردانگی
 دینے کے ایک ایک جان بہت گراں قیمت بکے گی۔

اور تو جو چاہی رہا ہے اور ہر روز ان کو دیکھنے کہلانی چاہی نہیں اور
 خود اگر وہیں خشتی کا حکم دیتے ہی ایک خط کو ٹھکرا پٹے لڑکے کے جسم اس نے
 اس مضمون کا اظہار کرنا کہ اس کا نام یہ ہے کہ وہ بڑی یاد دہانی و نصحت ہونے لگا
 انہیں تم لوگوں کو خدا کے سپرد کرنا ہوں۔ خرقہ کی طرف سے مطمئن رہو ایک
 ایک لگا جھکو دو دو طہین گے۔ جیتا پھاؤ پھر تم سب سے اشد طے لگا نہیں تو
 تھا مت کا دن بھی کچھ دور نہیں ہے اور خود پہلی گاڑی سے پیشاد۔ جلدی سولہ
 سائز گاڑی حتیٰ کنی جگہ ٹکرا پڑا۔ راستہ بھرائی طہین لعنت کا مت کرتا
 آگاہ کہ آگاہ کہ یہ دن نہ چلا خدا کر کے باخبرین دن مقام مقصود پہ پہنچا۔

اسلام اور خشتی کو بھی طرح جاننا تھا انہیں کی کوٹھی کی۔ اولیٰ و دانی سلیم
 ہوا کہ کوٹھان صاحب دوسرے در صاحب دو دن دو دن ہونے میں کہ کابل
 روانہ ہو گئے دانی ان اصلیات ات احمد ان خشتی کے سخت اصرار سے اس نے
 پیشاد میں گذاری دوسرے دن چند مسافروں کے ساتھ خود بھی کابل کی
 راہ لی رہا نہ چھوٹا تو پتہ چلا کہ پناہ دین کی ایک ٹھوس پناہ نہ ہونے
 میں کہ طرابلس کے ارادہ سے روانہ ہو گئی۔ پھر بھی اس مرد خدا کو ہراس
 نہ ہوا اور چلے دانی کابل سا بیکہ دن کے انتظار میں طہین ٹپا پڑا اس فریب نے
 بہت مشکل سے کھائے ہر وقت اس لکڑیوں رہتا کہ کسی طرح سرکار تک پہنچے

باب (۲۹)

پھر ورنہ کا میلن جنگ

دوسری دن کھن پر دہلی دہم

ایک خوب سواری کی طوٹ اس طرح سے کہ نہ لگی لگی اپنے چلنے والی
 ٹھوس ہے۔ عرصہ چلتا ہوا سواری پر ہے۔ اس کی سرنگ کے کپڑے کا
 کرتہ تھا اور اسی طرح ایک شلوہ پر پہنے ہوئے سبز قفل کی مسدہ کی بھی جس پر غری
 اور ی کا کام بنا ہوا ہے۔ یہ سب جسم ہے مگر سفید رنگت کی جوئی اور سب کے اوپر
 مٹائی رنگ کے صورت کی جیسا کہ سبز رنگ کا ایک چٹائی کی گول ٹوپی پر بند ہا
 ہے۔ کاکھن دھڑلہ دھڑلہ ہر رنگ ہی ہوں، ہمارے ایک بڑا لٹھی مسدہ جنگ کا
 دو مال لگی پڑا ہوا ہے۔ شاید قاتل آفتاب سے پہلے گئے تھے۔ سید انور
 نے دو مال نقاب کا کام دیکھا ہوا گا۔ اس وقت آفتاب کی تابانی باکھل کھل ہو رہی
 لکھن پر حضور ان مشاب کی سرنگ ہے اور بڑی بڑی بارانی آنکھوں میں لکھن
 تو ہے۔ ہا کھل سبز و خاند ہے۔ ۱۹ سال کی عمر ہوئی اور ہر کے ہونٹ پر ہونٹ
 سبزی کچھ لہری سے خطر آتی ہے غائی ایک تقریر کی ہے۔ ایک طرف
 دیکھ کر آگے اس سمت بنا کہ پہلے کو لڑائی بڑے زور سے ہو رہی ہے۔
 ہشر مٹی دھامیوں کے ہونٹ جہان میں کہ انھانے آسمان میں چلیں شادی
 ہیں توجہ کا سرکہ کچھ گئے نظر آتا ہے۔ یہ دو مسدہ کی میانی کے بعد اٹھائی
 کن جڑت ہیں۔ شاید کوئی نیا نساہ کا دیکھا جاتا ہے۔ آئی گئے موت کے

خدا خیر کرے اعلیٰ سواروں کے زرفروں میں۔ اساتذہ عالیہ اپنے سرور کو
 بچانے کے لئے جان و مال دیتے ہیں منکر کے تہمتوں میں۔ یہ دو سواروں کو
 چہرہ راست کون لوگ ہیں۔ اساتذہ العالیہ کے تو میں صورت آفتابوں۔
 غضب کی رو و لجامت دے دے ہیں۔ بھان افسر بھان افسر بہ خوب صورت
 جوں شخص انگریزی جودی میں کون ہے کس قدر تندرست خدا خیر کرے وہاں
 عربین خاک و خون میں مورت ہے۔ درہل میں کسی کا نام بیکر آئے کسان ہیں
 کہیں نظر نہیں آئے ہر شکر گئے ہیں جگہ جبریتا چاہئے کسی فرض سے اور
 اسی فرض کی راہی کے لئے گھر چھوڑا ہے باطنی لیسر خدا۔ گھر واپس آئے لگانے
 اور بیروز سید جاگیا ابھی کو رو گئی ایک گرا اور کرے یہ جہاد و سوار کا تھیں گے
 میں چلتے ہوئے جہاد و سوار گرا کر مار کر گرا کر ہے اعلیٰ سواروں سپاہی
 کافی کی طرف پھٹتے ہیں۔ چلتے ہیں چلتا ہے تلوار میں اور نیزہ بھی باخود اپنے چلتے
 ہیں جگہ کرتے ہیں دشمنی ہو کر ملک بات ہے کسی کی تلاش میں ہے۔ قادیانوں
 کی طور میں ملک اعلیٰ زری جودی والے سوار ہر ایک لکھا اندازہ لکھ کر لیں
 میں آپ بھی گئے مملکت بہار و ملک۔

خود کے یہ پہلو جامد اپنی جان طور میں ڈاکر سواروں کے لئے قتل پر حملہ آور ہوتے
 یہاں قاتل چھاتا اعلیٰ اس کی فکر غمید ہونے کی نہیں۔

انگریزی سواروں کے دھوکے سپاہی جہاد و سواروں کے دشمن بھرتان کو د
 صوبہ دار اسلام افسر خاں ہیں جہاد کے ایک روز جنگ کی لادوں میں
 ہوتے ہوئے قادیانوں کے گھس میں آئے ہیں اور صوبہ شہر آرام
 کے جہاد سے جنگ میں شریک ہیں قادیانوں کے لئے ہر ایک کے لئے ہیں
 اور خود سے خوب جنگ لگی خود نظریات سے۔ یہاں اس عجب کے مملکت کو

دیکھ رہے تھے اور بے کاغذ و باحکم چبھنے کا لہجہ میں بڑا اسید و نون تھا جس کی طرح اُدھر چلے اس نوجوان کا حال سننے کے پہنچ اٹھاری سواردن سے ایک ریت کے نوم کے پکڑے ہوئے جنگ آزما ہے نیزہ اور تلوار سے لڑ رہا ہے وہ باہجوں ایک ساتھ تلوار میں کھینچ کر حمل آور ہوئے کہ جس کے سے لڑو اشہر اکبر کی صفائے لڑو ان کے سمون میں ڈالا کر کرد کیٹھے گئے تو چشم زدن میں ایک سوار جہاز عرب کے نیزہ کا شکار ہو کر زمین پر گر پڑے گا۔ وہ حکمران کا گھوڑا تلوار سے زخمی ہو اور وہ آتے لیکر ایک طرف بھاگا باقی میں صوبہ دار اور محمود کی تلواروں کا نشانہ بنے اور ہر سے نجات ملی تو نوجوان عرب نے دوسری طرف حمل آور ہو چکا ارادہ کیا۔

محمود۔۔۔ اعراف زبان میں ارادہ ملے تو تم ابھی نا ظریہ کار معلوم ہوتے ہو ہمارے کو مختار سے سے لڑ نہ دون کی بہت ضرورت ہے اس طرح اپنے کھینچے میں ڈالتا غلطی ہے۔

نوجوان عرب۔۔۔ آپ لوگوں کا شکرت جزا احسان کیا میں پوری طرح چھٹکی تھا اصل میں بلکہ ایک اپنے عمر عرب دوست کی خلاف ہے جنگ میں وہ بھی میں خدا ہائے زندہ ہیں یا شہید ہوئے ہیں انہیں ہر جگہ ڈھونڈنا ہمارا ہر ہر ایک نظر نہیں آتے۔

محمود۔۔۔ (دل میں) وہ ابھی باکھل ہے۔ آواز میں بھی کر تخی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی لڑائی باتیں کر رہی ہے۔ اسی بنا پر میں ابھی کیا شہید ہوئے ہوئے ایسے لوگوں کی خدا خود مدد کرنا ہے تم باکھل نہ گھراؤ۔

نوجوان عرب۔۔۔ ہاں ہے سچ ہے مگر میرا تو فرض ہے کہ ان کی خبر لانا اور ایک طرف چلنا ہے۔

محمود، صوبہ دار صاحب، نوجوان سوت کے تھوڑے چار پانچ بچے چکر لگا کر اپنے ان اعلیٰ سواروں کے دستہ میں پہنچا مگر ہم لوگ نہ پہنچ سکتے تھے۔ ان لوگوں کے پاس فخر نہ چمکے ہوئے ایک چارہ بھاری کھڑکی، درجہ اولیٰ کون پھر تھی۔ یہ میں تو جانتا ہوں آپ کا بی بی چاہے یا ان کے کے ساتھ رہتے ہیں ان کے دین کا جواز نکلا۔

جواب کا انتظار کے بغیر محمود نے گھوڑے کو اسی سمت ڈال دیا۔ چارہ بھاری نوجوان گیا تھا جنگ اس وقت بڑے تندہ میں تھی بدوش کی بازگشت نہ ہوئی تھی کئی قرینہ قاصدہ تھا سوار و پیادہ سب ایک دوسرے سے لگے ہوئے تھے ایک طرف غازی الزہری اپنے سارے کوٹے ہوئے جلا لٹا اس کے کہ روج اردوان اسلامی فرج دی بنی خواروں کے تھوڑے پڑتے جاتے تھے جہاں گھسان لڑائی ہوتی، ان سب کے آگے انھیں کا خوبصورت چہرہ تھا۔ میں نے لکھا ہوا تھا کہ ہر جگہ تھوڑا سا لکھ لکھتے اور دشمنوں کو ہر جگہ ہر دوسری طرف ٹھیکر سنو سی اپنے بھائی کو کچلے ہوئے ملے جاسے تھوڑا سا سوار سرے پا ان تک ایک قسم کی سفید چادر ان میں لپٹے تھوڑا سا ہلکا ہوتے تھوڑوں کے سر پر چھکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قائم مقامی کرتے تھے۔ اور اسی طرح دنگ سیاہ بیٹے اگلیز نکلیں میں سے جھک جاتے تھوڑے آہستہ آہستہ ان کو لہروں کی لہروں میں تھوڑا سا تھوڑا سا سب پر پہنچ کر اسے دانت جنگ میں ان ذرات انھیں دانت سر پر پہنچ کر اسے دانت میں لپٹے تھوڑے ایک سنو سی ایک اعلیٰ قوی دانت سورت بھڑا بڑا ہتھیار دھواں کسی سے کام نہیں لیتا پڑتا ہے۔ سورت دانت میں سے اسے محسوس کیا اور وہ بھیجنگ ڈالنے فتح یو تھیں ہر فتح یوں۔ چند تھوڑے کو دیکھنے

آج وہ بھی فوج ہوا گہری میں کسی سے بچے نظر نہیں آتے اٹھائی تو بی بیوں اٹھا لیا
 سبھی ملتے ہیں مگر ان ہندی بھاپریں کو دیکھتے خود بڑا ہی بھی تو جان کی پدا نہیں
 مرنے اور مارتے بڑھتے چلے جاتے ہیں اس میں محمود تو قیامت ہی ڈا ہار ہے
 اس قدر غدار لڑنے والا دو ہار کو چھوڑ کے اور تو کوئی اس میدان میں معلوم
 نہیں ہوتا۔ کبھی تو جرجان عرب کے کچھ لڑے اور کبھی لگے کبھی یمن میں اور کبھی
 یہاں میں گھبراہلی ہار پر آپ ہی میں وہ بھی جان دینے کے لئے تیار رہا تھا
 سبھی طوالت کے لئے دیکھیں صوبہ دار اسلام اختر خان جنرل کا سردار جنگ
 از سوار سپاہی وچ ہر شکاری سے لڑتے ہیں اور یہاں تک ہیں پڑا ہے ان
 دونوں کے بھی آئے ہیں گہری جنگ میں جان تو کوئی میری نہیں ایک
 دشمن سے بچنے تو دوسرے پر جان چڑے محمود معلوم نہیں کس خیال میں غلطی
 دیکھان لڑتے لڑتے ایک دوسری طرف جھک چکے ہیں صوبہ دار صاحب تو
 ان کے ساتھ ہیں لیکن پھر انو جرجان عرب گھوڑا کوڑا کرتا ہوا ایک دوسرے
 گول میں جہاں چند عرب چوسہ پکارتے اپنی زبان میں گھس جاتا ہے اداں میں
 تھائی بھی نظر نہیں آتے ہاتھ کسان! ہونڈ پوٹن جس سے کیا غصہ ہو گئے
 لعل کا چہ نگہ کبھی اٹھائی ہو چکا۔ پھر حلاوت ہوتا ہے۔ راستے میں ملتا
 چلا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے۔ سن سن۔ ایک گولی کان کے پاس سے ٹھکی
 کچھ خیال نہیں تیر کی طرح کھینچ جا رہا ہے اسی جان تو محمود گھر سے ہوتے ہیں
 صوبہ دار کے جانے کچھ نہیں بنتی (بلند آواز سے) اظہر کفر اظہر کفر
 غور گا ادا حلاوت ہوا۔ دو ایک بھاپا اور بھی گئے ایک ہی زبان میں گھوڑا محمود
 کے گھر دھڑکا کر دشمنوں ہر خبر سے ملک کا ایک کو گرا دوسرے پر تلوار
 اکا اٹھ رہا اب کچ بے پروا نہایت عمل ہوئی کچ کی طرح کو نہ رہی ہے۔ کئی

اور محاکمہ کیا ہوتا ہے کہ تو بھی تیار ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر
 باری کے باوجود مسند کے کنارے تک تعاقب کیا اور کھینچے ہوئے سواروں پر
 گولہ باری کی ذریعہ سے گھیرت گھیرت کر پانی میں پھینک پھینک دیا آتشگیر
 کے ٹکڑے لگے تو تو پتوں کے گولے بھی نشانہ برد بنے جب خدائی مشاق ہو
 میدان جنگ کا منظر اس وقت خدایت عسرت کا کہ وہ دنیاؤں پہنچا
 کا انجام سامنے ہے، عبرت درج کا فرقہ کھڑا ہوا ہے جو لوگ ابھی صبح کو خواب
 استراحت سے اچھے خانہ صمد اور چوڑے تھے ان میں انگلیں نہیں اٹھ سکتی
 میں خون اسوات شمالی رنگ میں خداتے خاک و خون میں لختوں سے نہتے ہیں
 سیکڑا دن تو دنیاوی جھگڑاؤں سے آزاد ہے کہ موت کی پیشی نہ تیرے سوا ہے تو
 اور تم کی تخلیق ہے اور نہ اجتناب کے لئے کی پرانا ہے تو توئی کی وجہ سے
 کراہ رہے ہیں، یا جوش بنے دم توڑ رہے ہیں عرب و عجمی اور ان کے اپنے
 دشمنوں کا اٹھ کر کے ایک ہی میدان میں بستر خاک پر آرام کر رہے ہیں خدایا
 ختم ہو جائیں اور جھگڑے ختم ہوں۔ اے ہوس تک گیری! اسے حرص
 حکومت! تو نے کیا ختم دیا یا اگر آج اسہر قناعت ہوئی کہ جو میں کے باوجود
 اسی کی ملک رہے تو کیوں اسے فوجان موت کے گھاٹ اور غرے خدا کی پہنچ
 آباد رہتی زراعت کرتے حرث و مینا میوں میں نہ نہ کیا ان کا شے علم و فضل
 کے لئے کھائے اپنا ہی دل غرض کوئے دوسروں کے بھی کام آئے تو آج بیدار
 عزا جس کیا سبق دے رہا ہے اسے ضمیر فرو مغوا جاوے انسان ہیے اگے گئے
 ہو جانور نہ ہو مگر نہیں تم کو سبق نہیں مل سکتا۔ تم اپنے کئے پر شر مسار نہیں
 ہو سکتے تم جنگ انسانیت جو حرص و ہوا کے بندے غیظان ہو دشمن
 کیونکر ہیں سکتے ہو یہی کر کے جو بھاری غلو کا کھاتہ ہے نہ لگی کا طعن

نگر میں جہنم کیا کریں اور کس سے کیوں
اسی نگر میں ہم کلثوم چاروں طرف نظر دوڑا رہی تھیں کہ اسٹے میں خاطر
روڈ کی پہلی آئی۔

خاطر۔: غوطی کے بعد میں سوچ کر پھر پکاروں کے باوجود وہ سہاوی کچھ خاطر
اور کچھ بے قاعدہ ٹوٹ سے وہ جہنم سے کوٹھا ٹوٹی مردہ سپاہیوں کی روڈ
اور اسے میں مصروف ہیں ان کو رہہ چھوڑ دیتے ہیں اور چھوڑ ان کے چھوڑ
ہو تاہم بے پختہ ہیں۔: اچھو۔: اشرقیان۔: گھڑیاں۔: انگڑیاں۔: قصور ہیں
بسی کچھ ہو تاہم یہ عورتوں کی قصور ہیں کیوں ساتھ دے ہیں۔: کلثوم سے
خاطر (جو کر) میں تم جانتی ہو ان اہم کو تو اسلئے دور ہی ہو یہ کیوں ہے میں
بھی شرمناک صورتحال کی موت سے شاعر ہوا (ہلکے) کسی نا بھی کی بائیں
ہیں۔: جے۔: کچھ گھر گھر کو دھت کر چکی ایک باپ لے وہ بھی گئے اب میری
باری ہے میں تو بڑی بے صبری سے انتظار کر رہی ہوں لے دیکھو میری
والد لے جا رہے ہیں۔: اپنی نفس کے سراسر ہی تو کورسے ہیں بھان
کیا نورانی چہرہ ہے سبز لباس کیسا جھلکا سلوم ہو تاہم یہ کیا کھڑے ہیں تم
خیں دیکھتیں۔: ان کے ساتھ ہی تو شیخ محمد صالح بھی ہیں وہ تو بہت خوش
ہیں اور وہ تو کایہساں لباس ہے (ام کلثوم سے) اماں کیا تم بھی نہیں
دیکھتیں سوچو تو غیب کیوں مارتے ہیں وہ میدان جنگ میں پھر آکر اپنے
بھائیوں کی مدد کرتے ہیں۔

ام کلثوم۔: ہاں جی جی تو کہتی ہے محمد صالح اور عبداللہ وہ تو کھڑے ہیں
ہیں وہ جے جا رہے ہیں اور کلثوم کو وہ تو نہایت عمدہ لباس میں ہیں
کلثوم۔: (ان تار تار رو کر) جے کوئی بھی نہیں بلاتا اور میں کسی کو چھٹی

ہیں۔ اچھا ہے تم دونوں بھی جاؤ۔ میرے مقدور میں معلوم نہیں کیا کیا لکھا ہے اور کس کی چمک رہی ہے۔

اُم کلثوم کا کلثوم کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنی نو اہلیوں کیوں بیٹھا کرتی ہے۔ میں نے بھان کی اور اگر تیرا وقت بھی نہیں آتا ہے تو اس کو دیر لگا کر تو ہٹا لیں۔ سب کی بی بی ہو گی یا پ نے میرے لیے دم توڑتے وقت اللہ کے سپرد کیا ہے۔ چنانچہ بھی ممکن ہے کہ جو اس کی راہ میں شہید ہو اس کی کوئی خواہش پوری ہوئے گی۔

قاضی: دیکھو سرور غازی! آج ہے جون کیسے خوش خوش اپنے ساتھیوں کو باہر کر کے گھر ڈالیں یہ چارہ ہے جون ظاہری صورت ایسی نکالے ہوئے ہیں۔ رات کو میرے ساتھ آج بی آؤ تو قاضی دیکھو یہ سب کے سب اچھے مانعے سو جائے جون تو میدان جنگ میں اکیلے ایک بڑی سی مہاراجا ہوتے ہیں ہاتھ میں ایک لاشیں ہوتی ہے اس کا لین دین یا اور وہ وہی ہوتی ہے مجاہدین کی نظموں، لکھتے پھرتے ہیں، آیات قرآنی پڑھتے جاتے ہیں اور بہت دوتے ہیں پھر پھر وہی کر پڑتے ہیں اور پھر وہی دیا کر لے لیں ایک دن رات کو مجھے جنوں پڑا ہوا۔ ہمارے جن کے دل نے کہا اے قاضی! تیری سوتی ہے اور کتنی ہی دشمنی اسے ہے جو یہاں تک پہنچا ہے کہ وہی سوتی ہے اور اپنا سکر و اظہار کرتی ہوئی۔ یہاں تک کہ میں نے فریاد کو اہل مذہب کو کر دیا۔ چارہ ہی تھی کہ مجھے ہم ہی دشمنی لگائی ہوئی تھی تو آپ ہی پہلے گھوک کر مجھے پہنچاؤ کیوں بیان اس وقت آئی ہے اور کیا کر رہی ہے میں نے جو کچھ بھی بات تھی کہ نہی۔ راجا۔ انگیزہ۔ کہا دیا پھر وہ وہی ہے۔ ایسے خوش ہوئے کہ بیان سے باہر ہوئے۔ چنانچہ میں نے مجھے انہی انہی چیزیں لکھا

ہیں اور میری اس بھانجی کو بھی کیا کرتے ہیں دیکھو میں ابھی جاتی ہوں اور سچا
روانہ ادا کر جاتی ہوں وہ گھوڑا اور سوار اور خود میں اور اس کے دو چاند
مصاحب۔

ام کلثوم، کلثوم، دو تو بچے انتخاب مصحفی اہل پایا چند ہی منٹ میں بن گئی
سوار آ گئے۔

قاری النور ہے۔ (گھوڑے سے دو ترکر اور قاضی کے سپرد ہاتھ رکھ کر)
کہیں ابھی مجھے کیوں بلایا۔

قاضی۔ سیرت باپ بیچ عبد اللہ بھی لڑی کی جنگ میں فہید ہو گئے اور
شیخ محمد صالح بھی اس کی بیٹی بہت مدد میں ہیں انھیں کھاتی ہیں میری
عین سبقتیں۔ ایمان ابھی میری ہی طرح خوش ہیں۔ سردار صاحب یہ لڑی
بات نہیں غرضی کی بات ہے، میں اپنے ایک دیکھ رہی ہوں دیکھنے وہ
کھڑے مسکرا رہے ہیں اور مجھے بلاتے ہیں۔

عمود چوہدری گھوڑے پر بیٹھے اس کا لشکر میں رہتے تھے۔
محمد صالح کا نام مسٹر جگر اسے گھوڑے سے کوسے اور اس کی بخش کے
سرانے بھٹکر آپ دیدہ ہو گئے زبان بکھر نہیں گئے تھے مگر آنسو ٹپ ٹپ
گرہ رہے تھے۔

ام کلثوم، آپ کب آتے ہر گز کہ سلام ہی نہیں ہوا۔ خود محمد صالح کو
بھی لکھ دیا تھا میں محبت سے ضرور لکھ دیا، چہ کہاں کے دل میں ہو گا آپ بظاہر
کر جاتے آپ سے جو کہ آپ بظاہر کون عطا میں ابھی ہیں کہ نفس بکھر
سبیل میں پہنچ جاتی آہٹکے جو سپرد خاک ہوئی۔

عمود بہت شہسوار بھڑکی ہوئی آواز میں ایمان لب کو آ یا میں بھٹنا تھا

کہ عظیم صالح کسی دوسرے محاذ پر ہیں اسی وجہ سے میں نے غازی انور کے لئے
 بھی نہیں دیا۔ وقت کیا آج کے سرکار میں بھی چچا انیس چیس دیکھا افسوس
 صد افسوس دیکھا پتار فنی و پور و جہان موجود تھا اور جہان جنت کو غیر پہنچا
 غیر ہم سب اس دنیا کے جہان آئے ہیں میں موجود ہوں مجھے اپنا کام سمجھنے
 اور جو کام ہو مجھ سے کہئے اگر زندہ بچا تو آپ لوگوں کی پوری آراہ کے ساتھ
 بیسی بیوی بچا دو نکلا۔ کہ کلثوم جہان کے قریب ہی برقعہ پر مل بیٹھی تھی اس وقت
 مخاطب ہو کر) میں تمہیں کیونکر سمجھاؤں ماں باپ دنیا میں بڑی چیز ہوتے
 ہیں خدا تمہیں صبر دے۔ میں لوگوں کی صحبت تم نے اور عثمانی اور جن کی
 عزیت میں اتنی بڑھ چکی ہو کہ بڑے قہر کی نگاہیں ہیں تم کو سوچنا چاہئے
 کہ وہ اس موقع پر کیا کر سکتے ہیں۔ وہی تم بھی کرو اور مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھو
 کوئی بات ایسی نہ ہو کہ جو میں تمہارے لئے نہ کر سکوں تمہیں عظیم صالح کی
 میں ابھی یاد دلاؤں گا میں۔ اسے میں انور کے قافلہ کا ہاتھ پکڑے دو تون
 تھکوں کے پاس کلام مجید کی سورتیں آہستہ آہستہ پڑھتے ہوئے آئے اور
 محمود سے مخاطب ہوئے

انور کے کیا تم عظیم صالح سے واقف تھے ؟

محمود۔ واقف ؟ درحالت کی نشست ہر وقت کا، عثمانیوں کا کھانا پینا۔ آ
 ساتھ تھا۔ ڈاکٹر، قاضی احمد کے جیسے رفیقوں میں تھے ہر لمحہ ان کے ساتھ
 رہتے۔ سولہ مشورہ برس کا ساتھ ہے۔ یہ ان کی صاحبزادی کلثوم ہیں ڈاکٹر
 نے اپنی اولاد کی طرح ان کی تعلیم و تربیت کی ہے۔ اگر پرہیزگاری، خدائی، علم
 اور سچی زبانوں میں بھاق ہیں۔ والدین کی محبت میں یہ بھی اس عباد میں
 فخر کیا ہوتی ہیں ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیوی کی مرضی غرضی تھی۔

باب (۱۴)

ساکنانِ بیہوشی

ملوکاتِ محلِ جہنمی سورہی ایک آہام کر سکی ہے بڑی ہوتی ہے بھاری
 وہ جس کو خدا نے بنا دیا ہے چہرہ اور حرکات سکناات بھی ستانہ دل
 کی جتنی جانتی تصویرِ معلوم ہوتی وہ وہ اور نگہ خدا کر کے ہر بھاری بھی ہوتی ہے
 جب نصیب و نعمت ملوکاتِ بارِ عطا کوئی بنا کر کھلی ہو تپ آن محلِ اشک و سب
 غفلت ہے۔ اہی چارہ روز ہستہ ہے کہ اگر سے اپنی بھاری محو ہو کر ہے
 بھوجیہ ہو کر ہو کر ہستی وہ پر سے اپنی ہستہ کے ہر سب کا فائدہ ہوتا ہے
 ڈاکٹرِ حقایق پر پڑتے جاتے۔ سبہ نفسِ خدا کے گھر سے کوئی بہت بڑی
 اور غلطی اب بھی تو ان بہتوں۔ غفلت رہتی ہے انسانی جہاں سے گھٹا ہے محو
 طراپس سے ہمارے یہاں ہے اور غفلت علیٰ کمال۔ جتنی وہ لڑائی کا نام ہے اور طرح
 طرح کے خصوصیات اور ہر سے خیالات ہر وقت گھوڑا بہتہ ہیں کسی وقت اگر
 کچھ ہی گھٹا ہے تو یہ یہاں سے جو باپ کی کھلی مٹی تصویر ہیں نام خدا اب
 سر کرنے اور طرح ظاہر بھی کوئی ہے وہ ہستی نہ جہاں کو خدا کو کہ چہ
 گھوڑی میں وہاں بہت اور کھلی ہے جی کہ یہ بہت ہے۔ اہی جہاں اصل نہایت ہو کہ
 مانے غور و تدبیر ہو گئی۔ جگہس میں اب وہ بھوس نہیں۔ جہاں جو چہ ہو کہ ہے
 نہیں۔ جہاں اور شہ کی تیار کی ہیں تیار رہی وہ بھی نہ نہیں۔ گھر یہ کہ
 وہ کہہ ان دونوں جگہوں کے بھی تو جان لڑائی علی : ان کو ان کو جان لڑائی

رات و دن دیکھ کر ہمارے دل میں ہوش بدھیں خدا نیاں کون نہیں تھیں مگر جس سے ہوتا
 ملک بھی نہیں خبر گیری بھی کرتیں سنی ہو گئیں سنی تھیں پڑی پڑی سب
 دیکھا گئیں ہوش جو اس باب درست ہوئے کچھ بولے جانے لگیں تو غلطی
 غلطی ہوئی جاتی تھیں اظہار آپ خطیہ نہ کیجئے یہی گڑبڑ غلطی وضع
 تو کچھ کرتی تھیں آپ سب کو یہ یقین کرتی ہوئی مگر سنا کر غلط۔ سرور ہی
 تو کچھ بھری ہوئی تھیں۔ اشارہ وہی ہیں وہیں کرتیں اور اشارہ ہی سے
 سیکڑا دن کوئے کا سنا بنا کر پچھتیں اگر کیا کرتی ہوتی۔

خدا خدا کر کے وہ پریشانی کا راز دکلا آپ اپنے غم آئین تو یہ نہیں ہے
 کہ مجاہدی کی شاندار ہی ہیں اپنی عمارتیں چھوڑ دیں شوکت محل کتب خانہ
 خانہ سبھی میں تو اٹھایا ناگوار چاہے اس کو بھی بندہ ساتھ اس طرح دوتا نا
 چاہتی ہیں لیکن غریب جھوس بکر و گروہ دیں بھی کسی ساتھ ہوئیں نہیں کر سکتے
 سنست ہو چکا خود کر کے اپنے گروہ میں پڑی رہیں اس وقت بھی سرور ہی تھا
 شوکت کے بیان آئی ہیں اور ایک آسام کر سی پڑی ہوئی چاروں طرف
 نظروں اور ڈار ہی ہیں خود شوکت معلوم نہیں کس ضرورت سے کسی اور سے
 کر رہیں گئی ہوئی ہیں وہاں سے فرصت کر کے آئیں تو ہی سرور ہی کو سوجھنا
 شوکت۔ اسے ہے تم کھلی پڑی ہو چکے جاگیروں دایا۔

سرور ہی۔ بس یہی تو میرے آگ لگتی ہے آئین اور گھین جانے مجھ
 گروہ کی کس دن عمارت پڑی تھی کہ شوکت ہمارے صاحب کے کہتے
 کو کہ جو بس لگتی رہیں تم ہر دن نہیں آئیں کیا ہے لگتی اغشیاتی کے باب
 بعض خوش تر رہی سے کچھ باتیں کر رہی تھی تاہم کا پڑا اچھا تھا وہیں
 دیکھنے لگتی تھی ایک ہر آگ کوں سیکڑوں جاسے کہ رہی ہیں خیر ہوں ملی

طبیعت سے تکرور ہونے کا معنی نہیں کہ شوکت کی تصویر سامنے کھڑی ہے۔
 نہ اس سے کام نہ رسولؐ سے تھک رہا دلی سڑن جھانک رہی آتی ہو تو شوکت
 ہون تو واہ۔ واہ اور نہ ہون تو واہ۔ واہ کر رہا تو ہے ات کی پو تو ہے بھی لگی
 سہا سہا اس دہست ہونے میں تو چھوٹ سوجا کرتی ہوں کہ باغیچہ سبز احقر
 کیا ہو تا ہے مری تو اس دل کے کار ای سہی جھنپ چلی جاؤں گی۔ ہے ہے
 سکر ٹھکر ٹھکر میں پوچھیں گے "میرا رب کوئی" میں جواب دوں گی "شوکت"
 وہ آنکھیں نکال کر کہیں گے "ہر خط" ہر سوال کریں گے تو کس کی دست میں
 میں نکوت گی "شوکت کی" سوئی ہی تھا۔ تو کچھ نہ چا چکا۔ جاری چاند لگی
 ہو گی جان نہ چھاتی ہے زبان دوزخ جلا لگی ہم اسی کے چمکے۔

شوکت! ابتر! ہے! اندر کا جھوٹا غار مجھ پر ہے آج چلاؤں ہے کہ
 دن کہہ ہی نہ سکی میری آنکھیں تو صبح ہونے تم کو نہ ہوتا ہی میں غار
 پاؤں باز لگی تھا اس نے بھول چنے تو نہ ہے ابلی باتیوں میں اور بچاؤ
 تم کو۔ قہر ہی جو اکثر سولی ہوتی ہو کھڑے کی بلاتیں میں اور چلی آئی۔
 سرور ہی کہیں جو طرہ دینی سے نہ میں جو آئی میرے سوا کوئی پاس کھڑا
 ہو چلا رواں دواں ہو گا مرزا! اندر کرے ایسا ہی جو۔ چھوٹ میرے پاس ہے
 بگڑ کر کہیں نہ چاند لگی۔

شوکت۔ بگڑتا کہ سہی ہے زبان بھڑکے خاک چائے بڑی بہت ہے
 صاحب چارے نہ میں ہوا آئے گئے کھائی لینے پاس بیٹھنے نہ ہے
 سرور ہی بگڑ صاحب کو چھین آئے ان کی ٹہنی سے ہر گئے بیٹھے رچنے گئے
 چمکے کس طرح کہا ہے غلوٹ جلوت۔ ابلی میں تو تو آئی۔ رہتی ہے طرم جوا
 سب تیری بدلت ہوں کھائی بادشاہ میں کو کھانا سے جتنی دیر وہ گھوڑی

رہتے ہیں تو مجھ سے انگ ہوتی ہے نہ کا ملائی کیوں ہے
 سرور کی۔ ایک دن چرتا ہی ہے ہا سو گرنی بکے سڑن جاوے ہے الٹی اسی
 ہے کہ میں ہے دو لکھ سے بھی نہ ملوں اُن کو بھی چھوڑ دوں دلیا دوں دونوں
 خراب ہوں اے اندر چین کیا کروں۔
 شوکت۔ تم بھی بھی باغ ہو باغ ہو جی جی جاوے نہیں تو کیسے بھری خفا
 ۱۱۔ بے چین بگڑتے ہی ہونگے کہ کیسے وقت کھوے ہیں شوق شیشی ہیں جب دیکھو شوکت
 کے پاس وہ تو کتنے بچا ہے اسی سیدھے سادے ہیں کسی باغ میں غم نہیں
 ہوتے۔ دوسرا ہوتا تو نہ ہی صاحب قدر و عظمت معلوم ہو جاتی۔ دوسری
 کر اپنا خیر ملو کتا نہیں۔

سرور کی۔ میں خوش میرا دل خوش اظہار کی کہ اس کی روزی تو سے ہیں
 تو نہ ہی بیٹھ خور ڈی کما سکتی ہوں اپنے دل کی مالک ہوں کہ گری چلی نہیں
 وہیں دولت کچھ افسر نے خود کیا کم ہوا ہے آج سے نہیں بھولے سے رہا ہیں
 حال ہے۔ بکے بعض دن دو تنگے رات کو چل ادا تھا ہے اور غم نہیں ہوں
 اور بے اختیار ہی چاہتا ہے کہ تنگے سے اس آؤں بچے کے کواڑ کھلے ہے
 ہی ہوں۔ وہ تو کہو کہ ملتان کا خیال آجائے چہ چاہتی ہوں دوست
 کہ کر لیٹ رہتی ہوں وہ اپنا دوسرا نکاح کر لیں تو بیت اچھا ہے جتنے
 کئی دفعہ کہا بھی وہ مرد لکھ بھی ہوں اپنے لئے کہ لیا ہو جاتا ہے کہتا ہو
 کہ رات تو ہر حال میں میری ہے اب جاؤ اس کا کیا ہو اب سے میں چہر مری ہوں
 اور وہ چہرے ملے اور تم اس سے بگڑتی ہیں نہیں عجب عاشق ہے کیوں شوکت
 مرد سے اور باجاستہ کہتے تو خروار پا کا یہ کاسو کون میں لڑائیوں کیوں ہوتی
 ہیں حسد نہیں کیوں خیالی ہوں۔

شوکت۔ سیری چالے رہا بات کے اندر بات نکالتی جاتی ہے زبان بگڑتی
 کیا ہے نہیں۔

سرور علی کی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ اپنی ساری زندگی میں جہاد کی بات کرتے رہے اور ان کے فوجی کارکنوں اور پیروؤں کے ہر فرد کو جہاد کی بات کرتے رہے۔

لیٹیٹوس (اڑھائی ہونے) کے واسطے چھوٹا ہی عمر بھی کافی۔

طوبت سے اس کو گھوڑی پر کیا گئی مرنے والی حالت میں اس نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میری قبر پر ایک درخت لگایا جائے جس سے ہر مسکین کو پانی ملے اور ہر محتاج کو کھانا ملے۔

سرور سی۔ اور انھیں شکر ہے کہ آپ نے میری تھی سیکرٹری کو اجازت کر کے
خبریں لکھی ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ گھات گھات کا پانی ہے۔ یہ بھی ہے۔ انھیں کہتے ہیں
کہ وہ انھیں کوئی قوم ایسی ہے جو دیگر مسالہ کو نہیں جانتی۔ انھیں کہتے ہیں کہ
میں سرکار میں ہوں۔ انھیں کہتے ہیں کہ انھیں خدا کا ایک سونے والا گھر ہے۔

عصافہ لیا۔ اور حیدرآباد سے ملحقہ زمینیں، جسینی کے سمندر میں فوڈرین لاکھیرم
میں اور نما میں وہاں سے غوطہ مارا تو جہاں جہاں کے ٹھیکین جلیں ہیں (جن کا
میں انگوٹھی البتہ اس کے پیچے مرستی۔ وہی ہو گئی۔ آدمی سے مراد وہی سوکھ کے
کا تاج چو گئی۔ باپ کو چھوڑا۔ ان کو چھوڑا۔ اس میں سے کتا روکا سب پر کھلے

اور اے دوڑے پھرتے تھے اور میں سب کو کانٹے دروازے تھی اور میں نے
افسانہ کو ہر ایک پر ختم کیا ہے۔ سب سے پہلے وہ بیانیہ کلچر ہے جو
نبی الشریعہ کو جاننا دیتی ہے اور میں نے اسے کیا اس میں وہ ہے
میں نے اس میں اس کو توڑ دیا ہے اور اسے اس کے

ایسا عذاب۔ درہنہ بی سار پہ کو بے صورت۔ کچلے جھوڑے پر چڑھا کا کانی
 جاتیل کو اس کی ڈر دیکھتی۔ اُس پر چاندنی میں پرانی جاتیل سے منہ موڑتی یہ
 سوتیلی بی بی تو نہ ہو گا جن اور اس کو چھوڑ دی ہو گی تو بھی بستی بن کر گھر تو بھی
 شوکت۔ (ہنس کر) سر پر کچھ دل میں ہو گا دل (بھی طرح سے بھڑاس نکال
 لے آگرہ میں زبان بند بھی یہی احسان کیا اوس کی کسر جان نکلتا چاہتے
 سرور ی۔ (منہ چڑھا کر) کسر تو اوس سے نکلتی ہے جس کے غرق کچھ اور چھ
 بڑے بڑے میں گھوڑی سو دلوں میں وہ پیدا ہوا ہے تم سے سر پر نہیں ہو سکتی
 ظہر اب لڑائی جاتے وہ غنڈے ہی سے میرے سوال کا جواب دو۔
 شوکت۔ ہر وہی فیضان لے کر گئی، کھلتی آری، طاقت میں کیا قانون کہ
 سو کہیں ایک دوسرے سے کیوں بھتی ہیں سزا اگر نہ لے دوسری غادی کی اور
 نہ ہو طاقت کو اس کی جرأت ہوئی۔ (بھی نہیں ہوئی یا بھری تو جانتی بھی۔) خراج
 عجب چیز ہے تم (اکڑ کے کوسوں بار طاقت کے کوسوں)۔ (منہ ہونے تو ہم کو شوکت
 وہ توں کو سلوم ہو جائیگا۔)

بلقیس۔ (ہنس کر سرور ی سے) اما ہی نہ گھوڑا کو نہ سوال ہے میں تو جانتی
 ہوں کہ اپنا طریقہ اگر کیوں بھی نہیں جانتا اس کا نام سوچاؤ وہ بھی ہے۔

سرور ی۔ یہی تو ہی جانتی ہوں کہ کیوں نہیں جانتا۔ (دوسرے چاروں میں
 کہنے لگیں کہ نہ وہ ہی نام میں غلط دانا چاہتے ہیں اگر ایک بی بی اور
 نے آتے تو یہی بی بی مرغ نہ ہو اور اس سے کام لیں حکومت کہنے کے لئے لڑا
 جاتا ہے۔)

شوکت۔ ہر گز، ختم کے کانی میرے بار طاقت میں اسی سے زیادہ محبت کو نہیں
 سرور ی۔ کرینہ میری جوتی سے میں اس کی محبت کی جو کئی کب ہوں ڈالنے

میں نہ اب بند ہوں نہ شب بھر نہ گی۔

بلقیس۔ بائی آپ کی سی طبیعت تو ہر ایک کی نہیں ہوتی جیڑی ہی بیان
آپ کو ایسی نہیں گی جو اپنے غم ہوں پہلاری پھیڑی۔ پتی پتی اٹھی بات اٹھتی
نہیں۔ بیان کہیں دن تو دن ہے بیان کہیں رات تو رات ہے وہ کیا کریں
اٹھی آنکھوں میں تو اپنی محبت کی شکر کدہ دیکھ کر غم اور فرح زنگی گنگوڑی
بھرن چھاتے گی۔ موت ہر وقت آگئیں گی۔

سرور سی۔ ایسی صورتوں کو بھی کبھتے کام لیتا چاہتے ہیں پیار اسے تو
سہان کی پیاری بھی پیاری ہوتا چاہتے۔

شوکت۔ نہیں ہوتی گنگوڑی نظرت کو کیا کریں۔ (ہنس کر) بارغاء حسن
کی جگہ پر نقاری اور لحا میں ہوتی تو قباب سے زیادہ مجھ سے محبت کریں ہر میں
ایک دیکھ کر اے آئی اور موت تم کو کورج ہو تاکہ نہ ہوتا۔
سرور سی۔ عزوہ ہوتا میں اپنی اور نقاری جان ایک کر دیتی تو ابھی شکوہ کیا
اور نہیں بھی شکوہ دیکر خدا رکھتی کر پیری سی محبت میں تو ہنسے میں شہر عاشق ہوتا
عاشق۔

شوکت۔ عورتیں اپنے غم ہوں کے ساتھ اس سے زیادہ محبت کرتی ہیں کتنی
حم محبت کرتی ہیں۔

سرور سی۔ جھوٹ۔ بالکل جھوٹ بری نہیں سکتا۔ اگر چہ گی بھی تو سرور
ہلکا۔

شوکت۔ تم تو مجھ غم میں بھی غم کو نہ دیتیں۔ سیر مطلب یہ ہے کہ اپنی محبت بھی
ان کی محبت میں نفسانی غم نہیں بھی شامل ہوتی ہیں اس لیے کہ وہ اس کی ہوتی ہیں
ہے۔

مسرور کی۔ دل محبت کا دامن درجہ کہاں محض عرض ہی عرض ہوئی ہے جھوٹا دے
 برائے ہوئے پیار و اخلاص کا رنگ پھر جیتی ہوئے غرضی ظاہر کو دیکھتی ہے نہیں اور نہ
 ظاہر ہی دلی کو پہلے سے اگر ایک در مسرت کو، بھیریں تو محبت کا بیج دل میں بکھیر سکتا